سہ ماہی

مدحت

لاہور

میرِ کاروانِ نعتِ جدید **حضرت حفیظ تائب** رح

مدیر

ڈاکٹر سرور حسین نقشبندی

+92 300 844 2475

midhatlahore@gmail.com

جلد نمبر 8

شمارہ نمبر 1 جنوری تا مارچ 2024ء

+

شمارہ نمبر 2 اپریل تا جون 2024ء

Midhat 22
Special Edition

Price: 500/-

Account Detail

الائیڈ بنک لمیٹڈ

(فیروزپور روڈ برانچ-لاہور پاکستان)

A/c Name: **Naat Forum**

A/c No.
PK35ABPA0010005065800019

Branch Code: **0598**

مرکزی دفتر:

Office # 26, 2nd Floor, Big City Plaza,
Liberty, Gulberg III, Lahore. Ph: 042-35774050
Email: midhatlahore@gmail.com
Web: www.naatforum.com

زیرِ اہتمام:

نعت فورم انٹرنیشنل

کسی بھی جگہ سے "مدحت" کے حصول کے لئے رابطہ کریں

سرکولیشن انچارج:

محمد احمد پراچہ 03204522709

ظہیر احمد 0322-4471996

ناشر محمد سرور حسین نے بابا جانی پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر آفس نمبر 26، 2nd فلور، بگ سٹی پلازہ لبرٹی مارکیٹ گلبرگ لاہور سے جاری کیا

تقسیم کار

طٰہٰ پبلی کیشنز، اُردو بازار لاہور

0333-4470509

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فہرست برائے مدحت خصوصی شمارہ

اظہاریہ: "نعت قومی و بین الاقوامی تناظرات" 5

تحقیقی و تنقیدی تناظرات

1-ڈاکٹر عزیز احسن۔۔۔۔۔۔قومی و بین الاقوامی شعری ہیئتیں اور عصری نعت 13

2-ڈاکٹر شبیر احمد قادری۔۔۔۔نعتیہ تراجم کی ضرورت و اہمیت اور سفارشات 86

3-علامہ محمد شہزاد مجددی۔۔۔۔نعتیہ شاعری میں اقتباس حدیث کی روایت کا تحقیقی مطالعہ 91

5-ڈاکٹر مجاہد احمد۔۔۔۔۔۔۔۔۔پاکستان میں عربی نعتیہ ادب 135

6-ڈاکٹر شاہد اشرف۔۔۔۔۔۔نعتیہ نظم کے عصری رجحانات 145

7-ارسلان اللہ خان۔۔۔۔۔۔صوفیانہ شعری ادب میں نعتیہ تناظرات 154

8-پروفیسر ظفر الحق چشتی۔۔۔۔ابوجہل اور نعت مصطفےٰ 166

9-پروفیسر شوکت محمود شوکت۔۔اردو کے کلاسیکی شعری ادب میں نعتیہ تناظرات 178

10-ڈاکٹر کنیز فاطمہ، نسیم اختر ڈوگر۔۔نعت کا لغوی و اصطلاحی تناظر: ایک مطالعہ 192

11-ڈاکٹر سید ریحان الحسن گیلانی۔۔اردو میں معراج ناموں کی روایت 217

12-علی سعد قادری۔۔۔۔۔۔۔۔۔حیات قلب میں نعت کے ناگزیر اثرات 224

13-ثمینہ شوکت۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نعت گوئی کی روایت کا اجمالی جائزہ 233

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شخصی و علاقائی نعتیہ تناظرات

14-ڈاکٹر اویس سرور۔۔۔۔۔۔حضرت کعب بن زہیر کے نعتیہ قصیدہ" بانت سعاد" کا تحقیقی مطالعہ 245

15-ڈاکٹر مفتی حافظ عرفان اللہ۔۔کلام نصیر الدین گولڑوی میں قرآنی اقتباسات کا تحقیقی جائزہ 258

16-سلمہ خان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قصیدہ ءحسان کا فنی و موضوعاتی مطالعہ 273

17-میاں ساجد علی۔۔۔۔۔۔۔"پس چہ باید کرد اے اقوام شرق" میں نعت کا پہلو 286

18-شگفتہ عثمانی، ڈاکٹر الماس خانم۔۔ریاض حسین چوہدری کی شاعری کے موضوعاتی و فنی رجحانات 292

19-مومنہ شکیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر نذر عابد کی نعتیہ شاعری کا موضوعاتی مطالعہ 315

20-ڈاکٹر عادل سعید قریشی۔۔۔۔۔ہزارہ میں اردو نعت: باختصاص سہیل احمد صمیم کی نعت گوئی 328

بین الاقوامی نعتیہ تناظرات

21-ڈاکٹر غلام محی الدین۔۔۔۔اردو نعتیہ شاعری میں قضیہء فلسطین 363

22-عابد رشید۔۔۔۔۔۔۔۔۔شکاگو میں نعت نگاری کا ارتقاء اور امریکہ میں نعت کی تاریخ 373

23-سمعیہ ناز اقبال۔۔۔۔۔۔برطانیہ کے نعت گو شعرا کا تذکرہ 378

24-ڈاکٹر سکینہ راسمیلی بہادر۔۔ماریشس میں نعتیہ شاعری فروغ 391

25-مدیحہ عمر۔۔۔۔۔۔۔۔National & International Naat Symposium **403**

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اظہاریہ:
نعت: قومی و بین الاقوامی تناظرات

صنف نعت یک موضوعی ہونے کے باوجود کثیر الجہاتی صنف سخن ہے۔مرکزیت ذات ممدوح محبت کا بنیادی نکتہ ہے جس کے گرد مدح کی پرکار کا جمالیاتی دائرہ وسعت کون ومکاں کے لامتناہی موضوعات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔صدیوں سے یہ مبارک موضوع اہل سخن کے ذہنوں پر دستک دے رہا ہے مگر نہ تو آج تک موضوعات مدحت کے کسی ایک پہلو کا احاطہ ممکن ہو سکا اور نہ ہی صاحب نعت کی ذات سے وابستہ حوالوں کی گنتی کی جا سکی۔تخلیق نعت اولاً شاعر کی ذہنی وفکری سطح پر ظہور پذیر ہوتی ہے اور جوں جوں یہ وابستگی مستحکم ہوتی چلی جاتی ہے فکر وفن کے زاویے بھی اجتماعیت آشنا ہوتے چلے جاتے ہیں اور جب یہ نسبت دوام پذیر ہوکر مزید آگے بڑھتی ہے تو پھر ذہن انسانی کا تخیلاتی کینوس لامحدودیت کے دائروں تک رسائی پانے لگتا ہے۔نعت کا موضوع تخلیق کار کے فکری تنوع کے ساتھ ساتھ ہی وسعت پذیر ہوتا چلا جاتا ہے اور یوں اس کے مضامین نعت بھی نئے سے نئے آفاق کی طرف کمند خیال ڈالنے لگتے ہیں۔یعنی جوں جوں خیال کا دائرہ وسیع ہوتا چلا جاتا ہے ہماری محدودیتِ مدحت لامتناہی زاویوں کی طرف قدم بڑھانے لگتی ہے۔

گزشتہ دو دہائیوں میں نعت کے تخلیقی اور تحقیقی سرمائے میں گراں قدر اضافے نے ایک طرف تو نعتیہ ادب کو حد درجہ ثروت مند کیا ہے تو دوسری طرف علم کی اس دریافت نے دراصل ان جہات پر کام کرنے کے نئے امکانات کو بھی روشن کیا ہے۔قومی ادبی نعت کانفرنس ۲۰۲۴ کا موضوع نعت کے قومی و بین الاقوامی منظرنامے کا خاکہ بنانے کی ایک کوشش ہے جس کے کچھ عکس ہی دکھائے جا سکتے ہیں۔یہ موضوع خود اپنے اندر لامتناہیت کے سلسلے کو جذب کئے ہوئے ہے جس کے باطن میں تہہ در تہہ گہرائیوں کی پرتیں کھلتی محسوس ہوتی ہیں۔نعت کے محققین کو ایک طرف تاریخ کے صفحات پر نعت کے موضوعات اور شخصیات کی ایک طویل فہرست کے کام کو موجودہ اور آئندہ نسلوں کے سامنے لانا ہے اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دوسری طرف قومی سطح پر موجود نعتیہ تخلیقی ادب کے خدو خال کی تہذیب اور ترتیب کے عمل کو بھی آگے بڑھانا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر نعتیہ سرمائے کی کھوج کا کام بھی کرنا ہے۔اس طرح نعت کے محققین اور نقاد کے لئے گزشتہ چند سالوں میں نعت پر ہونے والے وقیع کام نے ذمہ داریوں کے دائرے کو اور وسیع تر کر دیا ہے۔یعنی ایک طرف ہم گزشتہ دو دہائیوں میں نعت پر ہونے والے کام سے قلبی اطمینان بھی محسوس کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ دریافت دراصل اس مبارک موضوع کا مختلف جہتوں سے حرف آغاز بھی محسوس ہوتی ہے کہ علم کی ہر جہت دراصل اس زاویئے کے اگلے مرحلوں سے روشناس کرانے کا بھی سبب بنتی ہے۔اسے کچھ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ نعت کے موضوع پر اب تک ہونے والے کام نے دراصل نعت پر علمی و تحقیقی کام کے مختلف بند دروازے کھول دیئے ہیں جس میں داخل ہونے اور اس کے اندر موجود خزانوں کی کھوج لگانے کا راستہ کھولا ہے۔

مختلف شعری ہیئتوں میں نعت کی روایت کو دیکھیں تو اس کا ذخیرہ بھی ہر آنے والے دن کے ساتھ ارتقائی منازل طے کرتا چلا جا رہا ہے۔علاقائی شعری اصناف کے ساتھ ساتھ قومی اور بین الاقوامی ادبی اصناف شعری میں بھی نعت کے جلوے ضور یز ہیں۔نعت کے شاعر کی توجہ علاقائی وقومی دائروں سے پھیل کر بین الاقوامی اصناف سخن تک پہنچ رہی ہے جو اس کی ذہنی وفکری رفعت کی آئینہ دار ہے۔ہمارا عصری شعری سرمایہ غزل کے ساتھ ساتھ دیگر اصناف شعری کو بھی اپنے اندر سموتا چلا جا رہا ہے جس کی بہت ضرورت بھی ہے تاکہ نعتیہ تخلیقات کا دائرہ موضوعاتی اور فنی اعتبار سے مزید ارتقاء پذیر ہوتا چلا جائے۔

شعری ہیئتوں کے ساتھ ساتھ قومی و بین الاقوامی زبانوں میں بھی نعت کا بہت سارا کام سامنے آیا ہے جس کی طرف محققین نعت کو مزید متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔بہت ساری زبانوں میں ابھی بھی نعت کا کام نعت کے محقق کی راہ دیکھ رہا ہے جسے وسیع تر تناظر میں دیکھا جانا چاہئے۔ہماری کلاسیکی اردو شاعری کے نمائندہ شعراء کے ساتھ ساتھ عہد بہ عہد دیگر شعراء کے ہاں بھی نعتیہ سرمائے کی دریافت کا عمل پیش قدمی اور سرعت کا متقاضی ہے۔مختلف جامعات کے اساتذہ کرام جن کے پاس طلبہ موضوعات کے لیے سرگرداں رہتے ہیں انھیں اس حوالے سے ایک پورا لائحہ عمل ترتیب دینے کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ضرورت ہے جس میں ہر محقق کے ذہنی وفکری رجحان اور صلاحیت کو سامنے رکھتے ہوئے اسے نعتیہ موضوع کی طرف راغب کیا جائے تا کہ نعت کا تحقیقی وتخلیقی سرمایہ وسیع تر ہو سکے۔ بالکل سامنے کے موضوعات اور شخصیات کے ساتھ ساتھ تاریخ کے روزنوں میں جھانکنا بھی ازبس ضروری ہے۔اسی طرح نعت سے منسلک شخصیات کے فنی اور موضوعاتی رجحانات بھی بہت اہمیت کے حامل ہے۔ ہر تخلیق کار کا ایک فکری زاویہ وقت گزرنے کے ساتھ شعوری طور پر ترتیب پارہا ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ ارتقائی منازل طے کرتا ہوا ایک لہجے کی تشکیل کا سبب بنتا ہے۔نعت کے نمائندہ شعرا کا یہ موضوعاتی اور فنی تسلسل اور ارتقاء بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اسے بھی ایک خاص تناظر میں دیکھا اور پرکھا جانا چاہئے۔ بین الاقوامی سطح پر نعت کے مختلف لہجے اور ذائقے بھی سوشل میڈیا کی بدولت سامنے آتے چلے جارہے ہیں جو ہمیں نعت کے مختلف تہذیبی تناظرات سے متعارف کرواتے ہیں جن کو بروئے کار لاتے ہوئے نعتیہ شاعری اور نعت خوانی میں نئی روح پھونکی جاسکتی ہے۔اردو کی ادبی تحریکات میں نعت پر ہونے والا کام بھی اب ایک خاص گہرائی اور توجہ کا متقاضی ہے جس میں نعت کے نئے تناظرات سامنے آسکتے ہیں۔

نعت کے شاعر پر ایک بہت بڑی ذمہ داری قومی و بین الاقوامی حالات کے تناظر میں امت مسلمہ کے احوال پر نظر رکھنا اور اسے اپنے شعری موضوعات کے احاطے میں لے کر آنا دن بدن بہت اہمیت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔ امت مسلمہ کا بکھرا ہوا شیرازہ، علمی، فکری، معاشی، اخلاقی، سائنسی وعسکری کمزوری اور مغربی اقوام کے زیرنگیں ہونے کے سبب ہر ذی شعور کے ذہنی تفکرات میں اضافہ کرتا چلا جارہا ہے اور شاعر کی حساسیت ایک عام آدمی سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ان سارے موضوعات کو ایک نئے قرینے سے نعت میں برتنے کی ضرورت ہے۔

نعت کے حوالے سے قومی و بین الاقوامی سطح پر مختلف ادارے بھی اپنی اپنی سطح پر عرصہ دراز سے کام کرتے چلے آرہے ہیں جس کی کچھ جھلکیاں آپ کو اس شمارے میں بھی دکھائی دیں گی جو ہوسکتا ہے آپ کے لیے کچھ نئی بھی ہوں لیکن ان اداروں کی ادبی اور دینی خدمات کو وسیع تر تناظر میں دیکھنے اور ان کے کام کو سامنے لانے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اس طرح کی بہت ساری تنظیمات اور ادارے قومی و بین الاقوامی سطح پر نعت کی خدمت مختلف خطوں میں سرانجام دے رہے ہیں جن کا کام تحقیقی سطح پر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سمیٹنے کی ضرورت ہے۔

الحمدللہ تیسری قومی ادبی کانفرنس ۲۰۲۴ کے حوالے سے یہ خصوصی شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے جس میں ان تمام زاویوں پر کچھ نہ کچھ کام کروانے کی سعی کی گئی ہے جسے نعت کو اس وسیع تر تناظر میں دیکھنے کی طرف ابتدائی قدم قرار دیا جاسکتا۔جس کے سبب نعت کے طالب علموں اور محققین کے لئے کچھ نئے آفاق کی عقدہ کشائی اور کچھ نئے زاویوں کی طرف فکری سمت نمائی میں رہنمائی مل سکتی ہے۔ نعت کے حوالے سے یہ کانفرنس آہستہ آہستہ اہل نعت کے دلوں کے قریب تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔میری خواہش ہے کہ یہ کانفرنس وقت کے ساتھ نعت کے موضوع پر ایسا معتبر پلیٹ فارم بن جائے کہ جس کی طرف دنیا بھر سے اہل نعت کھنچے چلے آئیں اور یہ کسی بھی بڑی ادبی کانفرنس سے کسی بھی طور کم نہ ہو بلکہ محدود وسائل میں یہ بڑی ادبی کانفرنسز کے شانہ بشانہ کھڑی ہو اور ان شاءاللہ اب وہ وقت زیادہ دور نہیں۔

منہاج یونیورسٹی لاہور میں قائم ہونے والے حسان بن ثابت سینٹر فار ریسرچ ان نعت لٹریچر نے بہت کم عرصے میں دنیا بھر کے وابستگان نعت کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی ہے جس کے تحت نعت پر مختلف جہات سے یونیورسٹی کی سطح پر علمی تناظر میں کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ایچ ای سی سے ''ڈپلومہ ان نعت سٹڈیز'' کی منظوری ہو جانے پر اب کورس ورک کی تیاری کا عمل جاری ہے جس کے نتیجے میں بہت جلد ملک میں ایسے سکالرز کی کھیپ پیدا ہو گی جو نعتیہ تناظرات کو ایک نئے انداز سے علمی سطح پر آگے بڑھانے میں معاون ہوں گے۔قومی ادبی نعت کانفرنس کو یونیورسٹی کی سطح پر بھرپور سرپرستی میسر آنے کے سبب اس کے علمی و فکری وقار میں اضافہ ہوا ہے۔ڈپٹی چیئر مین بورڈ آف گورنرز ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی ذاتی دلچسپی سے یہ نعتیہ سرگرمی جامعاتی سطح پر معتبر اور توانا روایت کی امین بن رہی ہے جس پر نعت فورم انٹرنیشنل کے تمام اراکین اور دنیا بھر کے وابستگان نعت ان کے شکر گزار ہیں۔

بہت کم وقت میں مدحت سے منسلک مقالہ نگاران نے اپنی بہترین فکری کاوش سے کانفرنس کے مرکزی خیال کے تحت دیئے گئے موضوعات میں سے کچھ زاویئوں پر بڑی لگن اور محنت سے کام کیا جس پر ان سب کا شکریہ بھی مجھ پر بطور مدیر لازم ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللہ کرے ہر آنے والا سال نعت کے نئے امکانات کی نوید لے کر طلوع ہو اور یہ موضوع خیر کے راستوں پر اہل قلم کے لیے شمعیں جلاتا چلا جائے۔ آمین!

مدیر مدحت
ڈاکٹر سرور حسین نقشبندی
ڈائریکٹر ایچ۔سی۔آر۔این، منہاج یونیورسٹی لاہور
چیئرمین نعت فورم انٹرنیشنل

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تحقیقی و تنقیدی
تناظرات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹر عزیزؔ احسن (کراچی)

قومی و بین الاقوامی شعری ہیئتیں اور عصری نعت!

نعت، ایک موضوعاتی صنفِ سخن ہے، جس کا کوئی متعین ہیئتی پیکر نہیں ہے۔ یہ اصنافِ سخن کے ہر ہیئتی ڈھانچے میں ڈھل جاتی ہے۔ یہی اس صنفِ مقدس کی عظمت ہے۔ اردو کی ابتداء میں مثنویوں، قصائد اور دیگر شعری تخلیقات میں نعتیہ متن شامل رہا۔ اردو کی ابتدا سے جتنی اقسام کی شعری اصناف رائج الوقت رہی ہیں ان میں نعتیہ متون کی نمود بھی ہوتی رہی ہے۔ غزل، قصیدہ، مثنوی، مثمن، مسدس، رباعی، قطعہ، مخمس، ترجیع بند، مثلث، نظم [کسی بھی صنفی ہیئت میں خیال کی رَو کو اشعار میں ڈھالنے کا عمل]۔ ۱۹۲۶ء کے بعد انگریزی صنف ''آزاد نظم'' کی صورت میں اردو شاعری کا حصہ بنی تو اس میں بھی نعتیہ متون کی چکا چوند نظر آنے لگی۔ پھر انگریزی ہی کی Prose Peom کو اردو میں نثری نظم کے نام سے لکھا جانے لگا۔ اس صنف میں بھی نعتیہ مضامین کی بہار نظر آئی۔ ہندی صنفِ سخن ''دوہے'' کی شکل میں بھی نعت، اپنی چھب دکھلا رہی ہے۔ ثلاثی، گیت اور تروینی جیسی ہیئتی اصناف بھی نعتیہ متن کے لیے برتی جا رہی ہیں۔ جاپانی مختصر اصنافِ سخن ''ہائیکو'' اور ''واکا'' نے رواج پایا تو ان میں بھی نعتیہ متون کی تزئین کے مظاہر دیکھنے میں آئے۔ انگریزی صنفِ سخن ''سانیٹ'' بھی اپنی خاص ہیئتی شان میں نعتیہ مضامین سے آراستہ کی جانے لگی۔ ترائیلے (Triolet) فرانسیسی صنفِ سخن بھی نعتیہ متون کی جلوہ آرائی کے لیے برتی جاتی ہے۔ پنجابی زبان کی مخصوص ہیئتی اصناف، ''سی حرفی''، ''ماہیا''، ''کافی''، ''کجری'' بھی نعتیہ متون سے مزیّن کی جانے گی ہیں۔

چناں چہ، اب ہم عصری نعت کو، ہر ہیئتی پیکر میں پروان چڑھتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

یہ بڑی ناخوش گوار حقیقت ہے کہ ''نعت'' کو ابتداء ہی سے صرف تبرک کے طور پر لکھا گیا، اسی خیال سے پیش کیا گیا اور اس صنفِ سخن کا احترام کیا گیا۔ لیکن اس صنفِ شریف کو ادبی دھارے میں شامل کرنے کا رجحان پنپ نہ سکا۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد، اس صنف کی گونج تو سنائی دی لیکن اسے ادبی دھارے میں شامل کرنے کا خیال بہت دیر سے آیا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صنف کو تنقید سے بالاتر سمجھا جاتا رہا۔ گو ابتداء ہی سے کہیں کہیں متونِ (Texts) نعت پر کچھ تنقیدی آراء دیکھنے میں آتی رہیں، لیکن باقاعدہ نقدِ سخن کا رواج اپریل ۱۹۹۵ء میں اس وقت ہوا جب صبیح رحمانی نے ''نعت رنگ'' کا پہلا شمارہ ''تنقید نمبر'' شایع کیا۔ اس شمارے کے بعد تو ایسا معلوم ہوا گویا بیشتر اہلِ قلم اسی انتظار میں تھے کہ کب نقد و نظر کا دروازہ کھلے اور کب وہ نعتیہ ادب کو پرکھنے کا ڈول ڈالیں! چناں چہ مذکورہ تنقید نمبر کے بعد، تنقیدی تحریروں کا ڈھیر لگ گیا۔ لہٰذا اب نعتیہ شاعری، ایک ادبی صنفِ سخن کی حیثیت سے جانی پہچانی جا رہی ہے۔

ہم اگر ہیئتی اصناف کا فرداً فرداً جائزہ لیں تو اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔ لیکن قرطاس کی تنگ دامنی کے پیشِ نظر، صرف چند ایک ہیئتی اصناف میں نعتیہ متون (Texts) کی رخشندگی دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

غزل:

مولوی نجم الغنی رامپوری، بحر الفصاحت میں لکھتے ہیں:

''لغت میں غزل، جوانی کا حال بیان کرنے، عورتوں کی صحبت اور عشق کا ذکر کرنے کو کہتے ہیں..........غزل، ان اشعارِ متفق الوزن والقوافی کو کہتے ہیں، جن کی بیت اول کے دونوں مصرعے مقفیٰ ہوں۔ اس بیت کو مطلع کہتے ہیں۔ باقی ابیاتِ غزل میں صرف مصرعِ ثانی میں قافیہ ہوتا ہے..........سب سے آخر کی بیت کو متممِ غزل اور مقطع کہتے ہیں''

(ا) صاحبِ کشافِ تنقیدی اصطلاحات نے لکھا:

''غزل عربی لفظ ہے مگر ایک صنفِ شعر کی حیثیت سے ایرانیوں کی ایجاد ہے۔ غزل کے لغوی معنی ہیں:

(الف) ذکرِ زنان و عشق بازی با ایشاں و شرح زیبائی معشوق و بیانِ سوز و گداز و حدیثِ اشتیاق و دل باختگی۔

(ب) ہرن کی وہ ضعیف، دردناک، پرسوز اور رحم انگیز آواز جو شکاری کتوں میں گھر جانے کے وقت اس کے حلق سے نکلتی ہے۔

چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ شروع میں اول الذکر معانی سے غزل کے موضوعات اور مؤخر الذکر معانی سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

غزل کا لہجہ متعین ہوا''۔(۲)

غزل بحیثیتِ صنفِ سخن، اردو میں ابتداء ہی سے لکھی جاتی رہی ہے، لیکن موضوع میں لغوی معانی کی تحدید کبھی نہیں رہی۔ تاہم لہجے کی لطافت کے اعتبار سے قصیدے سے ذرا مختلف زبان میں لکھی جاتی ہے۔ میرؔ کی غزل، دھیمے لہجے ،زبان کی لطافت (Softness) اور سادگی کی وجہ سے غزل کے معنوی ڈھانچے کی بہترین مثال ہے۔ اردو کے نامور شعرا نے غزل میں مختلف النوع مضامین کا اضافہ کیا ہے۔

نعتیہ متن بھی بیشتر ،غزل کے پیکر میں ڈھل کے سامنے آیا ہے۔ اس صنفِ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا اظہار، مدینے سے دوری کی کیفیتِ فراق اور حالات کی نامساعدت کا شکوہ بطرزِ استغاثہ کے متون (Texts) زیادہ شعری پیکر میں مُصَوَّر ہوئے ہیں۔ سیرت اور تعلیماتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مضامین بھی اصلاحی نعت کا حصہ بنتے رہے ہیں۔ ہم یہاں چند غزلیہ نعتوں کے اشعار پیش کر کے اس اجمال کی تفصیل عرض کریں گے: فداؔ خالدی کی نعت میں غزل کا معنوی لہجہ اور زبان کا کلاسیکی برتاؤ ہے:

تسکینِ دل نہ ہو مجھے آرامِ جاں نہ ہو مر جاؤں
اُن کا نام جو وردِ زباں نہ ہو
سوزِ غمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چھپانے کی چیز ہے
دل یوں سلگ کے راکھ ہو پیدا دھواں نہ ہو
اُس دن کا انتظار ہے وہ دن کب آئے گا
میں اُن کے سامنے ہوں کوئی درمیاں نہ ہو
اُن کے کرم کی بات ہے دنیا ہے مہرباں
وہ مہرباں نہ ہوں تو کوئی مہرباں نہ ہو
کب سے ہے بے قرار تلاشِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اللہ
میرے دل کی طلب رائیگاں نہ ہو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کیسی بہار؟ ایک بھی غنچہ نہ کھِل سکے
جب تک لبِ حضور ﷺ تبسم فشاں نہ ہو
روضے کو اُن کے دیکھ کے دم توڑ دوں فدآ
جینا گراں سہی مجھے مرنا گراں نہ ہو(۳)

زبان کی لطافت، روانی، سادگی اور فصاحت کے لیے حافظ مظہرالدین کی ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

جب تک بدن میں جان، دہن میں زباں رہے لب
پر ثنائے خواجۂ کون و مکاں رہے
کیف آفریں جمالِ شہِ ؐ مرسلاں رہے
پیہم نبیؐ کا ذکر، نبیؐ کا بیاں رہے
جاری رہے حضورؐ کی مدحت کا سلسلہ
جب تک جیوں یہ نور کا چشمہ رواں رہے
گناہگار کو مطلوب ہے اگر رحمت
گناہگار خجل ان ؐ کے روبرو ہوجائے
خالقِ سیرت و کردار ہیں تیرے افکار
ضامنِ عدل و مساوات ہے تیری تعلیم

ایک شعر معراج کے حوالے سے بھی ملاحظہ فرمالیجیے:

وارائے عرش بلانے میں راز یہ بھی تھا　　کہ اُس جہاں کی بھی مخلوق دلربا سے ملے(۴)

نعت کہنے والے شعراء میں کچھ تو صرف فن شناس ہوتے ہیں اور کچھ موضوع کی لطافتوں اور اس کے روحانی تقاضوں سے نہ صرف آگاہ ہوتے ہیں بل کہ ان تقاضوں کو اپنے پورے وجود کے ساتھ نباہتے ہیں۔ ایسے لوگ صاحبِ حال ہوتے ہیں۔ حضرت شفیق احمد فاروقی مدنی ایسے ہی ایک بزرگ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تھے جن کی نعت، ان کے صاحبِ حال ہونے کی غماز ہے:

عشقِ سرکارؐ میرے قلب میں یوں زندہ ہے
جیسے میثاقِ الستُ کا جنوں زندہ ہے
حُبِّ آقاؐ سے حرارت جسے ملتی ہے سدا
تپش آمادہ مرے دل میں وہ خوں زندہ ہے
جان دے کر بھی قتیلانِ وفا زندہ ہیں
جسم ساکت ہے مگر ان کا بطوں زندہ ہے
ہے تو مدفون لحد ہی میں شہیدِ برحق
امرِ ربّی ہے کہ میں اس کو کہوں زندہ ہے
زندگی کیا ہے فقط رفقِ رفیقِ اعلیٰ ہے
جو پیوستہ بصد شان و شیوں زندہ ہے
ان کی یادوں سے جو معمور ہے سینہ میرا
چین سے روح بھی ہے، دل کو سکوں زندہ ہے
جب سے دل میں ہے شفیقؔ اپنے گدازِ جامی
مدحِ سرکارؐ کے صدقے میں جنوں زندہ ہے(۵)

ہوش ترمذی نے اپنے دو اشعار میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح وثنا کی نزاکت اور اہمیت کے حوالے سے یہ بتایا ہے کہ ختمِ رُسُل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدحت کا کماحقہٗ لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ اگرچہ یہ مضمون اکثر شعرا نے باندھا ہے لیکن اس شعر میں شاعر کی حیرت نے اسے نیا رنگ دیدیا ہے۔ دوسرے شعر میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ والا صفات کے تعلق مع اللہ اور مع الخلق کی اہمیت اجاگر کی ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تصویرِ تحیُّر ہے عالم یارائے بیاں زیبا ہی نہیں
امکانِ ثنائے ختمِ رُسُل ؐ لفظوں میں سما سکتا ہی نہیں
اے باعثِ تخلیقِ عالم قبضہ ہے خدائی پر تیرا
توجس کا خدا بھی اس کا ہے، بن تیرے خدا ملتا ہی نہیں(۶)

❖❖❖

نعتیہ شاعری کو شعری جمالیات سے ہم کنار کرتے ہوئے اپنے جذبات و احساسات سے مملو کرنے کا عمل سید شاکر القادری کے اشعار میں نظر آتا ہے:

ہرے بھرے ہوں درودو سلام سے شب و روز
تری ثنا سے ثمر بار اپنا بخت کروں
سجاؤں محفلِ یارانِ نعت اگر شاکرؔ
دھنک کو فرش کروں خوشبوؤں کا تخت کروں (۷)

شاکر القادری کو سنتِ یوسفیؑ ادا کرنے کی صعوبت بھی جھیلنی پڑی تھی، اس لیے ان کے درجِ ذیل اشعار میں ان کا کربِ دروں، نعتیہ اشعار میں ڈھل کر کرم طلبی کی شکل میں ظاہر ہوا:

نزولِ تسکینِ شامِ غم ہے ترا کرم ہے
گداز ہے دل تو آنکھ نم ہے ترا کرم ہے
نہیں ہے زنداں میں غم گساری کو اور کوئی
ثنا ہے قرطاس ہے قلم ہے تراکرم ہے
ریاضِ جنت میں معتکف ہے خیال میرا
نظر میں آئینۂ حرم ہے تراکرم ہے
درود کو حرزِ جاں کیا ہے تو بہرِ مدحت
زمینِ دل میں عجیب نم ہے، ترا کرم ہے (۸)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

درجِ ذیل اشعار میں شاعر نے نعتیہ مضامین کی ضَو منعکس کی ہے۔ ہر شعری صنفِ سخن کو نعتیہ مضامین سے مملو کر کے معتبر کرنے کی ترغیب بھی دی ہے:

فدا ہیں سارے ترنم تری خموشی پر
ترے کلام پہ قربان ہیں کلام، تمام
گریز پا ہیں اگر ذکرِ شاہِ بطحا سے
غزل، رباعی، قصیدہ ہیں ناتمام، تمام(۹)

شاکرالقادری کی طرف سے نبیء کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جناب میں استغاثہ بھی بڑی دل گداز کیفیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے:

ہیں در پئے آزار ستم گر، مرے سرور!
للہ ...... کرم کیجیے مجھ پر، مرے سرور!
گلشن کی فضا ہے تہہ و بالا شہِ والا
بے رنگ ہے پھر روئے گُلِ تر، مرے سرور(۱۰)

جمیل نقوی نے بڑی قادرالکلامی کا ثبوت دیتے ہوئے نعتیہ مضامین کی کہکشاں اپنے اشعار میں سجائی ہے۔ یہاں حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت، کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ والا صفات کی مرکزیت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی وسعتوں کے مضامین کے رنگ، نعتیہ اشعار میں جھلک رہے ہیں:

دلوں میں عشقِ محمدؐ اگر نہ ہو موجود
جمیل فعلِ عبث ہیں یہ سب رکوع و سجود
طلوعِ مہرِ درخشاں سے ہے سحر کی نمود
بغیرِ نورِ محمدؐ نہ کوئی ہست نہ بود
وہ جس کے واسطے تخلیق کائنات ہوئی
اُسی کے نور سے پرنور ہے یہ شمعِ وجود

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بقدرِ وسعتِ داماں سمیٹ لیں میں نے
شہِ حجازؐ تری رحمتیں ہیں لا محدود
جمیل نقوی (۱۱)

مسعود رضا خاکی نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ شریف کی اولیتِ تخلیق، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعداز خدا بڑائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار کی عظمت کے متن سے اپنا سخن معتبر بنایا ہے۔ ان کے اشعار میں احادیث اور قرآن کے مضامین کی اشاریت بھی موجود ہے:

وہ مقصدِ کونین، وہی اوّلِ مخلوق
خالق کے سوا اس سے بڑا کوئی نہیں ہے
گفتار ہے وہ جس پہ کبھی حرف نہ آیا
کردار ہے وہ جس میں کہیں جھول نہیں ہے

(مسعود رضا خاکیؔ)(۱۱۔الف)

ذوقی مظفر نگری کا ایک ہی شعر ان کے ذوقِ نعت گوئی کا آئینہ ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی علامت تلمیحاتی سطح پر اویس قرنیؒ اور بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کے نام ہیں جن کی حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مسلمان کے لیے مثالیہ (Model) ہے۔ شاعر نے روحوں کو مجلّا کرنے کے لیے ان بزرگوں کی روش اپنانے کا مشورہ دیا ہے:

دل اویسیؒ، زبان بلالیؓ ہو
شیشۂ روح تب چمکتا ہے (۱۲)

ضمیر جعفری نے بڑی خوبصورتی سے نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سیرت کے الماس کی رخشندگی سے انسانیت کے لیے عزم وصلابت کے پیغام کو تابندگی بخشی ہے:

وہ اک نرمی کہ سنگ وخشت کے سینے میں جا اتری
وہ اک شیشہ کہ ہر پتھر سے ٹکراتا ہوا آیا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وہ اک عظمت کہ مظلوموں کے چہروں پر دمک اٹھی
وہ اک بندہ کہ سلطانوں کو ٹھکراتا ہوا آیا (۱۳)

ابوالخیر کشفی نے استفہامیہ لہجے میں سیرتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابندگی اور انسان کی عملی زندگی میں اس کی تنویریں بکھرتی ہوئی دکھا کر شعری متن میں جان ڈال دی ہے:

یہ سلسلۂ صدق و صفا کس سے ملا ہے
افکار کو اندازِ حیا کس سے ملا ہے ؟
ہر نقش میں اک شانِ کریمی ہے خدا کی
یہ پردۂ انوار و ضیا کس سے ملا ہے
یہ دولتِ اندازِ نظر کس کا کرم ہے
یہ سلسلۂ فکرِ رسا کس سے ملا ہے
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کون امیں ہے
اللہ کا پیغامِ ہُدیٰ کس سے ملا ہے
کشفی کو عطا کس سے ہوئے اشکِ محبت
آواز کو یہ رنگِ صفا کس سے ملا ہے (۱۴)

حفیظ تائب نے نعتیہ شاعری کو مضامین اور ہیئتی تنوع سے تابندگی دی ہے۔ نعتیہ غزلوں میں سیرتِ غائتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عکس دکھا کر ترغیبِ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دی ہے:

سیرت ہے تری جوہرِ آئینۂ تہذیب
روشن ترے جلوؤں سے جہانِ دل و دیدہ
لوگ چمکاتے چلے جائیں گے اپنے روز و شب
اُسوۂ سرکار سے کسبِ ضیا کرتے ہوئے
رمزِ ہستی، رازِ فطرت، سرِّ ذات و کائنات
ہر خبر پائی تلاشِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہوئے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے پیشِ نظر اُسوۂ پیغمبرِ آخر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
ساماں یہ بہم فکر کی رفعت کے لیے ہے (۱۵)

اردو نعتیہ شاعری کو ایک مسیحی شاعر نذیر قیصر نے بھی اپنے فن کا حصہ بنایا۔ انھوں نے فنی اعتبار سے بے داغ اور متنی اعتبار سے درخشاں متون (Texts) لوحِ تخلیق پر نقش کیے ہیں۔ درجِ ذیل غزلیہ نعت کے اشعار ملاحظہ ہوں:

چراغِ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دلوں میں ہے
وہ آفتابِ کم نما دلوں میں ہے
زمین جس کے سائے کو ترس گئی
اُس اجنبی کا نقشِ پا دلوں میں ہے
لرز رہا ہے جس سے سازِ حرفِ کُن
کبھی سنو کہ وہ صدا دلوں میں ہے (۱۶)

ختمِ نبوت کا متن، اندازِ رفعت اور بیان کی صداقت کے ساتھ شعری لباس میں ملبوس کر کے پیش کرنے کا ہنر دیکھنے کے لیے حضرتِ احسان دانش کے اشعار ملاحظہ ہوں:

بہ صد، یقین و بہ صد اعتبارِ دیدہ وری
ہے تیری ذات پہ تکمیلِ عظمتِ بشری
ترے وجود پہ فہرستِ انبیا ہے تمام
تجھی پہ ختم ہے روح الامیں کی نامہ بری (۱۷)

عابد نظامی نے فیضانِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنی کی شخصیت پر پڑنے والے مثبت پہلوؤں کو شعری سانچے میں ڈھال کر عظمتِ سیرت واسوۂ نبوی علیٰ صحبہا الصلوٰۃ والسلام اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے:

اب ہیچ ہے ہر نعمتِ دنیا مرے آگے
ہے صبح و مسا گنبدِ خضرا مرے آگے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تاحد نظر اب ہے اُجالا مرے آگے
سرکار کے ہیں نقشِ کفِ پا مرے آگے
مدت ہوئی دیکھی تھی جھلک ،خواب میں اُن کی
ہر لحظہ ہے اب اُن کا سراپا مرے آگے (۱۸)

غزل کے ایک شعر میں ہر مضمون مکمل شکل میں ایک چھوٹی سی پُراثر نظم میں ڈھل جاتا ہے۔ قادرالکلام شعرا،غزل کی اس نادر صفت سے واقف ہوتے ہیں اسی لیے اپنے ہر شعر کو مُصَوَّر، ورق بنا دیتے ہیں۔محسن احسان نے نعتیہ اشعار میں ایسے ہی حسین نقوش بنائے ہیں:

ایک سجدے میں ہے پنہاں کیفِ رازِ زندگی
یہ سبق دے کر شناسائے خدا اُس نے کیا
عظمتِ لوح و قلم سے کوئی بھی واقف نہ تھا
حرفِ بے حرمت کو حرمت آشنا اُس نے کیا
زندگی کی پا برہنہ، چلچلاتی دھوپ میں
ہر بشر پر سایۂ بالِ ھما اُس نے کیا
علم کا سورج اچھالا، جہل کی تنسیخ کی
ذہن کے ہر بند دروازے کو وا ، اس نے کیا
ایک لمحے میں وہ چھو آیا فرازِ عرش کو
آسماں کی وسعتوں کو زیرِ پا اُس نے کیا (۱۹)

مظفر وارثی ، وہ خوش بخت شاعر ہیں جنھیں عوام وخواص میں یکساں مقبولیت حاصل رہی ۔انھوں نے نعتیہ شاعری کو نظم کی ڈوری میں موتیوں کی طرح پرویا اور اپنی خوش نوائی سے مشاعروں کو لوٹا۔ان کا کلام نعتیہ محافل کی پہچان بنا۔ان کی نعتیہ غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جہل کا سر، درِ ابلاغ پہ خم تونے کیا
ظلمتِ کفر کو خورشید ِ حرم تونے کیا
چاند تاروں سے بھی آگے تھی رسائی تیری
آسمانوں کو مشرف بہ قدم تونے کیا
تا ابد علم کی دنیائیں کرے گا آباد
حرف جو وقت کی لہروں پہ رقم تونے کیا (۲۰)

اعجاز رحمانی کی شاعری سادہ زبان اور پیغام کے براہ راست ابلاغ کے حوالے سے انفرادیت کی حامل ہے:

رہنما ہے آپ ﷺ کا کردار بھی اور ذات بھی
راستے کا راستہ ہے، روشنی کی روشنی!
جتنا ہوتا جائے گا انساں تمدن آشنا!
پھیلتی جائے گی تعلیم نبی ﷺ کی روشنی
یہ دنیا اسوہَ خیر البشر ﷺ سے
تمدن آشنا ہوتی رہے گی
اسوہَ مصطفی ﷺ بتائے گا
کون ہے دوست کون دشمن ہے
وہ اجالوں کے ہیں سفیر کہ جو
اتباعِ رسول ﷺ کرتے ہیں(۲۱)

ساغرصدیقی نے بھی غزل کی ہیئت میں نعتیہ متن کو اپنی تخلیقی دانش کا حصہ بنایا ہے:

ایمان ایک نام ہے حُبِّ رسول ﷺ کا
ہے خلد کی بہار محبت رسول ﷺ کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دامانِ عقل و ہوش سہارا نہ دے مجھے
چاہت خدا کی بن گئی چاہت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی (۲۲)

حافظ افضل فقیر نے متنِ نعت میں تنویرِ نورِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضَوریزی کے مختلف زاویوں کی جھلک دکھائی ہے:

تنویرِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئینۂ دل میں اگر ہو
پھر ظلمتِ آفاق سے کیا خوف و خطر ہو
تقدیر فدا ہے شہِ طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ادا پر
وہ قبلۂ حق ہے رُخِ پُر نور جدھر ہو
سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے الطاف کا مظہر ہے سراسر
وہ جذبۂ دیدار ہو یا دیدۂ تر ہو (۲۳)

راجا رشید محمود، نعتیہ شاعری کے فروغ میں تا حیات کوشاں رہے۔ ان کی نعت میں حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لونی عکس (Shades) نظر آتے ہیں:

ماہِ مدینہ قلبِ حزیں پر ہو عکس ریز
احساس کو نصیب ہو جبریل کا چلن
احساس کی نگاہ میں امیدِ دید ہے
روشن ہوئی ہے دل میں چراغوں کی انجمن
روشن ہوئے ہیں مجھ پہ شفق رنگ راستے
دل میں پڑی ہے ماہِ مدینہ کی جب کرن (۲۴)

حافظ لدھیانوی نے غزل کی ہیئت میں اپنی قلبی کیفیات کے رنگ بکھیرے ہیں:

جو دوری میں حضوری کے لیے آنسو بہاتا ہے
یہی رنگِ عقیدت وصل کا مژدہ سناتا ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مری خلوت میں روشن ہیں تری یادوں کی قندیلیں
ثنا کا نغمہ میری روح کو اُجلا بناتا ہے
منور کردیا ہے اس نے میری ظلمتِ جاں کو
جو پلکوں پر مری، اشکِ ندامت جھلملاتا ہے (۲۵)

نعتیہ شاعری میں اکثر شعرا نے اپنی بے بضاعتی کا ذکر کیا ہے۔ جو کچھ لکھا اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در کی خیرات سمجھا۔ رضی اختر شوق نے نعتیہ اشعار پر ایسی ہی کیفیات کے عکس ڈالے ہیں:

اُنہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بخشی ہوئی آگہی کو لکھا ہے
اُنہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لفظ ملے ہیں انہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا ہے
بس ایک لفظ سے گھر سارا جگمگا اُٹھا
یہ روشنائی نے کس روشنی کو لکھا ہے
یقیں ہے وہ مرے لفظوں کو روشنی دیں گے
میں جانتا ہوں کہ کیسے سخی کو لکھا ہے (۲۶)

ریاض حسین چودھری کو کیفِ دوام حاصل تھا۔ان کی نعتیہ شاعری میں ایک سرشاری ہے۔ چند اشعار دیکھیئے:

ہر چیز رقص میں ہے جہانِ شعور کی
کیفِ دوام مدحتِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے
شہرِ سخن میں اسمِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے چاندنی
ورنہ کمال کیا مرے دستِ ہُنر میں ہے (۲۷)

غزل کی ہیئت میں نعت لکھنے والے شعراء میں، آج کل غالب کی زمینوں میں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کا رجحان عام ہو رہا ہے۔ ایسے شعراء کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔لیکن غالب کا لہجہ تو کسی کو نصیب نہیں ہوا، البتہ کہیں کہیں ذرا ستھرا پن ظاہر ہوگیا ہے۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔صرف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ایک نوجوان شاعر، منظر عارفی کی ایک نعت کے چند اشعار پیش کر کے، اس رجحان کی جھلک دکھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہ نعت سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔ مضامین کے تسلسل کے باعث، منظر عارفی نے، غزل کی ہیئت میں نعتیہ نظم کا پیکر تراشا ہے:

وسعت میں وہ کب ذرّے کو صحرا نہیں کرتے
پایابی میں کب قطرے کو دریا نہیں کرتے
قیمت میں وہ کب مٹی کو سونا نہیں کرتے
ندرت میں وہ کب خار کو غنچہ نہیں کرتے
اللہ کے بندوں کو بناتے ہیں معزّز
اللہ کے بندوں کو وہ ہلکا نہیں کرتے
کرتے ہیں غلاموں کو عطا بھائی کا رُتبہ
دنیائے کنیزی میں اندھیرا نہیں کرتے
وہ سب سے بڑے خون کے رشتوں کے محافظ
وہ قول کے رشتوں کو بھی توڑا نہیں کرتے (۲۸)

اردو اور فارسی نعتیہ متون (Texts) کا بیشتر ذخیرہ، غزل کی ہیئت میں منصہ ءشہود پر آیا ہے۔ اس لیے صرف چند شعرا کے کلام کے نمونے پیش کرنے ہی پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ اسی ایک ہیئت پر دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں۔

آزاد نظم:

آزاد نظم انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی ابتداء میں فرانس کے شاعر والٹ وہائٹ مان (Walt Whitman) نے لکھی۔ آزاد نظم، کسی عروضی پیمانے کی پابند نہیں ہوتی۔ یہ خیال کی رَو کے ساتھ ساتھ اپنا اظہاری ڈھانچہ خود بناتی ہے۔ اس طرح شاعر، قافیہ اور ردیف کی پابندی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

برقرار رکھنے کی مشقت سے بچ جاتا ہے۔

غالب نے، فکری متون سمونے کی دشواری ہی کی غرض سے کہا تھا:

بہ قدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگ نائے غزل
کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے

ڈاکٹر حنیف کیفی لکھتے ہیں:

''انگریزی شاعری میں "Verse Libre" یا اس کے لفظی ترجمہ "Free Verse" کا اطلاق نظم کی اس قسم پر کیا جاتا ہے جس کی تشکیل عروض کے قدیم اصولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایسے غیر مساوی مصرعوں سے کی جاتی ہے جن میں یا تو مختلف اوزان کا امتزاج پایا جاتا ہے یا جو وزن و بحر سے یکسر عاری ہوتے ہیں اور یہ مصرعے عموماً بے قافیہ ہوتے ہیں''۔(۲۹)

انڈو پاک میں اس بدیسی (foreign) صنفِ سخن کو رواج دینے والوں میں تصدق حسین خالد، ن۔م۔راشد اور میراجی کے نام آتے ہیں۔نعتیہ شاعری کو ادبی صنف سخن بنانے میں آزاد شاعری لکھنے والوں کا بڑا حصہ (Contribution) ہے۔نعتیہ متون کی شعری جلوہ گری دیکھنے کے لیے چند آزاد نظمیں پیش کی جاتی ہیں:

تو کہ موضوعِ مزامیرِ زبور.................تری توصیف کا کس ابنِ بشر کو مقدور؟
عجزِ اظہار و بیاں کا کرے اقرار زباں.................جو تری شان کے شایاں ہوں وہ الفاظ کہاں؟
تری تصویر کشی سے معذور.................فانی انسان کا فن.................اے خداوندِ سخن!
ہوا دا جس سے ترا زمزمہ وہ ساز کہاں؟.................طلع البدر علینا کی وہ آواز کہاں؟
کعب وحسان کا وہ سرمدی انداز کہاں؟.................نطق کا قافیہ سر منزلِ معنی میں ہے تنگ
کوئی محرومی سی محرومی ہے؟.................ترے دربار میں دارائی بھی محکومی ہے
آستانے پہ ترے خاک بسر، برہنہ تن.................کجکلاہانِ اقالیم وسلاطینِ زمن
اس سراپردہ ءوحشت میں مرا کیا مذکور؟.................میں مدائن تو مدینہ، میں خرابہ تو چمن
میں اندھیرا تو اجالا، تو امیں میں ایمن.................میں تشکک تو تیقن، تو موحد میں شمن
تو طمانیت و تسکیں میں مباہات ومحن.................تو مبین و متبسم میں عَبوس واَلکن
مرا افلاسِ تخیل، مری ناداری ءفن.......................ترے دربار میں کس منہ سے کرے عرضِ سخن؟

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہ مرے دل کی لگن یہ مرے سینے کی امنگ............اترے کیسے مرے نغمے میں ترا لحنِ قشنگ
ترے کردار کی خوشبو، تری گفتار کا رنگ؟............بم وزیر اس کا ہے کاذب، غلط اس کا آہنگ
ترے اوصاف وشمائل کے تنوع پہ ہوں دنگ.................جو مرے دل میں ہے کیوں کر ہو بیاں؟
پیکرِ حرف میں کس طور ڈھلے جذبِ نہاں؟......اب بتائے گی تجھے صبحِ ابد ہی تنہا
اے حبیبِ دلجو!............کتنا محبوب ہے تو......کی گئی تیری ستائش، تری مدحت کتنی
آیتِ گلبدنی............اے رسولِ مدنی!(۳۰)

عبدالعزیز خالد نے اس طویل نظم میں آزاد اور پابند مصرعے لگا کر خیال وفکر کو تخلیقی اسلوب میں نظمانے کا قابلِ تحسین تجربہ کیا ہے۔اس ایک نظم سے ہی یہ حقیقت روشن ہوگئی، کہ نعتیہ شاعری کو ادبی اسلوب میں لکھنے سے موضوع کی تقدیسی شان کے ساتھ ساتھ ادبی کشش کا سامان بھی ہو جاتا ہے۔ چند مزید نمونے ملاحظہ ہوں:

تمام دنیاؤں، سب جہانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر............کوئی پیارا نہیں خدا کا کوئی دلارا نہیں خدا کا............خدا سے کہیے!............خدارا، اپنے بزرگ و برتر خدا سے کہیے! کہ ہم کو پھر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پہ............آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش پا پہ چلنے کی استقامت دے استقامت دے.................حوصلہ دے!(ظہور نظر)(۳۰۔الف)

جس نے دیکھا انہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم............اس کی بینائی کے واہمے ڈھل گئے............اس پہ آفاق کے سب ورق کھل گئے

جس نے مانا انہیں............اپنے پیکر میں شہرِ یقیں ہو گیا............جس نے جانا انہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جہل بھی اس کا علم آفریں ہو گیا............جس نے چاہا انہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم............اس کی چاہت بقا کی نگارش بنی

اس پہ دن رات پھولوں کی بارش ہوئی............جس نے چاہا انہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو چاہا گیا............اس کی دہلیز تک ہر دوراہا گیا (حرف نسبت، شبنم رومانی)(۳۰۔ب)

تیری آواز تھی روشنی کا سفر............برف پگھلی تو سورج چمکنے لگا............تو نے صحرا کی اڑتی ہوئی ریت کے درمیاں

بے چراغاں زمینوں پہ گھر رکھ دیئے............تیری چھاؤں میں زخمی بدن آ گئے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تونے دریا میں پیاسے شجر رکھ دیئے............(لوح جاں......جاذب قریشی)(۳۰۔ج)

اس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام..................قل العفو کہ سب بانٹ کے کھائیں، پہنیں

کوئی بھوکا نہ رہے، کوئی برہنہ بھی نہ ہو..................ایک بھائی سے کسی بھائی کو ایذا نہ ملے

آج میں سوچتا ہوں، دیکھتا ہوں، سوچتا ہوں..................روشنی پاس ہے، ہم پھر بھی ہیں ظلمت کے اسیر

ہم ترا نام تو لیتے ہیں مگر تیرا پیام..................کس قدر پیار سے طاقوں پہ سجا رکھا ہے (شام......محمود شام)(۳۰۔د)

شفیق آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سبھی زمانوں پہ تیری رحمت کے ابر پارے............تمام رستوں پہ تیرے لفظوں کے دیپ روشن

ہر ایک لمحے میں تیرے لہجے کا لوچ نکھرے............تجھی سے نسبت بشارتوں کا جواز ٹھہری

تری شبوں کا گداز نور سحر کا ضامن..................تری دعائیں

اداس لمحوں میں زرد بچوں کو گود لیتی شفیق مائیں

(شفیق آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم......محمد فیروز شاہ)(۳۰۔ہ)

رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکرم کا نامِ نامی..................وہ کلکِ فطرت کا حرفِ اول..................بنا جو عنواں کتابِ کُن کا

حضور کی ہستیِ گرامی............ہے ممکناتِ جہاں کا جوہر......جوازِ لوح و قلم انھی سے......وجود انھی سے

عدم انھی سے............اگر نہ ہوتے مرے پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم............تو نقشِ امکاں ابھر نہ سکتا

نہ یہ عناصر کا میل ہوتا............نہ کھیل ہوتا یہ روز وشب کا..................سلام اس آیۂ مبیں پر (حفیظ تائب)(۳۱)

بقولِ جابر، کہا یہ پیغمبرِ خدا نے......کہ نور میرا ہی سب سے پہلے............خدائے قدوس نے بنایا

نہ جانے کب تک وہ نورِ اوّل رہا ہمکتا............جہانِ بالا میں............اپنے خلّاق کی رضا سے

کوئی بھی شے اُس گھڑی نہیں تھی............نہ لوحِ محفوظ تھی، نہ کرسی............نہ عرش تھا اور نہ بحر و بر تھے

نہ تھی بہشتِ بریں، نہ دوزخ............نہ تھے فرشتے، نہ جن وآدم............وہ نورِ رحمت ظہور سے پہلے ضوفشاں تھا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سلام اُس نورِ اولیں پر (حفیظ تائب) (۳۲)

بروزِ میثاق............ذاتِ باری نے............عہد نبیوں سے یہ لیا تھا............کریں گے تائید وہ سب ان کی

جو سب سے آخر میں آنے والے ہیں اِس جہاں میں............وہی جو مصداقِ آرزوئے خلیل بھی ہیں

کلیم جن کے بنے منادی............مسیح جن کے بنے مبشر............سلام مبعوثِ آخریں پر

(حفیظ تائب) (۳۳)

ساکت وصامت ہے نبضِ کائنات............ذرّہ وسیّارہ وماہ نجوم............ساری مخلوقاتِ عالم کا ہجوم

ہے تغیر جن کی فطرت............اُن کو ہے حکمِ ثبات............دم بخود ہیں ....آب وآتش، خاک وباد

سب عناصر، سارے اجزا............بے نیازِ امتداد............وقت تھم کر رہ گیا ہے............لمحہء موجود میں

فاصلے کم ہو گئے ہیں............عبد اور معبود میں............اک طرف ہے خالقِ کون ومکاں

ایک جانب حاصلِ کونین ہے............درمیاں، بس پردۂ قوسین ہے............بہرِ استقبالِ یارِ خوش خرام

خیر مقدم کا عجب ہے اہتمام............سب فرشتے صف بہ صف............سارے ملائک باادب

گونجتی ہے ہر طرف بس اک صدا............مرحبا، صد مرحبا، صلِّ علیٰ............نازشِ اہلِ عجم، فخرِ عرب

اشرف الانسان............پیغمبر نسب............محرمِ اسرارِ کُن، اُمّیِ لقب............رُک گیا ہے

دل کی دھڑکن کی طرح......سارا نظام......اور اسی خلوت گہہِ انوار میں......روشنی ہے، روشنی سے ہم کلام

(سرشار صدیقی) (۳۴)

وہ میرا آقاؐ......عظیم وبرتر............نہ اس کا ثانی......نہ اس کا ہم سر............میں اس کی مدحت کروں تو کیسے

کہ اس کی عظمت کو چھونے والا......نہ لفظ کوئی......نہ حرف کوئی............کہاں سے لاؤں وہ حرف ایسے

کہ جن کو جوڑوں

تو لفظ ایسا وجود پائے......جو میرے آقاؐ کی رفعتوں کی طرف ذرا سا اشارہ کر دے

جو میرے دامانِ شاعری کو کرن کرن روشنی سے بھر دے......کہاں سے لاؤں میں لفظ ایسے

جو اس کی مدح وثنا میں لکھوں............مرے خدایا!............میں تجھ سے الفاظ مانگتا ہوں

مرے خدایا!............مری عقیدت کے واسطے سے............مجھے وہ الفاظ بخش دے تو

جو میرے آقاؐ کی نعت بھی ہوں............جو میری وجہِ نجات بھی ہوں (اطہر نفیس) (۳۵)

کم سنوں میں......سب سے پہلے......ایک بچے نے کہا............آپ کے دامن میں گلزارِ رسالت کے ہیں پھول

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عورتوں میں سب سے پہلے............ایک بی بی نے کہا............آپ کا اعلانِ حق ہے دیدۂ و دِل سے قبول
اور بزرگوں کی صفوں میں سب سے پہلے اک بزرگ............آپ پر ایمان لائے اور کہا
یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ ہیں بے شک رسولؐ............آپ پر ایمان لائے ابتداء میں صرف تین
ان گواہوں کی طرح............دے رہے ہیں جو گواہی آپ کی............وہ بھی ہی گنتی میں تین
آسماں، جبریلؑ، قرآنِ مبین............(صہبا اختر، تین گواہ)(۳۶)

اے شفیع المذنبیں............آپ ہی ہیں مرکزِ دنیا و دیں............ہم جہاں پیدا ہوئے ہیں اِس بساطِ خاک پر
وہ ہمارے واسطے ہے صرف جسموں کا وطن............پھر بھی روحوں کا ہماری مسکنِ اعلیٰ حضورؐ
اُس مدینے کی سوا کوئی نہیں............جس کی کُنجِ خاک میں............آپ ہیں گوشہ نشیں
(صہبا اختر)(۳۷)

جب کبھی دشت طلب، شہر اسیران وفا............ابرِ کرم کو ترسا............اے سمندر کے سکوں تو بھی گواہی دے گا
کہ سرابوں کو نہ تھا............تشنہ لبی کا شکوہ............اس طرح ان کی عنایات کا............بادل برسا
(دشت طلب......سعید وارثی)(۳۸)

آسماں رنگوں کی آمیزش بدلتا جا رہا ہے............پہاڑوں کے بہت سے سلسلوں کے بیچ لمبے راستے پر
ہوا نے ہلکی بارش سے وہ چھڑکاؤ کیا ہے............کہ ذہن و دل ابھی سے
خوش بوئے خاک مدینہ سے معطر ہو گئے ہیں............ابھی تو وہ مقام آیا نہیں ہے
جہاں میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسم اطہر............سراپا نور و نکہت بن کے صدیوں سے ابھی تک
دو عالم پر کرم فرما رہا ہے (اذن سفر......وضاحت نسیم)(۳۹)

اور یہ خوش بو بکھرتی رہی قریہ قریہ............اور افق تا بہ افق............سیل صدا، موج صبا بن کے بڑھا
اس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہونٹوں سے کھلے لفظ............شعاؤں جیسے............جاگتی، بولتی، زندہ سوچیں
ذہن انساں میں اٹھانے لگیں طوفان نئے............ایسے طوفان............کہ بت سارے زمیں بوس ہوئے
(احمد صغیر صدیقی)(۴۰)

برہنہ پا قافلے بیابانِ بے اماں میں............بھٹک رہے تھے، بھٹک رہے تھے
نہ کوئی چشمہ، نہ کوئی سایہ نہ کوئی زادِ سفر رہا تھا............بشر کہ مرمر کے جی رہا تھا، بشر کہ جی جی کے مر رہا تھا
عجیب آشوبِ حشر آثار چھا رہا تھا............بشر خود اپنی ہی آگ میں کسمسا رہا تھا......کہ دفعتاً پو پھٹی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کہ شہرِ بطحا کی ریگ درریگ سرزمیں پر............بسیط فاراں کی چوٹیوں سے
طلوعِ مہرِ منیر وانور کے ساتھ ہی تابشوں کے سیل ہزار پہلو نکل کے لپکے
(میلادِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم......تحسین فراقی)(۴۱)

وہ اک مشعل کہ جس نے آندھیوں میں روشنی کی ہے............وہی آنکھوں میں بجھتے آنسوؤں کی شبنمی چادر
لبوں سے پھوٹتی روشن پھواریں نرم حرفوں کی............گلیمِ درد پوش ایسی............کہ جس میں تہہ بہ تہہ
محرابِ زخموں کے............وہ جس کے نام............ہر موسم چمکتے جگنوؤں کے ساتھ اڑنے کا
لگن سی پانیوں پر تیرتے روشن دریچوں کی............مصائب کے سمندر میں بھی
جس کے اپنے لوگوں کے یقینوں میں جزیرے سے امنگوں کے............مہمات اس کے ہاں
تقدیر کے الواح پہ سرمے کی تحریریں............وہ سینہ جس میں روشن آہیں ہیں پاسداری کی............ہمیں ہردم
اسی مینار کی ضوافگنی سے راستے لینا............ہر اک گدلائے موسم میں............اسی عرض البلد کو
بادلوں سے جھکتے جاتے آسماں میں............اپنی قسمت کے اسی تارے کو تکنا............دیکھتے رہنا
اسی کی دید سے تقویم ہوتے ہیں بھلے لمحے............اسی کے نام سے آنکھوں میں ٹھہریں نقش جلوے کے
کوئی محراب کا نقشہ پرانے آسمانوں میں............وہ جس سے اک نئی تہذیب ابھری ساربانوں میں
وہ طوفاں............جس کی کروٹ سے نئے امکان بنتے ہیں............وہ اک ترتیب جس سے آدمی انسان بنتے ہیں
ہماری زندگی کا راز جس پر آشکارا ہے............وہی روشن ستارہ تو ہمارا استعارہ ہے
(احسان اکبر)(۴۲)

زمیں سانس لینے سے گھبرا رہی تھی............ستاروں کا تنہائیوں کی مقفل فضاؤں میں دم گھٹ رہا تھا
بہت ہی گھٹن تھی............اچانک سیہ اونگھتے آسماں سے............زمیں پر سنہرا سنہرا بدن آ کے اترا
کہ جس کی ضیا سے مقدس ترنم کی آواز گونجی............سیہ رات نے اپنی زلفیں سمیٹیں............
سہانے مناظر نے انگڑائیاں لیں............درختوں کی شاخوں نے گردن اٹھا کر
مقدس اجالوں کی دستار چومی............پہاڑوں کی پتھریلی پیشانیوں سے
اترتی ہوئی آبشاروں نے اپنی زباں سے............نئی روشنی کا............کیا خیر مقدم!
(خیر مقدم، انجم نیازی)(۴۳)

اگر وہ سورج نہ مسکراتا............جہانِ امکاں میں تیرگی کو خراج ملتا............خموشیوں کا نصاب ہوتا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہر ایک نظّارہ،خواب ہوتا............سحر نکھرتی ،نہ پھول کھلتے ،نہ عندلیبوں کوراگ ملتے
نہ فاختاؤں کا خون پرواز کی امنگوں سے جوش کھاتا............جمود ہوتا......افق افق پر جو روشنی ہے
جہت جہت میں یہ رنگ و بو کی جو ساحری ہے............یہ قریہ قریہ و دشت و کوہ و گلشن میں، ساحلوں پر،سمندروں میں
جو زندگی ہے جو بانکپن ہے، جو تازگی ہے، جو سرخوشی ہے............نظر کو اشیا کی آگہی ہے......
اُس ایک سورج کا معجزہ ہے!　　(اگر وہ سورج نہ مسکراتا،سیف اللہ خالد)(۴۴)
ازل سے ہے تو رواں سفر پر............ہبوطِ آدم تری مسافت کا نقشِ اول قرار پایا
کبھی تو طوفانِ نوحؑ بن کر جہاں کی تطہیر کی نہایت میں ڈھل گیا ہے
کبھی براہیمؑ کے حوالے سے تجھ پہ بیتِ خدا کی تعمیر کا حسیں مرحلہ بھی گزرا
کبھی تو فرزندیوں کے آدابِ روح فرسا کی ایسی منزل سے ہنس کے آگے نکل گیا ہے
جسے زمانہ ذبیحہء بے مثال کہہ کر پکارتا ہے
کبھی تو پدرانہ شفقتوں کے مراحلِ دل گداز پر یوں ہوا ہے حاوی
کہ تیرے صبرِ جمیل نے اس پسر کی مرگِ مہیب کی بے اماں خبر کا عذاب جھیلا
کہ جس کے پیکر کا حسن بازارِ مصر میں تیرے روپ کا اک کرشمہ بن کر بِکا
تو تیری مسافرت نے نئی طرح کا فروغ پایا
صلیب کی رفعتوں کو چھو کر کبھی تجھے اپنی جادہ پیمائیوں کا وہ اوج ہاتھ آیا
کہ جس نے مریم کی بے گناہی کے رابطے سے بشر کی تقدیس کو بڑھایا
کبھی حرا کا قیامِ سیال تجھ سے وہ گیان دھیان منسوب کر گیا ہے
جو ہر مسافر کے واسطے زادِراہ ہے اور جس کی خاطر............ازل سے ہے تو رواں سفر پر
سفر کہ جس کی نہایتِ بیکراں ابد ہے! (ابد کا سفر،عارف عبدالمتین)(۴۵)
آپؐ سے ہے محبتوں کا ثبات............ایسے میں آپ ہی کا روشن ہاتھ............میری انگلی کو تھام لیتا ہے
کتنی شفقت سے میرے کانوں میں............کوئی میرا ابھی نام لیتا ہے............کرنیں رم جھم برسنے لگتی ہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

منزلیں راستوں سے جھانکتی ہیں............حوصلے موربن کے ناچتے ہیں

(ناہیدؔ قاسمی،شفقت)(۴۶)

اداسی کے سفر میں جب ہوا رک رک کے چلتی ہے............سوادِ ہجر میں ہر آرزو چپ چاپ جلتی ہے

کسی نادیدہ غم کا کہر میں لپٹا ہوا سایہ............زمیں تا آسماں پھیلا ہوا محسوس ہوتا ہے

گزرتا وقت بھی ٹھہرا ہوا محسوس ہوتا ہے............تو ایسے میں تری خوشبو

محمد مصطفی ﷺ صل علیٰ کے نام کی خوشبو............دل وحشت زدہ کے ہاتھ پر یوں ہاتھ رکھتی ہے

تھکن کا کوہ غم ہٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے............سفر کا راستہ کٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے

(امجد اسلام امجد)(۴۷)

مجھے یقیں ہے............وہ سن رہے ہیں نگاہ خاموش کی صدائیں............دکھوں سے بوجھل مری نوائیں

وہ جانتے ہیں............ ہزار ہا درد و غم کی شمعیں............فسردہ سینوں میں جل رہی ہیں

یہ جسم و جاں جو شکست خوردہ ہیں سوچتے ہیں............غم و الم کی جو دھوپ پھیلی ہوئی ہے اس میں

کرم کے بادل سروں پہ اک سائباں بنانے............دیارِ رحمت سے کیوں نہیں اٹھ سکے ابھی تک

مجھے یقیں ہے............اور اس یقیں پر حیات امروز کا تسلسل............حیات فردا کی خوش دلی کی طرف رواں ہے

یہ دور جبر و ستم بہت جلد دور ہوگا............محبتوں کا ظہور ہوگا............کرم نبی کا ضرور ہوگا

(دھوپ میں تلاش سائباں......صبیح رحمانی)(۴۸)

شرف الدین شامی نے آزاد نظم میں نعتیہ متن کی بُنت کی ہے:

عبودیت نشاں سجدہ گہہِ ختم الرسلؐ ہے............دوسرے کلمے کی نصف آخر............

شہادت کی امیں محرابِ نور یں

زبانِ حال سے یہ کہہ رہی ہے............کہ تاحینِ ابد سارا زمانہ آپؐ کا ہے............نسلِ

فردا،مقتدی ہے (مصلائے نبویؐ پر......شرف الدین شامی)(۴۹)

مرے اطراف............عہدِ رحمت للعالمینی کی............ہوائیں چل رہیں ہیں............اور

مناظر جاگتے ہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یوں کہ جیسے............عہدِ ماضی کے سب اکنافِ مدینہ............حال کی مسجد میں شامل ہو گئے ہیں
آنے والے اور سب کے سب زمانے......اسی دھارے میں آ کر مل گئے ہیں
(باز آمد......شرف الدین شامی)(۵۰)

خدمتِ اقدس میں اذنِ باریابی چاہیے............میرے دو ہمدم بھی میرے ساتھ ہیں............
چشمِ گریاں اور قلبِ ناصبور............اے فروغِ بزمِ اعصار و ظہور............الاماں یہ فتنہ ہائے افتراق
یہ ہوائے زہر آگینِ نفاق............کتنے فرقوں میں بٹی ہے آپ کی امت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کوئی اسم ایسا نہیں دنیا میں آقا جس قدر............اتحاد آموز ہے اسمِ گرامی آپ کا
ہونٹ بھی آپس میں مل جاتے ہیں جس کے ورد سے............کیوں نہیں آپس میں ملتے نام لیوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (انور مسعود)(۵۱)

سوچ کا محور............وہ اک سراپا............کہ جس کو سوچوں............تو دھندلی راہوں کے پار......اک روشنی کا منبع
اور اس کی کرنوں کی طشتری سے ...... ہر ایک بھٹکی نگاہ پالے ......ازل سے تا بہ ابد کا رشتہ......وہ اک سراپا
کہ جس کو سوچوں......تو رنگ و خوشبو بکھر سے جائیں............کنول کھلیں اور گلاب مہکیں
ہوائیں مدحت کے گیت گائیں............مجھے بتائیں............دوردسےلم یزل کا رشتہ
(ڈاکٹر شگفتہ شیریں)(۵۲)

فلسفیانہ آہنگ ،احساسات کی شدت، تخلیقی جذبات کا وفور اور بیان کا رواں دواں اسلوب، ان نظموں کو ایک ادبی شان عطا کر رہا ہے۔ ان نظموں میں نعتیہ متون، مکمل ادبی اسالیب میں ڈھلے ہیں۔

نثری نظم:

نثری نظم کو انگریزی میں Prose Peom کہا جاتا ہے۔ اس صنف کو فرانس میں بادلیر (Baudelaire) اور آرتھر ریمبو (Arther Rimbaud) نے متعارف کرایا، جو انیسویں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صدی کے شعرا تھے۔

نثری تحریر میں تخلیقی دانش کا ایسا استعمال کہ جس کی قرات سے نثر پر بھی نظم کا گمان ہو، نثری شاعری یا نثری نظم کہلاسکتی ہے۔ اس نظم کا شاعرانہ عنصر (Poetic element)، اسے وزن کی قید سے آزاد ہونے کے باوجود شاعری کا درجہ دلواتا ہے۔

قمر جمیل اپنے مضمون ''پروز پوئم کا معیار'' میں لکھتے ہیں:

''پروز پوئم میں ذاتی آہنگ ہوتا ہے۔ یہ ذاتی آہنگ شاعر کے اپنے احساس اور جذبے کی رفتا کا سچّا مظہر ہوتا ہے اور شاعر ہی کے جذبے اور احساس سے پیدا ہوتا ہے۔ آہنگ دراصل آوازوں کی مخصوص ترتیب اور اس کے باقاعدہ وقفے سے پیدا ہوتا ہے''۔(۵۳)

تقدیسی شاعری میں نعتیہ نثری نظمیں لکھنے والے متعدد شعرا ہیں لیکن اس صنف کے شعری تقاضے پورے کرنے کے حوالے سے، میری رائے میں، احمد ہمیش، پیش پیش ہیں۔ ان کی نثری نظم میں، شدتِ احساس نے روحِ شاعری کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے۔ احمد ہمیش کی نعتیہ نثری نظم بعنوان ''رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں'' ملاحظہ ہو:

ابھی میں نے اپنی گھڑی موت کی گھڑی سے ملائی ہے
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!
مجھے، میری موت سے پہلے میرے جسم کی گندی مٹی سے پاک کر دیجیے یا اُسے معاف کر دیجیے
صرف چند سال زندہ رہنے کے لالچ کے اوپر میری روح کو کسی مضبوط رسی سے باندھ دیجیے
اور پھر میرے جسم کی سمتوں کو اس تلوار سے کاٹ دیجیے، جو اللہ نے آپ کو سونپی تھی
اور شیطان کے گنجان بالوں سے ڈھکے ہوئے میرے خمیر کو جلا کر خاک کر دیجیے
اور خاک کو ان ہواؤں میں اُڑا دیجیے جو آپ کے قدموں میں چلتی ہیں
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!
ایک سرد رات جو میری پسلیوں کی تکلیف پر کھنچ گئی تھی اور پانی برس رہا تھا اور میری عمر کے چھتیس سال میرے بچھونے کمرے سے باہر کھڑے بھیک مانگ رہے تھے
تو جتنا میں نے دنیا سے آگ جلانا سیکھا تھا، اتنا ہی میں نے آگ جلائی، اس انگیٹھی میں جو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گھر میں بے کار پڑی ہوئی پرانی صراحی کے ٹوٹے ہوئے ٹھیکرے سے بنائی گئی تھی
اور میں نے اس مہا کال کی ان تنت آسودہ جلاوطنیوں پر چپ چاپ ماتم کرتی ہوئی لکڑی کی
ٹال سے جو دو روپے کے ڈیڑھ سیر کوئلے مول لیے تھے۔ اس میں سے صرف آٹھ کوئلے جلا کے
اس لالٹین کے لیے دُکھی تھا، جو لکڑی کی ٹال میں حقیر حاجتوں کے اوپر ٹنگی ہوئی ہمارے
ماضی کی غمگین عورتوں کے دھواں دھواں لہو ملے ہوئے، جھلسے ہوئے آنسو رو رہی تھی
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!
میں نے صبر کر لیا کہ صبر کرنے والے اللہ کو پیارے ہوتے ہیں
تب میں نے انگاروں کی زبان سنی کہ انگارے بھی دہک دہک کر کوئی ایسی آیت پڑھتے ہیں
جو قرآنِ پاک کے مرکز میں ہوتی ہے
تب اگلے پچھلے گناہوں سے ڈرنے والی صرف آنکھیں ہوتی ہیں جو نہ کھلتی ہیں نہ بند ہوتی ہیں
زندگی کے نام پر عمر ایک ان دیکھی اونچائی سے ان دیکھی ڈھلان میں اُترتی چلی جاتی ہے
عمر، جو نہ جاگتی ہے نہ سوتی ہے
عمر، خود اپنے ہاتھوں میں ایک پھاوڑا لیے ہماری قبر کھودتی رہتی ہے
اور ہاں! یہ قبر ہمارے آنے والی جانکنی تک کھلی رہتی ہے
یہ اور بات ہے کہ ہم اُسے دیکھتے ہوئے بھی دیکھ نہیں سکتے
ریڑھ کی ہڈی کے گودے سے چپکے ہوئے، روم روم میں آباد، کھال کی پرتوں سے لپٹے ہوئے
گوشت اور چربی میں گندھے ہوئے شریانوں کے جال پھیلائے ہوئے، ٹرانسپیرنٹ جھلی چڑھائے
ہوئے لُعاب اور تھوک کے قبیلہ میں گے آگے چلتے ہوئے ان گنت مقدر مسلوب، ذلیل لذتوں کے بینر
اٹھائے ہوئے ہمارے اعصاب ہمیں ٹانگے ہوئے لیے جاتے ہیں دھند میں
نہ جسم کی آب و ہوا میں پلنے والا سوّر نہ وہ بانس کی بلّیوں اور رسی کا شکنجہ
نہ گرم غذاؤں، الکحل اور تیز مصالحوں سے بنی ہوئی موٹی کھال کی دیواریں
نہ ناخنوں سے روز کھرچے، رگڑے جانے والے ان کے پلستر، اور نہ وہ چربی جو جسم کے ابتدائی
ایندھن میں کام آئے گی
اور نہ وہ بھالا جس کی نوک سے اعصاب اور جانکنی کے درمیان کا نشہ آور مسام اذیت ناک سفر طے ہوتا ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مگر ہمیں کچھ نہیں دکھائی دیتا، نہ وہ ہمارے ہاتھ، جو بھالے کی نوک سے خود کو چبھوتے ہیں،
کھودتے ہیں، کھنچتے ہیں،
کھرونچتے ہیں، سوراخ کرتے ہیں تا کہ کھال پر چڑھی ہوئی طویل راتوں
کی موٹی سیاہی اتر جائے اور ایک ابدی دن نکلے اور سفر ختم ہو
یہاں تک کہ اعصاب اور جانکنی کے درمیان پہنچ کر ہماری زمین کا وقت بتانے والی تمام
انسانی گھڑیاں غلط ہو جاتی ہیں تب ایک ہی گھڑی صحیح ہوتی ہے موت کی گھڑی
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !
میں نے اپنی گھڑی موت کی گھڑی سے ملا کے آسمان کی طرف دیکھا کہ زمین کے وقت سے
گزر جانے کی دعا مانگوں مگر عرصہ ہوا میں اپنی نسل کے لوگوں کے ہجوم میں وہ دعا بھول چکا ہوں
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !
میری بھول کو چھوڑ کر صرف میری اُس ایک نیت کو اٹھا لیجیے جو آپ کو شافعِ محشر جان کر
آنسوؤں کی زبان میں روتی ہے
کیوں کہ انتظار، ابد کا دل ہے اور کوئی کہتا ہے کہ میرے بچے مت رو......مت رو
وہ کون تھا جو میرے خون کی بوند لیے عرب سے آیا تھا اور ہند کی زمین پر جنگیں جیت کر خود
اپنے اندر ہار گیا تھا اور زندگی کے پڑاؤ پر اس نے گھر، مسجد تالاب اور کوئیں بنوائے تھے
پیڑ اور پودے اُگائے تھے، فصلیں بوئی تھیں، مویشی پالے تھے
وہ کون تھا! جس کے خون نے میرے باپ کے باپ کو اپنی آنکھیں دی تھیں۔ اور وہی
آنکھیں میرے باپ نے مجھے دی تھیں
تب مجھے معلوم نہیں تھا کہ وراثت اپنے ساتھ اپنا ایک کیمرہ بھی لیے ہوئے چلتی ہے
خون کی اک اک بوند میں ان گنت لینس ہوتے ہیں
ایک بوند بھی کہیں گر جائے تو اَن گنت لینس ٹوٹ جاتے ہیں
کون جانے کہ میری پیدائش سے پہلے خون کی کتنی بوندیں گری تھیں، اور کتنے لینس ٹوٹے تھے
مجھے کتنی بار پیدا کیا گیا اور کتنی بار قتل کیا گیا
اگر پیدا ہونے والے بچے کے کان میں اذان دینے کی رسم نہ ہوتی تو میرے پیدا ہونے کا مطلب کون بتاتا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! مجھے آپ کا مبارک نام کون بتاتا
یہ میری وراثت تھی، جو کم عمری میں میرے سر کو جگائے رکھتی تھی، اس وقت جب کہ دیہاتی مسجد کے صحن میں میری کم سنی کے سر پر جامن کے پیڑ کی ٹہنیاں گرتی تھیں۔اور میں سمجھتا تھا کہ وہ آپ کے فرمان کی ٹہنیاں تھیں
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !
آپ کے فرمان سے بچھڑنے کی وہ آخری شام تھی
میدانوں میں ننگے پاؤں تیز دوڑنے والے بچوں کے ساتھ، دھوپ دوڑ لگا کے تھک چکی تھی۔مسجد کے صحن میں نماز بے نیاز تھی۔میں اُسے پڑھ لیتا تب بھی اور نہ پڑھتا تب بھی، وہ مجھ سے بے نیاز تھی
منہ میرا کعبے کی طرف تھا، سورج کی دمکتی طشتری کو چھپا کے لے جانے والا بھی تو اللہ ہی تھا، پھر وہ کون سی ہونی تھی جس نے میرا منہ پھیر دیا تھا
میرے پیٹ اور پیٹھ کو کچلنے والے نمائندوں نے دنیا پر حکومت کی، ان کے پاس اپنی نسلیں چلانے کے لیے کافی ایندھن تھا
میں ان گنت اندھیروں میں اپنا اندھیرا لیے ہوئے غلام ملکوں کی ریلوں میں سفر کرتا
آبادیوں میں کبھی نہ ملنے والے ٹھکانوں پر مانگی ہوئی مٹی سے نیند مانگتا، اور اپنی بیداری سستے داموں بیچ کر پیٹ بھرتا،
اور کبھی نہ ملنے والی عورت کے نام پر اپنا بستر چھوڑ کر ایک آبادی سے دوسری آبادی بھٹکتا
وہ ایمان والوں کی آنکھوں سے روشنی چھیننے والی لڑکیاں تھیں یا آب و ہوا کی تبدیلی تھی یا تاریخ کا جبر!
یا صرف میرے لیے زمین کی گردش رُک گئی تھی
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !
آپ کے فرمان سے بچھڑنے کی وہ آخری شام تھی (احمد ہمیش)(۵۴)

نثری نظم کا تقدیسی متن ظاہر کرنے اور اس کی شعری اہمیت اجاگر کرنے کے لیے یہی ایک

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نمونہ کافی ہے۔اس میں ایک افسانوی فضا ہے۔تاریخ ہے، ایمان متزلزل ہونے کی طرف اشارے ہیں اور خود کردہ گناہوں پر پچھتاوا ہے۔نعتیہ ادب میں یہ نثری نظم، ایک مثالیہ (Model) ہے جس روایتی متون (Texts) سے بالکل مختلف اور پُرکشش ہے۔

ہائیکو:

جاپانی صنف سخن ہائیکو تین مصرعوں پر مشتمل مختصر نظم ہوتی ہے۔جاپانی شعرا اس میں فضاؤں کی رنگینی اور پھل، پھول وغیرہ کا ذکر لازمی سمجھتے ہیں۔عموماً تین مصرعے 5-7-5 (فعلن فعلن فع......فعلن فعلن فعلن فع......فعلن فعلن فع) کی ترتیب سے کہے جاتے ہیں۔لیکن بعض شعراء نے اس ترتیب سے انحراف کرتے ہوئے کم یا زیادہ اوزان کو بھی برتا ہے۔پروفیسر ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی نے لکھا: ''ہائکو کا تلفظ ہائک ہے۔جاپانی' بہت سے لفظ جب رومن رسم الخط میں لکھتے ہیں تو اختتام مصوتہ (Vowel) پر کرتے ہیں۔اردو میں ہم نے اسی رسم کو اختیار کرلیا ہے۔(۵۵)

اردو میں نعتیہ متن کے سِکّوں سے اس صنفِ سخن کو مالا مال کرنے والے لائق ذکر شعرا میں شبنم رومانی، سہیل غازی پوری، سرشار صدیقی، اقبال حیدر، صبیح رحمانی، شفیق الدین شارق، انجم اعظمی، ابوالخیر کشفی، محسن بھوپالی، وضاحت نسیم، رونق حیات، معراج حسن عامر، آفتاب مضطر، رضی الدین رضی، سلیم کوثر، اختر شمار، مقبول نقش، سید قمر ہاشمی، مظفر وارثی، اکرم کلیم، اقبال نجمی، آفتاب کریمی اور طاہر سلطانی وغیرہم کے نام شامل ہیں:

ایک احساس فضا پر طاری......اور فیضِ نظر ہے جاری......اسے میراثِ نبوت کہیئے

ترے قدموں کی آہٹ......اک عنوان بلاغت کا......ایک خطبہ ہے ہدایت کا

آسماں خاکِ مدینہ کی سلامی کے لیے......مہ و خورشید کی کرنوں کو لیے آتا ہے......آسماں حدِ نظر حدِ نظر، حدِ نظر

(ابوالخیر کشفی)(۵۶)

ہو محمد یا، احمد و محمود............میری مشکل کے یہ ستارے ہیں............آپ ﷺ کے نام کتنے پیارے ہیں

(محمد اقبال نجمی)(۵۷)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

طائران تیرگی سب اڑ گئے......جس طرف سے بھی ہوا ان ﷺ کا گزر......راستے منزل کی جانب مڑ گئے
(مظفر وارثی)(۵۸)

ترے قدموں کی آہٹ......اک عنوان بلاغت کا......اک خطبہ ہے ہدایت کا (سید ابوالخیر کشفی)(۵۹)

آپ ﷺ کا دست مبارک اٹھا............شہر وصحرا میں بہت دور تلک چرچا تھا...... چاند دو ٹکڑے ہوا
(انجم اعظمی)(۶۰)

کاش ہو یوں انجام......دل میں ان ﷺ کی یاد بسی ہو......لب پر ان ﷺ کا نام
(سرشار صدیقی)(۶۱)

یا محمد ﷺ ترے فقیروں کی......شان وشوکت عجیب دیکھی......ان کی ٹھوکر میں بادشاہی ہے
(اکرم کلیم)(۶۲)

ان کی تعریف میں کروں کیسے......نعت لکھوں تو کس طرح لکھوں......مجھ کو الفاظ ہی نہیں ملتے
(رضی الدین رضی)(۶۳)

زیست کیسے شکست کھائے گی......موت مجھ کو سلام کرتی ہے......میں محمد ﷺ کا امتی ٹھہرا
(اختر شمار)(۶۴)

اس ﷺ کا نام لکھوں......جس کے نام کی برکت ہی......زندہ رکھتی ہے
(سلیم کوثر)(۶۵)

یہی وسیلہ ہے......صل علیٰ محمدٍ ﷺ......میرا وظیفہ ہے (مقبول نقش)(۶۶)

صرف مدینے میں......اور کہاں پر اُگتے ہیں......سورج سینے میں (صبیح رحمانی)(۶۷)

ہر ذرہ تارہ............کاہکشاں سے بڑھ کر ہے............طیبہ کا رستہ (محسن بھوپالی)(۶۸)

سنور گیا جیون......روضہء اقدس کے صدقے......بھیگ گیا دامن (اقبال حیدر)(۶۹)

یہ بھی ہے عظمت......سارے عالم پر پھیلا......دامان رحمت (سہیل غازی پوری)(۷۰)

پھیلی ہریالی......آں حضرت کے کاندھوں پر......کملی ہے کالی (رونق حیات)(۷۱)

زخمی ہو کر بھی......ان کے ہر اک موسم نے......خوشبو ہی لکھی (معراج حسن عامر)(۷۲)

حسن مکمل ہے......حسن محمد صلی اللہ......کامل و اکمل ہے (آفتاب مضطر)(۷۳)

سینے چمکائے......آپ نے نور ایماں سے...... چہرے دمکائے (شفیق الدین شارق)(۷۴)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آیا ایک بشر......سب کے لیے رحمت بن کر......لاکھوں سلام اس پر
جو ہے خیرالانام......نورِ مجسم، حسنِ تمام......اُس پر صلوٰۃ سلام
آپؐ ہی مثلِ کتاب......ویسی دنیا، جیسا دین......بالکل ایک نصاب
عرش نشیں کا سلام......آپؐ کی صورت میں آیا......فرش زمیں کے نام (شفیق الدین شارقؔ)(۷۵)

اسریٰ کی تھی شب......چوم گئے ان کے پاؤں......اک کافوری لب
صدفی صد شفاف......ان کی ہستی ان کی ذات......ان کے ہی اوصاف
آقا کا دشمن......آقا سے لے جاتا ہے......کسریٰ کے کنگن
دائم ان کا راج......جن کے کالے کمبل میں......مسند، خرقے، تاج
نبیوں میں ممتاز......نکتہ نکتہ کھول گئے......کیسے کیسے راز (منظر عارفی، اللہ کی سنت)(۷۶)

کتنے اجلے ہیں......اُن کے لفظوں سے من میں......سورج اُگتے ہیں
اور لکھوں میں کیا......اُس کا نام اور اُس کا کام......''خوشبو''، ''سندرتا''
روشن رخشندہ......گہری کالی راتوں میں......اُس کا نام ''دیا'' (احمد صغیر صدیقی)(۷۷)

یہاں محسوس ہوتا ہے کہ ہیئت بدل جانے سے سخن میں ایک نیا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ احساس کی لہروں کو ایک الگ زبان مل جاتی ہے اور شاعر غیر محسوس طور پر روایت سے اکتسابِ فیض کرتے ہوئے، نیا آہنگ اختیار کرتا ہے۔

نعتیہ قطعات:

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی نے ''کشاف تنقیدی اصطلاحات'' میں لکھا ہے:

''قطعہ کے لغوی معنی ٹکڑے کے ہیں اور اصطلاحی معنوں میں یہ ایک صنفِ شعر ہے جس میں قوافی کی ترتیب قصیدے یا غزل کے مطابق ہوتی ہے۔ یعنی تمام اشعار کے مصرع ہائے ثانی ہم قافیہ ہوتے ہیں لیکن غزل اور قصیدے کے برعکس قطعے میں مطلع نہیں ہوتا اور مقطع ضروری نہیں۔ قطعہ کے لیے کم از کم دو شعروں کا ہونا ضروری ہے زیادہ اشعار کی کوئی قید نہیں۔ البتہ غزل کی طرح قطعے کا طول بھی دس بارہ شعروں تک ہی مناسب سمجھا جاتا ہے۔''(۷۸)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نعتیہ قطعات لکھنے والے متعدد شعرا ہیں۔لیکن طولِ کلام سے گریز کرتے ہوئے ہم صرف شاہد الوری کے نعتیہ قطعات درج کررہے ہیں۔یہ قطعات غالب کے مصرعوں پر کہے گئے ہیں اور اختتام پر غالب کے مصرعے پر گرہ لگا کر''تضمیں'' نگاری کا ہنر بھی دکھایا گیا ہے:

ہر اعتبار سے ممدوحِ خلق و خالق ہے
وہ ذاتِ پاک جو رحمت ہے دو جہاں کے لیے
اُسی کے حسنِ توجہ سے پار اُترے ہیں
ترس رہے تھے سفینے جو بادباں کے لیے
اُسی کا نام وظیفہ قرارِجاں کے لیے
ہر ایک وصف ہے عنوانِ صد ہزار اوصاف
کہاں سے لائے گا طاقت کوئی بیاں کے لیے
تمام دولتِ عرفاں ہے معرفت اس کی
بڑا نشاں ہے وہی ایک بے نشاں کے لیے
اُسی کی ذاتِ گرامی ہے فخرِ موجودات
شرف اُسی کی غلامی ہے اِنس و جاں کے لیے
بغیرِ فضلِ خدا نعت ہو نہیں سکتی
''سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے''

....

یہ عقل دے نہ سکی آج تک جواب اس کا
نگاہِ عشق میں بُت خانہ کیا حرم کیا ہے
رہِ طلب میں تھے ہم اور گم ہیں منزل پر
جو وصل ذات کرم ہے! تو پھر ستم کیا ہے
یہ بُت کدہ، یہ کلیسا،یہ خانقاہ یہ دَیر
نگارشیں ہیں عقائد کی بیش و کم کیا ہے
وجودِ قطرۂ شبنم ہے ایک شب کے لیے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سَر اشکِ چرخ میں اس سے زیادہ دم کیا ہے
اُنہیؐ کے نام معنون ہے یہ مرا پیغام
جو مجھ سے پوچھتے ہیں، لوح کیا، قلم کیا ہے
ہزاردَجلۂ عرفاں مرے خیال میں ہیں
وجود ہوں میں، مرے سامنے عدم کیا ہے
ہر ایک جام ہے میرے لیے تو میخانہ
''غلامِ ساقیِ کوثر ہوں مجھ کو غم کیا ہے''

....

وہی شراب جو ہے مستیِ صُہیبؓ و بلالؓ
وہی شراب جو دریا ہے تشنگاں کے لیے
وہی شراب کہ جس کے ہر ایک قطرے میں
شعورِ حکمت ِ قرآں ہے رازداں کے لیے
اُسی شراب کا اک جام چاہیے مجھ کو
کہ مدح لکھنی ہے سرکارِ ؐانس و جاں کے لیے

....

محیط ابرِ کرم کی طرح ہے اُس کی ذات
وہ روشنی ِ ہدایت ہے دو جہاں کے لیے
اُسیؐ کے پرچمِ عظمت سے سرُخرو ہے زمیں
اُسیؐ کے نقشِ قدم تاج کہکشاں کے لیے
اُسیؐ کا نور ہے قندیلِ معرفت کی ضیا ء
اُسیؐ کا حسن ہے تزئینِ لا مکاں کے لیے
اُسیؐ کے سامنے میرا سرِ نیاز ہے خم
''بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے''

(شاہدالوری)(۷۹)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سہ مصرعی:

یہ صنف غالباً حنیف اسعدی کی ایجاد ہے۔انھوں نے اس صنف میں نعتیہ متون بھی سموئے ہیں۔اس صنف میں ہندی آہنگ کی لطافت اورزبان کی حلاوت دیدنی ہے:

سہ مصرعی نعت:

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم............مان کا چھتر، دیا کی چھاؤں............دھرتی کیا آکاش پہ پاؤں......حمد کی جان محمدؐ ناؤں

آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم......دھیرج،ٹھنڈک، سکھ،آرام......سارے نام انہیں کے نام......اُن پہ دُرود اوراُنؐ پہ سلام

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم......میری آن، مری پہچان......میرے چاہت، میرا مان......تن من واری، میں قربان (حنیف اسعدی)(۸۰)

سی حرفی:

پنجابی کی ایک صنف ہے'سی حرفی' جس کا ہر بند الف سے یا تک کے حروفِ تہجی کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔

ابوالاعجاز لکھتے ہیں:

''اردو میں سی حرفی کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔افسر صدیقی امروہوی کا خیال ہے کہ اردو میں سب سے پہلی سی حرفی شاید شاہ برہان الدین جانم (متوفی ۹۹۰ھ) کی ہے۔محقق موصوف نے اپنے مضمون ''سی حرفی معظم'' میں شاہ تراب،شاہ کرم،شاہ وجھن،شاہ محمد غوث چشتی صابری اور معظم کی اردو سی حرفیوں کا ذکر کیا ہے''۔(۸۱)

نعتیہ ادب میں بھی اس ہیئتی صنف کے نقوش بننے لگے ہیں۔حفیظ تائب نے ''سی حرفی زمزمہء درود'' بڑے اہتمام سے لکھا ہے۔ملاحظہ ہو:

نامِ خدا سے سلسلا......زمزمہء درود کا......منزلِ ذات کا پتا......نورِ ظہورِ مصطفیٰؐ......روح وروں کی ہے صدا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ..................جلوہء روئے آں جنابؐ......ارض و سما کی آب و تاب
مطلعِ حق کا آفتاب......آپؐ کی شرعِ مستطاب......قدر گروجہت نما......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ
مقصدِ کن فکاں ہیں آپؐ......قائدِ مُرسلاں ہیں آپ......نیّرِ لامکاں ہیں آپؐ......رہبرِ ہر زماں ہیں آپؐ
آپؐ کا شوقِ دل کُشا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ......آپؐ ہیں جوہرِ حیات......نورِ نگاہِ کائنات
پیکرِ جراءت وثبات......موجبِ راحت ونجات......فکر ونظر کا منتہا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ
نوعِ ذکور کے غیاث......محسنِ طبقہء اناث......خلقِ خدا کے مستغاث......آپؐ کا عزم وانبعاث
مردہ دلوں کا حوصلا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ......عدل کا ان کے سر پہ تاج......عقل وخرد پہ ان کا راج
حق نے کہا انھیں سراج......تا ابد ان کی احتیاج......ان پہ ہیں دو جہاں فدا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ
آپؐ ہیں ضامنِ فلاح......شاہدِ اوج، انشراح......آپؐ نگاہ کی صباح......آپؐ سے ہی دلوں کی راح
آپؐ کا ذکر جاں فزا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ............زیست کی راہِ سنگلاخ......ان کے کرم سے ہے فراخ
باروران سے شاخ شاخ......مہکے ہیں ان سے کنج وکاخ......نور ہے ان کا جا بہ جا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ
آپؐ کی دل نواز یاد......کرتی ہے جسم وجاں کو شاد......دیتی ہے مدح گر کو داد......بھرتی ہے دامنِ مراد
آپؐ ہیں معدنِ عطا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ............جن کے سبب طلب لذیذ......زیست کی تاب و
تب لذیذ......تلخیِ روز وشب لذیذ......علم وفن وادب لذیذ......جن سے قدم قدم ہدیٰ......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ
مُرسَلِ خوش خبر حضورؐ......خسروِ خشک وتر حضورؐ......دہر کے چارہ گر حضورؐ......حُسن ہیں سر بہ سر حضورؐ......رحمتِ حق کی انتہا
صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ............میرِ عجم، شہِ حجاز......جن پہ کھلا ہر ایک راز......جن کے غلام سرفراز
جن پہ ہے سروری کو ناز......والیِ کشورِ بقا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ............جسم پہ صبر کا لباس
......ہاتھ میں پرچمِ سپاس......شُکر طراز وحق شناس......قصرِ وجود کی اساس......مہرِ سپہرِ ارتقا......صلِّ علیٰ نبینا
صلِّ علیٰ محمدٍ..................آپؐ بہارِ عرش وفرش......عزّ ووقارِ عرش وفرش......تاب وقرارِ عرش وفرش
دار ومدارِ عرش وفرش......دیدہ ودل کا مدّ عا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ............آپؐ کا ہے پیام خاص
خلقِ خدا کے نام خاص......آپؐ کی بزمِ عام، خاص......عظمت واحترام خاص......آپؐ کا مرتبہ جدا
صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ............پھیلا ہوا ہے خوانِ فیض......آتے ہیں طالبانِ فیض......پاتے ہیں ارمغانِ فیض
کہتے ہیں داستانِ فیض......لب پہ ہے سب کے مرحبا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ............رُوح کا ان سے ارتباط
باعثِ فرحت ونشاط......قلب ہے آپؐ کی رباط......کم ہے کوئی یہ انبساط......میرے لبوں پہ ہے سدا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ ....عجزِ طبیعتِ حفیظ......رنگِ محبتِ حفیظ......شوق و عقیدتِ حفیظ
عزت و شہرتِ حفیظ......صدقہ ہے اُس جناب کا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ ....سرورِ دیں کا اتباع
ضامنِ اوج و ارتفاع......یورشِ کرب کا دفاع......میری گراں بہا متاع......عشقِ حبیبِ کبریا......صلِّ علیٰ نبینا
صلِّ علیٰ محمدٍ ....کُنجِ مزار کا چراغ......عشقِ نبیؐ کا داغ داغ......قلب نہ کیوں ہو باغ باغ......
پائے حرم کا جب سراغ......آئے نہ لب پہ کیوں صدا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ
خیر سے ان کا اتصاف......شانِ کرم کا اعتراف......قدرتِ حق کا انکشاف......آئنہ دل کا ہو جو صاف
دیکھیے ان کو برملا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ ....دہر میں آپؐ سا رفیق......آپؐ سا محسنِ شفیق
کوئی معلمِ خلیق......کوئی بھی صاحبِ طریق......آیا ہے اور نہ آئے گا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ
دُرِّ یتیم کی دَمک......پھیلی زمیں سے تا فلک......آپؐ کے دور کی دھنک......جلوہ فشاں ہے آج تک
زمزمہ پاش ہے ہوا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ ....مدح سرا ہے انگ انگ......بجتا ہے دل کا جل ترنگ
ناچ اٹھے فضا میں رنگ......تازہ بہ تازہ ہے اُمنگ......قافلہ یاد کا چلا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ
آپؐ کا فیض لازوال......آپؐ کے حُسن میں کمال......آپؐ کے رعب میں جمال......لاؤں کہاں سے میں مثال
کوئی نہیں ہے آپؐ سا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ ....آپؐ ہیں تابشِ حرم......آپؐ ہیں نازشِ حرم
کم تو نہیں یہی کرم......رہروِ حق ہیں تازہ دم......زیرِ لوائے مصطفیٰؐ......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ
ذکرِ رسولؐ رات دن......رکھتا ہے دل کو مطمئن......جس پہ فدا ہیں انس و جن......جس کی طلب میں سال و سن
کون ہے آپؐ کے سوا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ ....آپؐ کی دھوم کو بہ کو......آپؐ کی دھاک سو بہ سو
اہلِ زمیں کی آبرو......آپؐ ہیں جانِ آرزو......آپؐ ہیں روحِ التجا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ
شاہِ امم، جہاں پناہ......جن و بشر کے خیر خواہ......جھکتے جہاں ہیں مہر و ماہ......ہے وہ انھی کی بارگاہ
شاہ بھی ہیں جہاں گدا......صلِّ علیٰ نبینا......صلِّ علیٰ محمدٍ ....پائے حضورؐ چھو کے ہی
زندگی زندگی ہوئی......ان کی زکاتِ آگہی......قلب و نظر کی روشنی......اُسوۂ سید الوریٰؐ......صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدٍ
(حفیظ تائب)(۸۲)

اس سی حرفی کو یہاں مکمل نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سی حرفی کی تیکنیک بھی معلوم ہو جائے اور حفیظ تائب کی قادرالکلامی کے ساتھ ساتھ ان کے تخلیقی مزاج کا دھیما پن اور ندرتِ اظہار کا فن بھی ظاہر ہو جائے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نعت رنگ (شمارہ ۳۰،نومبر ۲۰۲۰ء) میں ،اشفاق احمد غوری کی ایک نعتیہ ''سی حرفی'' شایع ہوئی تھی۔اس میں شاعر نے اردو کے (بشمول،الف ممدودہ، یائے مجہول اور نون غنا) 37 حروف کو ردیف کے طور پر استعمال کیا ہے۔مثلاً

دف بجاتے قلب کی دھڑکن میں آ	غرفہ ء احساس کے در پن میں آ
روح کو آسودگی دے وصل کی	یا رسول الله انت قبلتی

اس کے بعد ہر بند کا ہم صرف ایک ایک مصرع لکھ کر پوری نظم کا اسلوبی التزام ظاہر کریں گے:

(آ) دف بجاتے قلب کی دھڑکن میں آ
ا۔ فکر و فن کو تو شہء گوہر ملا
۲۔آپ ہیں کون و مکاں کی تاب و تب
۳۔ ہجر میں فرمائیں گے تخفیف آپ
۴۔آپ سے ہے زندگانی کو ثبات
۵۔ہے مری فردِ عمل میں صرف کھوٹ
۶۔آج ہیں پلکیں مری اشکوں سے لیث
۷۔آپ کی مدحت کو دیتا ہوں رواج
۸۔آپ کی ہے سیرتِ ضور بار سچ
۹۔ہیں صحابہ کے یہ اقوالِ صحیح
۱۰۔کہہ دیا اللہ نے اے ماہ رخ
۱۱۔منبعِ علم و ادب عقل و خرد
۱۲۔جسم و جاں پر ہے شریعت کا نفوذ
۱۳۔دو جہاں اس زاویئے پر ہیں اکھنڈ
۱۴۔چھوڑ آتے تھے زمیں اپنی شجر
۱۵۔آپ کو اللہ نے بخشا فراز
۱۶۔آپ کی جس کو عطا ہوجائے آڑ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۱۷۔جز معاصی کچھ نہیں ہے میرے پاس
۱۸۔ہم نے چاہے جو بھی رکھی ہو روش
۱۹۔میں بھی ہوں دربارِ اطہر کا حریص
۲۰۔حسرتِ دیدار ہے میرا مرض
۲۱۔خدمتِ مدحت کا حاصل ہے نشاط
۲۲۔اس مسمط سے جڑا ہر ایک لفظ
۲۳۔صبح صادق کی گھڑی بارہ ربیع
۲۴۔کردیئے روشن عقیدت کے چراغ
۲۵۔پھر ملا ہوتا حضوری کا شرف
۲۶۔میری ماں دیتی تھی اکثر یہ سبق
۲۷۔یاد آتی ہے مدینے کی سڑک
۲۸۔دیکھ کر پیشانیء اطہر کا رنگ
۲۹۔آپ کو بخشا گیا اوجِ کمال
۳۰۔آپ اگر فرمائیں گے دل پر خرام
۳۱۔دیکھ لے گر آپ کا رنگِ حسن
۳۲۔میں خس و خاشاک سے بھی کم تریں
۳۳۔ اے شہِ جود و عطا،اکرام خو
۳۴۔میرے آقا ! رشکِ ماہ ِ نیم ماہ
۳۵۔نکہتِ گل سر نہادہ رہ گئی
۳۶۔قلب و جاں خدام ہیں حسنین کے
شاہزادے ہیں یہی کونین کے
ہے بڑا اعزاز ان کی نوکری
یا رسول اللہ انت قبلتی
آپ کا جو نعت گو اشفاق ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آپ کے دیدار کا مشتاق ہے
دست بستہ کہہ رہا ہے بس یہی
یا رسول اللہ انت قبلتی

(اشفاق احمد غوری)(۸۳)

اس طرح الف ممدودہ سمیت یہ کل ۳۷ بند ہوئے۔سی حرفی کی ہیئت میں یہ مسمط نعتیہ شعری ادب میں یقیناً ایک اضافہ ہے۔سی حرفی لکھنے والے شعراء،اگر منیر شکوہ آبادی کی زبان میں یہ کہیں:

التزام ایسے قواعد کے کیے ہیں میں نے
جن شرایط میں حریفوں سے بمشکل ہو غزل

تو یہ تعلیٰ نہیں بل کہ حقیقت بیانی سمجھی جائے گی!

دوہا:

دوہا،خالص ہندی اور بھاشا میں لکھی جانے والی شعری صنف ہے۔اردو میں یہ صنف بہت کم شعراء نے اپنائی ہے۔ہر''دوہا''غزل کے مطلع کی طرح ہوتا ہے اور صرف یہی دو مصرعے اسے مکمل نظم کی صورت دیدیتے ہیں۔ایک سے زیادہ دوہے بھی لکھے جائیں تو وہ کوئی طویل نظم نہیں بنتی۔ہر دوہا،انفرادی چھب دکھلاتا ہے۔نعتیہ دوہے کہنے والے بھی کم ہیں۔جمیل عظیم آبادی کے چند دوہے پیشِ خدمت ہیں:

پاک محمد نام ہے ان کا اللہ کے ہیں میت
ان کے رستے جو چل نکلا اس کی ہوگی جیت
ان کے جیسا کوئی نہیں ہے کوئی نہیں وِدوان
سب نبیوں میں اتم وہ ہیں اتم ہے استھان
شہرِ مدینہ جنت میری قبلہ میرا کعبا
جگمگ جس سے نین کٹورے جھلمل جس سے ماتھا
میرے نبی کے گُن مت پوچھو، ان کی انوکھی بات
ان کے کہک سے پتھر بولے، بولے ڈالی پات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میرے نبی کے جگمگ درپن، جگمگ ان کی ساکھ
ان کے آگے مدھم سورج، ابھرے سورج لاکھ
دونوں جگ کا کون ہے داتا ہم سب تھے انجان
میرے نبی نے کروائی ہے اللہ کی پہچان
طیبہ کے دن رات برابر چاروں اور اجیارا
جس کے سندر تا پر لوٹے سورج چاند ستارا

(جمیل عظیم آبادی)(۸۴)

نعتیہ کجریاں:

اردو لغت کے مطابق، ''کجری'' اُن گیتوں کو کہتے ہیں جو مرزا پور میں عموماً برسات کے موسم میں گائے جاتے ہیں۔(کجری گیت کی ایک قسم ہے جو عموماً ہولی میں گاتے ہیں):

ظافر علی خاں تشنہ کی کچھ کجریاں، نعت رنگ میں شایع ہوئی تھیں، وہی حاضر ہیں:

گنبدِ خضرا:

اس گنبد کی بات کیا جس کا سبز ہے رنگ
قدس میں یہ آفاق بھی ہے جس کے پاسنگ
جب ہو جگ سے تنگ اس کی جانب دیکھ لے

واقعۂ طائف:

دونوں جہانوں کو دیں رونق جس کے پاؤں
جس کی کملی میں ہے کون و مکاں کی چھاؤں
طائف کے گاؤں میں وہ زخموں سے تھا چور

معراج:

رات انوکھی تھی کہ سوتا رہا سنسار
جم سی گئی ہر چیز بند ہوئے سب کار
دنیا کے اس پار اترا رہا براق

(ظافر علی خاں تشنہ)(۸۵)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نعتیہ واکا:

واکا، ایک جاپانی صنفِ سخن ہے جس میں پانچ مصرعے ہوتے ہیں۔ جاپانی کلاسیکی شاعری کا بڑا حصہ واکا پر مشتمل ہے۔ ابوالخیر کشفی نے کچھ نعتیہ واکا کہے ہیں:

ترا اسمِ گرامی جب مرے ہونٹوں پہ آتا ہے......ندامت مجھ کو ہوتی ہے......لب و رخسار کے نغمے ابھی تک رقص کرتے ہیں......مرے ہونٹوں کی سرحد پر............

کبھی بادل کے رنگوں میں......کبھی پھولوں کی نکہت میں......کبھی دل کی فضاؤں میں
کبھی فکر و تامل میں......نقوشِ سرورِ کونین ﷺ کا جلوہ نظر آیا (ابوالخیر کشفی)(۸۶)

ڈاکٹر افضال احمد انور نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں علیم صبا نویدی اور آفتاب کریمی کی نعتیہ واکا کے حوالے دیے ہیں:

جلوسِ نکہت و نغمہ......تبسم آفریں جلوہ......مہکتی پتلیوں کی ضَو......رُخِ زیبا کی دلکش بُو
محمد مصطفیٰؐ جلوہ فگن، ہر سمت ہر جانب (علیم صبا نویدی)(۸۷)

نکلتا ہے جو مکہ سے......مدینے کا حسیں رستہ......پرانا ہے وہ یادوں میں......پہاڑوں کی چٹانوں میں
نیا رستہ اضافہ ہے......جو میں نے خود بھی دیکھا ہے......مدینے کی زیارت تو ہے شامل میرے ایماں میں
مدینہ شہر یکتا ہے......مدینہ ایسا خطہ ہے......نہیں رہتی دلوں میں کھوٹ (آفتاب کریمی)(۸۸)

یک مصرعی نظم (سخنِ مختصر):

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
''تخلیقِ کائنات کا منشا وہی تو ہے''
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا......''رفاقت کو نیا مفہوم اس کی ذات نے بخشا''
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا......''گلِ گلزارِ محمد ﷺ پہ سلام اور درود''
حضرت ابوبکر صدیقؓ......''تاریخ وفا حضرتِ صدیقؓ پہ نازاں''
حضرت عمر فاروقؓ......''اُس کا وجود کلمۂ حق ہے، اذان ہے''
حضرت عثمانِ غنیؓ......''خونِ رگِ عثمانؓ سے سرخی ہے شفق کی''
حضرت علی مرتضیٰؓ......''علیؓ کے عدل سے روشن چراغِ خانۂ کعبہ''

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت خالد بن ولیدؓ............''اس کی تلوار نے باطل کا جگر کاٹ دیا''

کعبۃ اللہ............''خالِ رُخِ ایام یہی بیتِ خدا ہے''

مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم............''دیباچہء نشاطِ ابد اس کی ہر گلی'' (ابوالخیر کشفی)(۸۹)

نعتیہ سانیٹ:

سانیٹ ایک صنفِ سخن ہے جس کا آغاز اٹلی میں چودھوی صدی عیسوی میں ہوا۔اس شاعری کا بیشتر حصہ، محبت کے نغمات کی شکل میں منصۂ شہود پر آیا۔ سولھویں صدی عیسوی میں اس صنف کی طرف اسپین، فرانس اور انگلینڈ کے شعراء نے توجہ دی اور سترھویں صدی عیسویں میں یہ صنف جرمنی پہنچی۔ ابتدائی سانیٹ جسمانی پیاس بجھانے والی محبت کے زیرِ اثر وجود میں آئے۔ لیکن سترھویں صدی میں جون ڈن نے اس کے موضوعات میں مذہبی عنصر داخل کیا اور ملٹن نے اسے سیاسی مقاصد کے لیے برتا۔ اٹھارویں صدی میں یہ صنف بے توجہی کا شکار رہی لیکن اس کا احیا انیسویں صدی میں ورڈ سورتھ، کیٹس اور بولیئر نے کیا۔

(Oxford Dictionary of Literary Terms, University Peress, United Kingdom)

ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

''چودہ مصرعوں پر مشتمل سانیٹ دو بندوں سے ترکیب پاتی ہے۔ پہلے بند کا پہلا مصرعہ اور آخری مصرع، ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ درمیان کے تین اشعار انفرادی قوافی کے حامل ہوتے ہیں۔ دوسرے بند کا پہلا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ جب کہ دو اشعار انفرادی طور پر قافیہ کے حامل ہوتے ہیں............اگرچہ اختر شیرانی سے لے کر ن م راشد تک متعدد اچھے شعراء نے سانیٹ لکھے، لیکن پھر بھی اسے مقبولیت حاصل نہ ہو سکی۔ جس کی ایک وجہ مشکل تیکنیک بھی ہو سکتی ہے''(۹۰)

ڈاکٹر افضال انور کی تحقیق کے مطابق نعتیہ ادب میں پہلا سانیٹ کا مجموعہ علیم صبا نویدی کا تھا۔ (مقالہ پی ایچ ڈی۔ص ۵۴۹)۔ صبیح رحمانی نے بھی علیم صبا نویدی کو نعتیہ سانیٹ لکھنے والا اولین شاعر لکھا ہے۔ ان کے سانیٹ کا مجموعہ ''نور السمٰوات'' جنوری ۱۹۹۰ء میں شایع ہوا تھا۔ اکا دکا نعتیہ سانیٹ لکھنے والوں میں کامل القادری، نعیم تقوی، حفیظ تائب، تنویر پھول اور صبیح رحمانی کے نام شامل ہیں۔(۹۱)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حال ہی میں عارف منصور کی کتاب ''سیّد المبشّرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے نام سے شیر افگن خان جوہرؔ نے شایع کی ہے۔ جس میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرآنی استدلال پر مشتمل نعتیہ سانیٹس ہیں۔(۹۲)

ذیل میں نمونے کے طور پر دو سانیٹس پیش کیے جارہے ہیں:

آپؐ آئے تو ہوا عہدِ خزاں عہدِ بہار ....آپؐ ہیں خُلقِ مجسم آپؐ سب پر مہرباں
آپؐ کی نسبت سے ہی روشن ہے میرا شہرِ جاں............آپؐ جیسا ہو نہیں سکتا کوئی بھی شہر یار
آپؐ ختم المرسلیں ہیں آپؐ ہیں نورِ ازل ....تا ابد روشن رہے گی آپؐ ہی سے ہر نظر
آپؐ ہیں قرآنِ ناطق، عاملِ خیر العمل ....ہو بشر کیوں کر نہ نازاں آپؐ ہیں خیر البشر
آپؐ ہی ٹھہرے فصیح ؐ جس پہ نازاں ہے کلام............آپؐ سا صادق امیں کوئی نہیں ہے بالیقیں
آپؐ سا جواد ہو کوئی کبھی ممکن نہیں ....آپؐ ہی خیرالوریٰ ہیں آپؐ ہی خیرالانام
نور سے لکھی ہیں رب نے آپؐ کی ساری صفات............آپؐ آئے تو جہاں سے چھٹ گئی صدیوں کی رات

(منصور ملتانی[عارف منصور])(۹۳)

لولاک شان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے شاہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیا!............تخلیقِ کائنات کا واحد سبب ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!
کچھ اس میں شک نہیں ہے کہ محبوبِ رب ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!............انساں کو حق کی راہ پہ چلنا سکھا دیا!
سردارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات ہیں اللہ کے قریب!............ظلمت کدہ تھا دہر وہ پرنور کر دیا!
انساں کے دل کو نور سے معمور کر دیا!............امراض جو ہیں قلب کے ان سب کے ہیں طبیب!
حاصل ہے قرب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا سدا!............اقرب ہیں رب سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں وہ عبدِ بے مثال
محروم اُس کو رکھتے نہیں جو کرے سوال............بخشش کی آس دل میں لیے آ گیا گدا!
احقر کی لاج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ کرم میں ہے!............اک التجائے پھول نہاں چشمِ نم میں ہے!

(تنویر پھول)(۹۴)

نعتیہ گیت:

صاحبِ ''ادبی اصناف'' ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں:

''[گیت] ہلکی پھلکی غنائی نظم ہے، جو ہندی سے اردو میں آئی ہے، گیت چوں کہ گانے کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے لیے ہوتا ہے اس لیے زیادہ طویل نہیں ہوتا۔ پانسات، دس پندرہ سطروں ہی کا ہوتا ہے۔ اس میں اکثر ایک ٹیک یا انترا ہوتی ہے جسے بار بار دہرایا جاتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پہلے مصرع کو یا جزواً دہراتے ہیں۔ آخری مصرع یا اس سے پہلے مصرع میں اکثر شاعر کا تخلص آتا ہے۔ اس کی ہیئت، مصرعوں کا نظامِ قوافی اور مصرعوں کا طول مقرر نہیں۔ شاعر حسبِ منشا فیصلہ کر سکتا ہے"۔(۹۵)

ریاض حسین چودھری کا ایک نعتیہ گیت ملاحظہ ہو:

شہرِ طیبہ کو جاتی ہواؤ! میرے سینے سے بھی لگ کے جانا...... پیش کر کے سلاموں کی ڈالی، میرا سب حال ان کو سنانا
یہ بھی کہنا کہ رو رو کے کوئی، داستاں درد کی کہہ رہا ہے...... شب کے جنگل میں مدت سے آقاؐ، ہجر کی سختیاں سہہ رہا ہے
بن کے اشکوں کا گہرا سمندر، اپنے الفاظ میں بہہ رہا ہے...... وہ ریاض آپ کا جو ہے شاعر، اپنے در پر اُسے بھی بلانا
شہرِ طیبہ کو جاتی ہواؤ! میرے سینے سے بھی لگ کے جانا...... پیش کر کے سلاموں کی ڈالی، میرا سب حال ان کو بتانا
یہ بھی کہنا کہ گردابِ غم میں دھوپ دشتِ بلا کی کڑی ہے...... کشتیِ ملت بے وسیلہ یا سیت کے بھنور میں کھڑی ہے
در بدر آپ کی ساری امت غیر کی ٹھوکروں میں پڑی ہے...... عظمتِ عہدِ رفتہ کا مژدہ، زخم خوردہ قلم کو سنانا
شہرِ طیبہ کو جاتی ہواؤ! میرے سینے سے بھی لگ کے جانا...... پیش کر کے سلاموں کی ڈالی، میرا سب حال ان کو بتانا
یہ بھی کہنا کہ تشنہ زمینیں آپ کی دے رہی ہیں دہائی...... حرفِ مبہم سے لپٹی ہوئی ہے عہدِ بے نور کی نارسائی
کب ملے گی غلاموں کو آقاؐ، اس گرفتِ قضا سے رہائی...... گنبدِ سبز کے زیرِ سایہ، رتجگا عمر بھر کا منانا
شہرِ طیبہ کو جاتی ہواؤ! میرے سینے سے بھی لگ کے جانا...... پیش کر کے سلاموں کی ڈالی، میرا سب حال ان کو بتانا
(ریاض حسین چودھری) (۹۶)

نعتیہ ماہیے:

ماہیا:

ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

"اظہارِ محبت (ماہی: محبوب) کے لیے تین مصرعوں پر مشتمل پنجابی اور سرائیکی کی مقبول صنفِ سخن، اردو میں بھی مستعمل ہے...........اس وقت متعدد شعراء اردو میں ماہیا لکھ رہے ہیں اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ماہیا کے مجموعے بھی چھپ چکے ہیں''۔(۹۷)

''ماہیا'' پنجابی صنف سخن ہے۔ یہ صنف اُردو کی شعری اصناف میں در آئی اور خوب پھلی پھولی۔ پنجابی ماہیے مخصوص وزن میں لکھے جاتے رہے ہیں۔شاعر علی شاعر کی تحقیق کے مطابق اُردو میں چراغ حسن حسرتؔ نے اِس کی بحر، وزن اور شکل مخصوص کر دی ہے۔ اُن کا مشہور اُردو ماہیا:

باغوں میں پڑے جھولے............ تم بھول گئے ہم کو............ہم تم کو نہیں بھولے

ہے جس کے ارکان مفعول مفاعیلن ہیں۔

اردو ماہیا آج تک تین مصرعوں ہی میں لکھا گیا ہے اور لکھا جا رہا ہے جس کا اپنا علیحدہ حسن و جمال ہے''(۹۸)

نعتیہ ماہیا کے نمونے ملاحظہ ہوں:

نبیوں میں ہیں وہ یکتا............پیکر روشن ہے............خود سایہ محمدﷺ کا............
توقیر محمدﷺ کی ....لفظوں میں ہے میرے ....تنویر محمدﷺ کی............
عرفان کی منزل ہے ....ارشاد ہے حق کا ....انسان وہ کامل ہے ....
ہر زخم کا مرہم ہیں............انسان کی خاطر............وہ محسنِ اعظم ہیں (انور مینائی)(۹۹)

روشن ہیں نگینے سے............گو شہر ہیں سب سوہنے، پرکم ہیں مدینے سے
واللہ زمانے سب......سرکارؐ کی عظمت کے گاتے ہیں ترانے سب
مولا کی عطائیں ہیں............کیسے نہ ملے جنت، آقاؐ کی دعائیں ہیں
سرکارؐ! خبر لیجے......گھیرا ہے مصائب نے، اللہ! کرم کیجے
دو جگ ہیں تحیر میں......جبریل زبوں صیدے، واللیل تصور میں
میں بندہءِ سیلانی......ہے زادِ سفر میرا، آقاؐ کی ثنا خوانی
دل چیر کے جب دیکھا......کندہ تھے وہاں انورؔ، سرکارؐ کے نقشِ پا
ہے دھوم سخاوت کی......آقاؐ! یہ گدا آنکھیں، تشنہ ہیں زیارت کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کیا ناز عبادت پر؟......اپنا تو بھروسا ہے، آقاؐ کی شفاعت پر
جب ان کا ہوا فرماں......آجائیں گے طیبہ میں، مجھ ایسے تہی داماں
اس بات کی ہے خنکی......کونین کی الجھن کا، حل ایک نظر ان کی
یہ رمز ہے ایمانی......ان کی بشریت کا، ظاہر بھی ہے نورانی
کیا بات مدینے کی!......کنجی ہے جہاں حق کے، ہر ایک خزینے کی
طیبہ کی ہواؤں میں......خوشبو ہے عجب انورؔ، تا عرش فضاؤں میں
ہے لطف تلاوت میں......قرآن کی ہر آیت، آقاؐ کی ہے مدحت میں
اس شان پہ جاں واری......سرکارؐ کی ہر نسبت، کونین سے ہے پیاری
یہی راہ ہے بخشش کی......اپنا تو سہارا ہے، سرکارؐ کی رحمت ہی (افضال احمد انور)(۱۰۰)

رباعی:

مولوی نجم الغنی رامپوری، بحر الفصاحت میں لکھتے ہیں:

''بدیع الافکار فی صنائع الاشعار'' میں مولانا حسین کاشفی واعظ نے لکھا ہے کہ اس کو رباعی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بحرِ ہزج سے مخصوص ہے۔ بحرِ ہزج عرب کے شعروں میں چار اجزا پر ختم ہوتی ہے۔ پس رباعی کی ایک بیت دو بیت مربع کی طرح ہوگی اور مجموعہ چار بیتیں ہوگا' ہزج ''مربع الاجزا'' ہے''۔(۱۰۱)

ڈاکٹر سلیم اختر کہتے ہیں:

''چومصرع، چوبولا، دوبیتی، ترانہ بھی اسی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ رباعی کے لیے صرف ایک وزن مخصوص ہے

''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' اس مخصوص وزن میں صرف چار مصرعوں میں (پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع، ہم قافیہ، تیسرا غیر مقفیٰ) بڑے سے بڑا مضمون، پیچیدہ سے پیچیدہ خیال اور تخیل سے لے کر تصوف تک ہر نوع کی نکتہ آفرینی کی جاتی ہے اور وہ بھی گنتی کے چند الفاظ میں......اسی لیے رباعی مشکل صنف تسلیم کی جاتی ہے کہ یہ قطرۂ شبنم میں دھنک کے ست رنگے آنچل کی تصویر کشی کے مترادف ہے''۔(۱۰۲)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نعتیہ رباعیات کہنے والے، بزرگ شعراء کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ راجا رشید محمود نے اپنی کتاب ''نعت کائنات'' میں ستیہ پال رضوانی سے یزدانی جالندھری تک ۴۳ شعراء کی رباعیات درج کی ہیں۔ بعض شعراء نے تو نعتیہ رباعیات کے پورے پورے مجموعے شایع کیے ہیں۔ ہم یہاں چند رباعیات پیش کرتے ہیں:

رباعی:

حل عقدۂ دشوار نہیں ہوسکتا......کیوں واقفِ اسرار نہیں ہوسکتا......ہستی کا ہر اک موڑ ہے رخشندہ دلیل
اللہ کا انکار نہیں ہوسکتا

عقبیٰ کے لیے پسند ہوجاتا ہے......دنیا میں بھی ارجمند ہوجاتا ہے......اللہ کے آگے جو بھی بندہ دل سے
جھکتا ہے تو سر بلند ہوجاتا ہے

وابستہ تجلّی سے نظر ہوجائے......ہر رازِ نہفتہ کی خبر ہوجائے......وہ سامنے آئیں تو حجابات اٹھیں
چھٹ جائیں اندھیرے تو سحر ہوجائے

عالم انھیں محبوبِ خدا کہتا ہے......اک آئینۂ صدق وصفا کہتا ہے......کیا شانِ محمد ہے کہ اللہ اللہ
جو نام سنے صلِ علیٰ کہتا ہے

آفات کے پھندوں سے نکل جاتا ہے......گرتا ہوا انسان سنبھل جاتا ہے......آجائے اگر نامِ محمد لب پر
طوفانِ بلا کا رخ بدل جاتا ہے

اللہ کی مخلوق میں چیدہ وہ ہیں......سردارِ رُسل ہیں برگزیدہ وہ ہیں......قرآن کی تفسیر ہے ان کا کردار
سرچشمۂ اوصافِ حمیدہ وہ ہیں

اک بزم تصور میں سجا رکھی ہے......یوں خلد محبت کی بنا رکھی ہے......ہوجائے گا اک روز اجالا دل میں
لو شمعِ رسالتؐ سے لگا رکھی ہے

اے کاش کبھی دیکھ لوں صورت ان کی......ہوجائے کسی روز زیارت ان کی......کرتا ہوں انہیں یاد کرم ہے ان کا
رہتے ہیں تصور میں عنایت ان کی

لکھا ہوا یہ عرش معلیٰ پر ہے......ہر منزلِ دشوار اسی سے سر ہے......کیا اسمِ محمد کی بیاں ہو توصیف
یہ نام تو تعریف سے بالاتر ہے

یٰسین کبھی لکھوں کبھی طٰہٰ لکھوں......ہو ذکر سخاوت کا تو دریا لکھوں......الفاظ سہارا نہیں دیتے آقا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تم اس سے سوا ہو تمہیں جیسا لکھوں
میں یاد کیا کرتا ہوں اکثر تم کو......ڈھونڈوں بھی اگر تو پاؤں کیوں کر تم کو......تشنہ ہوں مئے دید عطا ہو آقا
کہتا ہے جہاں ساقیٔ کوثر تم کو
پائی نہ کسی نبی نے رفعت تیری......جبریل امیں نے کی ہے خدمت تیری......ہو عرش کو ارمان قدم بوسی کا
اللہ غنی شان رسالت تیری
نیکی کی یہی ہے راہ بڑھتے رہنا......منزل ہے بہت بلند چڑھتے رہنا......خود راستہ دے دیں گے مصائب تم کو
آقا پہ مرے درود پڑھتے رہنا
کھانے کے لیے ملے نہ پینے کے لیے......کافی ہے ترا ذکر ہی جینے کے لیے......غافل نہ ہو دل یاد سے دم بھر تیری
آنکھیں ہوں مری وقف مدینے کے لیے
تسلیم دو عالم کو سخاوت ان کی......ہے کون نہیں جس پہ عنایت ان کی......تاروں میں چمک رہے ہیں ان کے انوار پھولوں سے جھلک رہی ہے رنگت ان کی دیکھے جو اسے کرے ثنائے باری......ہے فیض دو عالم میں اسی کا جاری......کیا شان خدا ہے نہیں سایا جس کا سائے میں اسی کے ہے خدائی ساری ہے کون بیاں کس سے ہو ان کی توصیف......مداح صداقت کے ہیں خود ان کے حریف......پڑھتا ہوں درود یا محمد کہہ کر......ظاہر ہے اسی نام سے ان کی تعریف
مجبور ہوں کس طرح میں ان تک پہنچوں......بہتر ہے اسی شغل کو جاری رکھوں......مر جاؤں میں ان کا نام لیتے لیتے مرقد میں کھلے آنکھ تو ان کو دیکھوں اللہ نے وہ نور بنایا تیرا......ثانی نہ جہاں میں کوئی پایا تیرا......اے مہر رسالت تری عظمت کے نثار خود تجھ میں سمٹ گیا ہے سایا تیرا رہتی ہے مرے دل میں تمنا ان کی......دیکھوں تو کبھی صورتِ زیبا ان کی......ارمان ہے آنکھوں میں لگاؤں اس کو مل جائے اگر خاکِ کفِ پا ان کی آئینۂ حسنِ ذات کہیے ان کو......موصوفِ ہمہ صفات کہیے ان کو......کونین بنائے ہیں انہیں کی خاطر ہاں غایتِ کائنات کہیے ان کو
آگاہ سرشت نور ہو جاتا ہے......غیب اس کے لیے حضور ہو جاتا ہے......وہ دل جو ترے ذکر سے روشن ہو جائے صدر شکِ چراغِ طور ہو جاتا ہے
لائے گی کبھی رنگ محبت ان کی......محروم نہ رکھے گی عنایت ان کی......کیا فکر گناہوں کی ہماری جانب
رحمت ہے خدا کی اور شفاعت ان کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سوجان سے قربان ہے دیوانہ ہے......دنیا کی ہر اک چیز سے بیگانہ ہے......اک میں ہی نہیں شمعِ رسالت پہ فدا ایمان ہے جس دل میں وہ پروانہ ہے

خطرہ نہ کسی سے بدگمانی مجھ کو......حاصل ہے سرورِ کامرانی مجھ کو......اب ساقیٔ کوثر کی نظر ہے میں ہوں لے آئی کہاں تشنہ دہانی مجھ کو

کس شان سے دریائے کرم بہتا ہے......جو دیکھتا ہے بحرِ سخا کہتا ہے......جب چاہے چلا آئے مدینے کوئی دروازۂ سرکار کھلا رہتا ہے

ہوجائے غلامِ شہ تو عزت پائے......سائے میں رہے جس کے وہ رحمت پائے......دنیا میں کٹے عمر سکوں سے اس کی دنیا سے اگر جائے تو جنت پائے

نالہ مرا محرومِ اثر ہے آقا......بے واسطۂ نورِ سحر ہے آقا......دولت کا ہے ارمان نہ جنت کا مجھے درکار عنایت کی نظر ہے آقا

تسکینِ دل و دماغ لے کر آئے......رحمت ہے کہاں سراغ لے کر آئے......ہے دستِ محمد میں کتاب برحق تیرہ تھا جہاں چراغ لے کر آئے

کس شان سے کس ادا سے نکلا......منزل کا پتا راہنما سے نکلا...... چمکا ہے سرِ عرشِ معلیٰ دیکھو وہ مہرِ رسالت جو حرا سے نکلا

ہر دل کو ہیں مطلوب رسولِ اکرم......ہر آنکھ کو مرغوب رسولِ اکرم......ہو جائے نہ کیوں ان پہ تصدق دنیا خالق کے ہیں محبوب رسولِ اکرم

اسرارِ خدا کسی پہ کب کھلتے ہیں......کھلتے ہیں اگر ان کے سبب کھلتے ہیں......احمد ہیں کلیدِ کامرانی بے شک لیتی ہے زباں نام تو لب کھلتے ہیں

کہتے ہیں کسے خلق و مروت دیکھو......کیا رحم و کرم ہے کیا عدالت دیکھو......ہر رخ سے نظر آئے گی روشن تم کو سرکار کا آئینۂ سیرت دیکھو

سرتا بہ قدم نور کا پیکر نکلا......ہادی کوئی نکلا کوئی رہبر نکلا......اللہ رے فیضانِ رسولِ اکرم جو نکلا چراغ راہ بن کر نکلا

رحمت کا حسیں سحاب لے کر آئے......دستور بھی کامیاب لے کر آئے......لاریب وہ ہے آپ محافظ اس کا اللہ کی وہ کتاب لے کر آئے

دنیا کے لیے ہر ایک نعمت لائے...... پیغام بہارِ صد مسرت لائے......کیا مرتبہ کیا شانِ محمد ہے فداؔ
آئے تو جہاں میں ساتھ رحمت لائے

اس شان سے اوصاف حمیدہ لکھوں......جو وصف بھی لکھوں تر ادیدہ لکھوں......آداب سے آگاہ نہیں ہوں آقا
توفیق عطا ہو تو قصیدہ لکھوں

پھولوں میں عجب سرور پایا اس نے......ذروں کو چراغِ طور پایا اس نے......حاصل ہوئی جس دل کو نبی کی قربت
ہر شے میں نبی کا نور پایا اس نے

درکار نہیں کوئی سہارا مجھ کو......خود راستہ دے دیتا ہے دھارا مجھ کو......مشکل سے بھی مشکل ہو تو مشکل کیا ہے
کافی ہے فقط نام تمہارا مجھ کو

رحمت ہو ہوا نزولِ رحمت تم پر...... ہے خاص کرم خاص عنایت تم پر......تم جیسا نبی اور نہ ہوگا کوئی
اللہ نے کی ختم نبوت تم پر (فداؔ خالدی)(۱۰۳)

شفیق الدین شارق نے رباعیات میں دعوتی پیغام دیا ہے:

شارق وہ صفاتِ حسنہ، خُلقِ عظیم......دیتے ہیں ہمیں دعوتِ الطافِ عمیم......امت ہو خوش اخلاق تو صحراؤں میں
فیضانِ رسالت کی چلے بادِ نسیم

چھوڑو حکمِ نبی، تباہی لے لو...... گو آڑ براہِ عذر خواہی لے لو......بن جاؤ اگر اُن کے غلاموں کے غلام
بدلے میں تم جہاں پناہی لے لو

جذبات مئے عشق کے نشے میں چور......اعمال مگر شانِ رسالت سے دور......احساس کی سچائی کہاں ہے شارقؔ
سوچو تو سہی کیسے خوش ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

شارقؔ سببِ جوشش دریائے کرم...... ہے ذاتِ رسولِ رحمتِ دوعالم ......احساسِ گنہ کا زخم ہے گہرا لیکن
اس کے لیے امیدِ شفاعت مرہم (شفیق الدین شارق)(۱۰۴)

مسدس:

مسدس کے معنی، شش جہتی، شش پہلو، چھے کونیا، چھ پہلو والی چیز۔ شاعری میں ایسی نظم کو مسدس کہتے ہیں جس کے چار مصرعے ایک وزن، قافیے اور ردیف کے ہوں اور دو مصرعے، مطلع کی طرح الگ قافیہ ردیف کے ہوں۔ ردیف ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر پہلے مصرعے میں آئے گی تو بقیہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تین مصاریع میں بھی لازماً لانی ہوگی۔ اختتامی بیت میں نیا قافیہ ہوگا اور اگر ردیف بھی ہو تو دونوں مصرعوں میں یکساں ردیف ہوگی۔ اردو میں مسدسِ حالی اور اقبال کی نظمیں شکوہ جوابِ شکوہ، اسی ہیئتی صنف میں ہیں۔ مرثیہ گو شعراء نے مسدس کی ہیئت اس موضوعی صنف کے لیے مختص کر لی ہے۔ قادرالکلام شعراء نے نعتیہ مسدس بہت لکھے ہیں۔ راجا رشید محمود نے ''نعت کائنات'' میں ۸۹ شعراء کے نعتیہ مسدس کے متون نقل کیے ہیں:

احسان دانش کے مسدس کا ایک بند ملاحظہ ہو:

بخشا وہ تو نے اپنے غلاموں کو افتخار
حسرت سے دیکھتے ہیں گداؤں کو شہر یار
تیری گلی سے مانگنے آتی ہے گُل' بہار
تاروں کو اپنا عکس سمجھتا ہے ریگزار
تلخی کو حق کی، شہد بنایا زبان سے
رشتہ زمیں کا جوڑ دیا آسمان سے

(احسان دانش)(۱۰۵)

رحمانی کیانی نے رزمیہ مسدس لکھا ہے:

لاکھوں درود ایسے پیمبر ؐ کے نام پر
جو حرفِ لاتخف سے بناتا ہوا نڈر
اک جاوداں حیات کی بھی دے گیا خبر
یعنی خدا کی راہ میں کٹ جائے سر اگر
ہم کو یقین ہے کبھی مرتے نہیں ہیں ہم
اور اس لیے کسی سے بھی ڈرتے نہیں ہیں ہم

(رحمان کیانی)(۱۰۶)

چند اور مسدس دیکھیے:

نام اُن کا زباں پر دمِ تحریر جو آئے
خوشبو کبھی قرطاس کے دامن سے نہ جائے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

الفاظ پہ پڑنے لگیں ادراک کے سائے
تحریر میں اک حُسنِ خداداد سمائے
اک نور اتر آئے خیالوں کی جبیں پر
سر فرشِ زمیں پر ہو نظر عرشِ بریں پر

(قصری کانپوری(۱۰۷)

کوئی حسب میں آپؐ سے بڑھ کر نہیں ہوا
کوئی نسب میں آپ سے بہتر نہیں ہوا
تبلیغِ حق میں آپؐ کا ہمسر نہیں ہوا
عیسیٰؑ کا اور کوئی مبشّر نہیں ہوا
روزِ ازل سے پہلے بھی مولائے کُل تھے آپ
آدم تھا ماوطیں میں کہ ختم الرُسُل تھے آپؐ

(محشر رسول نگری)(۱۰۸)

دامن کی وسعتوں سے ہے کونین تابدار
زلفوں سے کائنات کی ہر بزم مشکبار
ابرو کا عکس آیۂ قوسین کا وقار
چشمِ کرم پہ کوثر و تسنیم ہے نثار
چہرہ خدائے کون و مکاں کی کتاب ہے
جنبش لبوں کی مصحفِ ناطق کا باب ہے

(ہلال جعفری)(۱۰۹)

صبح ولادت نبی مکرمؐ:

وہ پو پھٹی وہ نورِ خدا کا ہوا ظہور
بدلا شبِ سیاہ کا اندازِ پُر غرور
اے لو وہ آسمان سے برسا زمیں پہ نور
پائی ہر ایک ذرے نے شانِ چراغِ طور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اک صبح پُر بہار ضیا بار ہو گئی
دنیا تمام نیند سے بیدار ہو گئی
یہ صبح لے کے آئی ہے وہ نورِ انقلاب
جس کی کوئی نظیر نہ جس کا کوئی جواب
شرمندہ جس کے سامنے مہتاب و آفتاب
کون و مکاں ہیں اس کی لطافت سے فیض یاب
احباب شاد کام ہوئے غیر کٹ گئے
پھیلی وہ روشنی کہ اندھیرے سمٹ گئے
ارض و سما بنے ہیں اسی نور کے طفیل
تارے چمک رہے ہیں اسی نور کے طفیل
گلشن ہرے بھرے ہیں اِسی نور کے طفیل
دونوں جہاں سجے ہیں اِسی نور کے طفیل
اِس نور کا ازل سے ابد تک ہے سلسلہ
یہ نور وہ ہے جس کا طرف دار ہے خدا
آیا ہے راہِ راست دکھانے کے واسطے
بندوں کو ان کے رب سے ملانے کے واسطے
بنیاد بت کدوں کی گرانے کے واسطے
رسم و رواجِ کفر مٹانے کے واسطے
انساں کو بندگی کا سلیقہ سکھائے گا
یہ نور ظلمتوں کو اجالے بنائے گا
لایا ہے اپنے ساتھ مساوات کا نظام
اس کی نظر میں ایک ہیں آقا ہو یا غلام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شیوا ہے اس کا لطف ،محبت ہے اس کا کام
بدلے گا ظلم و جور کے اندازیہ تمام
لوگوں کے دل سے زنگِ کدورت چھڑائے گا
دختر کشی کی رسم جہاں سے مٹائے گا
گفتار لاجواب ہے کردار بے نظیر
حامی ستم زدوں کا یتیموں کا دستگیر
حلقہ بگوش اس کے ہیں کیا شاہ کیا فقیر
انسان رہ سکے گا نہ انسان کا اسیر
بھوکا رہے گا آپ جہاں کو کھلائے گا
یہ اپنے دشمنوں کو گلے سے لگائے گا
پیغام حق یہ سارے جہاں کو سنائے گا
ویراں کدوں کو رشک گلستاں بنائے گا
ہر گام رحمتوں کے خزانے لٹائے گا
انسان کو یہ درس اخوت سکھائے گا
دے گا کچھ اس ادا سے یہ پیغام دوستی
ذہنوں سے دور کردے گا صدیوں کی دشمنی
یہ صاحبِ جمال ہے یہ صاحبِ کمال
خوش دل ہے خوش پسند ہے خوش خلق، خوش خصال
خلاق دوجہاں کی ہے تخلیق بے مثال
ممکن نہیں ہے اس کو کسی دور میں زوال
روشن کرے گا رشد و ہدایت کے وہ دیئے
بن جائیں گے سبق جو ہر اک دور کے لیے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یٰسیں یہی ہے سید و محمود ہے یہی
طٰہٰ یہی ہے شاہد و مشہود ہے یہی
کامل یہی ہے طاہر و مسعود ہے یہی
بھیجو درود مرضئ معبود ہے یہی
صادق ہے یہ امیں ہے خدا کا خلیل ہے
آئینہ دارِ جلوۂ ربِ جلیل ہے
اس نور کے نثار محمد ﷺ ہے اس کا نام
اس کا پیام خالقِ اکبر کا ہے پیام
سردارِ کائنات ہے نبیوں کا ہے امام
تعریف سے بلند ہے اس نو ر کا مقام
آیا ہے اور نہ آئے گا اس شان کا نبی
دنیا میں بھی انیس ہے عقبیٰ میں بھی ولی
بے شک یہی ہے باعث تخلیق کائنات
چمکے گا اس کے حسن سے ہر گوشۂ حیات
راسخ ہے اس کا قول تو سچی ہر ایک بات
دل میں ہے اس کے رحم نظر میں ہے التفات
اس کے کرم کی حد ہے نہ کوئی حساب ہے
جس پر نگاہ ڈال دے وہ آفتاب ہے
آیا ہے مفلسوں کی حمایت لیے ہوئے
مظلوموں ،بیکسوں کی محبت لیے ہوئے
اہلِ گنہ کا حقِ شفاعت لیے ہوئے
سارے جہان کے لیے رحمت لیے ہوئے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہو گا اسی کی ذات پہ قرآن کا نزول
وہ آخری کتاب ہے یہ آخری رسول
(کلیاتِ فداؔ خالدی)(۱۱۰)

نعتیہ قصائد:

ڈاکٹر ابو محمد سحرؔ اپنے مضمون ''قصیدہ، صنفِ سخن کی حیثیت سے'' میں لکھتے ہیں:

''قصیدہ'' عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کے معنی مغزِ غلیظ کے ہیں۔ایک خیال یہ بھی ہے کہ قصیدہ لفظ قصد سے نکلا ہے اور اس کے معنی ارادہ کرنے کے ہیں۔اصطلاحاً قصیدہ اس مسلسل نظم کو کہتے ہیں جس کے پہلے شعر کے دنوں مصرعے اور بقیہ اشعار کے دوسرے مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوں اور جس میں مدح یا ذم، نصیحت و موعظت یا مختلف کیفیات و حالات وغیرہ کا بیان ہو''۔(۱۱۱)

قصیدے کے اجزائے ترکیبی میں ''تشبیب''، ''گریز''، ''مدح''، ''عرضِ مطلب و دعا'' جیسے چار اجزا شامل ہیں۔(۱۱۲)

نعتیہ قصائد میں شعراء نے قصیدے کے معنوی اور ہیئتی پیکر کا خیال رکھا ہے۔اردو میں قدما نے بہت اچھے نعتیہ قصائد کہے ہیں۔مومن، حالی، محسن کاکوروی، احمد رضا خاں بریلوی، کرامت علی شہیدی، غلام ہمدانی مصحفی وغیرہ کے قصائد شہرہ آفاق ہیں۔پاکستان میں عبدالعزیز خالد، خالد احمد، نعیم صدیقی، سرو سہارنپوری، ریاض حسین چودھری، علیم ناصری، جعفر طاہر اور فدا خالدی کے نام نمایاں ہیں۔عبدالعزیز خالد اور خالد احمد کے طویل طویل قصائد پر مشتمل کتب شایع ہو چکی ہیں۔

حضورِ اکرم کی تشریف آوری کے حوالے سے انبیائے ماسبق کی پیش گوئیوں کی طرف تلمیحاتی اشارے کرتے ہوئے، سرو سہارنپوری نے کیسے خوبصورت پیرائے میں بات کی ہے، ملاحظہ ہو:

ظاہر ہوئی وہ آہِ براہیمؑ کی تاثیر
شرمندۂ تعبیر ہوا خوابِ ترکیٰ
قالب میں ڈھلی آج نویدِ بنِ مریمؑ
جاگا ہے وہ سویا ہوا دنیا کا نصیبا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بعد کے اشعار میں حضورِ اکرم ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ کا ذکر کرتے ہوئے، آپ کے فیضانِ جاریہ کا حوالہ قلم بند ہوا ہے:

جن ہاتھوں نے کانٹے تری راہوں میں بچھائے
پایا ہے انہوں نے بھی ترے لطف سے حصہ
ان ہاتھوں نے پہنے ترے دربار میں کنگن
جو ہاتھ تھے ماضی میں ترے خون کے جویا
آزادیء افکار سے واقف تھا یہاں کون
احسان ہے یہ بھی تو ترے درسِ وفا کا
یہ جراءت اظہار ترا فیضِ کرم ہے
یہ حفظِ خودی تیری عنایت کا نتیجہ

(سروسہارنپوری)(۱۱۳)

فدا خالدی دہلوی، جانشینِ بیخود دہلوی تھے۔ ان کی شعری دانش، زبان و بیان کی سادگی اور نفاست سے عبارت ہے۔ قصیدے کے اجزائے ترکیبی کی مکمل صورت ظاہر کرنے کی غرض سے تشبیب، گریز، مدح اور دعا سے مملو اشعار درج کیے جاتے ہیں:

تشبیب:

۱ ابتر تھی فضا تیرگیٔ جہل تھی چھائی　ناواقفِ اسرارِ محبت تھی خدائی
۲ ہر ذہن میں وہ بغض و عداوت کا دھواں تھا　جاری تھی ہمہ وقت قبیلوں میں لڑائی
۳ وہ رات کے پردے میں دہلتے ہوئے انجم　دشمن نظر آتا تھا جہاں بھائی کا بھائی
۴ دھبے تھے کدورت کے ہر آئینۂ دل پر　دشوار نظر آتی تھی باطن کی صفائی
۵ ہر ذہن پہ وہ نشۂ نخوت تھا مسلط　ہر شخص کو درکار تھی اپنی ہی بڑائی
۶ دختر کو دبا آتے تھے زندہ ہی زمیں میں　نادان سمجھتے تھے بُرائی کو بھلائی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۷ انسان بکا کرتا تھا انسان کے ہاتھوں — تھی گردنِ مفلس پہ رواں تیغِ طلائی
۸ زیبائشِ محفل تھے کھنکتے ہوئے ساغر — رقصاں تھا سرِ راہِ طرب حسنِ خفائی
۹ محفوظ نہ تھی عفت وعصمت کسی صورت — تھا جام بکف بزم میں ہر دستِ حنائی

گریز:

۲۱ گفتار میں تلخی تھی تو لہجے میں تکبر — آخر یہ روش ان کی مشیت کو نہ بھائی
۲۲ اُبھرا افقِ ذہن پہ اک مطلع دلکش — رخشندہ و تابندہ و پُرنور و ضیائی
۲۳ بدلی وہ فضا رحمت حق جوش میں آئی — ظلمت میں کرن پھوٹی پئے راہنمائی
۲۴ منسوب ہوا نامِ محمدؐ سے وہی نور — تنویر ہدایت متشکل نظر آئی

مدح:

۲۵ چمکا دیا دنیا کو اسی نور مبیں نے — چھائی ہوئی سب تیرگیٔ جہل مٹائی
۲۶ چہروں سے برسنے لگے انوار یقیں کے — ایمان سے ہونے لگی قلبوں کی صفائی
۲۷ بندوں کو خبر دار کیا عظمتِ رب سے — گردن ستم وجور سے انساں کی چھڑائی
۲۸ وہ جس نے یتیموں کو کلیجے سے لگایا — دی جس نے غلاموں کو غلامی سے رہائی
۲۹ بندوں کو جھکایا درِ معبود پہ جس نے — وہ راہنما جس نے رہِ راست دکھائی
۳۸ وہ جس کا ہر اک قول ہے گنجینۂ حکمت — وہ جس کی ہر اک بات میں پوشیدہ بھلائی
۳۹ وہ دلبرِ حق سرورِ کونین کہ جس کے — جبریل امیں در پہ کریں ناصیہ سائی
۴۰ وہ جس کو کہیں سید و محمود و مبشر — وہ پیکر عظمت دے جسے زیب بڑائی
۴۱ یٰسین بھی طٰہٰ بھی ہو صادق بھی امیں بھی — حیران ہوں کیا اس کی کروں مدح سرائی

دعا:

۴۲ کرتا ہوں فداؔ ختم قصیدے کو دعا پر — اللہ درِ سرورِ دیں تک ہو رسائی

(فداخالدی)(۱۱۴)

آج کل جو قصائد لکھے جارہے ہیں ان پر غزلِ مسلسل کا اطلاق تو ہوسکتا ہے، اجزائے ترکیبی کی عدم موجودگی کے باعث ان شعری تخلیقات کو قصیدے سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ترائیلے:

ترائیلے ایک فرانسیسی صنف سخن ہے۔ عظیم امروہوی نے لکھتے ہیں:

''ترائیلے آٹھ مصرعوں پر مشتمل ایک مختصر نظم کو کہتے ہیں۔ اس میں ردیفوں کا پیٹرن ہوتا ہے۔ پہلے دونوں مصرعوں کی تکرار آخری دونوں مصرعوں میں ہوتی ہے۔ پہلا مصرع پھر چوتھا اور ساتواں مصرع بن کر جلوہ گر ہوتا ہے۔ یعنی پہلے مصرع کی تین مرتبہ تکرار ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اس صنف سخن کا نام Triolet رکھا گیا ہے۔ اس صنف سخن کی ابتدا فرانس میں ہوئی۔ فرانسیسی شاعر Adenes Le Roi نے پہلی بار اپنی نظم Cleomades میں اس کا تجربہ کیا۔ Patrek Keray نے پہلی بار 1651 میں اسے انگریزی زبان میں داخل کیا۔ Fadrik Rasman نے جرمن زبان میں اس صنف سخن کو بہت فروغ دیا۔ اردو میں احمد ندیم قاسمی، نریش کمار شاد، قاضی سلیم اور فرحت کیفی وغیرہ نے مختلف موضوعات پر ترائیلے کہے ہیں۔ لیکن نعتیہ ترائیلے راقم کی نظر سے نہیں گزرے۔''(۱۱۵)

نعتیہ ترائیلے کا نمونہ بھی عظیم امروہوی ہی کی تخلیقات میں ملتا ہے۔ ایک نمونہ ملاحظہ فرمایئے:

ہے جو انساں صاحب خلق عظیم
اس پہ صبح و شام ہوں لاکھوں سلام
اس نے دکھلائی ہے راہِ مستقیم
ہے جو انساں صاحب خلق عظیم
در حقیقت ہے وہ کل عقل سلیم
امن کا اس نے دیا سب کو پیام
ہے جو انساں صاحب خلق عظیم
اس پہ صبح و شام ہوں لاکھوں سلام (۱۱۶)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مثنوی:

معنی اور ہیئت:

مثنوی عربی کلمے مثنیٰ سے منسوب ہے جس کے معنی ''دو دو'' کے ہوتے ہیں۔ ادبی اصطلاح میں مثنوی شعر کی وہ صنف ہے جس کا ہر بیت علیحدہ علیحدہ ہم قافیہ و ردیف ہوتا ہے۔ تمام لغات نگاروں نے اس کی یہی تعریف کی ہے۔ مثال کے طور پر چند ایک معروف لغات کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ مثنوی: بالفتح و کسر واو۔ ع۔ منسوب بہ مثنیٰ کہ بفتح میم و سکون ثانی مثلثہ و فتح نون و الف مقصورہ۔ ع۔ اسمی است معدول از اثنین اثنین کہ ترجمہ آن بفارسی دو دو باشد الف مقصورہ مطابق قاعدہ در حالت الحاق یا ی نسبت بواو بدل کردند چوں در ابیات مثنوی در ہر بیت دو قافیہ علیحدہ باشد لہٰذا ابیات مختلف القوافی را مثنوی نام کردند۔ وھمین است وجہ تسمیہ۔ فرہنگ آنندراج۔ جلد ششم۔ [۱۱۷]

۲۔ مثنوی۔ ع۔ منسوب طرف مثنیٰ کے جو بمعنی دو دو کے ہے۔ چوں کہ مثنوی کی ہر بیت میں دو قافیہ علیٰحدہ علیٰحدہ ہوتے ہیں اس لیے مثنوی نام ہوا۔ [۱۱۸]

۳۔ مثنوی: (بفتح اول و سوم) لغوی معنی منسوب بہ مثنیٰ۔ دو دو کیا گیا۔ اصطلاحی معنی وہ صنف شاعری جس میں ہر بیت کے دو قافیہ جدا اور بیت کے دونوں مصرعوں میں قافیے ہوں گویا سب مطلعے ہی مطلعے ہوں۔ عربی مذکر۔ اصطلاح علم شاعری......قول فیصل: چونکہ مثنوی کی بیتوں میں ہر ایک بیت کے دو قافیے علٰحدہ علٰحدہ ہوتے ہیں لہٰذا ابیاتِ مختلف القوافی کو مثنوی کہنے لگے۔ [۱۱۹]

مثنوی کے عروضی اوزان:

شعرائے متقدمین نے بلحاظ موضوع کچھ مخصوص بحروں کا استعمال کیا ہے مثلاً

۱۔ متقارب مثمن مقصور یا محذوف یعنی فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل فردوسی کا شاہنامہ اور نظامی کا سکندر نامہ اسی بحر میں ہے۔

۲۔ ہزج مسدس مقصور یا ہزج مسدس اخرب مقبوض یعنی مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل۔ اس بحر میں نظامی کی شیریں خسرو۔ جامی کی یوسف زلیخا اور فیضی کی نل دمن وغیرہ ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۳۔ بحر رمل مسدس مقصور یا محذوف ۔یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلات، مولانا روم کی مثنوی معنوی، اقبال کی اسرار خودی و رموز بیخودی وغیرہ اسی بحر میں ہیں۔

۴ ۔ بحر خفیف مسدس مخبون یا مقصور یعنی فاعلاتن مفاعلن فعلن یا فعلات جس میں جامی کی سلسلۃ الذہب اور آفتاب الدولہ قلق کی طلسم الفت وغیرہ ہیں۔

۵ ۔ بحر سریع مسدس مخبون مقصور یعنی مفتعلن، مفتعلن فاعلان ۔ نظامی کی مخزن اسرار اور خسرو کی قِرَان السعدین اس بحر میں ہیں۔

۶ ۔ بحر ہزج مسدس اخرب محذوف ۔ یعنی مفعول مفاعلن فعولن

۷ ۔ بحر متقارب مثمن اثرم مقبوض یعنی فاع فعولن فعلن فاع یا فعلن فعلن فعلن فاع [۱۲۰]

نعتیہ مثنویاں: اردو میں نعتیہ مثنویاں بھی بہت لکھی گئی ہیں۔ راجا رشید محمود نے ''نعت کائنات'' میں ۹۹ نعتیہ مثنویاں نقل کی ہیں۔ ظاہر ہے یہ تعداد بھی مکمل نہیں ہے۔ ہم صرف چند مثنویوں کے اقتباسات پیش کر سکتے ہیں۔

جعفر بلوچ نے اپنے مجموعۂ نعت ''بیعت'' بڑے اچھوتے انداز سے ایک مثنوی لکھی ہے۔ چند اشعار دیکھیے:

مرادیں بخشنے والے سخی ہاتھ
چٹانیں توڑنے والے قوی ہاتھ
کیا تھا نصب جن ہاتھوں نے اسود
ملی انساں کو جن سے خیرِ سرمد
صنم کعبے کے جن ہاتھوں نے توڑے
نہ واں آثارِ کفر و شرک چھوڑے
مبارک ہاتھ پتھر ڈھونے والے
کھجوریں بہرِ سلماںؓ بونے والے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وہ جن کے ''مارمیت'' میں ہیں اسرار
ہے جن ہاتھوں کی مار اللہ کی مار
وہ ہاتھ اللہ کی رحمت کے مظہر
سدا تقسیم کرتے ہیں جو کوثر
خدا کے سامنے محوِ دعا ہاتھ
مشیت کی بلندی تک رسا ہاتھ
انہی ہاتھوں سے کی ہے میں نے بیعت
انہی سے ہوں گہر اندوزِ رحمت
یہ مجموعہ جو دیوانِ ادب ہے
یہ مجھ مسکین پر انعامِ رب ہے
مری رودادِ شوق انگیز ہے یہ
مری بیعت کی دستاویز ہے یہ
ہے مجموعہ مرا سعیٔ ثنا اک
یہ مجموعہ ہے تمہیدِ دعا اک(۱۲۱)

سید شمس الحق بخاری قادری قدیری شمسؔ کی مثنوی ''مثنوی جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' ۹۸۰، ابیات پر مشتمل ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

خدا نے کہا آپؐ کی شان میں
دلیل اس کی موجود قرآن میں
ملائک تمام اور ربِّ ودود
سبھی بھیجتے ہیں نبیؐ پر درود
پڑھو تم بھی ایمان والو تمام
نبیؐ پر ہمیشہ درود و سلام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تھی شاہِ امم کو یہی تو لگن
کہ راہِ خدا پہ ہوں سب گامزن
ہیں رحمت خدا کی وہ سب کے لیے
بڑے نرم دل وہ بنائے گئے
طبیعت میں سختی ذرا بھی نہ تھی
کشش اس پہ کیا کہیے الطاف کی
جو تھے دور،نزدیک تر آگئے
سعادت وہ دارین کی پا گئے
صفاتِ حمیدہ تھے یوں آپؐ کے
کہ اغیار تک معترف ہو گئے
کہا یہ بھی مولا نے سرکارؐ سے
کہ دو ٹوک کہہ دو یہ کفار سے
پرستش کروں گا نہ اُن کی کبھی
کہ جن جن کو تم پوجتے ہو سبھی
کروگے نہ تم اس کی طاعت کبھی
سدا جس کی کرتا ہوں میں بندگی
رہا حسبِ فرمانِ حق جو کوئی
دواماً نبیؐ کی بھی کی پیروی
بڑی کامیابی اُسے مل گئی
بڑی کامیابی اس مل گئی (۱۲۲)

سلیم احمد نے بڑی سادگی سے قلبی کیفیات کا عکس اتارنے کے لیے ایک مختصر مثنوی کہی ہے۔ملاحظہ ہو:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

طبیعت تھی میری بہت مضمحل
کسی کام میں بھی نہ لگتا تھا دل
بہت مضطرب تھا بہت بے حواس
کہ مجھ کو زمانہ نہ آیا تھا راس
مرے دل میں احساسِ غم رم گیا
غبار آئینے پر بہت جم گیا
مجھے ہوگیا تھا اک آزار سا
میں تھا اپنے اندر سے بیمار سا
یونہی کٹ رہی تھی مری زندگی
کہ اک دن نویدِ شِفا مل گئی
مجھے زندگی کا سلام آگیا
زبان پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آگیا
محمدؐ قرارِ دلِ بیکساں
کہ نامِ محمدؐ ہے آرامِ جاں
ریاضِ خدا کا گُلِ سر سَبَد
محمدؐ ازل ہے محمدؐ ابد
محمدؐ کہ حامد بھی محمود بھی
محمدؐ کہ شاہد بھی مشہود بھی
محمدؐ سراج و محمدؐ منیر
محمدؐ بشیر و محمدؐ نذیر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

محمدؐ حکیم و محمدؐ کلام
محمدؐ پہ لاکھوں درود و سلام (۱۲۳)

وحیدہ نسیم نے بڑی کومل اور لطافت سے مملو زبان میں مختصر مثنوی لکھی ہے:

تو صاحبِ جمال ہے تو سیّد البشرؐ
تیری ضیائے رُخ ہے شبِ تار کی سحر
لاؤں کہاں سے لفظ جو تیری ثنا کہوں
محسن کہوں بشر کا، حبیبِؐ خدا کہوں
کٹ جائے ساری عمر ترے ذکرِ پاک میں
مل جائے میری خاک مدینے کی خاک میں
حامد ہے تیرا وصف، محمد ہے تیرا نام
رتبہ ترا بلند ہے، اعلیٰ ترا مقام
تو فخرِ کائنات ہے، رحمت ترا وجود
عرشِ بریں سے تجھ پہ ملائک پڑھیں درود
قرآں کا حکم ہے کہ محمد کہوں تجھے
دل کہہ رہا ہے، فخرِ اب و جد کہوں تجھے
چاروں طرف نسیمؔ درودو سلام ہو
وقتِ اجل لبوں پہ مرے تیرا نام ہو
دل میں ترے خیال پہ میں مرحبا کہوں
آنکھوں میں آئے جان تو صلِّ علیٰ کہوں (۱۲۴)

مخمس:

ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''پانچ مصرعوں پر مشتمل بند۔ پہلے بند کے پانچوں مصرعے ہم قافیہ جب کہ بقیہ بندوں کے پہلے چار مصرعوں میں قوافی تو تبدیل ہو سکتے ہیں۔لیکن پانچواں یعنی ٹیپ کا مصرع پہلے بند کے قوافی کے مطابق ہوگا''(۱۲۵)

ہم نے جو مخمس یہاں پیش کیے ہیں ان میں ٹیپ کا مصرع پہلے مصرعے کے بعد قافیے کی پابندی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔لیکن اختر لکھنوی نے دوسرے بند میں صرف تین مصرعے جداگانہ قافیوں کے ساتھ لکھے ہیں اور بقیہ دو مصرعے پہلے بند کے ہم قافیہ لکھے ہیں۔ حیرت الہٰ آبادی نے دوسرے بند میں چار مصرعے قافیہ بدل کر لکھے ہیں اور ٹیپ کا مصرع پہلے بند کا ہم قافیہ رکھا ہے۔

گلزار میں نسیمِ بہاراں حضورؐ ہیں
ویرانے میں سحابِ دُر افشاں حضورؐ ہیں
تاریکیوں میں شمعِ فروزاں حضورؐ ہیں
مفہومِ دین و معنیٔ ایماں حضورؐ ہیں
روادِ کائنات کا عنواں حضورؐ ہیں

ہر سمت روشنی کا خزینہ لُٹا دیا
انساں کو زندگی کا سلیقہ سکھا دیا
ذرّوں کو آفتابِ درخشاں بنا دیا
تنویر بخشِ شامِ غریباں حضور ہیں
جلوہ بہ جیب و نور بداماں حضور ہیں

(اختر لکھنوی)(۱۲۶)

فردوسِ بریں کیا ہے یارو ، وہ مدینہ ہے
ہر شہر سے افضل ہے ہر بات میں یکتا ہے
جس سمت نظر اُٹھے سرکارؐ کا جلوہ ہے
جس نے درِ اقدس کو اک بار بھی دیکھا ہے
واللہ قدم اس نے فردوس میں رکھا ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اب میری محبت کا آغاز کوئی دیکھے
کعبے سے پہنچنے کا انداز کوئی دیکھے
پل بھر میں پہنچتا ہوں ' یہ راز کوئی دیکھے
یہ عشقِ محمدؐ کا اعجاز کوئی دیکھے
بیٹھا ہوں یہاں لیکن نظروں میں مدینہ ہے
(حیرت الٰہ آبادی) (۱۲۷)

مثلث:

مثلث میں تین مصرعوں کا ایک بند ہوتا ہے:

آپؐ کا چہرہ شمعِ فروزاں، گیسوئے مشکیں خیر کا عنواں
شہر علوم و مخزنِ عرفاں ،طٰہٰ و یٰسٓ سایۂ رحماں
بعد خدا کے آپؐ معظم ، صلی اللہ علیہ وسلم
مہکا ہو گلزارِ مدینہ، رشکِ بہاراں ہو ہر لمحہ
کاش میں پاؤں آپؐ کا صدقہ،پیشِ نظر ہو مصحفِ تاباں
لطف بصارت پر ہو پیہم صلی اللہ علیہ وسلم
(ابرارکرتپوری)(۱۲۸)

مستزاد:

مستزاد کے لغوی معنی ہیں ''بڑھا یا ہوا، زیادہ کیا ہوا، طرّہ ٔ افزوں، مزید۔ یہ شاعری کی ایک صنف ہے،جس میں اصل مصرعوں کے بعد ایک چھوٹا سا ٹکڑا بڑھا دیتے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہیں، بعد کے تمام اشعار کے مصرعہائے ثانی میں اُس اضافی ٹکڑے کی تکرار ہوتی ہے، مثلاً

ہم ہیں ترے الطاف کی دولت کے خریدار
یا سیدِ ابرارؐ
جینے نہیں دیتے ہمیں اسلام کے غدّار
یا سیدِ ابرارؐ
ہے ذات تری باعثِ تخلیقِ دو عالم
اے عظمتِ آدم
جھکتے ہیں ترے در پہ جہانگیر و جہاندار
یا سیدِ ابرارؐ

(شورش کاشمیری)(۱۲۹)

ہم نے موضوع کی مناسبت سے کچھ قومی، علاقائی اور بین الاقوامی، ہیئتی شعری اصناف کے حوالے سے حتی المقدور عصری شعری فضا کا فوقی (Panoramic) مطالعہ کیا ہے۔'نعت'' کے ہیئتی تخلیقی نقوش بھی پیش کیے ہیں اور ہیئتی اصناف کے اجمالی تعارف کی بھی کوشش کی ہے۔ موضوع بڑا وسیع ہے لیکن دامنِ قرطاس کی گنجائش کے خیال سے اتنے ہی پر اکتفا کرنا ضروری ہے۔

....

ماٰخذ/منابع:

(۱) مولوی نجم الغنی رامپوری، بحر الفصاحت، حصہ اول، مجلسِ ترقیٔ ادب، لاہور، جون ۱۹۹۹ء، ص ۱۵٦

(۲) ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، جولائی ۱۹۸۵ء، ص ۱۲۹

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۳) فداخالدی دہلوی،کلیاتِ فداخالدی،مرتبہ: ڈاکٹرعزیزؔ احسن،رنگِ ادب پبلی کیشنز،کراچی،مارچ ۲۰۲۳ء،ص ۱۱۰

(۴) حافظ مظہرالدین،کلیاتِ مظہر،مرتبہ: ارسلان احمدارسل،ارفع پبلشرز،لاہور،فروری ۲۰۱۳ء،ص ۹۶۵

(۵) شفیق احمد فاروقی،صلوٰۃ ربی علیٰ نبیٍ ﷺ،بیت المعاف خانقاہِ نظامیہ،گلزارِ سعیدیہ،ناظم آباد،کراچی،۲۰۱۳ء،ص ۱۷

(۶) نعت کائنات،مرتبہ: راجارشید محمود،جنگ پبلشرز،لاہور،اکتوبر ۱۹۹۳ء،ص ۳۱۷

(۷) شاکرالقادری،سائبان،اکادمی فروغِ نعت پاکستان،اٹک،ص ۵۰

(۸) ایضاً ص ۵۴ (۹) ایضاً ص ۵۶ (۱۰) ایضاً ص ۶۶ (۱۱) نعت کائنات،ص ۱۶۳

(۱۱۔الف) مسعودرضاخاکی......نعت کائنات،ص ۱۸۰ (۱۲) ذوقی مظفر نگری، نعت کائنات،ص ۱۹۰

(۱۳) ضمیرجعفری،تحسینِ رسالت ﷺ،مرتبہ: محمداقبال جاوید،نعت ریسرچ سینٹر،کراچی،۲۰۱۹ء،ص ۱۷۲

(۱۴) محمدابوالخیرکشفی،ص ۱۷۳،ایضاً (۱۵) تحسینِ رسالت،ص ۱۶۱......حفیظ تائب

(۱۶) مسیحی نعت گو،نذیرقیصر،تحسینِ نعت،ص ۵۰۰

(۱۷) احسان دانش......محمداقبال جاوید،انتخابِ نعت،[موضوعات کے اعتبار سے]،نعت ریسرچ سینٹر،کراچی،ص ۲۱۳

(۱۸) ایضاً ص ۲۶۶......عابدنظامی (۱۹) ایضاً ص ۲۶۷......محسن احسان

(۲۰) مظفروارثی،ایضاً ص ۲۶۷ (۲۱) منظرعارفی

(۲۲) ساغرصدیقی،انتخابِ نعت،اقبال جاوید،ص ۳۴۴ (۲۳) حافظ افضل فقیر،ایضاً ص ۳۴۴

(۲۴) راجارشیدمحمود،ایضاً ص ۳۴۵ (۲۵) حافظ لدھیانوی،ایضاً ص ۴۶۷

(۲۶) رضی اختر شوق،ایضاً ص ۵۱۳ (۲۷) ریاض حسین چودھری،ایضاً ص ۵۵۱

(۲۸)

(۲۹) اُردو میں نظمِ معرا اور آزاد نظم،ڈاکٹر حنیف کیفی،الوقار پبلی کیشنز،لاہور،۱۹۹۵ء،ص ۱۶۹

(۳۰) عبدالعزیز خالد،ماذ ماذؔ،ارمغان اکادمی،لاہور،دسمبر ۱۹۷۹ء،ص ۱۲۸......۱۳۹

(۳۰۔الف) ظہورنظر..........(۳۰۔ب) شبنم رومانی..........(۳۰۔ج) جاذب قریشی..........(۳۰۔د) محمود شام

(۳۰۔ہ) محمد فیروزشاہ (۳۱) دیباچہء امکاں،کلیاتِ حفیظ تائب،ص ۲۶۰ (۳۲) ایضاً،ص ۲۶۱

(۳۳) ایضاً،ص ۲۶۳ (۳۴) سرشارصدیقی،معراج،میثاق،حرا فاؤنڈیشن پاکستان،کراچی،۲۰۰۲ء،ص ۴۷

(۳۵) اطہرنفیس،مشمولہ: صلِّ علیٰ محمد،مرتبہ میر واصف علی،شکیل برادرس،کراچی،جنوری ۱۹۸۱ء،ص ۶۶

(۳۶) صہبا اختر،اقراء،مکتبہء ندیم ۱۲۹/ ۶۷،کے ایریا،کورنگی،کراچی،۱۹۸۱ء،ص ۳۶

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۳۷)صہبا اختر، اقراء، ص ۵۰
(۳۸)دشت طلب......سعید وارثی......ڈاکٹر عزیزؔ احسن، پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر، نعت ریسرچ سینٹر، کراچی، جولائی ۲۰۱۴ء، ص ۲۲۰　(۳۹)اذن سفر......وضاحت نسیم......ایضاً، ص ۲۲۱
(۴۰)احمد صغیر صدیقی......ایضاً، ص ۲۲۲　(۴۱)میلادِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم......تحسین فراقی......ایضاً، ص ۲۲۲
(۴۲)احسان اکبر، نعت کائنات، ص 438　(۴۳)خیر مقدم، انجم نیازی، نعت کائنات، ص 444
(۴۴)اگر وہ سورج نہ مسکراتا، سیف اللہ خالدؔ، نعت کائنات ص 454
(۴۵)ابد کا سفر، عارف عبدالمتین، نعت کائنات، ص 468　(۴۶)ناہیدؔ قاسمی، شفقت، نعت کائنات، ص 475
(۴۷)امجد اسلام امجد...... پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر، ص ۲۲۳
(۴۸)دھوپ میں تلاش سائباں......صبیح رحمانی، ایضاً، ص ۲۲۳
(۴۹)مصلائے نبویؐ پر، مقامات، ص 174......ڈاکٹر عزیز احسن، نعتیہ ادب کے تنقیدی زاویے، مرتبہ: ڈاکٹر محمد سہیل شفیق، نعت ریسرچ سینٹر، کراچی، مارچ ۲۰۱۵ء، ص ۳۳۹　(۵۰)باز آمد، مقامات، ص 190......ایضاً، ص ۳۳۹
(۵۱)انور مسعود، نعت رنگ، شمارہ ۳، ستمبر ۱۹۹۶ء، ص ۳۰۰
(۵۲)ڈاکٹر شگفتہ شیریں، نعت رنگ، شمارہ ۵، فروری ۱۹۹۸ء، ص ۳۲۶
(۵۳)قمر جمیل، جدید ادب کی سرحدیں، جلد اول، مکتبہء دریافت، کراچی، فروری ۲۰۰۰ء، ص ۲۳۴
(۵۴)احمد ہمیش، نعت رنگ، شمارہ ۳۰، نومبر ۲۰۲۰ء، ص ۵۹۹
(۵۵)نعت رنگ، شمارہ ۳، ستمبر ۱۹۹۶ء، ص ۲۷۶
(۵۶)ابوالخیر کشفی، نعت رنگ، شمارہ ۳، ستمبر ۱۹۹۶ء، ص ۲۷۶
(۵۷)محمد اقبال نجمی...... پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر، ص ۲۲۴
(۵۸)ایضاً، ص ۲۲۴　(۵۹)ایضاً، ص ۲۲۴
(۶۰)ایضاً، ص ۲۲۴　(۶۱)ایضاً، ص ۲۲۴　(۶۲)ایضاً، ص ۲۲۴
(۶۳)ایضاً، ص ۲۲۴　(۶۴)ایضاً، ص ۲۲۴　(۶۵)ایضاً، ص ۲۲۴
(۶۶)ایضاً، ص ۲۲۴　(۶۷)ایضاً، ص ۲۲۴　(۶۸)ایضاً، ص ۲۲۴
(۶۹)ایضاً، ص ۲۲۴　(۷۰)ایضاً، ص ۲۲۴　(۷۱)ایضاً، ص ۲۲۴
(۷۲)ایضاً، ص ۲۲۴　(۷۳)ایضاً، ص ۲۲۴　(۷۴)ایضاً، ص ۲۲۴

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۷۵)شفیق الدین شارقؔ،نعت رنگ،شمارہ ۵،فروری ۱۹۹۸ء،ص ۳۱۵

(۷۶)منظر عارفی،اللہ کی سنت

(۷۷)احمد صغیر صدیقی،نعت رنگ،شمارہ ۱۱،مارچ ۲۰۰۱ء،ص ۳۴۸

(۷۸)ابوالاعجاز حفیظ صدیقی ''کشاف تنقیدی اصطلاحات''،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،۱۹۸۵ء،ص ۱۴۳

(۷۹)شاہد الوری،نعت رنگ،شمارہ ۳۰،نومبر ۲۰۲۰ء،ص ۵۸۱۔۵۸۳

(۸۰)حنیف اسعدی،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،اقلیمِ نعت،کراچی،جنوری ۱۹۹۶ء،ص ۱۳۹

(۸۱)ابولاعجاز حفیظ صدیقی،کشاف تنقیدی اصطلاحات،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،طبع اول،جولائی ۱۹۸۵ء،ص ۱۰۶

(۸۲)حفیظ تائب،کلیاتِ حفیظ تائب،ص

(۸۳)نعت رنگ،شمارہ ۳۰،نومبر ۲۰۲۰ء

(۸۴)جمیل عظیم آبادی،نعت رنگ،شمارہ اول،اپریل 1995ء،ص 256

(۸۵)ظافر علی خاں تشنہ،نعت رنگ،شمارہ ۳،ستمبر ۱۹۹۶ء،ص ۳۲۴

(۸۶)ابوالخیر کشفی،نعت رنگ،شمارہ ۳،ستمبر ۱۹۹۶ء،ص ۲۷۵

(۸۷)علیم صبا نویدی......ڈاکٹر افضال احمد انور،اردو نعت کا ہیئتی مطالعہ،غیر مطبوعہ،ص ۳۳۴

(۸۸)آفتاب کریمی......ڈاکٹر افضال احمد انور،اردو نعت کا ہیئتی مطالعہ،غیر مطبوعہ،ص ۳۳۵

(۸۹)ابوالخیر کشفی،نسبت،کراچی

(۹۰)ڈاکٹر سلیم اختر،تنقیدی اصطلاحات،توضیحی لغت،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۱ء،ص ۱۶۱

(۹۱)آفتاب نقوی،اوج،نعت نمبر،جلد ۲،گورنمنٹ کالج شاہدرہ،لاہور،۹۳ و ۱۹۹۲ء،ص ۱۱۹

(۹۲)عارف منصور،سید المبشرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،مرتبہ: شیر افگن خان جوہر،جوہر پبلی کیشنز،اردو بازار،لاہور،ملتان،۲۰۰۳ء

(۹۳)منصور ملتانی[عارف منصور]،نعت رنگ شمارہ ۳،ستمبر ۱۹۹۶ء،ص ۳۲۱

(۹۴)تنویر پھول،نعت رنگ،شمارہ ۱۱،مارچ ۲۰۰۱ء،ص ۳۵۷

(۹۵)ڈاکٹر گیان چند،ادبی اصناف،گجرات اردو اکادمی،گاندھی نگر،احمد آباد،۱۹۸۹ء،ص ۸۸

(۹۶)ریاض حسین چودھری،نعت رنگ،شمارہ ۵،فروری ۱۹۹۸ء،ص ۳۱۳

(۹۷)ڈاکٹر سلیم اختر،تنقیدی اصطلاحات،توضیحی لغت،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۱ء،ص ۲۳۲

(۹۸)شاعر علی شاعر،حمد کے سات رنگ،رنگِ ادب،کراچی،۲۰۲۳ء

(۹۹)انور مینائی[کولار۔بھارت]،نعت رنگ،شمارہ ۵،فروری ۱۹۹۸ء،ص ۳۱۱

(۱۰۰)افضال احمد انورؔ،نعت رنگ،شمارہ ۵،فروری ۱۹۹۸ء،ص ۳۲۲

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۱۰۱) مولوی نجم الغنی رامپوری، بحر الفصاحت، حصہ اول، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۲۱۷

(۱۰۲) ڈاکٹر سلیم اختر، تنقیدی اصطلاحات، ص ۱۳۶ (۱۰۳) فدآ خالدی، کلیاتِ فدا خالدی، ص ۱۵۸

(۱۰۴) شفیق الدین شارق، نُزول، مرتبہ: ڈاکٹر شہزاد احمد، اقلیم نعت کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۱۲۳

(۱۰۵) نعت کائنات، ص ۵۵۲ (۱۰۶) رحمان کیانی، نعت کائنات، ص ۵۵۶

(۱۰۷) قصری کانپوری، نعت کائنات، ص ۵۷۴ (۱۰۸) محشر رسول نگری، نعت کائنات، ص ۵۸۴

(۱۰۹) ہلال جعفری، نعت کائنات، ص ۵۹۵

(۱۱۰) کلیاتِ فدآ خالدی، مرتبہ: ڈاکٹر عزیز احسن، رنگِ ادب پبلی کیشنز، کراچی، مارچ ۲۰۲۳ء، ص ۱۶۲

(۱۱۱) ڈاکٹر ابو محمد سحؔر، قصیدہ، صنفِ سخن کی حیثیت سے، مشمولہ: نگارِ پاکستان، اصنافِ شاعری نمبر، نومبر و دسمبر، سالنامہ ۱۹۶۷ء، کراچی، ص ۱۵۰ (۱۱۲) ایضاً ص ۱۵۵

(۱۱۳) سرو سہارنپوری، زخمۂ دل، القمر انٹر پرائزز، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۴ء

(۱۱۴) فدا خالدی، م۔ص، کلیاتِ فدآ خالدی، ص ۱۸۰

(۱۱۵) ڈاکٹر سراج احمد قادری، دبستانِ نعت، شمارہ ۲، جنوری۔دسمبر ۲۰۱۷ء، محلہ بنجاریا، مغرب، خلیل آباد۔ ۲۷۲۱۷۵، ضلع سنت کبیر نگر، انڈیا، ص ۱۹۴

(۱۱۶) ڈاکٹر سراج احمد قادری، دبستانِ نعت، شمارہ ۲، جنوری۔دسمبر ۲۰۱۷ء، محلہ بنجاریا، مغرب، خلیل آباد۔ ۲۷۲۱۷۵، ضلع سنت کبیر نگر، انڈیا، ص ۱۹۷

(۱۱۷) محمد پادشاہ متخلص بہ شاد، فرہنگ جامع، آنندراج (تہران، ایران: چاپخانہ حیدری، س۔ن)

(۱۱۸) مولوی تصدق حسین رضوی، لغات کشوری (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، چوک اردو بازار ۱۹۸۶ء)

(۱۱۹) مہذب لکھنوی، مہذب اللغات، (لکھنؤ: بھارت: نظامی پریس، وکٹوریہ اسٹریٹ، س۔ن)

(۱۲۰) فرمان فتحپوری، ڈاکٹر، ''سحر البیان کے پیش منظر پر ایک نظر''، مشمولہ 'نگار پاکستان'، اصناف شاعری نمبر (کراچی: نیاز منزل، ناظم آباد، سالنامہ ۱۹۶۷ء) ص ۱۳۴

(۱۲۱) جعفر بلوچ، بیعت، الفیصل، اردو بازار، لاہور، اشاعتِ دوم: ۲۰۰۱ء

(۱۲۲) شمس، جمالِ محمد ﷺ، کراچی، ۱۹۸۲ء، مشمولہ: پاکستان میں اردو کا ادبی سفر، ص 162

(۱۲۳) نعت کائنات، ص ۶۷۸ (۱۲۴) ایضاً ص ۷۰۹ (۱۲۵) ڈاکٹر سلیم اختر، تنقیدی اصطلاحات، ص ۲۳۹ (۱۲۶) اختر لکھنوی، مشمولہ: نعت کائنات، ص ۲۰۳

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۱۲۷)حیرت الہ آبادی، مشمولہ: نعت کائنات،ص ۶۱۷

(۱۲۸)ابرار کرتپوری، مشمولہ: نعت کائنات،ص ۷۸۶

(۱۲۹)شورشؔ کاشمیری، مشمولہ: نعت کائنات،ص ۷۷۴

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹر شبیر احمد قادری

نعتیہ تراجم کی ضرورت و اہمیت اور سفارشات

کامران کے اس استفسار پر غور کریں کہ شاہ عبدالقادر کو قرآن کریم کو اردو میں ترجمہ کرنے کی کیوں ضرورت پڑی تھی۔ بات شاہ عبدالقادر ہی پر ختم نہیں ہوتی، ان سے پہلے یورپی مشنریوں نے بائبل کا اردو میں ترجمہ کیا تھا اور کچھ یوں لگتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عیسائی مشنریوں اور شاہ عبدالقادر دونوں کا ترجمے کے بارے میں مقصد اور نقطہ نظر یکساں تھا اور وہ ایک عام آدمی تک خدا کی بھیجی ہوئی کتاب کے مفہوم اور پیغام کو پہنچانا تھا جسے بعض مشکلات کے باعث عام آدمی جاننے اور جان کر محسوس کرنے سے قاصر تھا کیونکہ قران کریم کی زبان عربی تھی (اور ہے) اور وہ بائبل جسے یورپی مشنری ترجمہ کر کے پھیلانا چاہتے تھے بعض اوقات ڈچ زبان اور عموماً انگریزی میں دستیاب ہوتی تھی"(4)۔ جیلانی کامران کے مذکورہ اقتباس اور ترجمہ کاری کے اصول وضوابط کے ماہرین اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ ترجمہ اصل متن کے ہو بہو تو نہیں ہوتا تاہم یہ بہت صحت مند علمی سرگرمی ہے۔جس کا مرکز ومحور متن ہوتا ہے۔تخلیق،تنقید اور تحقیق کی چوتھی تکون ترجمہ ہی ہے۔ جو دو ادیبوں، دو زبانوں اور دو تہذیبوں کے درمیان مضبوط پل کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ترجمہ کاری کی پذیراء مشرقی ممالک کی نسبت مغربی ملکوں میں زیادہ ہے اور یہ عمل تحقیق کے ساتھ مربوط ہو کر بہتر نتائج سامنے لاتا اور دنیا کی مختلف شعبوں میں رفتار کار کا سمت نما بن جاتا ہے۔ترجمے کے بغیر دنیا کے افراد، ادارے اور ممالک ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہوتے ہیں۔اور سائنس اور ٹیکنالوجی کی ہوش ربا ترقی ترجمے کے بغیر 'جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا' کے مترادف ہے۔ ترجمہ 'ایک زبان کے جاننے والے کی جانب دوسری زبان جاننے والوں کو ایک نادر اور دل خوش کن تحفہ ہے۔اس کا اساسی مقصد کسی دوسری زبان کے فن پاروں کے بارے میں جاننے اور سمجھنے کی سہولت فراہم کرنا ہے۔ترجمہ کرنے کی صورت میں ایک زبان کے الفاظ کے معانی ہی دوسری زبان میں منتقل نہیں ہوتے، بڑی حد تک تہذیبی وثقافتی عناصر سے متعارف ہونے کا موقع بھی ملتا ہے۔شمس الرحمن فاروقی نے فلسفہ شرح HARMANEUTICS کی وضاحت کرتے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہوئے اپنا نقطہ نظر بھی زیب قرطاس کیا ہے وہ لکھتے ہیں: "میں خود اس بات کا قائل ہوں کہ شعر کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم اس کے باریک ترین معنی تلاش کریں۔ بڑے شعر کی خوبی ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ مختلف زمانوں اور مختلف تناظر میں بھی بامعنی رہتا ہے۔ ایسا اسی وقت ہوسکتا ہے جب اس میں معنی کے امکانات کی کثرت ہو"(5)

یہ بات انھوں نے مرزا غالب کے منتخب اشعار کی اپنی شرح "تفہیم غالب" کے ابتدائیے میں کیا ہے۔ ظاہر ہے کلام غالب مختلف ادوار اور مختلف تناظر میں بھی بامعنی رہتا ہے اور اس میں معانی کے امکانات کی کثرت بھی موجود ہے۔ کثرت معنی کے مظاہر تو کلام میر میں بھی ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ جس کی ایک شان دار شرح انھوں نے "شعر شور انگیز" (چار حصے) میں کی ہے اور اس میں بھی نعت سے متعلق کئی اہم زاویے موجود ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نئے شعری پیراڈائم اور اس کی حدود و قیود میں وسعت ترجمے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ترجمہ کار ایک خطے کے ادب کو دوسرے خطے اور ایک زبان کو دوسری زبان کے ادب سے نہ صرف متعارف کراتا ہے بلکہ اس کی فرہنگوں اور لغات کو نئے الفاظ و ترقی اور اصطلاحات سے متعارف کراتا ہے۔ اس تناظر میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دو طرفہ تراجم بھی ناگزیر ہیں۔ دوطرفہ تراجم سے یہ مراد ہے کہ دیگر ممالک کی قومی اور علاقائی نعتوں کو نہ صرف اردو میں منتقل کیا جائے بلکہ اردو زبان کی نعتوں کو مقامی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ کر کے اس کے عالمی سطح پر پھیلاؤ اور ترویج و اشاعت کا اہتمام کرنا وقت کی اہم بلکہ ناگزیر ضرورت ہے۔ ڈاکٹر خورشید رضوی نے اپنی علمی و تحقیقی کتاب "عربی ادب قبل از اسلام" کے باب بعنوان: "عربی زبان و ادب کے امتیازی خصائص" میں عربی زبان کی اہمیت کے بارے میں تفصیلی بحث کی ہے۔ وہ ادبی وسیلہ اظہار کے حوالے سے اس کی بین القبائلی حیثیت، مختلف قبائل میں لہجہ اور ذخیرہ الفاظ کہ امتیازات کے ضمن میں تلفظ کے اختلافات مختلف قبائل کے ہاں کسکسہ، کشکشہ، عنعنہ، عجعجہ، استنطاء اور طمطمانیہ، نظام اعراب، دقت تعبیر، کثرت مترادفات از داد وسعت لغوی کثرت معنی، قواعد واوزان کی طرف اشارات کیے ہیں۔ موصوف لکھتے ہیں: "قواعد واوزان صرف کے مضبوط نظام کے سبب عربی میں ایک ہی مادے سے مختلف مفاہیم کے لیے یک لفظی صیغے تراشنا مسجع و مقفی عبارت بنانا اور پہیلی، کہ مکرنی اور دو سخنے جیسی کیفیت پیدا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کر دینا یا منقوط وغیر منقوط الفاظ کا حسب منشا التزام نسبتاً آسان ہو گیا۔ نظام اعراب کے نتیجے میں 'کا، کے کی' اور ہے 'جیسے مفاہیم کے لیے خارج میں کوئی لفظ نہیں لانا پڑتا اور کم الفاظ میں زیادہ معنی ادا کیے جا سکتے ہیں . چنانچہ عربی کی ایک سطر کا ترجمہ کسی اور زبان میں بسا اوقات کئی سطروں پر پھیل جاتا ہے۔ 'من، عن، ل، علی جیسے صلات کی تبدیلی سے مفہوم بدل جاتا ہے اور الفاظ میں حسب مفہوم حکایت اصوات (ONOMATOPOEIA) جیسے خصائص دیگر زبانوں میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن عربی زبان میں زیادہ نمایاں اور موثر دکھائی دیتے ہیں".(6)

درج بالا اقتباس میں جن امور کی نشاندہی کی گئی ہے 'ترجمہ کرتے ہوئے ہر زبان میں اس طرح کی رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے . یہی سبب ہے کہ ترجمے کو ایک مشکل اور ذمہ دارانہ عمل سمجھا جاتا ہے۔ یہ کام اسی کو زیب دیتا ہے جو دونوں زبانوں (جس سے ترجمہ کیا جائے اور جس میں ترجمہ کیا جائے) کے لغات اور فرہنگوں کے علم کے ساتھ ساتھ کثرت معنی، کثرت مترادفات، کثرت تعبیر اور شاعری کی صورت میں اوزان اور عروض وبحور کے رموز ونکات اور حقائق ودقائق سے واقفیت رکھتا ہو۔ نیز دونوں زبانوں کی ثقافت سے آگاہی بھی لازمی عنصر ہے۔

دیگر اصناف سخن کے مانند نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تراجم کی بھی بہت دل خوش کن اور قابل فخر روایت موجود ہے۔ اردو میں دیگر زبانوں کے نثری اور منظوم تقدیسی 'جو بھی' سرمایہ موجود ہے وہ ترجمے کی وساطت ہی سے سامنے آیا ہے۔ حمد ونعت کا معاملہ یہ ہے کہ ان کے بنیادی مآخذ قرآن پاک اور احادیث کریمہ ہیں۔ ان دو بڑے ماخذوں سے شاعر جو کچھ مواد اور رہنمائی لیتا ہے 'ظاہر ہے 'وہ دو ہی صورتوں میں ممکن ہے یا براہ راست عربی عبارات کو جزو سخن بنائے یا ترجمہ کے ذریعے اپنی شعری کفالت کا اہتمام کرے۔ شاعر 'بالعموم' دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے اس لیے کہ اس کا تخاطب اولین سطح پر اردو داں طبقہ ہوتا ہے جو عربی عبارتوں کے معانی نہیں سمجھتا۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ جب ترجمے سے بھی شعری لوازم پورے کرنا ممکن نہ رہے تو وہ ترجمانی کا قرینہ بروئے تحریر لاتا ہے۔

دوسرے ملکوں کے ساتھ ساتھ وطن پاک کی علاقائی (پاکستانی) زبانوں کی نعتوں کو بھی اردو کا لبادہ اوڑھا دیا جائے تو اس سے نہ صرف اردو میں نعتیہ سرمائے میں دلپذیر اضافہ ہوگا بلکہ علاقائی ہم آہنگی کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جاری سفر بھی آگے بڑھانے میں مدد ملے گی۔ مترجمہ مواد سے پاکستانی زبانوں کے الفاظ، تراکیب اور مصطلحات قومی زبان کا حصہ بن کر اسے مزید وسعتوں سے ہم کنار کریں گی گویا ترجمے کے توسط سے ہم پاکستانی صوبوں کے مابین یکجہتی کو بھی فروغ دے سکتے ہیں۔

ایشیا میں غیر ملکی تسلط کے ایام پر اد بار میں ترجمہ کاری کا عمل بلاشبہ ان جہتوں اور سمتوں سے ہم آشنا ہوا۔ اور اس سلسلے میں فورٹ ولیم کالج، سائنٹفک سوسائٹی، انجمن ترقی اردو، دارالمصنفین، دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ، سوندھی ٹرانسلیشن سوسائٹی۔۔۔۔ کے منتظمین کی جانب سے منثور و منظوم تراجم کی قابل قدر مساعی تاریخ زبان وادب کا روشن باب کا درجہ رکھتی ہیں وضع اصطلاحات کی سنجیدہ کاوشوں کی بدولت ترجمہ کاری کا نوکیلا راستہ مزید ہموار ہو گیا ہے۔ مولوی سید وحید الدین سلیم تو یورپین زبانوں کی تمام اصطلاحات کو اردو میں منتقل کرنے کے داعی تھے (7)، تاہم تمام اصطلاحات کو اردو میں حسب دلخواہ منتقل کرنا کار دارد ہے سو بعض غیر ملکی زبانوں جی اصطلاحات اور مخصوص و معروف الفاظ کو من وعن رواج دے کر ہم نہ صرف ترجمہ کار کو مزید مشکلات سے بچا سکتے ہیں بلکہ اردو نعت کو الفاظ و تراکیب اور اصطلاحات کے محتاط اور با مقصد استعمال سے اور آگے لے جا سکتے ہیں۔

اہل بیت اطہار، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور عربی، فارسی، ہندی، ترکی، انگریزی اور دوسری بڑی اور ممتاز زبانوں کے معتبر ناعتین کے بیشتر فن پاروں کے 'بحمد للہ 'اردو تراجم منظر عام پر آ چکے ہیں اور یہ سلسلہ خیر و برکت جاری ہے۔ مختلف نعتیہ دواوین اور مجموعوں کے کلی اور جزوی ترجموں کے عنبر سے مشام ذوق معنبر ہیں۔ اس کار خیر کو مربوط و منضبط انداز میں آگے بڑھا کر رسول پاک علیہ الصلوۃ والتسلیم سے قلبی اور اٹوٹ محبت و مودت کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔ نعت شریف 'محبت رسول کے اظہار کا دوسرا نام ہے اور لازم ہے کہ محبت کے اس بابرکت پیغام کو عام کرنے کے لیے دوطرفہ تراجم کو مزید فروغ دیا جائے بلکہ اس میں مزید بہتری اور نکھار پیدا کیا جائے۔ اس ضمن میں دو تجاویز اور سفارشات پیش خدمت ہیں:

1۔ حسان بن ثابت سینٹر فار ریسرچ نعت لٹریچر، منہاج یونیورسٹی، لاہور کے زیرِ انتظام دارالترجمہ کا قیام عمل میں لایا جائے جس کا اول و آخر مقصد ملکی اور غیر ملکی زبانوں کے نعتیہ ادب کے دوطرفہ تراجم کا فروغ اور ترویج و اشاعت ہو۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

2۔ چوتھی قومی ادبی نعت کانفرنس 2025ء کا مرکزی موضوع نعتیہ تراجم طے کیا جائے اور اس کے ذیلی اور ضمنی موضوعات ماہرین (تراجم) کے مشورے سے طے کیے جا سکتے ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

1-سودا، محمد رفیع، میرزا، کلیات سودا، لکھنو: مطبع منشی نول کشور، 1932ء، ص 7

2-اقبال، کلیات اقبال اردو ("ارمغان حجاز")، لاہور: اقبال اکادمی،

3-تنویر احمد علوی، ڈاکٹر، اصول تحقیق و ترتیب متن، دہلی: شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، طبع اول 1977ء، ص 87

4-جیلانی کامران، تنقید کا نیا پس منظر، لاہور: مکتبہ ادب جدید، طبع اول 1964ء، ص 61

جیلانی کامران کی یہ رائے صد فی صد درست ہے:

"ترجمے کے ذریعے زبانیں تجربہ اور اعتماد حاصل کرتی ہیں اور کسی بڑی اور وسیع زبان کو اپنے قالب میں سمو کر وہ یقین اور خود اعتمادی پا لیتی ہیں جو ترجمے کی مشق اور کوشش، تربیت اور کامیابی کا واضح نتیجہ ہیں۔" (جیلانی کامران، تنقید کا نیا پس منظر، ص 63)

5-شمس الرحمٰن فاروقی، تفہیم غالب، لاہور: اظہار سنز، س ن، ص 16

6-خورشید رضوی، ڈاکٹر، عربی ادب اسلام سے پہلے، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع اول 2010ء، ص 159 ڈاکٹر خورشید رضوی درج بالا الفاظ و اصطلاحات کے بارے میں بحوالہ رقم طراز ہیں:

"کسکسہ: کاف خطاب (مذکر) کو سین بنا دینا جیسے "علیک" کی جگہ "علیس"

کشکشہ: کاف خطاب (مؤنث) کو شین بنا دینا جیسے "علیک" کی جگہ "علیش"

عنعنہ: ابتدائی ہمزے کو عین سے بدلنا جیسے "آسلم" کی جگہ "عسلم"

عجعجہ: یا مشددہ کو جیم بنانا جیسے "تمیمی" کی جگہ "تمیمج"

استنطاء: سے متصل ساکن عین کو نون سے بدلنا جیسے "آعطی" کی جگہ "آنطی"

طمطمانیہ: "ال" کو "ام" سے تبدیل کرنا جیسے "الہواء" کی جگہ "امہوا"

(تفصیلات و اختلافات کے لیے دیکھیے: خصائص '10/2-12-فقہ اللغۃ '108-108-المزہر '221/1-223-لسان العرب 'بذیل مادہ)،

(عربی ادب اسلام سے پہلے، ص 154)،

ڈاکٹر خورشید رضوی نے جن نزاکتوں کی جانب اشارے کیے ہیں، اردو کے ترجمہ کار کو بھی ان سے ملتے جلتے آگ کے پرشور دریا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نعتیہ شاعری میں اقتباس حدیث کی روایت کا تحقیقی مطالعہ

The tradition of Hadith Quoting in praiseful poetry

Muhammad Shahzad Mujaddidi

PhD Scholar

UMT Lahore civilizationDepartment of Islamic thought

msmujaddidi@yahoo.com

Abstract:

The formal inception of praiseful poetry commenced from the Arabic language and then Persian, Urdu, Punjabi, S a n s k r i t , Hindi, eastern and other languages have been influenced by this sacred genre. Therefore, the influence of Arabic literature and culture has also been transferred along with it. Similarly, the basic source of Islamic law, Quran and Hadith, have also been used by Naat poets in every age, Some of the Scholars and proficient not only inculcated the subjects/ disciplines of the Prophet's hadith directly in their work, but also mentioned quotes from the hadiths, literally and semantically. Some professional Naat poets have even utilized the hadith word

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

by word in their praiseful verses. The research paper under revise is an attempt to explore the Natia poetry as, ...that further illustrate the prototypes of Arabic, Persian and Urdu Natia poetry in different era in which the hadiths of the Prophet ﷺ a r e quoted completely or sparingly.

Keywords:

Praiseful poetry, Hadith, quotation, Arabic, Persian, Urdu.

اہل شعر وادب کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے کہ وہ اپنے کام میں زور اور تاکید پیدا کرنے کے لیے تلمیح، اشارہ، تشبیہ اور استعارہ کا سہارا لیتے رہے ہیں۔ایسے ہی کبھی من وعن آیت قرآنی یا حدیث نبوی ﷺ کو بھی اپنے شعر میں ضم کر کے اپنی بات کو مزید پر اثر اور مستند بنایا کرتے ہیں۔کسی بلند مرتبہ اور معروف تاریخی شخصیت کے حامل شخص کا قول یا حکایت اپنے منظوم کلام میں ڈھال کر بیان کرنا بھی اہل شعر وادب کی روایت اور طریقہ رہا ہے۔انبیائے متقدمین، فلاسفہ یونان اور دیگر اکابر حکماء کے اقوال حکمت نظم ونثر میں ہمیشہ حوالہ بنتے چلے آرہے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو ایسے مصرعے ضرب المثل کا درجہ اختیار کر جاتے ہیں۔عربی، فارسی، اردو اور بعض علاقائی زبانوں میں بھی اقتباس قرآن وحدیث پر مبنی اشعار بکثرت پائے جاتے ہیں۔جبکہ تقدیسی شاعری خصوصاً نعتیہ ادب میں اس کی مثالیں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔پیش نظر تحقیقی کاوش نعتیہ شاعری میں اقتباس حدیث پر مبنی کلام کا ایک اجمالی اور طائرانہ جائزہ قرار دی جاسکتی ہے۔عربی وفارسی زبان وادب پر مکمل قدرت اور علوم حدیث پر فنی دسترس رکھنے والے بزرگ شعراء ہی اس پل صراط سے کامیابی کے ساتھ پار اترے ہیں۔ بطور تمہید و امثلہ چند اشعار مثنوی معنوی اور کلام اقبال سے پیش خدمت ہیں:

چنانچہ مولانا جلال الدین رومی کے دو اشعار اقتباس بالحدیث کے حوالہ سے لائق ملاحظہ ہیں:

ے بشنو از اخبارِ آن صدرالصُد ور　　　لَاصَلٰوۃ ثمّ الّا بالحضُور

ترجمہ:۔اس سب سے بڑے مسند نشین (حضور پاک) کی حدیثوں میں سے حدیث سن لو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کہ نماز حضور قلب کے بغیر درست نہیں ہوتی۔

مطلب: نماز میں صفائی قلب اور محویت تام کی اہمیت کا بیان۔[۔عبداللطیف، محمد، احادیث مثنوی (اردو ترجمہ)، ۱۱، طبع، پیکجز لمیٹڈ، شارع رومی، لاہور، 1975ء۔

[Abdul Lateef, Muhammad, Ahadees e Masnavi (U r d u tarjuma), 11,taba, Packages Limited, Shari Rumi, Lahore]

اشارہ: لَاصَلوٰۃ الّا بالحضُور القلب۔یعنی حضور قلب کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔

اس عبارت کا مضمون احیاء العلوم میں مذکور مندرجہ ذیل حدیث کے مطابق ہے:۔

لَایَنْظُرُ اللہُ اِلٰی صَلٰوۃٍ لَایُحْضِرُ الرَّجُلُ فِیْہَا قَلْبَہٗ مَعَ بَدَنِہٖ۔

اللہ تعالیٰ اس نماز کی طرف نہیں دیکھتے جس میں انسان اپنے بدن کے ساتھ اپنے دل کو بھی حاضر نہیں کرتا۔

ایک اور جگہ النوم اخ الموت کو آپ نے یوں منظوم کیا:

؎ اسپ جانہارا کند عاری ززین سِرّ النّوم اَخُ الْمَوت است این

ترجمہ: رُوحوں کے گھوڑوں پر سے (علائق دنیا) کے زین کو اتار ڈالتا ہے (یعنی خواب میں انکو جسمانی قیود سے آزاد کر کے کھلا چھوڑ دیتا ہے) اور یہی بات مطلب ہے اس حدیث کا کہ نیند موت کی بہن ہے۔

[ایضاً، ۱۱، بحوالہ احیاء العلوم، 1/110۔ 1, Ihyaa ul Uloom,Bahawala, 11,Aydan 1/110]

مطلب: پہلے اشعار میں خواب کی کیفیت کا ذکر تھا اور کیفیت بیداری کا نقشہ کھینچا ہے۔

اشارہ:۔ النّوم اَخوالموْت ولا یموتُ اَھْلُ الجنّہ۔

[سیوطی، جلال الدین، الجامع الصغیر، 2/681، طبع، دارالفکر، بیروت، لبنان۔

Suyuti, Jalal ud Din, Al Jami as Saghir, 2/681 ,taba, Dar ul Fikr, Bierut, Lebanon]۔

یعنی نیند موت کی بہن ہے لیکن جنت والے نہیں مرتے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

علامہ اقبال کے کلام میں بھی ایسی مثالیں عام ملتی ہیں:

؎زندگی از دہر و دہر از زندگی ست — لاتسبُّو االدَّھرُ فرمان نبی ست

[اقبال، محمد، علامہ، کلیات اقبال و اسرار رموز (فارسی)، 72، طبع، شیخ غلام علی اینڈ سنز، انارکلی، لاہور ۱۹۷۵۔

[Iqbal, Muhammad, Allama, Kuliyat e Iqbal o Israr e ramooz (Farsi), 72 ,taba, Shiekh Gulam Ali and Sons, Anarkali, Lahore]۔

؎ سماں ''الفقر فخری'' کا رہا شانِ امارت میں
بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت رُوے زیبارا

[اقبال، محمد، علامہ، کلیاتِ اقبال، اردو، 207، طبع، اقبال اکیڈمی پاکستان، لاہور۔

[Iqbal, Muhammad, Allama, Kuliyat e Iqbal, Urdu, 207 ,taba, Iqbal Academy Pakistan, Lahore]۔

ہماری تقدیسی شاعری خصوصا نعتیہ ادب میں اقتباس آیات و حدیث کا بڑا رجحان رہا ہے کیوں نہ ہو کہ خود افصح العرب اور صاحب جوامع الکلم ﷺ نے زمانہ جاہلیت کے بعض شعراء کے مصرعوں کو اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے اور نہ صرف داد و تحسین بلکہ تائید و تصدیق بھی فرمائی ہے۔تو پھر رسول مکرم ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے نکلنے والے دُرر و جواہر کیسے نہ منظومات و قصائد کی لڑیوں میں سلیقہ مندی سے پروئے جاتے۔ارشادات رحمت عالم ﷺ اپنے پرشکوہ بیان، کمال تاثیر، فصاحت و بلاغت اور انتہا درجے کی جامعیت کے باعث بے ساختہ دنیا بھر کے ادبی شہ پاروں میں بطور اقتباس کبھی لفظ بہ لفظ اور کبھی معنی و مفہوم کی شکل میں جگمگاتے اور نور لٹاتے دکھائی دیتے ہیں۔خصوصا آپ ﷺ کے منظوم شمائل، سیرت اور نعتیہ شاعری میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

اقتباس کے لغوی و اصطلاحی معانی

اہل فن کے نزدیک اقتباس یا تضمین قائل یا مصنف و شاعر کا کسی دوسرے اہم متن سے لفظی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ومعنوی استفادہ کرتے ہوئے اس کے کسی جزءکو اپنے خطاب یا نثر ونظم کا حصہ بنانا۔اہل لغت لفظ اقتباس کو چراغ سے چراغ جلانے کے معنی میں لیتے ہیں۔بعض نے الاؤسے آگ حاصل کرنے اور علمی استفادہ کے معانی میں بھی لکھا ہے۔چنانچہ المنجد میں ''مادہ قبس'' کے تحت مندرج ہے:

آگ کو بصورت شعلہ لینا،قبس النار،آگ جلانا،قبس العلم،علم سے فائدہ اٹھانا وغیرہ۔

[لوئس معلوف،المنجد،772،طبع،دارالاشاعت،کراچی 1994ء۔

Louis Malouf, Al Munjid, 772,taba, Dar Al Isha'at, Karachi 1994]۔

علامہ سید شریف الجرجانی اقتباس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان یضمن الکلام نثرا کان او نظما ،شیئا من القرآن او الحدیث کقول شمعون فی وعظه یا قوم اصبروا علی المحرمات و صابروا علی المفترضات و راقبوا بالمراقبات ،واتقوا الله فی الخلوات و کقوله

وان تبدلت بنا غیرنا   فحسبنا الله و نعم الوکیل

ترجمہ:یعنی نظم ونثر پر مشتمل کلام میں قرآن یا حدیث سے کچھ الفاظ مستعار لینا،جیسا کہ شمعون اپنے وعظ میں کہتا ہے:

اے لوگو!حرام چیزوں پرصبر کرو اور فرائض پر ثابت قدم رہو اور اہم امور کی نگرانی رکھو اور تنہائی میں اللہ سے ڈرو۔اور شعر میں اس کا قول ہے:

؎ وان تبدلت بنا غیرنا   فحسبنا الله و نعم الوکیل

ترجمہ:اگر ہمارے غیروں کا رویہ ہم سے بدل گیا تو پھر ہمیں اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔[الجرجانی،شریف،سید،کتاب التعریفات،26،طبع،بیروت لبنان۔

Al Jurjani, Shareef, Sayyed, Kitaab ut Tarifat, 26,taba, Beirut, Lebanon]۔

علامہ مناوی اقتباس کی اصلی وعرفی تعریف کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

والا قتباس أصله طلب القبس وهو الشعلة ، ثم استعیر لطلب العلم والهداية ومنه ﴿أُنظُرُونا نَقْتَبِسْ﴾ (الحدید۱۳) ـوهو عرفا تضمین الکلام نثرا أونظما شیئامن قرآن

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

أوحديث۔

[المناوی، عبدالرؤف بن تاج العارفین ، زین الدین محمد ، (ت 1031ھ)التوقیف علی مہمات التعاریف، 81،طبع، عالم الکتب، القاہرہ، 1990ء۔

[Al Manawi, Abd ar Raouf Bin Taj ul Aarifeen, Zain ud Din Muhammad, Al Tawqeef ala Muhimat al Ta'areef, 81,taba, Aalim al kutub, Al Qahira, 1990]۔

ترجمہ:

معروف فارسی لغت دان مولوی غیاث الدین رقم طراز ہیں:

اقتباس: بالکسر آتش گرفتن چراکہ مصدرست ماخوذ از مادہ قبس کہ بفتحتین بمعنی آتش پارہ است و نیز لفظ اقتباس بمعنی نور گرفتن و باصطلاح اہل علم بدیع اند کے از قران یا حدیث درعبارت خود آوردن بے اشارت ازکنز دبعضے رسائل۔ [غیاث الدین، محمد، مولانا، غیاث اللغات مجیدی، 43،طبع ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک، کراچی۔

Giyas ud Din, Muhammad, Mawlana, Giyas ul Lugaat Majeedi, 43,taba, H-M Saeed company, Adab Manzil Pakistan Chowk, Karachi]۔

اردو کی اہم لغوی کتاب لغات کشوری میں اقتباس کے تحت درج ذیل وضاحت مندرج ہے:

اقتباس: بتی روشن کرنا، روشنی لینا، نور چننا، کسی سے علم سیکھنا، آگ لینا، فائدہ حاصل کرنا، کسی کے کلام کو اپنے کلام میں بدون ذکر اُس کے نام کے درج کر لینا۔

[تصدق حسین رضوی، مولوی، سید، لُغات کشوری، 36،طبع نامی منشی نول کشور، لکھنؤ۔

Tasaduq Hussain Rizwi, Maulvi, Sayyed, Lugaat e Kashuri, 36,taba, Nami Munshi Naval Kishor, Lakhnau]۔

معروف انگریزی اردولغت ''Practical English-English Urdu Dictionary'' میں اقتباس کے تحت درج ذیل تصریحات موجود ہیں:

[Practical English-English Urdu Dictionary, Bashir A. Qureshi,

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Kitabistan Publishing Co. 38-Urdu Bazar Lahore]۔

اقتباس، انتخاب:

(11) exceprt(ek-se*pt) n.extract(from)

نکالنا، زور لگا کر نکالنا،

extract v.t. (ek-strakt) v.t.1.pull out(tooth, Bullet, etc, from the body) with effort,(12)

(13) Quote(kwoht) v.t کی بات دہرانا، (کا) قول پیش کرنا

قرآن وحدیث سے اقتباس کا شرعی حکم:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ غالباً پہلے عالم دین ہیں جنہوں نے اس مسئلہ میں مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے۔ اس مختصر رسالے کا عنوان ''رفع الباس و کشف الالتباس فی ضرب المثل من القرآن والاقتباس'' ہے۔[سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمن بن ابی بکر، (ت 911ھ)، الحاوی للفتاوی، 1/267، (ت، طرطوسی) طبع، دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان، 2005ء۔

[Suyuti, Jalal ud Din, Abdur Rehman Bin Abi Bakr, Al Hawi lil Fatawi, 1/267, taba, Dar al Kutb Al Arbi, Beirut, Lebanon]۔

میں شامل اس رسالہ کے علاوہ بھی علامہ سیوطی نے اپنی تحریروں میں اس موضوع پر تسلی بخش کلام فرمایا ہے۔ آپ نے علماء مذاہب اربعہ کا اقتباس فی الشعر میں اتفاق نقل کرتے ہوئے احادیث نبوی ﷺ، آثار صحابہ اور اپنے زمانے تک علماء سے اس کی تائید وتصویب میں دلائل واقوال بھی نقل فرمائے ہیں۔

تفسیر بیضاوی پر اپنے مبسوط حاشیے میں امام سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اگر کہا جائے کہ بعض معاصرین نے اقتباس کا ان الفاظ میں انکار کیا ہے کہ ''الفاظ قرآن، غیرِ قرآن کا صیغہ نہیں بن سکتے تو ایسا ان لوگوں نے صرف نصوص قرآنی سے اپنی جہالت کی بنا پر کہا ہے۔ جبکہ بلا شبہ خود نبی کریم ﷺ نے متعدد مرتبہ ایسا کیا ہے جیسے کہ حدیث میں مروی ہے اور صحابہ وتابعین اور علماء متقدمین ومتاخرین سے ثابت ہے۔ اور کتب فقہ میں بھی اس کے جواز پر ٹھوس دلائل موجود ہیں۔ قرآنی اقتباس کے جواز پر مبنی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دلائل میں ایک وہ بھی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ خیبر میں داخل ہوئے تو یوں فرمایا:

"الله اکبر، خربت خیبر، انا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین"۔

[القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح الجامع، کتاب الزہد والرقائق، باب لا یلدغ المومن، طبع، مکتبہ الصعدیہ، بیروت، حدیث:7498۔

[Al Qusheri, Muslim Bin Hajjaj, Al sahih al Jami, kitab al zuhd o alraqaiq, bab la yaldagh al mumin, taba, Maktab al Sa'dia, Beirut, Hadees:7498]۔

آپ ﷺ نے اللہ کے فرمان: ''فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ۔''

[الصافات، آیت:177۔ Ayat,Al Saaffat.177] سے اقتباس فرمایا تھا۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ اس حدیث کو نقل کر کے کہتے ہیں:

''یہ قرآن سے اقتباس کے جواز کی دلیل ہے اور ایسے دلائل کثیر ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔ روایات میں اقتباس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں جبکہ اسے ناپسندیدہ کہنے والے کا اعتبار نہیں ہے۔ جب قرآن سے اقتباس جائز ہے تو حدیث سے اقتباس بدرجہ اولی جائز ہوگا۔''

امام سیوطی ''الاتقان'' میں لکھتے ہیں: ابن حجر کی ''شرح بدیعیہ'' میں ہے کہ اقتباس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ مقبول ۲۔ مباح ۳۔ مردود

پہلی جو خطبات اور مواعظ اور معاہدات میں ہوتی ہے۔ دوسری جو نظم و قصائد، رسائل اور قصص میں استعمال ہوتی ہے۔

جبکہ تیسری دو طرح کی ہے، ایک وہ آیات جن میں اللہ تعالی نے امور کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ جیسا کہ بنو مروان کے بعض حکام کے بارے میں وارد ہے کہ جب ماتحت انسان کی شکایت کی گئی تو اس نے جواباً کہا: ''ان الینا ایابھم ثم ان علینا حسابھم'' ایسے ہی بعض لغو اشعار میں الفاظ قرآنی سے اقتباس و تضمیر نعوذ باللہ من ذالک ناجائز و مکروہ ہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ تقسیم بہت ہی بہتر ہے۔ ''قلت و ھذا التقسیم حسن

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جداو بہ اقول۔ترجمہ: میرے نزدیک یہ تقسیم نہایت شاندار ہے اور میرا ابھی یہی مؤقف ہے۔''

[سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، 1/112، طبع، سہیل اکیڈمی، لاہور۔

[S u y u ti, Jalal ud Din, Al Itqan Fi Uloom Al Quran, 1/112 ,t a b a, Suhail Academy, Lahore]۔

چنانچہ لکھتے ہیں کہ قرون اولی سے ہی اسلامی ادب نثر ہو یا نظم، وعظ ہو یا خطبہ، غزل ہو یا قصیدہ اہل عرب وعجم نے اقتباس قرآن وسنت سے مستفید ہوتا چلا آ رہا ہے۔ عالم اسلام میں بولے جانے والی ہر بڑی زبان کے ادبی عالم میں اس کی مثالیں تواتر وکثرت سے مل جاتی ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنے رسالے ''رفع الباس وکشف اقتباس'' میں اقتباس بالقرآن کے حوالے سے چند مثالیں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین کے کلام سے نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''وہ احادیث جن سے اقتباس کا جواز استدلال کیا گیا ہے، ان میں سے ایک روایت وہ ہے جسے امام مالک، امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری ومسلم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے: ان النبی خرج الی خیبرفقال ''الله اکبر، خربت خیبر، انا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین''۔

[الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب لا یلدغ المومن، حدیث:7498۔

[Al Jami Al Sahih lil Muslim, kitab al Zuhd o Alraqaiq, Bab La yaldagh almumin, Hadees:7498]۔

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، خیبر تسخیر ہو گیا۔ پھر جب وہ (عذاب) اُن کے سامنے اترے گا تو اِن کی صبح کیا ہی بُری ہو گی جنہیں ڈرایا گیا تھا۔

بعض فقہاء نے کہا ہے کہ یہ حدیث اقتباس کے دلائل میں سے ہے۔

حافظ ابن عبد البر ''تمہید'' میں کہتے ہیں: اس حدیث میں قرآن سے استشہاد کا جواز ہے جو اس کے شایان شان ہے۔ ابن رشید نے بھی ''شرح الموطا'' میں ایسا ہی بیان کیا ہے اور یہ دونوں علماء مالکی ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

امام نووی علیہ الرحمہ شرح مسلم میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث میں ایسے مواقع پر یقینی امور میں قرآن پاک سے دلیل پکڑنے کا جواز ہے اور بلاشبہ اس کے لیے کثرت سے مثالیں وارد ہیں۔ جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر بتوں کو توڑتے ہوئے آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''جاء الحق و ما یبدئ الباطل وما یعید جاء الحق و زھق الباطل'' اور ائمہ فقہ فرماتے ہیں کہ قرآن سے بطور مزاح ولغویات کلام کے مثال لینا مکروہ ہے۔

خلفاء راشدین اور صحابہ کرام سے بھی اقتباس بالقرآن کے حوالے سے مختلف روایات بکثرت منقول ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا سے نقل کرتے ہیں کہ میرے والد (حضرت ابوبکر صدیق) نے اپنی وصیت میں تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ وصیت ہے جو ابوبکر بن ابی قحافہ نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے فرمائی الخ تو یہ آیت پڑھی ''و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون''۔

[الشعراء، آیت:227۔Ayat:227,Ash Shuara]

ابن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ چاند کو دیکھ کر فرما رہے تھے: ''آمنت بالذی خلقك فسوك فعدلك''۔[ابنِ ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، ابو بکر (ت 235ھ)، المصنف، 16/329، (ت، الشری) طبع، دار کنوز، اشبیلیا، الریاض، السعودیہ، حدیث:31729۔

[Ibn Abi Shaybah, Abdullah bin Muhammad, Abubakr, Al Musannaf, 16/329, taba, Dar al Kunooz, Ishbiliya, Ar Riyadh, Al Saudi, Hadees:32729]۔

ترجمہ: میں اس ذات پر ایمان لاتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا پھر متناسب بنایا اور جوڑ دیا۔

ابن سعد نے طبقات میں میمون بن مہران سے روایت کیا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عین ان کی مجبوری کے وقت جب زخموں پر مرہم رکھا جا رہا تھا تو وہ فرما رہے تھے: ''و کان امر اللہ قدرا مقدورا'' [الاحزاب، آیت:38۔Al Ahzab,Ayat:38] اور اس موقع پر اس راوی سے کعب احبار کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

روایت بھی مروی ہے کہ جب وہ عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کو پہنچے تو کہا: ''الحق من ربك فلا تكونن من الممترين''۔[البقرة،آیت:147۔147 Al Baqarah,Ayat:147]

عام روزمرہ امور و معاملات میں دوران گفتگو اور مکالمات میں اقتباس بالقرآن صحابہ کرام اور تابعین میں عام پایا جاتا تھا۔ائمہ سلف وخلف کی تحریروں اور تصنیفات میں بھی اقتباس بالقرآن و الحدیث کے نمونے بکثرت موجود ہیں جنہیں بخوف طوالت ترک کیا جارہا ہے۔

کلام منظوم میں اقتباس شعر:

نظم شعر میں اقتباس کے حوالے سے امام سیوطی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

ہمارے فقہاء متقدمین نے اس موضوع پر کلام نہیں کیا باوجود کہ ان کے زمانے میں یہ رائج تھا اور قدیم وجدید شعراء کے ہاں اقتباس کا معمول تھا۔تو ان کا سکوت اور اس کی حرمت وکراہیت پر فتوی نہ دینا ہی اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اسے نثر میں ضرب المثل اور اقتباس کی طرح جائز سمجھتے تھے۔اور اس سے بھی زیادہ صریح معاملہ یہ ہے کہ ائمہ مذاہب اربعہ کی ایک جماعت نے خود آیات واحادیث کو شعر میں برتا ہے۔

شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ ''طبقات'' میں استاذ ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی جو اکابر اور اجلہ شوافع علماء میں سے ہیں کے احوال میں ان کا کہا ہوا شعر نقل کرتے ہیں:

یا من عدا ثم اعتدی ثم اقترف ثم انتهی ثم ارعوی ثم اعترف

ابشر بقول الله فی آیاته ان ینتهوا یغفر لهم ما قد سلف

علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ: ایسے جلیل القدر امام ابومنصور علیہ الرحمہ کا اپنے شعر میں اس طرح کا اقتباس لانا نہایت مفید مطلب ہے جبکہ بعض لوگ بحث کرتے ہیں کہ یہ جائز نہیں اور یہ استاذ ابومنصور ائمہ دین میں سے ہیں اور انہوں نے ایسا عمل کیا ہے۔اور ان ہر دو اشعار کو استاذ الحافظ ابوالقاسم ابن عساکر علیہ الرحمہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔تو یہ دونوں اس کے جواز کی دلیل ہیں۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں: امام بیہقی علیہ الرحمہ نے، شعب الایمان میں اپنے شیخ ابوعبدالرحمن السلمی علیہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

الرحمہ سے روایت کرتے ہیں ،انہوں نے فرمایا: ہمارے شیخ احمد بن محمد بن یزید نے بذات خود یہ شعر سنائے:

سل اللہ من فضلہ واتقہ فان التقی خیر ما یکتسب

و من یتق اللہ یجعل لہ ویرزقہ من حیث لا یحتسب

امام بیہقی علیہ الرحمہ کا ایسے اشعار کو بالا سناد روایت وتخریج کرنا اس بات کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔

ایسے ہی شیخ الشیوخ الحموی ابن الوردی اور متاخرین کی ایک جماعت نے اس پر عمل کیا جن میں آخری بزرگ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ ہیں۔ جب ہمارے شیخ علامہ شہاب الحجازی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''اقتباسات القرآن'' کے موضوع پر تصنیف کی اور اس پر آگاہ ہوئے تو انہوں نے اس پر ان کے نام خط لکھا اور تحسین فرمائی۔

علامہ شرف بن المقری مصنف ''الروض'' اور ''الارشاد'' اپنی شرح ''البدیعۃ'' میں کہتے ہیں:

''ما کان من الاقتباس فی الشعر فی المواعظ والزھد و مدح النبی ﷺ فھو مقبول ،غیر مردود'' [الحاوی للفتاوی،284-285۔Al Hawi lil Fatawi, 284-285]

ترجمہ: وعظ ونصیحت ،تصوف ومعرفت اور نعت ومنقبت پر مبنی اشعار میں اقتباس ہو تو وہ مقبول ہے جبکہ اس کے علاوہ مردود ہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ آخر میں خلاصہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن سے بطور مثال کچھ نقل کرنا یا نثر میں اس سے اقتباس کرنا بالاتفاق جائز ہے جبکہ شعر میں اس سے اقتباس میں اختلاف ہے جبکہ اکثریت نے اس کو جائز رکھا ہے اور اس پر عمل بھی کیا ہے جن میں رافعی وغیرہ شامل ہیں۔ البتہ امام نووی اور بہاء الدین ابن سبکی دونوں نے اسے بطور تقوی ناپسند رکھا ہے نا کہ بطور حرمت اور میں شوافع میں سے کسی ایک عالم کو بھی نہیں جانتا جس نے اسے بطور حرمت نقل کیا ہو۔'' [ایضاً،286۔Aydan,286]

گویا نثر ونظم دونوں میں قرآن وحدیث سے لفظی ومعنوی اقتباس جائز ودرست بھی ہے اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اکثر علماء، واعظین، شعراء واد باء کا معمول بھی رہا ہے۔

حدیث میں اقتباس شعر کی مثال:

نبی کریم ﷺ نے اچھے شعر کو حکمۃ فرمایا ہے، لہٰذا خود بھی اپنے جوامع الکلم سے بعض اشعار حکمت آمیز کو زینت بخشی ہے، احادیث صحیحہ میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ شاعر کے شعروں میں یہ مصرعہ سب سے زیادہ سچا ہے کہ

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلُ (ترجمہ:) آگاہ ہوجاؤ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے سوا باطل (فانی) ہیں۔

[الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الرقاق، باب الجنۃ اقرب الی احدکم......، حدیث:6489، طبع، دار ابن حزم، بیروت۔

[Al Jami Al Sahih lil Bukhari, bab al Jannah, aqrab ila ahadikum, Hadees: 6489,taba, Dar ibn Hazam, Beirut]۔

حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا شمار دور جاہلیت کے چوٹی کے شعراء میں ہوتا تھا، سیدنا لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو شعر کہنا چھوڑ دیا جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ قرآن کریم کے ہوتے ہوئے شعر کی کیا ضرورت ہے۔اور یہ مصرع آپ کے ایک قصیدے کا ہے جس کا مطلع درج ذیل ہے:

الا تسالانِ المرءِ ماذا یحاولُ أنَحب فیُقضیٰ أم ضَلال و باطلُ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ أَبِي طَالِبٍ۔

عبداللہ دینار اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا اور

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گورا رنگ کہ ان کے چہرے کے واسطے سے بدلی سے بارش کی دعا کی جاتی ہے، وہ یتیموں کے حامی اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہیں۔[الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاستسقاء، باب سوال الناس...الخ، حدیث:1009۔
[Al Jami Al Sahih lil Bukhari, Kitaab al Istiqsa, bab sawaal an naas....alkh, Hadee:1009]۔

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ ﷺ يَسْتَسْقِي، فَمَا يَنْزِلُ حَتَّى يَجِيشَ كُلُّ مِيزَابٍ

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلأَرَامِلِ

وَهُوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَه وَأَحْمَدُ

حضرت عبداللہ بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا: ''وہ گورے (مکھڑے والے ﷺ) جن کے چہرے کے توسل سے بارش مانگی جاتی ہے، یتیموں کے والی، بیواؤں کے سہارا ہیں۔''

حضرت عمر بن حمزہ کہتے ہیں کہ حضرت سالم (بن عبداللہ بن عمرؓ) نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ کبھی میں شاعر کی اس بات کو یاد کرتا اور کبھی حضور نبی اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کو تکتا کہ اس (رخِ زیبا) کے توسل سے بارش مانگی جاتی تو آپ ﷺ (منبر سے) اُترنے بھی نہ پاتے کہ سارے پرنالے بہنے لگتے۔

مذکورہ بالا شعر حضرت ابو طالب کا ہے۔[ایضاً، حدیث:1008۔ [Hadees:1008,aydan]

یہی روایت حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر سے بھی اسناد صحیح کے ساتھ مروی ہے۔(مسند احمد)

ثم قال لله أبو طالب، لو كان حياً لقرت عيناه، من الذي ينشدنا قوله!

فقام علي »عليه السلام«، فقال يا رسول الله، كأنك أردت

وأبيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للأرامل

قال رسول الله »صلى الله عليه وآله« أجل۔ [(الف) الدیاربکری، حسین بن محمد، تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، 2/14، طبع، دارصادر، بیروت۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[(alif) alDiyar Bakri, Hussain bin Muhammad, Tareekh alKhamees fi Ahwal Anfas Nafees, 2/14,taba, Dar Sadir, Bierut]۔

(ب)الصالحی، محمد بن یوسف، (ت942ھ) سبل الہدی والرشاد، 440، 441/9، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1993۔

[(b a a) As Salihi, Muhammad bin Yousaf, Sibal alHuda war Rishad, 9/440-441,Dar al Kutb al Ilmiya, Beirut, Lebanon]۔

عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ قَالَ

حمید روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب خندق میں گئے، تو مہاجرین اور انصار سردی کے زمانے میں سویرے سویرے خندق کھود رہے تھے، جن کے پاس غلام بھی نہ تھے، جو ان کے لئے کام کرتے جب آپ ﷺ نے ان کی پریشانی اور بھوک کی حالت دیکھی، تو فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ

اے اللہ زندگی بیشک آخرت ہی کی زندگی ہے اور میرے اللہ تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے،

فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

اس کے جواب میں مہاجرین وانصار نے کہا ہم وہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت کی ہے، جب تلک ہے زندگی لڑتے رہیں گے ہم سدا۔

[الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، بیروت، حدیث: 4099۔

[Al Jami al Sahih lil Bukhari, Kitab al magazi, bab gazwat ul khandaq, Bierut, Hadees:4099]۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جبکہ امام مسلم بن حجاج کی روایت کردہ ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ   فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

اے اللہ بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا   عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

جب تک ہماری زندگی باقی ہے ہم نے محمد ﷺ سے اسلام پر بیعت کی ہے۔

[الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب،غزوۃ الاحزاب، حدیث:4676۔

[Al Jami al Sahih lil Muslim, kitab al jihad wa as sair, bab gazwat al ahzaab, Hadees: 4676]۔

ابن ہشام نے اپنی سیرت اور دیگر اہل سیر نے بھی نزول باران سے متعلق واقعات اپنی تالیفات میں نقل کی ہیں، جن میں ابوطالب کے مذکورہ بالا شعر کا حوالہ موجود ہے۔

ابن ہشام نے کہا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ مدینہ والوں پر قحط کی بلا نازل ہوئی تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر جا کر بارش کے لیے دعا فرمائی پھر تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اتنی بارش ہوئی کہ آس پاس کے لوگ ڈوبنے کے ڈر کی شکایت لے کر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللھم حوالینا ولا علینا

ترجمہ: ''یا اللہ ہمارے اطراف پانی برسا ہم پر نہ برسا''

پھر تو مدینہ پر سے ابر چھٹ گیا اور اس کے اطراف دائرے کی شکل میں ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لو ادرك ابو طالب هذا اليوم لسره

ترجمہ: ''اگر آج ابوطالب یہ سب دیکھتے تو انہیں اس سے خوشی ہوتی۔''

تو آپ ﷺ سے بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ گویا آپ ان کے اس شعر کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل

آپ ﷺ نے فرمایا: اجل۔ ہاں [حمیری، بومحمد عبدالملک بن شام، سیرت ابن ہشام (مترجم)، 1/287، طبع، اسلامی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور۔

[H u m e r i , bu Muhammad Abd al Malik bin Hisham, Seerat Ibn Hisham(mutarjim), 1/287,taba, Islami kutub Khana, Urdu Bazaar, Lahore]۔

تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے پچھلے دندان مبارک ظاہر ہو گئے پھر فرمایا:

للہ دَرُّ ابی طالب، لو کان حاضرا قرّت عیناہ۔ فقال علیؓ، کانك اردت قوله

اللہ ابوطالب کو نوازے، اگر وہ موجود ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ آپ کی مراد ان کا یہ شعر ہے۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه۔۔۔ الخ

[سبل الہدیٰ والرشاد، 9/613۔Sibal alHuda war Rishad, 9/613]

صحابہ کرام کی شاعری میں اقتباس حدیث:

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے وہ منتخب روزگار ہستیاں جنھیں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنے ہدیہ عقیدت بصورت نظم و اشعار پیش کرنے کی سعادت حاصل رہتی تھی اور وہ گاہے گاہے حسب موقع سفر و حضر یا جنگ و امن میں اپنی شعری صلاحیتوں کو سیرت و صورت مصطفی ﷺ کے بیان کے لیے استعمال میں لایا کرتے تھے وہ بلحاظ تعداد سینکڑوں میں تھے البتہ ان میں نمایاں تر شعراء کرام میں حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب، سیدنا علی المرتضی، سیدنا حسان بن ثابت، کعب بن مالک، کعب بن زہیر، عبداللہ بن رواحہ اور خواتین میں سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب، اور خنساء رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی شامل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے انتہائی قرب اور کلام نبوی ﷺ سے مستقل استفادہ کی برکت سے ان حساس، ذہین اور قادر الکلام شخصیات کے اشعار میں صاحب جوامع الکلم اور افصح العرب ﷺ کے ارشادات و فرامین کا در آنا ناگزیر ہی نہیں ضروری بھی تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر و بیشتر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ان بزرگ شاعر صحابہ کے اشعار خصوصا مدح نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل کلام میں قرآنی آیات یا احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عکس بصورت اقتباس لفظی ومعنوی جھلکتا نظر آتا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

چنانچہ خود شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا کلام اس کی اولین مثالوں میں سے ہے۔

معروف حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ''لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه'' کے تناظر میں کس ولولے اور جوش سے فرماتے ہیں:

فان ابی ووالدہ وعرضی — لعرض محمد منکم وقاء

[(الف) ابن ہشام 2/504، (ب) مشکوۃ النعت، 361۔

[(alif) Ibn Hisham,2/504) .(baa)Mishkat unNaat,361]۔

ترجمہ: سن لو! میرا باپ، میرے باپ کا باپ اور میری ساری عزت وآبرو غرض ہر چیز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وآبرو تم سے بچانے کی ذمہ دار ہے۔

ایک شعر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم وصال کا ذکر کرتے ہیں۔

بابی و امی من شھدت وفاته — فی یوم الاثنین النبی المھتدی

ترجمہ: اس نبی مھتدی (ھدایت یافتہ) پر میرے ماں باپ قربان جن کی وفات دوشنبہ میرے سامنے ہی ہوگئی۔

و شق له من اسمه لیجلّهٗ — فذو العرش محمودٌ وھٰذا محمدٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمائش اور امر پر حضرت حسان نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی منقبت میں جو اشعار کہے ان میں بھی آیات قرآنی اور احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لفظی ومعنوی اقتباس واستفادہ فرمایا ہے۔ دو شعر دیکھیے:

و ثانی اثنین فی الغار المنیف وقد — طاف العدو به اذ صعد الجبلا

و کان حب رسول اللہ قد علموا — من البریة لم یعدل به الرجلا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہ اشعار سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: صدقت یاحسان هو کما قلت۔

[المستدرک للحاکم، 4/7، حدیث: 4070۔ (ب) سیرت ابن ہشام، 2/213

[Al Mustadrik lil Hakim, 4/7,Hadees: 4070 .(baa) Seerat ibn Hasham, 2/213]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فتح بدر کے موقع پر جو اشعار کہے اس میں سے ایک شعر یوں ہے:

فامسی رسول اللہ قد عزز نصرہ　　وامسی عداہ من قتل و شارد

ترجمہ: پس رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ عطا کیا اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کر بھاگے۔

اللہ تعالی کی اپنے حبیب ﷺ کی تائید وحمایت اور فتح ونصرت کے حوالے سے کئی قرآنی آیات اور احادیث کے مضامین ومفاہیم اس ایک شعر میں جگمگا رہے ہیں۔

آپ ﷺ کا منصور بالحق اور غالب بالفضل ہونا بھی اسماء النبی ﷺ پر مشتمل احادیث میں وارد ہے۔ جبکہ احادیث صحیحہ میں "نصرت بالرعب۔۔۔۔الخ" جیسے مضامین بکثرت موجود ہیں۔ خلیفہ ثالث و امام راشد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے درس اخلاق پر مبنی درج ذیل دو اشعار میں اقتباس حدیث کے لفظی ومعنوی مثال یکجا ملاحظہ کیجئے:

غنی النفس یغنی النفس حتی یکفھا　　وان عضھا حتی یغربھا الفقر

ترجمہ: نفس کی بے نیازی نفس کو بے نیاز کر دیتی ہے، چاہے اسے محتاجی کاٹ ہی کیوں نہ کھائے۔

وما عسرۃ فاصبر لھا یقنتھا

ترجمہ: اگر تنگ دستی پر صبر کرو گے تو فراغ دستی لازمی طور پر حاصل ہوگی۔

پہلے شعر میں حدیث "الغناء غنی النفس" کی طرف واضح اشارہ ہے جبکہ متنی اقتباس بھی پایا جا رہا ہے۔

بدر ہی کے موقع پر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے اشعار بھی قرآن وحدیث پر مبنی مضامین

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کی جھلک واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے:

الم تران اللہ ابکی رسولہ — بلاء عزیز ذی اقتدار و ذی فضل

فامسی رسول اللہ قد عزنصرہ — وکان رسول اللہ ارسل بالعدل

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح وظفر کی شان عطا ہوئی اور آپ ﷺ تو عدل کے ساتھ ہی مبعوث کیے گئے ہیں۔

فجاء بفرقان من اللہ منزل — مبینة ایاته لذوی العقل

ترجمہ: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کی جانب سے اتاری ہوئی (حق و باطل میں) فرق کرنے والی چیز لیکر تشریف لائے جس کی آیات عقل والوں کے لیے روشن ہیں۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر شاعری کی طرح ان اشعار میں بھی قرآنی آیات اور احادیث پر مبنی مضامین کا عکس نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ فتح ونصرت نبی، غلبہ اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبعوث بالآیات ہونا اس کلام کی سطر سطر سے جھلک رہا ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نعتیہ شاعری میں ایسی مثالیں عام ہیں۔ ایک نعتیہ شعر میں لکھتے ہیں:

اعنی رسول الہ الخلق فَضَّلَهُ — علی البریة بالتقوی و بالجود

ترجمہ: میری مراد مخلوق کے معبود کی طرف سے مبعوث ہونے والے ہیں جنہیں اس نے تمام خلق پر تقوی وسخاوت کے ذریعے فضیلت عطا فرمائی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان: ''انا اکرم الاولین و الآخرین، انا سید ولد آدم اور اتقاکم للہ اخشاکم للہ'' جیسے کئی اورارشادات بھی ان اشعار کو پڑھنے سے ذہن میں تازہ ہوجاتے ہیں۔

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنی بزرگی، خاندانی وجاہت، نسبی طہارت، علم وفضل اورفہم وفراست میں یکتائے روزگار تھے شاعری میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ اسلام لانے کے بعد جب محاسن کا ادراک وعرفان بدرجہ اتم حاصل ہوا تو شاعر ہونے کے ناطے اپنے محبوب ومقتدا کے حضور متنوع انداز سے عقیدت کے نذرانے پیش کرتے اور داد ودعا سے نوازے جاتے ایک موقع پر جب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آپ نبی کریم ﷺ سے نعت پیش کرنے کی اجازت چاہی تو ارشاد ہوا: ''هات لا يفضض الله فاك'': ہاں فرمایئے! اللہ آپ کے منہ کو ٹیڑھا ہونے سے بچائے (یعنی سلامت رکھے)۔ تو آپ نے جو اشعار اس موقع پر پیش کیے ان میں سے دو درج ذیل ہیں:

وانت لما ولدت اشرقت الا　　رض و ضاءت بنورك الافق

فنحن في ذالك الضياء وفي الن　　ور و سبل الرشاد نخترق

ترجمہ: اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین جگمگا اٹھی اور آپ کی چمک سے افق روشن ہو گیا اور اس نور اور روشنی میں رشد ہدایت کے راستے پر رواں دواں ہیں۔

ان مقبول و محبوب اشعار میں واضح طور پر اس حدیث کا مضمون لفظی اور معنوی طور پر موجودہ ہے جسے سیدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے ولادت نبوی ﷺ کی مناسبت سے بیان اور حضور ﷺ سے صحابہ کرام نے اور ائمہ حدیث نے آگے روایت کیا۔ چنانچہ مسند احمد، معجم کبیر اور دیگر کتب حدیث میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے باسناد صحیح مروی ہے کہ میں پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ابتدائی احوال کیسے تھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

انا دعوة ابي ابراهيم و بشرى عيسى و رأت امي انه يخرج منها نور اضاءت منه قصور الشام۔ [احمد، 5/264 (ب) معجم الکبیر للطبرانی، رقم: 8849

[Ahmad, 5/264)۔(baa) Mujam alKabeer lilTibrani, Raqam: 8849]

ترجمہ: میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسی علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میری ماں نے دیکھا بلا شبہ ان کے وجود سے نور نکلا جس سے شام کے محلات چمک اٹھے۔ مسند احمد اور طبرانی میں اس سے ملتے جلتے الفاظ حضرت عقبہ بن عبید کی سند سے ایک طویل حدیث میں بھی وارد ہیں جس میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ لفظ ''قلت'' سے منقول ہیں۔ یعنی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''انی رأیت خرج منی نور اضاءت له قصور الشام''

[احمد، 4/184　(ب) طبرانی کبیر، 17/131　(ج) مجمع الزوائد، 8/407

[Ahmad, 4/184).(baa)Tibrani Kabeer, 17/131.(jeem)Mujma az Zawaid,8/407]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تقریباً یہی مضمون ومفہوم حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں بھی ''ورؤیا امی'' کے الفاظ میں موجود ہیں جیسے امام احمد، امام طبرانی اور بزار نے باسناد صحیح وحسن روایت کیا ہے۔[احمد،4/127 (ب)طبرانی کبیر،18/212 (ج)مجمع الزوائد،8/409

[Ahmad, 4/127) .baa)Tibrani Kabeer, 18/212) .jeem)Mujma az Zawaid,8/409]

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ چونکہ زمانہ ولادت نبوی ﷺ کے عینی شاہد ہیں لہٰذا ان احادیث کے تناظر میں ان کے کہے ہوئے مدحیہ اشعار کی تاریخی اہمیت ومعنویت مزید بڑھ جاتی ہے۔

خاندان بنو ہاشم کی ایک اور بلند مرتبہ اور بزرگ شخصیت سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنھا نبی کریم ﷺ کی پیاری پھوپھی جان، عظیم مجاہدہ اور فصیح الکلام شاعرہ ہیں۔ اسلام کی ترویج وترقی کے لیے ان کے کارنامے اور قربانیاں تاریخ کے اوراق پر سنہری حروف میں رقم ہیں آپ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں کی والدہ اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کی بھاوج اور سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی ساس ہیں اپنے نعتیہ اشعار میں فرماتی ہیں:

فالحٌ خاتمٌ رؤوفٌ رحیمٌ صادق القیل طیب الاثواب
مشفعٌ ناصحٌ حریصٌ علینا رحمةٌ من الهنا الوهاب

قرآن پاک کی سورہ توبہ کی آخری مشہور ومعروف آیات کا کیسا حسین عکس ان متبرک ومقدس اشعار کے حرف حرف سے جھلک رہا ہے۔

''لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف رحیم''[التوبۃ،آیت:128 Ayat:128,At Tawbah:128]

یہ اشعار اقتباس لفظی ومعنوی اور اقتباس آیات واحادیث پر مبنی کلام کا بہترین نمونہ اور حسین امتزاج ہیں۔ پھر ''حریصٌ علیکم'' کی ضمیر جمع مخاطب کو جمع متکلم میں تبدیل کیے جانے کے حوالے سے بھی سند اور شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔ دوسرے شعر کے مصرع ثانی میں ''رحمةٌ من الهنا'' کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ترکیب بیک وقت ''وما ارسلنك الا رحمة للعالمين'' کی آیت اور''انا رحمة مهداة'' جیسی ایمان افروز حدیث کا اقتباسی حلہ اوڑھے ہوئے دکھائی دیتی ہے۔

[التونجی، محمد، شاعرات فی عصر النبوۃ، 115، طبع، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان۔

[Al Tunji, Muhammad, Shairaat fi Asr An Nabuwwah, 115 ,t a b a , Dar Al Marifah, Bierut, Lebanon]

نعت کے علاوہ مناقب پر مبنی رثائیہ کلام میں بھی صنف اقتباس کے نمونے صحابہ کرام کی شاعری میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنھا نے اپنے برادر عزیز سید الشھداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے جولاثانی اشعار کہے ان میں اس کی جھلک موجود ہے:

على اسد الله الذى كان مدرها　　ذود عن الاسلام كل كفور

حمزة اسد الله و اسد رسوله

ترجمہ: حمزہ اللہ اوراس کے رسول کا شیر ہے۔

حدیث پاک کے الفاظ اور مفہوم شعر کے مضمون کی جان اور شعری اقتباس بالحدیث کا اعلیٰ ترین نمونہ ہیں۔ [ایضاً، 112۔112 ,Aydan]

سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنھا کے منظوم کلام میں سے صرف ایک شعر بطور نمونہ پیش کیا جارہا ہے:

يا خاتم الرسل المبارك قدره　　صلى عليك منزل الفرقان

[ایضاً، 153۔153 ,Aydan]

ایک شعر میں ختم نبوت، برکت، عزت اور ذات باری تعالیٰ کی طرف سے درود وسلام کا تذکرہ کسی اعجاز سے کم نہیں۔ جبکہ ''انا خاتم الرسل لا نبی بعدی'' جیسی مشہور ومتواتر حدیث کا لفظی اور معنوی اقتباس شعر کی زینت میں مزید اضافہ کرتے ہوئے اسے علمی وشرعی اعتبار بھی عطا کر رہا ہے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی منقبت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر بھی اقتباس بالحدیث کے حوالے سے سند کی حیثیت رکھتا ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عم النبی صنو والدہ الذی　　　　ورث النبی بذاك دون الناس

ترجمہ: وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور آپ کے والد کے حقیقی بھائی ہیں۔انہوں نے تمام لوگوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت پائی ہے۔

حدیث میں ہے: ''عم الرجل صنو لابیه'' ترجمہ: آدمی کا چچا اس کے باپ کی جگہ ہے۔چنانچہ کمال خوبی سے شاعر دربار رسالت نے اس مضمون کو نبھاتے ہوئے حدیث پاک سے اقتباس کیا ہے۔

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک اور درباری شاعر حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے دو شعر دیکھیے جن کا آغاز ہی ''قال رسول الله'' کے الفاظ سے ہورہا ہے:

وقال رسول الله لما بدوا لنا　　　　ذروا عنكم هول الغياث و اطعموا

وكونوا كمن يشرى الحياة تقربا　　　　الى ملك يحيا لديه و يرجع

عین محاذ جنگ پر خطاب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعری جامہ پہنا کر پیش کرنا جناب کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا اختصاص ہے۔ایک شعر اور اسی مناسبت سے دیکھیے۔جوش وجذبہ اور کیفیات ایمانی کے عکاس اس شعر میں بھی خطاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منظوم رنگ میں پیش کیا ہے:

ولكن خذوا اسيافكم وتوكلوا　　　　على الله ان الامر لله اجمع

ترجمہ: اپنی تلواریں سنبھال لو اور اللہ پر بھروسہ کرو، کیونکہ تمام امور اللہ کی مشیت کے تابع ہیں۔حفیظ جالندھری مرحوم نے بھی شاید اسی شعر کو منظوم کیا ہے:

شکست و فتح کو تم چھوڑ دو اس کی مشیت پر
نظر رکھو فقط حسن عمل پر حسن نیت پر

[مشکوۃ النعت، 413،414_Mishkat un Naat,413 -414]

صاحب دیوان شاعر اور نعت گو صحابی حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کا کلام اقتباس بالقرآن والحدیث سے مملو ہے، بغرض اختصار ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا ایک ہی شعر کافی ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رسول اللہ مصطبر کریم بامراللہ ینعق اذیقول

[ایضاً،425۔425,Aydan]

ترجمہ: اللہ کے رسول صابر و کریم ہیں۔ وہ جب بھی فرماتے ہیں اللہ کے امر ہی سے کام فرماتے ہیں۔

حضرت عباس ابن مرداس رضی اللہ عنہ بھی صاحب دیوان شاعر اور صحابی ہیں۔ ختم نبوت کے مضامین سے آراستہ ان کے دو شعر ملاحظہ فرمایئے:

یا خاتم النباء انك مرسل بالحق کل ھدی السبیل ھداکا

ان الا الہ بنی علیك محبة فی خلقه و محمد سماکا

ترجمہ: اے خاتم الانبیاء! بے شک آپ رسول برحق ہیں۔ صحیح راستہ کی ہر ہدایت آپ ہی کی ہدایت ہے بے شک اللہ نے آپ کو مخلوق میں محبت کی بنیاد بنایا ہے اور آپ کا اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا ہے۔

ختم نبوت پر مبنی آیات و احادیث اور ''انك لتھدی الی صراط مستقیم'' جیسے مضامین دامن شعر میں جگمگا رہے ہیں۔ ''یحببکم اللہ'' کی بشارت اور اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری و باطنی معنویت اس پر مستزاد ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کے یہودی سازشوں اور اسلامی کامیابیوں کے تناظر میں کہے ہوئے دو اشعار پر اکتفا کرتے ہوئے اس مضمون کو مکمل کرتے ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفاتی اسماء اور محاسن کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

وقد اوتوا معا فھما و علما و جاءھم من اللہ النذیر

نذیر صادق ادّی کتاب و ایات مبینة تنیر

[ایضاً،416۔416,Aydan]

یہود پر اتمام حجت کرتے ہوئے جناب کعب احبار نے قرآن و حدیث کے مضامین سے اقتباس کرتے ہوئے شان و عظمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال بلاغت سے بیان فرمایا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف ''کتاب الازدہار فی ما عقدہ الشعرا من الاحادیث والآثار'' میں اقتباس حدیث پر مبنی مختلف شعراء کے اشعار لائے ہیں جن میں بعض جلیل

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

القدر صحابہ کرام بھی شامل ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دو اشعار ملاحظہ ہوں:

غارِ ثور کے واقعہ پر مبنی ان اشعار کو ابن عساکر نے بحوالہ محمد ابن اسحاق نقل کیا ہے۔

قالَ النبیُّ ولم أجْزَعْ یوقِّرُنی ونحن فی سُدُفةٍ من ظلمة الغار

لاتَخش شیئاً فإن الله ثالثنا وقد توکَّلَ لی منه بإظهارِ

حدیث (ما ظنك باثنین الله ثالثها)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اقتباس حدیث پر مبنی اشعار بھی تقویت ایمان کا باعث ہیں، باکمال محدث اور کثیر الروایت صحابی کا ذوق منظوم انداز میں حدیث پیش کرتے ہوئے والہانہ کیفیت میں ڈھل جاتا ہے۔

وأخرج ابن عساكر من طريق عمر بن أبي الصهباء قال مررت بأبي هريرة وهو مستلقي واضع ثوبه تحت رأسه وإحدى رجليه على الأخرى وهو يتغنى

ترجمہ: امام ابن عساکر نے عمر بن ابی صہباء کے طریق سے نقل کیا ہے، کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو وہ بفراغت لیٹے ہوئے اپنا کپڑا سر کے نیچے رکھے ایک پاؤں دوسرے پر رکھے گنگنا رہے تھے:

ؔ لمَّا رأيتُك لی مُحِبّا وإلیَّ حینَ أغیبُ صَبّا

ؔ أعرضت لا لملالةٍ حدثت ولا استحدثُت ذنبا

ؔ إلاَّ لقول نبیّنا زوروا علی الأیَّام غبّا

ؔ ولقوله من زار غبّا منكم یزداد حُبّا

(زرغِبًا تزدد حبًّا)

[تاریخ دمشق 376/67، حدیث:8895.(ب) مجمع الزوائد 321/8، حدیث:13608

[Tareekh ad Damashq, 67/376,Hadees:8895) .baa)Majma az Zawaid, 8/321,Hadees:13608]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عرب شعراء کے کلام میں اقتباس حدیث:

امام ابوحنیفہ (م۔۱۵۰ھ)

قاضی ابو یوسف کہتے ہیں: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے عبداللہ بن جزء الزبیدی سے اپنی روایت کردہ حدیث:

من تفقّه في دين الله رزقه الله من حيث لا يحتسب و كفاه همّه

یعنی جس نے دین میں تفقہ حاصل کیا، اللہ اسے غنی کر دے گا اور اس کے معاملات میں کفایت کرے گا۔ بیان کرنے کے بعد درج ذیل اشعار پڑھے:

مَنْ طلبَ العلم للمعاد — فاز بفضل من الرشادِ

ونال خُسران من أتاه — لنيل فضل من العبادِ

[السیوطی، جلال الدین، الازدھار فی ما عقدہ الشعراء من الاحادیث والآثار، 39، طبع، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان۔

[Al Suyuti, Jalal ud Din, Al Azdhaar fi ma Uqdah ash Shuara Min Al Ahadees wa al Asaar, 39,taba, alMaktab al Islami, Beirut, Lebanon]

حدیث لولاک کا معنوی ذکر تو قصیدہ نعمانیہ کے درج ذیل شعر میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

انت الذی لولاك ما خلق أمرء — كلّا ولا خُلق الورٰى لولاك

ترجمہ: آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی بھی نہ ہوتا اور ہرگز یہ کائنات وجود میں نہ آتی اگر آپ نہ ہوتے۔

انت الذی لما توسّل آدمُ — من ربه بك فاز وهو اباك

ترجمہ: آپ وہ ہیں کہ آدم علیہ السلام نے لغزش کے بعد جب آپ کا وسیلہ پیش کیا تو وہ کامیاب ہو گئے، حالانکہ وہ آپ کے جد ہیں۔ [الازدھار فی ما عقدہ الشعراء من الاحادیث والآثار، 13۔

[Al Azdhaar fi Ma Uqdah Ash Shuara Min al Hadees wa al Asrar, 13]

یہاں پہلے شعر میں معروف حدیث ''لولاك لما خلقت الافلاك'' اور دوسرے میں حدیث توسل یعنی آدم علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا اور قبولیت توبہ والی روایت کی طرف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اشارہ ہے۔

امام جلال الدین السیوطی نقل کرتے ہیں: [الازدھار، 39۔Al Azdhar,39]

ابوعصمہ محمد بن احمد نے بصرہ میں یہ شعر بذات خود ہمیں پڑھ کر سنایا۔

؎ أنْبأنا خيرُبني آدمٍ — وما على أحدٍ إلاّ البلاغُ

؎ الناسُ مغبونون في نعمتيْ — صحة أبدانهم والفراغُ

اس شعر میں صحیح بخاری کی روایت ''نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ'' کی طرف اشارہ ہے۔

[الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الرقاق، باب ماجاء فی الرقاق....، حدیث:6412، 6413۔

[Al Jami Al Sahih lil Bukhari, kitab ar riqaq, bab ma jaa fi al riqaaq, Hadees: 6412,6413]

ترجمہ: دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے لوگ غافل ہیں، صحت اور فراغت۔

اِمام اَبومحمد عبدالحق الاشبیلی، حافظ الحدیث اور مصنف الأحکام نے بھی اسی حدیث پر مبنی مفہوم کو منظوم انداز میں بیان کیا ہے۔:

؎ إنَّ في الموت والمعاد لشُغْلاً — وادّكاراً لذي النُّهى وبلاغا

؎ فاغتنمْ خطَّتين قبل المنايا — صحّة الجسم يا أخي والفراغا

[الازدھار، 42۔Al Azdhar,42]

اغتنم خمسا قبل خمس۔۔۔۔۔۔ الخ

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، تونگری کو مفلسی سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔

[النیشاپوری، الحاکم، ابوعبداللہ، امام، المستدرک علی الصحیحین، 4/306، طبع، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

[Al Neshapuri, al Hakim, Abu Abdullah, Imam, Al Mustadrik ala as Saheehain, 4/306,taba, Dar al Kutb al Ilmiya, Beirut]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وقال الأديب البارع النحوی أبو بکر محمد ابن یوسف بن حبیش، بفتح الحاء، أوردہ ابن مکتوم فی تذکرتہ عن أبی حیان عنه

إنَّ زماناً ذُلَّ أهل الهدی　　فیهِ زمانٌ مظلم مؤلمُ

ودینُنا عادَ غریباً کما　　بدا کذا أخرج مسلمُ

[الازدھار،33-33 Al Azdhar,33-33]

ان اشعار میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں فرمایا گیا ہے:

((انفق بلالا ولا تخشَ من ذی العرش إقلالا۔))اس کی اسناد حسن ہیں۔

[اخرجہ ابن عساکر.Ikhraja Ibn Asakir]

اے بلال! خرچ کرو اور عرش والے رب سے کمی کا خوف نہ رکھو۔

وقال العسکری فی الأمثال: اس حدیث کو متعدد شعراء نے منظوم کیا ہے۔

عن أبی هریرة قال قال صلی الله علیه وسلّم القلوب جنود مجنّدة، فما تعارف منها ائتلف، وما تناکر منها اختلف قال یزید فقال أبو نواس أنت لا تأنس بی، وسأجعل هذا الحدیث منظوماً بشعر قلت فإن قلت ذلك فجئنی به، فجاءنی فأنشدنی

إنَّ القلوب لأجنادٌ مجنَّدةٌ　　للّٰه فی الأرض بالأهواء تعترف

فما تناکر منها فهو مختلف　　وما تعارفَ منها فهو مؤتلف

[ترمذی عن ابن عباس(۲۴۴۰)،ھو صحیح، بخاری عن ابی ہریرہ جف القلم

[Tirmizi Ibn Abbas(2440), huwa Saheeh Bukhari an Abi Huraira juf alQalam]

(الارواح جنودٌ مجندةٌ)

احمد بن یحییٰ کے اشعار:

مفتاح باب الفرج الصبر　　وکل عسر معه یسر

[الازدھار،60-60 Al Azdhar,60-60]

علاء الدین بن غالم کے اشعار:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ـــــ انّ زمانا ذل اھل الھدی فیہ زمان مظلم مؤلم

ـــــ و دینا عاذ غریبا کما بدا کذا اخرج مسلم

[الازدھار،81-82۔82- 81,Al Azdhar]

ـــــ فانا قتیل العشق ملء اردتی رفع الکتاب و جفت الاملام

[مشکوۃ النعت ،537۔Mishkat un Naat,537]

عبدالملک بن ادریس الجزیری (م۔۳۹۶ھ)

الجزیری کے دیوان میں متعدد اشعار اقتباس حدیث پر مبنی ہیں، دیگر عرب شعراء کی طرح ان کا کلام بھی حدیث نبوی ﷺ کے لفظی ومعنوی اقتباس سے متنیر ہے، دو اشعار نمونہ کے طور پر ملاحظہ فرمائیں:

مشہور حدیث: الدین نصیحۃ پر مبنی شعر درج ذیل ہے:

وکذٰلك الدین النصیحۃ فابغھا للمسلمین و للأئمۃ تؤجر

قبر میں منکر نکیر دو فرشتوں کی آمد کا تذکرہ حدیث پاک میں آیا ہے، شاعر نے درج ذیل شعر میں اس طرح بلیغ اشارہ کرتے ہوئے وحی خفی سے استفادہ کیا ہے:

وَلِکُلِّ میت فتیۃ فی قبرہٖ یلقی نکیر عندھا مع منکر

حدیث کے الفاظ درج ذیل ہیں:

ویاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان لہ من ربك؟ فیقول ربی اللہ۔۔۔۔۔۔الخ

شیخ محی الدین ابن العربی (م۔۱۲۴۰ء)

شیخ ابن العربی رحمہ اللہ دیگر اوصاف وکمالات کے ساتھ صاحبِ دیوان شاعر بھی تھے، ان کا ایک مشہور اقتباس حدیث کے حوالے سے درج ذیل ہے:

اَلَا بأبی من کان ملکا و سیدا و آدم بین الماء والطین واقف

ترجمہ: سنو! میرے ماں باپ اس پر قربان ہو جائیں جو اس وقت بھی مسند نبوت کا سردار و والی تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی آب وخاک کے مابین تھے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ابوبکر ابن درید:

وقال العسکری فی الامثال قد أخذ هذا الحديث غير واحد من الشعراء فقالوا فی معناہ، انشدنا ابوبکر بن درید

علیك یاغباب الزیارۃ انها — اذا كثرت كانت الى البحر مسلکا

فانی رأیت الغیث یسام دائما — ویسأل بالایدی اذا هوامسکا

وقال آخر

وقد قال النبی وکان برا — اذا زرت الحبیب فزرہ غبّا

ان کے علاوہ درج ذیل عربی شعراء نے بھی اپنے کلام میں حدیث پاک کو بطور اقتباس ذکر کیا ہے: ۱۔فرزدق ۲۔ابونواس ہمدانی ۳۔ابوالعتاہیہ ۴۔امام شافعی
۵۔امام بوصیری ۶۔امام لجزیری ۷۔ابوالفارض ۸۔علامہ نبہانی
۹۔علامہ شوقی ۱۰۔علامہ روحی وغیرہ

عرب شعراء کا کلام اس قسم کے اقتباسات وتضامین سے مملو ومعمور ہے لیکن ہم بلحاظ اختصار اس پر اکتفا کرتے ہوئے فارسی ادبیات سے متعلق مبنی بر اقتباس اشعار کا ایک نمونہ بھی پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ فارسی شاعری چونکہ عربی ادب سے کسی نہ کسی طرح متاثر اور مستفید ہوتی چلی آئی ہے لہٰذا اقتباس حدیث کا رجحان ہمیں ان شعراء کے ہاں بھی عام ملتا ہے، اکثر اکابر شعراء نے قرآنی آیات و اقوال کے علاوہ احادیث نبوی سے بھی لفظی ومعنوی اقتباس سے اپنے کلام کو مزین فرمایا ہے۔

فارسی شاعری میں اقتباس حدیث:

فارسی زبان وادب بھی عربی اور دیگر بڑی زبانوں کی طرح صنائع وبدائع ،ذخیرہ الفاظ اور شکوہ مضامین کے نادر ونایاب خزائن سے مالا مال ہے چنانچہ فارسی کے اکابر شعراء نے دیگر فنی کمالات کے ساتھ ساتھ صنعت اقتباس کے حوالے سے بھی خوب داد کلام دی ہے۔فخر ادبیات فارسی ،بلبل شیراز مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کمال تواتر اور مہارت سے مواعظ ونصائح پر مبنی اپنی مثنوی کے نعتیہ اشعار میں تین احادیث کو منظوم کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ے صاحب دلِ لَایَنَامُ قَلْبِیْ مہمانِ ابِیِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ

اوصافِ تو لَا نَبِی بعدی وصفت چہ کند زبانِ سعدی

جناب سعدی علیہ الرحمہ نے حسب معمول تین صحیح اور معروف احادیث کو درج بالا اشعار میں منظوم کر دیا ہے۔[شیرازی، سعدی، کلیات سعدی، 847،طبع، موسسۃ انتشارات امیر کبیر، تہران، ۱۳۶۹ھ۔

[Sherazi, Saadi, Kuliyat e Saadi, 847,taba, Muassasa Intisharat Ameer Kabeer, Tehran]

سعدی شیرازی المستشار مؤتمن کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

مشورت با عقل کردم گفت حافظ می بنوش ساقیا می دہ بہ قول مستشار مؤتمن

فرید الدین عطار حدیث پاک کے الفاظ جعلت لی الارض مسجدًا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ایک شعر میں لکھتے ہیں:

سید الکونین ختم المرسلین آخر آمد، بود فخر الاولین

شو دوجودش رحمۃ للعالمین مسجد او شد ہمہ روئے زمین

[عطار، فریدالدین، خواجہ، پندنامہ(الف) ،7،طبع، مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور۔

[Attar, Fareed ud Din, Khwaja, Pandnama(alif), 7,taba, Maktaba Rehmaniya Iqra Center, Ghazni Street, Urdu Bazaar, Lahore]

مولانا جلال ادین رومی کی مثنوی معنوی ''ھست قرآں در زبان پہلوی'' کے بلند مرتبہ پر فائز ہے، آپ نے بھی سینکڑوں اشعار میں قرآن وحدیث سے لفظی ومعنوی اقتباسات فرمائے ہیں، حدیث پر مبنی چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ے گوش من لا یلدُ غ المؤمن شنید قول پیغمبر بجان ودل گزید

ترجمہ:۔ میرے کانوں نے حدیث ''لا یلدغ'' سن لی ہے اور اس قول نبوی کو دل وجان سے اختیار کر لیا ہے۔[عبدالطیف، محمد، ڈاکٹر، احادیث مثنوی ،۱۷،طبع، پیکجز لمیٹڈ، شارع رومی، لاہور۔1975ء

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[Abd al Lateef, Muhammad, Doctor, Ahadis e Masnavi, 17 ,t a b a , Picture Limited, Shari Rumi, Lahore]

مطلب:۔مومن آدمی بار بار دھوکا نہیں کھاتا۔

اشارہ:۔لایلدغُ المؤمن من حجرٍ واحدٍ مرّتین۔

مسلمان ایک ہی بل سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔

[الجامع الصحیح للمسلم، 8/227، طبع، مکتبۃ العصریہ، بیروت لبنان۔

[Al Jami al Sahih lil Muslim, 8/227,taba, Maktaba Al Asriya, Beirut, Lebanon]

اور اگر لفظ ''واحد'' کو حذف کر دیا جائے تو یہی حدیث ملاحظہ ہو۔

[سیوطی، جلال الدین، الجامع الصغیر، 2/204، طبع، دار الفکر، بیروت لبنان۔

[S u y u ti, Jalal ud Din, Al Jami as Sagheer, 2/204 ,t a b a, Dar alFikr, Beirut, Lebanon]

ے ماعیال حضرتیم و شیرخواہ گفت الخلق عیال للالہ

ترجمہ:۔ہم سب حضرت باری تعالیٰ کے عیال اور شیر خوار ہیں چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مخلوق اللہ کی عیال ہے۔[احادیث مثنوی ،۱۸۔Ahadees e Masnavi,18]

مطلب:۔مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس ان سے نیک سلوک کرنے والا محبوبِ حق ہے۔

اشارہ:۔الخلق عیال اللہ واحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ۔

مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس مخلوق میں سے اللہ کے نزدیک وہ شخص سب سے زیادہ محبوب ہے ، جو اس کے عیال کے ساتھ نیک سلوک کرے۔

الخلق کلھم عیال اللہ فاجھم الی اللہ انفعھم لعیالہٖ

[الجامع الصغیر،2/11۔Al jami As Sagheer,2/11]

تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔اللہ کو اُن میں سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے عیال کا بھلا کرے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

درخبر خیر الامور اوساطہا مانع آمدز اعتدال اخلاطہا

ترجمہ:۔حدیث میں وارد ہے کہ تمام امور سے بہتر متوسط امور ہیں۔ بدن کی خلطیں بھی اعتدال ہی کی بدولت مفید صحت ہوتی ہیں۔[احادیث مثنوی،99۔99، Ahadees e Masnavi,99-99]

مطلب:۔ ہر کام میں میانہ روی قابل ستائش اور محمود ہے۔

اشارہ:۔خیر الامور اوسطھا۔

[الجامع الصغیر،1/46،(ب)احیاء العلوم،3/42،(ج) کنوز الحقائق،60۔

[Al Jami as Sagheer, 1/46) .(baa) Ihyaa ul Uloom, 3/42(,jeem) Kunooz al Haqaiq]

تمام امور سے بہتر متوسط امور ہیں۔

گفت پیغمبر کہ عینای تنام لاینام القلب عن رب الانام

ترجمہ:۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل پروردگار عالم کی طرف سے نہیں سوتا۔[احادیث مثنوی،99۔99، Ahadees e Masnavi,99-99]

مطلب:۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب منور مہبط انوار الہیہ تھا۔

اشارہ:۔تنام عینای ولا ینام قلبی۔

[احمد بن حنبل،امام،مسند احمد،1/220،طبع،فرید بک سٹال،اُردو بازار لاہور۔(ب)الجامع الصغیر،1/321۔

[Ahmad bin Hambal, Imam, Masnad e Ahmad 1/220,taba, Fareed Book Stall, Urdu Bazaar, Lahore) .baa(Al Jami As Sagheer, 1/321]

میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

یاعائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی (۴۸)

[الجامع الصحیح للمسلم،2/166۔(ب) کنوز الحقائق،170۔

[Al Jami as Sahih lil Muslim, 2/166) .baa) Kunooz al Haqaiq, 170]

اے عائشہؓ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اردو اور فارسی کے نام ور استاد شاعر مرزا غالب کا شعر معجزہ شق القمر کے حوالے سے معنوی اقتباس کی بہترین مثال ہے۔

؎ بنگر، دو نیمہ، گشتن ماہِ تمام را آں نیز نامور، زنشانِ محمدؐ است

[اقبال جاوید، محمد پروفیسر، مخزنِ نعت، مرزا اسداللہ خاں غالب، 77۔

[Iqbal Javed, Muhammad, Professor, Makhzan e Naat, Mirza Asadullah Khan Ghalib, 77]

اقبال جاوید، محمد پروفیسر: مخزنِ نعت، مرزا اسداللہ خاں غالب صفحہ نمبر: 77

اوتیت جوامع الکلم کے ارشاد نبوی سے مستنیر معروف سیرت نگار قاضی سلمان منصور پوری کا فارسی شعر بھی اقتباس حدیث کا رنگ لیے ہوئے ہے۔

؎ حدیثِ پاک تو آں جامع الکلم کہ ازاؤ رسد بفوز چہ یونانی و چہ سودانی

[اقبال جاوید، محمد پروفیسر، مخزنِ نعت، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، 90۔

[Iqbal Javed, Muhammad, Professor, Makhzan e Naat, Qazi Muhammad Sulieman Salman Mansoorpuri, 90]

ماضی قریب کے معروف عالم اور صوفی بزرگ پیر سید مہر علی شاہ کا ایک شعر بھی اقتباس حدیث کے حوالے سے دیدنی ہے۔ اگرچہ بعض شعراء کے ہاں صحیح و سقیم کی۔

[مجددی، شہزاد، علامہ، ابحاث، جلد ۶، شمارہ ۲۴، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۲۱ء، ۱۴۴۔۱۷۰، طبع، گیریژن یونیورسٹی، لاہور۔

[Mujaddidi, Shahzad, Allama, Ibhaas, Jild 6,Shumara 24,October-December 2021,144−170,taba, Garrison University, Lahore]

؎ اکحل العینین املح و أزجُّ الحاجبیں سرمہ گیں چشمے، کماں ابرو، ملیحے، ارحمے

[اقبال جاوید، محمد پروفیسر، مخزنِ نعت، پیر مہر علی شاہ، 92۔

[Iqbal Javed, Muhammad, Professor, Makhzan e Naat, Peer Mehr Ali Shah, 92]

علامہ اقبال کی فارسی شاعری بطور خاص اقتباس قرآن وحدیث سے مملو ہے۔ اقتباس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حدیث اور عقیدہ ختم نبوت پر مبنی فکر انگیز شعر ملاحظہ ہو۔

لانبی بعدی احسانِ خدا است　　پردہ ناموسِ دینِ مصطفیٰ است

[اقبال جاوید، محمد پروفیسر، مخزنِ نعت، علامہ اقبال، 96۔

[Iqbal Javed, Muhammad, Professor, Makhzan e Naat, Allama Iqbal, 96]

اردو نعتیہ شاعری میں اقتباس حدیث:

اردو نعتیہ شاعری چونکہ عربی و فارسی کے زیر سایہ پروان چڑھی ہے لہٰذا اس کی نظم و نثر میں ان زبانوں کی ادبی روایات کا اثر بہت نمایاں ہے۔حمد و مناجات، مرثیہ، اور دوسری سوانحی و تقدیسی شاعری کی طرح اردو نعتیہ شاعری میں بھی اقتباس قرآن و حدیث پر مبنی اشعار بکثرت ملتے ہیں۔اردو نعت نگاری میں اکثر علماء اور دینی ذوق کے حامل حضرات چونکہ نمایاں ہیں لہٰذا ان کے ہاں اقتباس حدیث کا رجحان نسبتاً زیادہ نظر آتا ہے جبکہ ذاتی مطالعہ و تحقیق نہ رکھنے والے نعت گو شعراء ان کی تقلید پر اکتفا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔بعد ازاں قدماء کی نسبت متوسطین اور متاخرین میں یہ میلان بتدریج کم ہوتا گیا ہے۔

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بطور نمونہ اکابر اور معروف نعت گو شعراء کے کلام سے اقتباسِ حدیث پر مبنی اشعار پیش خدمت ہیں۔

۱۔کافی مرادآبادی:(م۔۱۸۵۸ء)

جبریل نقیب بن گیا تھا　　کہتا ہوا طرقوا چلا تھا

[کافیؔ، مرادآبادی، ماہنامہ نعت، 31، طبع، اظہر منزل، نیو شالامار کالونی، ملتان روڈ، لاہور۔

[K a a fi , MuraadAbaadi, Mahnama e Naat, 31 ,t a b a , Azhar Manzil New Shalamar Calony, Multan Road, Lahore]

۲۔غلام سرور لاہوری:(م۔۱۸۹۰ء)

حدیث من رانی خود ہیں جب فرما چکے حضرت
خدا دیکھا ہے اُس نے جس نے روئے مصطفیٰ دیکھا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[لاہوری، غلام سرور، دیوانِ نعتیہ کلیاتِ سرور، 6،طبع، اسلامیہ سٹیم پریس لاہور۔

[Lahori, Ghulam, Sarwar, Deewan e Natia Kuliyat e Sarwar, 6,taba, Islamiya Steam Press, Lahore]

اس حدیث پاک کو غلام سرور لاہوری کے علاوہ درج ذیل شعراء نے اپنے اشعار میں بطور اقتباس ذکر کیا ہے:

۱۔ محسن کاکوروی، کلیات نعت ص ۱۴۶ ۲۔احمد رضا بریلوی، حدائق بخشش حصہ اول ص ۶۷
۳۔۔سید محمد کچھوچھوی فرش پر عرش ص ۱۳ ۴۔ضیاء القادری، خزینۂ بہشت ص ۲۰۹
۵۔سید محمد یوسف عزیزم، نغمۂ عندلیب ص ۶۰ ۶۔حافظ مظہر الدین مظہر، کلیات مظہر ص ۳۴۲
۷۔محمد مرغوب اختر الحامدی، نعت محل ص ۱۰۵ ۸۔خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی، نعت حافظ ص ۹۰
۹۔راجا رشید، شاعر نعت ص ۹۰

۳۔امیر مینائی (م۔۱۹۰۰ء)

کیوں نہ آنکھوں سے لگاؤں میں حدیثوں کو امیر
ہے میرے مرشد کا نامہ ہے مرے ہادی کا خط

[امیر مینائی، محامد خاتم النبیین ﷺ، 157،طبع، پیراماؤنٹ پبلشنگ انٹرپرائز، کراچی۔

[Ameer Minai, Mahamid e Khatam al Nabiyin, 157 ,t a b a , paramount publishing enterprise, Karachi]

اردو نعت گو شعراء کے ذوق حدیث دانی کے حوالے سے امیر مینائی کا یہ شعر لائق تحسین و داد ہے:

ما عرفنا سے مقصود تھا یہ حضرت کا بے خبر اپنی حقیقت سے انسان نہ رہے

[رحمانی، صبیح الدین، سید (مرتب)، اقبال کی نعت فکری و اسلوبیاتی مطالعہ، 50،طبع، اکیڈمی بازیافت، اُردو بازار، کراچی۔

[Rehmani Sabeeeh ud Din (M u r a tti b (Iqbal ki Naat Fikri o Asloobiyati Mutalia, 50,taba, Academy Bazyaft, Urdu Bazaar, Lahore]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(ما عرفنا) سے علامہ اقبال نے بھی اقتباس لیا ہے۔

۴۔ محمد عبدالسمیع بیدل رامپوری (م۔۱۹۰۰ء)

مقدر میں تھا بی بی آمنہ کے مری قسمت میں کب یہ گنج زر تھا

[عبدالسمیع، بیدل، رام پوری، نورِ ایمان، 12، طبع، دارالاسلام، محی الدین بلڈنگ، داتا دربار مارکیٹ، لاہور۔

[AbduSamee, Baidel, Ram Puri, Noor e Iman, 12,taba, Dar as Salaam, Muhyudeen Buliding, Data Darbar Market, Lahore]

مسلم میں حنظلہ سے ہے مروی کہ امرِ غیب تھا کالمعاینہ ہمیں خیرالوریٰ کے پاس

[ایضاً، 31۔Aydan,31]

صحیح مسلم میں حضرت حنظلہ کی روایت کردہ حدیث کو شاعر نے کتنے اہتمام و خوبی سے اپنے شعر کی زینت بنایا ہے، ان کی علمی و فکری مہارت کا بین ثبوت ہے۔

۵۔ محسن کاکوروی: (م۔۱۹۰۵ء)

تھا داغ فراق لن ترانی مسرور وصال من رانی

[کاکوروی، محسن، کلیاتِ نعت محسن کاکوروی، 146، طبع، اتر پردیش، اردو اکیڈمی، لکھنؤ۔

[Kakorvi, Mohsin, Kuliyat e Mohsin Kakorvi, 146,taba, Uttar Pradesh, Urdu Academy, Lakhnow]

ہے کس کو خطاب ایزدِ پاک لَولَاکَ لَمَا خَلَقتُ الافلَاکُ

[ایضاً، 84۔Aydan,84]

حدیث لولاک کو محسن کاکوروی کے علاوہ درج ذیل شعراء نے اپنے اشعار میں بطور اقتباس ذکر کیا ہے:

۱۔ طاہر، گنجینۂ نعت وسفینۂ نعت حصہ دوم ص ۳
۲۔ رونق، گنجینۂ نعت وسفینۂ نعت حصہ دوم ص ۸۶
۳۔ حامد حسن قادری، بیاضِ نعتیہ ص ۳۸
۴۔ درد کاکوری، درد کا درماں، ص ۱۶۱
۵۔ حاجی شمس الحق پینسوری، تجلیات شمس ص ۱۰۱
۶۔ ادیب رائے پوری، مقصود کائنات ص ۱۵۰

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۷۔ جمیل الرحمن قادری رضوی، قبالۂ بخشش ص ۳۴ ۸۔ راجا رشید محمود، شاعر نعت ص ۵۹

یہ حدیث لفظاً موضوع اور معنیً صحیح ہے صاحب قصیدہ بردہ فرماتے ہیں۔(لولاہ ما خلق الافلاك خالقها۔)[ایضاً،84۔Aydan,84]

پیدا ہوئے بادشاہ ذیجاہ آرائش تخت لی مع اللہ

[ایضاً،86۔Aydan,86]

حدیث (لی مع اللہ) کو محسن کاکوروی کے علاوہ علامہ ضیاء القادری بدایونی نے بھی اپنے شعر میں بطور اقتباس ذکر کیا ہے۔[بدایونی،ضیاء القادری،خزینہ بہشت،20،طبع،مشہور آفسٹ پریس،کراچی۔

[Badayuni,Ziya ul Qadri, Khazeena e Bahisht, 20,taba, Mashoor officet press, Karachi]

وہ روز ازل کا سعد اکبر وہ اول ما خلق کا مظہر

[کلیاتِ نعت محسنؔ کاکوروی،139۔Kuliyat e Naat Mohsin Kakorvi,139]

۶۔غریب سہارنپوری(م۔1927ء)

کہا: یا رب ھب لی امتی جب رو کے حضرت نے
ہو لا تقنطوا من رحمة الله تاج امت کا

[سہارنپوری،غریب،ماہنامہ نعت(جون،1991ء)،75،طبع،اظہر منزل، نیوشالامار کالونی،ملتان روڈ،لاہور۔

[Suharanpuri,Ghareeb, Mahnama e Naat(June,1991), 75,taba, Azhar Manzil, New shalamar colony, Multan Road, Lahore]

۷۔حسن رضا بریلوی:(م۔۱۹۰۸ء)

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوا اِلٰی غَیرِی مرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا

[حسنؔ،رضا خان،بریلوی،ذوق نعت،40،طبع،شبیر برادرز،زبیدہ سنٹر،اُردو بازار،لاہور۔

[H a s s a n , Raza Khan, Barelvi, Zauq e Naat, 40 ,t a b a , Shabeer Brothers, Zubaida Centre, Urdu baazar, Lahore]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اَنَا لَھَا سے وہ بازار کسمپرساں میں　　تسلیٔ دل بے اختیار کرتے ہیں

[ایضا،141۔141,Aydan]

۸۔احمد رضا بریلوی (م۔۱۹۲۱ء)

نہ عرش ایمن نہ اِنِّیْ ذَاھِبٌ میں میہمانی ہے　　نہ لطف اُدْنُ یَا اَحمد نصیبِ لَنْ تَرَانِیْ ہے

[بریلوی، احمد رضا، خان، حدائق بخشش، حصہ اول، 67، طبع، فرید بک سٹال، اُردو بازار، لاہور۔

[Barelvi, Ahmed Raza, Hadaiq e Bakhshish, Hissa awal, 67,taba, Fareed Bookstall, Urdu bazaar, Lahore]

حدیث پاک (ادن منی/ ادن یا احمد) کو احمد رضا بریلوی کے علاوہ درج ذیل شعراء نے اپنے اشعار میں بطور اقتباس ذکر کیا ہے:

۱۔خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی، نعت حافظ ص ۹۰

۲۔محمد حنیف نازش قادری۔ آبرو (نعتیہ مجموعہ) ص ۹۹

۳۔حفیظ تائب، کائنات حفیظ تائب ص ۱۵۸

۴۔حافظ مظہر الدین مظہر، کلیات مظہر ص ۵۹۵

۵۔محمد مرغب اختر الحامدی، نعت محل ص ۷۸

کھلے کیا راز محبوب و محب مستانِ غفلت پر　　شرابِ قَدْ رَای الحق زیب جامِ مَنْ رَانِیْ ہے

[ایضاً،67۔67,Aydan]

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِی　　ان پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے

[ایضاً،72۔72,Aydan]

اس حدیث کو بھی احمد رضا بریلوی کے علاوہ درج ذیل شعراء نے اپنے اشعار میں بطور اقتباس ذکر کیا ہے:

۱۔فقیر ضیاء القادری، خزینۂ بہشت ص ۲۱

۲۔محمد حنیف نازش قادری، آبرو (نعتیہ مجموعہ) ص ۱۰۷

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۹۔ پیر مہر علی شاہ:(م۔ ۱۹۳۷ء)

لحمک لحمی جسمک جسمی فرق نہیں ما بین پیا مہرِ علیؒ ہے حُبِّ نبیؐ اور حُبِّ نبیؐ ہے مہرِ علیؒ

[مہر علی، شاہ، پیر، مراۃ العرفان، 19، طبع، کتب خانہ درگاہِ غوثیہ مہریہ، گولڑہ شریف، اسلام آباد۔

[Mehr Ali, Shah, Mirat ul Irfan, 19 ,taba, Kutub Khana Dargah e Ghousia Mehria, Golra shareef, Islamabad]

۱۰۔ علامہ اقبال (م۔۱۹۳۸ء)

ما عرفنا نے چھپا رکھی ہے عظمت تیری قابِ قوسین سے کھلتی ہے حقیقت تیری

[اقبال کی نعت فکری و اسلوبیاتی مطالعہ، 50. Iqbal ki Naat Fikri o Asloobiyati Mutalia,50]

۱۱۔ سید محمد کچھوچھوی:(م۔۱۹۶۱ء)

مَن رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اس میں شک کیا ہے اس میں حیرت کیا

[کچھوچھوی، سیّد محمد، فرش پر عرش، 13، طبع، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی۔

[Kichouchhwi, Sayyed, Muhammad, Farsh Par Arsh, 13 ,taba, Maktaba e Simnani, Firdous Calony, Karachi]

سرورا شاہا کریما، دستگیرا دل نوازا مجھ کو بھی مل جائے صدقہ، رَبِّ ھَبْ لِی اُمَّتِیْ کا

[ایضاً، 105۔Aydan,105]

۱۲۔ حامد حسن قادری:(م۔ ۱۹۶۴ء)

صاحبِ لولاک آیہء رحمت ظلِ الٰہی سایہء رحمت

[قادری، حسن، حامد، بیاضِ نعتیہ، 38، طبع، قادری اکیڈمی 595-اے، گلشنِ اقبال، بلاک 3، کراچی۔

[Qadri, Hassan, Hamid, Biyaad e Naatia, 38 ,taba, Qadri Academy, 595–A, Gulshan e Iqbal, Block 3,Karachi]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۱۳۔ فقیر ضیاء القادری (م۔ ۱۹۷۰ء)

ؔ زبان صدیق خود ہے شاہد یہ مستند ہی کلام ان کا
پس حجابات لی مع اللہ ہے نزد باری مقام ان کا

[بدایونی، ضیاء القادری، خزینہ بہشت، 20، طبع، مشہور آفسٹ پریس، کراچی۔

[Badayuni, Ziya ul Qadri, Khazeena e Bahisht, 20,taba, Mashoor officet Press, Karachi]

ؔ نصیب زوار قبر اطہر علانیہ ہے شفاعت ان کی
حدیث من زار تربتی ہے جناں بداماں پیام ان کا

[ایضاً، 21۔21,Aydan]

ؔ اکیم مثلی کی یہ شرح ابد آثار ہے — کوئی عالم میں نظر ان کی مثال آتا نہیں

[ایضاً، 200۔200,Aydan]

اس حدیث کو فقیر ضیاء القادری کے علاوہ خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی نے بھی اپنے شعر میں بطور اقتباس ذکر کیا ہے۔[پیلی بھیتی، حافظ، خلیل الدین حسن، نعت حافظ، 104، طبع، مقبول اکیڈمی، چوک انارکلی، لاہور

[Peeli Bheeti, Hafiz, Khalil ud Din Hassan, Naat e Hafiz, 104,taba, Maqbool Academy, Chowk Anarkali, Lahore]

ؔ حقیقت میں یہ مطلب تھا حدیث من رانی کا
خدا بیں ہوں نگاہیں گر جمال مصطفیٰ دیکھیں

[ایضاً، 209۔209,Aydan]

۱۴۔ درد کاکوروی: (م۔ ۱۹۷۲ء)

ؔ نور دندانِ مبارک کا ہے وہ نورِ مبیں — عائشہ نے سُوئی کھوئی ہوئی پائی بہ زمیں

[درد کاکوری، درد کا درماں، 48، طبع، ایجوکشنل پریس، کراچی، 1967ء۔

[Dard Kakurvi, Dard ka Darman, 48,taba, Educational Press, Karachi]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۱۵۔سید محمد یوسف عزیز:(م۔۱۹۷۵ء)

جمال من رآنی، دولت حسن رالحق ہے کہ ہے کثت سے مالا مال دامن سروحدت کا

[یوسف عزیز، سید، محمد، نغمۂ عندلیب، 60،طبع، شعبۂ نشر واشاعت حضرت خواجہ عزیز الاولیاء، سلیمانی ٹرسٹ، کراچی۔

[Yusuf Azeez, Sayyed, Muhammad, Nagma e Andaleeb, 60,taba, Shuba e Nashr o Ishaat Hazrat Khwaja Azeez ul Awliya, Suliemani Trust, Karachi]

۱۶۔حافظ مظہر الدین مظہر(م۔۱۹۸۱ء)

اُدن منی سے کھلا ہم پر یہ عقدہ نور کا بے محابا تھا شب معراج جلوہ نور کا

[مظہر الدین، حافظ، کلیاتِ مظہر، 595،طبع، ارفع پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔

[Mazhar ud Din, Hafiz, Kuliyat e Mazhar, 595,taba, Arfa Publishers, Urdu Bazaar, Lahore]

من رانی فقد رالحق گفت خاتم انبیاء نگارِ حرم

[ایضاً، 342۔342,Aydan]

۱۷۔محمد مرغوب اختر الحامدی(م۔۱۹۸۱ء)

ادن یا احمد آتی ہے صدا پردے سے ادب وناز سے محبوب کا بڑھنا دیکھو

[مرغوب اختر الحامدی، محمد، نعت محل، 78،طبع، مکتبۃ الرضاء، ٹکسالی گیٹ، لاہور۔

[Margoob, Akhtar alHamidi, Muhammad, Naat Mahal, 78,taba, Maktaba arRizaa, Taxali Gate, Lahore]

یہ ادا، یہ طور، یہ انداز شاہِ دوجہاں
ہو بہو گویا سراپائے حسینِ لامکاں
جیسے شمع من رانی قد رأی الحق ضوفشاں صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خطِ توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا [ایضاً، 105۔105,Aydan]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۱۸۔واصف علی واصف(م۔۱۹۹۳ء)

من رآنی کا مدعا چہرہ　　صورتِ حق کا آئینہ چہرہ

[واصف علی واصف، ذکرِ حبیب، 31،طبع، کاشف پبلی کیشنز، جوہر ٹاؤن، لاہور۔

[Wasif Ali Wasif, Zikr e Habib, 31 ,t a b a, Kashif Publications, Johar Town, Lahore]

السلام اے رازِ الا اللہ در شکلِ بشر　　السلام اے فقر فخری سید صحرا نشیں

[ایضاً،39۔39،Aydan]

حدیث (الفقر فخری) کو واصف علی واصف کے علاوہ درج ذیل شعراء نے اپنے اشعار میں بطور اقتباس ذکر کیا ہے:

۱۔خادمی اجمیری، نکہت ونور ص ۲۷　　۲۔جعفر بلوچ، بیعت، مجموعہ نعت ص ۱۳

۳۔عبدالعزیز خالد، طاب طاب ص ۱۱

۱۹۔خادمی اجمیری(م۔۱۹۹۶ء)

الفقر فخری کا مظہر، اور تاج ورِ قوسین ودنیٰ　　یہ رغبت خاک نشینی ہے، وہ عظمت شانِ سلطانی

[اجمیری، خادمی، نکہت ونور، 72،طبع، بزمِ فروغ ادب، سادات منزل، نزد روپ محل، حیدر آباد۔

[Ajmeri, Khadmi, Nikhat O Noor, 72,taba, Bazm e faroog e Adab, Sadaat Manzil, Nazdroop Mahal, Hyderabad]

۲۰۔حفیظ تائب(م۔۲۰۰۴ء)

سجھا کے نکتۂ خیر الامور اوسطہا　　مجھے توازنِ فکر ونظر دیا تو نے

[تائب، حفیظ، کلیاتِ حفیظ تائب، 290،طبع، القمر انٹرپرائزز، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔

[Taib, Hafeez, Kuliyat e Hafeez Taib, 290,taba, Al Qamar Enterprise, Ghazni Street, Urdu Bazaar, Lahore]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹر مجاہد احمد

پاکستان میں عربی نعتیہ ادب

ABSTRACT:

The land of Pakistan is extremely fertile in terms of knowledge, literature and love. Whether it is hymn or na'at or eulogy and dirge, its inhabitants are prominent in every genre. Along with their national and regional languages, Pakistani scholars have also contributed to the promotion and publication of Na'at in Arabic, Persian and other languages. Our region is fortunate that it has poets who recite Arabic Na'at and its writers and researchers too.Pir Syed Naseeruddin Naseer, Hafiz Mohammad Afzal Faqir, Dr. Zahoor Ahmad Azhar, Makhdoom Mohammad Hashim Thattavi, Shaikh Mohammad Musa Rouhani Bazi, Allama Mohammad Yusuf Banuri and Abdul Manan Dehlavi and others are eminent names in Arabic na'at recitationThe names of Dr. Ishaq Qureshi, Dr. Khurshid Rizvi, Dr. Khaliq Dad Malik and Dr. Zahoor Ahmed Azhar are particularly noteworthy among the researchers of Arabic na'atia literature. Besides that, many students of M.A, M.Phil. and Ph.D. have presented several articles and theses on na'atia poetry and literature. In this paper, some samples of na'atia poetry of Pakistani Arabic poets and the efforts of researchers are being discussed.

ارض وطن پاکستان علمی وادبی اور عشقی حوالے سے بے حد زرخیز ہے۔حمد ہو یا نعت یا پھر مرثیہ ومنقبت ہر صنف میں اس کے باسی نمایاں نظر آتے ہیں۔ پاکستانی اہل علم وادب نے اپنی قومی اور علاقائی زبانوں کے ساتھ عربی وفارسی اور دیگر زبانوں میں بھی فروغ واشاعت نعت کے لیے خدمات سر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انجام دی ہیں۔ ہمارے خطے کی خوش قسمتی ہے کہ اس میں عربی نعت کہنے والے شعراء بھی ہیں اور اس کے ادباء و محققین بھی۔

عربی نعت گوئی میں پیر سید نصیر الدین نصیر، حافظ محمد افضل فقیر، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، شیخ محمد موسیٰ روحانی بازی، علامہ محمد یوسف بنوری اور عبد المنان دہلوی وغیرھم نمایاں نام ہیں۔ عربی نعتیہ ادب کے محققین میں ڈاکٹر اسحاق قریشی صاحب، ڈاکٹر خورشید رضوی صاحب، ڈاکٹر خالق داد ملک صاحب اور ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کے نام بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے بہت سے طلبہ و طالبات نعتیہ شاعری اور ادب پر متعدد مقالہ جات پیش کر چکے ہیں۔ اس مقالہ میں پہلے پاکستانی عربی شعراء کی نعتیہ شاعری کے چند نمونے اور پھر محققین کی کاوشوں کا مختصر تذکرہ کیا جائے گا۔

حافظ محمد افضل فقیر کی نعتیہ شاعری

حافظ محمد افضل فقیر (م 1444ھ) عظیم صوفی اور بے مثال شاعر تھے۔ الحاج حفیظ تائب اور حفیظ جالندھری جیسی شخصیات کے آپ سے کسب فیض کیا۔ عربی زبان کے چوبیس اوزان میں شاعری کی۔ حافظ محمد افضل فقیر کی کتاب ''آب ورنگ'' عربی، فارسی، اردو اور پنجابی رباعیات کا مجموعہ ہے۔ اس میں سولہ عربی رباعیات مذکور ہیں، چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

مَن رُؤْیَتُہ' لَرُؤیَۃُ الْجُلّلِ　　اِستشِهَادُ الحقّ مِنَ استِدلالِ
مَن طاع المصطفیٰ اطاعَ المولیٰ　　فی طاعَتِه اِجابَۃُ الأعمالِ

ترجمہ: حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کا وہ مقام ہے کہ آپ ﷺ کا دیدار بلاشبہ حق تعالی کا دیدار ہے۔ جس نے آپ ﷺ کی اتباع کی، اس نے مولا کریم کی اطاعت کی۔ آپ ﷺ کی طاعت میں قبولیتِ اعمال مضمر ہے۔

(حافظ محمد افضل فقیر، آب ورنگ، ط: ۱، لاہور: عمیر ادب، ۱۴۱۳ھ، ص: ۲۴)

شَمَّت نَفَحاتِ لُطفِهِ الاَقطَار　　قَرَّت بِضِیاء حسنِهِ الأبصار
قَد شَرَّفنا بِه اِلہ الخَلقِ　　مَن فی بَدئِ الخلائِقِ المُختار

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آفاق نے آپ ﷺ کے لطف کی مہکیں سُونگھیں۔آنکھوں نے آپ ﷺ کے حسن کی ضیاء سے ٹھنڈک پائی۔الہ العالمین نے ہمیں اس ذات کی نسبت سے مشرّف فرمایا، جو ابتدائے آفرینش ہی سے مختار ہے۔(حافظ محمد افضل فقیر،آب ورنگ،ص:۶۳)

یا بُشریٰ خَاتم النَّبِییِنَ اَتیٰ دُنیانا فَھوَ الِاعزازُ الاسنی

بَاھی بِقسیمہ نعیم الخلدِ تزھو الموجوداتُ بما لا یبلی

کیا مقامِ بشارت ہے کہ جنابِ خاتم النبیین ﷺ ہماری دنیا میں تشریف لائے پس یہ جلیل القدر اعزاز ہے۔خلد کی نعمتیں اپنے قسیم پر نازاں ہیں۔موجودات عالم کا افتخار اس شان (بعثتِ نبوی) پر ہے، جو کبھی زائل نہیں ہوسکتی۔(حافظ محمد افضل فقیر،آب ورنگ،ص:۴۳)

لِلوَحیِ مِنَ السُّنَّۃِ شَرحٌ وَّبَیَان مِنھَا الفَیضَ اتتدی زَمانٌ وَّمکان

خَیرُ الدَّارَینِ فی اِتّباعِ الھَادِی مَن یستکبر عنہ یُصِبہُ الخُسران

آپ کی سنت مبارکہ وحی الٰہی کی شرح وبیان ہے؛ اس سے زمان ومکان فیض یاب ہوئے۔دو عالم کی خیر ہادیٔ برحق کی پیروی میں ہے۔جو شخص آپ کی پیروی سے روگردانی کرے گا، اسے خسارہ لاحق ہوگا۔(حافظ محمد افضل فقیر،آب ورنگ،ص:۰۴)

فِی سِیرَۃِ شَارِعِ الھُدیٰ سُلطان مِن لَّامِعِھَا تَلَالَأَ العِرفَان

لا تَبلیٰ من تَدَاوُلِ الاَیَّامِ مَن یَّستَمسِكَ بِھَا لَہُ البُرھانُ

شارعِ ہدایت علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت مبارکہ میں سطوت وغلبہ ہے۔اس کے انوار سے معرفت تابناک ہے۔وہ (سیرتِ مبارکہ) گردشِ ایام سے زوال پذیر نہیں۔جو شخص بھی اس سے اعتصام کرے، وہ اس کے لیے بُرہان ہے۔(حافظ محمد افضل فقیر،آب ورنگ،ص:۸۲)

پیر سید نصیر الدین نصیر کی نعتیہ شاعری

پیر سید نصیر الدین نصیر (م ۲۰۰۹ء) محقق، ادیب، خطیب، صوفی اور شاعر تھے۔آپ نے ۳۶ سے زائد تصنیفات فرمائیں۔آپ شاعر ہفت زبان تھے۔آپ کی کتاب ''دیں ہمہ اوست''

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مجموعہ حمد ونعت ہے۔اس میں ایک عربی نعت بعنوان ''بحضور سید المرسلین'' ایک ماہیا بعنوان ''یا مدرک احوالی'' اور ایک کلام بعنوان ''مصحف اسرار الہ'' میں چند عربی نعتیہ اشعار موجود ہیں۔نعت ملاحظہ ہو:

بذکر المصطفیٰ ھادی الزمان ۔۔۔ رجعت من البیان إلی العیان

حبیب اللہ خیر الخلق طرّا ۔۔۔ کدر الوسط فی عقد الجمان

عزیز ذوالمکارم والمعالی ۔۔۔ رفیع القدر مرتفع المکان

ھو الھادی إلی سبل السلام ۔۔۔ سدید القول صدیق اللسان

معین الخلق فی ھم وغم ۔۔۔ من اللہ العزیز المستھان

مسوی الناس من بیض و سودٍ ۔۔۔ وھادی الخلق من قاصٍ وّدان

ھو الروح استناد بہ الوجود ۔۔۔ ھو الإنسان فی عین

تری خدّی رسول اللہ حسناً ۔۔۔ بنور الاھتداء یبشران

ھو القرآن من سور السجایا ۔۔۔ صحابتہ کآیات المثانی

لہ قلب کمصباح منیر ۔۔۔ وللقرآن سیرتہ معان

وبعثہ علی خلقٍ عظیمٍ ۔۔۔ کما نصت بحکمۃ البیان

فمن وّالاہ بشّرہ الودود ۔۔۔ خُلوداً تحت أنوار الجنان

ومن عاداہ موعدہ الجحیم ۔۔۔ ستجعلہ کمطرود مھان

لہ نار القری فوق الیفاع ۔۔۔ ضیف فی المواطن بالبنان

نظرتُ إلی جمیع الخلق نظراً ۔۔۔ فلم یدرك لہ فی الخلق ثانی

مغیث فی مفاجات البلایا ۔۔۔ برحمتہ البرایا فی الامان

أمین صادق فی کل شان ۔۔۔ کریم مکرم فی کل شان

إمام الخلق من شرف وجود ۔۔۔ شفیع الناس فی بروجانٍ

لنا فی الدین والدنیا نصیر ۔۔۔ بإنعام وّ لطفٍ وامتنان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ترجمہ:

ہادی کائنات جناب محمد مصطفی ﷺ کے ذکرِ مبارک کی وساطت مَیں نے بیان سے اُن کے ظہورِ خاص کی طرف رجوع کیا۔

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور ہر لحاظ سے سارے عالم انسانیت میں برگزیدہ ہیں۔ آپ ﷺ کا وجودِ اقدس مروارید کے ہار میں درمیانے موتی کی طرح ہے۔

آپ ﷺ ہر رفعت وکمال کے حامل معزز، رفیع القدر اور بلند مرتبہ ہیں۔

آپ ﷺ سلامتی کے راستوں کے ہادی ہیں۔ زبانِ مبارک سچی اور آپ اپنے قول کے پختہ ہیں۔

عزیز ومہربان ذاتِ باری کے حکم سے آپ ﷺ مخلوق کے ہر دکھ درد میں اُس کے غمگسار ہیں۔

آپ ﷺ نے ہر سیاہ وسفید کو یکساں مقام عطا کیا ہے اور آپ ﷺ دور ونزدیک بسنے والے ہر انسان کو ہدایت پہنچانے والے ہیں۔

آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی بمنزلہ روح ہے جس سے وجودِ کونین برقرار ہے، آپ ﷺ زمانے کی آنکھ میں مرکزی نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اے مخاطب! تو جنابِ رسالت مآب ﷺ کے ہر دوُ رخسار مبارک کے حسن وجمال کو دیکھے گا کہ وہ ہدایت کے نور سے خیر وبرکت کی بشارت دے رہے ہیں۔

حضور ﷺ کی سیرتِ اطہر قرآن ہے، جس میں آپ ﷺ کے اخلاقیات عالیہ سورتوں کی مانند ہیں۔ آپ ﷺ کے صحابۂ کرام کی مثال بار بار پڑھی جانے والے آیات (فاتحہ الکتاب) کی سی ہے۔ آپ ﷺ کا قلبِ اطہر چراغ روشن کی طرح ہے۔ آپ کی سیرتِ اقدس کلام پاک کی شارح ہے۔ آپ ﷺ خلقِ عظیم کے ساتھ مبعوث ہوئے، جیسا کہ محکماتِ قرآنِ عزیز میں وارد ہے۔

جس نے آپ ﷺ سے محبت کی، اُسے مولا کریم نے انوارِ جنت کے تحت ہمیشہ رہنے کی بشارت دی۔ جس نے آپ ﷺ کی مخالفت کی، اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے، جو اُسے عنقریب خوار وزبوں کر ڈالے گا۔ آپ ﷺ کی عنایت اور کریمی کی مثال اس طرح ہے، گویا آپ ﷺ نے سرزمین بلند پر مہمان نوازی کے لیے آگ روشن کی ہوئی ہے۔ آپ اپنے دستِ کرم سے بلا دوامصار میں بسنے والے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انسانوں کی ضیافت فرمانے والے ہیں۔
مَیں نے ہر نوعِ خلق پر نگاہ دوڑائی، مگر کوئی فرد آپ ﷺ سا نظر نہ آیا۔
آپ ناگہانی آفات میں مددگار رہیں۔ا آپ ﷺ کی رحمت کے باعث انسانیت مأمون ہے۔
تمام امور میں آپ ﷺ صادق وامین اور ہر شان میں کریم ومحترم ہیں۔
آپ ﷺ شرف وسخاوت کے اعتبار سے مقتدائے خلق اور انسانوں میں ہر نیک وخطا کار کے شفیع ہیں۔
آپ ﷺ لطف وانعام اوراحسان کے ساتھ دین ودُنیا میں ہمارے مددگار رہیں۔
(نصیرالدین نصیر، پیر، دیں ہمہ اوست، ط:٦، گولڑہ شریف: مہریہ نصیریہ پبلشر، ۲۱۰۲ء،ص ۲۲ تا ۶۲)
ماہیا خالصتاً پنجابی شاعری کی صنف ہے۔ پیر سید نصیرالدین نصیر نے اس صنف میں بھی نعت کہی ہے:
ملاحظہ ہو:

یا مدرك أحوالی	قد تعلم والله مایخطر فی بالی
لاتكذب فی ذاك	فی لجة آفات بالعون وجدناك
الفخر له جازا	من جاء علی بابك قد نال وقد فازا
فی العشق كرامات	من اخلصه یبقی للیائسِ روعات
ما طاوع من ولّی	محروم موالات لا صام ولا صلّی
الفیض بأنوار	فی باصرا الرّائی من قبّة مختار
الحكمة مایجری	من منطق أخیارٍ كلامع بالفجر

ترجمہ:

اے میرے آشنائے احوال! اللہ کی قسم میرے دل وجان پر گزرنے والے ہر معاملے سے تو آگاہ ہے۔اس بارے میں ہم جھوٹ نہیں بولتے کہ آفات کے دریا میں ہم نے تیری معاونت پائی۔
اُسے افتخار زیبا ہے، جو بھی تیرے در پر آیا، اس نے (اس افتخار) کو پایا اور کامیاب ہوا۔
عشق میں (بے شمار) کرامات ہیں، جو اس میں خالص ہوا، وہ باقی ہوگیا (البتہ) ناامید کے لیے خطرات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہیں۔جس نے رخ پھیرا، اُس نے کوئی طاعت نہیں کی، محبت سے محروم شخص کی صوم وصلوۃ بے معنی ہے۔ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنبد خضری سے چشمِ بینا انوارالٰہیہ کا فیض حاصل کرتی ہے۔حکمت وہ ہے جو اہل اللہ کی زبان سے جاری ہے۔اس حکمت کی مثال روشنی فجر کی سی ہے۔

(نصیر الدین نصیر، پیر، دیں ہمہ اوست، ص ۷۲۔۸۲)

شیخ محمد موسیٰ روحانی بازی کی نعتیہ شاعری

شیخ محمد موسیٰ روحانی بازی (م۱۹۹۸ء) فلسفی، عالم، فقیہ، ماہر فلکیات اور شاعر تھے۔آپ نے اردو، فارسی اور عربی میں بیس سے زائد تصنیفات کیں۔آپ نے ''قصیدہ الحسنیٰ فی اسماء النبی الاعظمی''میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۱۲۵ نام جمع کیے ہیں۔اس قصیدہ سے منتخب اشعار ملاحظہ کیجیے:۔

تری خدّی رسول الله حسناً — بنور الاهتداء يبشران

هو القرآن من سور السجايا — صحابته كآيات المثاني

له قلب كمصباح منير — وللقرآن سيرته معان

وبعثه على خلقٍ عظيمٍ — كما نصت بمحكمة البيان

فمن وّالاه بشّره الودود — خُلوداً تحت أنوار الجنان

ومن عاداه موعده الجحيم — ستجعله كمطرود مهان

له نار القرى فوق اليفاع — مضيف في المواطن بالبنان

نظرتُ إلى جميع الخلق نظراً — فلم يدرك له في الخلق ثاني

مغيث في مفاجات البلايا — برحمته البرايا في الامان

أمين صادق في كل شان — كريم مكرم في كل شان

إمام الخلق من شرف وجود — شفيع الناس في بروجانٍ

لنا في الدين والدنيا نصير — بإنعامٍ وّ لطفٍ وامتنان

ترجمہ:

ہادی کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ مبارک کی وساطت میں نے بیان سے اُن کے ظہورِ خاص

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کی طرف رجوع کیا۔

آپ ﷺ اللہ تعالی کے محبوب اور ہر لحاظ سے سارے عالم انسانیت میں برگزیدہ ہیں۔ آپ ﷺ کا وجودِ اقدس مروارید کے ہار میں درمیانے موتی کی طرح ہے۔

آپ ﷺ ہر رفعت وکمال کے حامل معزز، رفیع القدر اور بلند مرتبہ ہیں۔

آپ ﷺ سلامتی کے راستوں کے ہادی ہیں۔ زبانِ مبارک سچی اور آپ اپنے قول کے پختہ ہیں۔

عزیز و مہربان ذاتِ باری کے حکم سے آپ ﷺ مخلوق کے ہر دکھ درد میں اُس کے غمگسار رہیں۔

آپ ﷺ نے ہر سیاہ وسفید کو یکساں مقام عطا کیا ہے اور آپ ﷺ دور ونزدیک بسنے والے ہر انسان کو ہدایت پہنچانے والے ہیں۔

آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی بمنزلہ روح ہے جس سے وجودِ کونین برقرار ہے، آپ ﷺ زمانے کی آنکھ میں مرکزی نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اے مخاطب! تو جنابِ رسالت مآب ﷺ کے ہر دو رُخسار مبارک کے حسن وجمال کو دیکھے گا کہ وہ ہدایت کے نور سے خیر وبرکت کی بشارت دے رہے ہیں۔

حضور ﷺ کی سیرتِ اطہر قرآن ہے، جس میں آپ ﷺ کے اخلاقیات عالیہ سورتوں کی مانند ہیں۔ آپ ﷺ کے صحابۂ کرام کی مثال بار بار پڑھی جانے والے آیات (فاتحۃ الکتاب) کی سی ہے۔

آپ ﷺ کا قلبِ اطہر چراغ روشن کی طرح ہے۔ آپ کی سیرتِ اقدس کلام پاک کی شارح ہے۔ آپ ﷺ خلقِ عظیم کے ساتھ مبعوث ہوئے، جیسا کہ محکماتِ قرآنِ عزیز میں وارد ہے۔

جس نے آپ ﷺ سے محبت کی، اُسے مولا کریم نے انوارِ جنت کے تحت ہمیشہ رہنے کی بشارت دی۔

جس نے آپ ﷺ کی مخالفت کی، اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے، جو اُسے عنقریب خوار وزبوں کر ڈالے گا۔

آپ ﷺ کی عنایت اور کریمی کی مثال اس طرح ہے، گویا آپ ﷺ نے سرزمین بلند پر مہمان نوازی کے لیے آگ روشن کی ہوئی ہے۔ آپ اپنے دستِ کرم سے بلا دوام مصار میں بسنے والے انسانوں کی ضیافت فرمانے والے ہیں۔

مَیں نے ہر نوعِ خلق پر نگاہ دوڑائی، مگر کوئی فرد آپ ﷺ سا نظر نہ آیا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آپ ناگہانی آفات میں مددگار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کے باعث انسانیت مأمون ہے۔
تمام امور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق وامین اور ہر شان میں کریم ومحترم ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرف وسخاوت کے اعتبار سے مقتدائے خلق اور انسانوں میں ہر نیک وخطا کار کے شفیع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لطف وانعام اور احسان کے ساتھ دین ودُنیا میں ہمارے مددگار ہیں۔
(نصیرالدین نصیر، پیر، دیں ہمہ اوست، ط:٦، گولڑہ شریف: مہریہ نصیریہ پبلشر، ۲۱۰۲ء، ص ۲۲ تا ۶۲)
ماہیا خالصتاً پنجابی شاعری کی صنف ہے۔ پیر سید نصیرالدین نصیر نے اس صنف میں بھی نعت کہی ہے: ملاحظہ ہو:

یا مدرك أحوالی — قد تعلم والله ما یخطر فی بالی
لا تکذب فی ذاك — فی لجة آفات بالعون وجدناك
الفخر له جازا — من جاء علی بابك قد نال وقد فازا
فی العشق کرامات — من اخلصه یبقی للیائسِ روعات
ما طاوع من ولّی — محروم موالات لا صام ولا صلّی
الفیض بأنوار — فی باصرا الرّائی من قبّة مختار
الحکمة ما یجری — من منطق أخیارٍ کالامع بالفجر

ترجمہ:
اے میرے آشنائے احوال! اللہ کی قسم میرے دل وجان پر گزرنے والے ہر معاملے سے تو آگاہ ہے۔ اس بارے میں ہم جھوٹ نہیں بولتے کہ آفات کے دریا میں ہم نے تیری معاونت پائی۔ اُسے افتخار زیبا ہے، جو بھی تیرے در پر آیا، اس نے (اس افتخار) کو پایا اور کامیاب ہوا۔
عشق میں (بے شمار) کرامات ہیں، جو اس میں خالص ہوا، وہ باقی ہوگیا (البتہ) ناامید کے لیے خطرات ہیں۔ جس نے رخ پھیرا، اُس نے کوئی طاعت نہیں کی، محبت سے محروم شخص کی صوم وصلوۃ بے معنی ہے۔
جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنبد خضری سے چشمِ بینا انوارِالٰہیہ کا فیض حاصل کرتی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے۔حکمت وہ ہے جو اہل اللہ کی زبان سے جاری ہے۔اس حکمت کی مثال روشنی فجر کی سی ہے۔

(نصیرالدین نصیر، پیر، دیں ہمہ اوست،ص ۲۷۔ ۸۲)

شیخ محمد موسی روحانی بازی کی نعتیہ شاعری

شیخ محمد موسی روحانی بازی (م۱۹۹۸ء) فلسفی، عالم، فقیہ، ماہر فلکیات اور شاعر تھے۔آپ نے اردو، فارسی اور عربی میں بیس سے زائد تصنیفات کیں۔آپ نے ''قصیدہ الحسنی فی اسماء النبی العظمی'' میں سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۱۲۵ نام جمع کیے ہیں۔اس قصیدہ سے منتخب اشعار ملاحظہ کیجیے:۔

حمدتُ اللہ رب العالمینا

علی النعما حمد المخلصینا

ڈاکٹر شاہد اشرف

نعتیہ نظم کے عصری رجحانات

عہدِ نبوت سے لمحۂ موجود تک نعت میں موضوعاتی سطح پر تنوع دیکھنے میں آیا ہے۔ خالص نعت میں صرف حضور اکرم ﷺ کی ذات وصفات اور سیرت وکردار کے تناظر میں لکھا جاتا ہے۔ اُردو شعراء سمیت دنیا بھر میں ایک حلقہ اسی نعت کا قائل ہے اور اس دائرہ کار سے باہر نکلنے پر آمادہ نہیں ہے۔

مرورِ زمانہ کے ساتھ انسانی زندگی کے معاملات ومسائل اور حالات و واقعات نے نئی کروٹ لی ہے۔ اس حوالے میں ذات بابرکات حضور اکرم ﷺ سے اظہار کا نیا زاویہ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس زاویے میں ذات، سماج، سیاست، معیشت سمیت زندگی کا ہر عکس ملتا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے اللہ کے نبی ﷺ کی محبت کے سوا دنیا میں کچھ فضیلت نہیں رکھتا ہے۔ سو شعرا کے ہاں آپ ﷺ کے سامنے اپنے معاملات رکھنا حد درجہ وسیلہ نجات ہے۔ موضوعاتی تنوع میں مقامی، ملکی، بین الاقوامی، اسلامی، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بارے میں حضور ﷺ سے نصرت اور استغاثہ کا احوال ملتا ہے۔ اس روایت کا حالؔی نمایاں ترین شاعر ہے اور بعد میں اس رجحان کو قبولیت کی سند عطا ہو گئی۔ اُردو شعرا نے زندگی کے ہر پہلو کو سامنے رکھ حضور ﷺ سے گزارش کی ہے۔ نعتیہ نظم کا دوسرا اہم نکتہ اسلوب کی سطح پر دکھائی دیتا ہے۔

نعت کا ایک خاص اسلوب رائج رہا ہے اور عام شعرا اُس کی پیروی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جدید نعت میں تازگی، خیال، آہنگ اور ڈکشن اہمیت کے حامل ہیں۔ نیا پن انھی اوصاف کا مرہونِ منت ہوتا ہے۔ بات میں رنگ، لہجے میں مٹھاس اور زاویہ؟ نگاہ میں تبدیلی سے تازگی در آتی ہے۔ اس باب میں خیال کو بھی حد درجہ اہمیت حاصل ہے۔ روایتی نعت کے مضامین سے کچھ مختلف اور جدا ہونے کی صورت از خود شعر کے خیال کو جدت عطا کر دیتی ہے۔ بحر وعروض میں کئی سطحوں پر تجربہ میں موجود امکانات سے آہنگ پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔ جدید شعرا نے غزل کے امکانات کو نعتیہ نظم میں خوب آزمایا ہے اور اس میں کئی طرح کے موضوعات ظاہر ہوتے ہیں۔ نعتیہ نظم کی کئی ہیئتیں ہیں مگر ان میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مقبول ترین آزاد نظم کی ہیئت عام شاعری کی لفظیات من وعن نعتیہ شاعری میں ہاتھ باندھ کر حاضر دکھائی دیتی ہیں۔غزل کی ہیئت نعت کے لیے بہت بابرکت ثابت ہوئی ہے۔اورغزل کے سارے نظام شعر کو نعت میں بھرپور پذیرائی ملی ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ موجودہ نعت غزل کی ہی ایک صورت ہے اوراس میں اتنے ہی امکانات موجود ہیں۔جتنے صنف غزل میں ہو سکتے ہیں۔

البتہ غزل کی ہیئت سے نعت کا آزاد نظم کی ہیئت کا سفر ابھی جاری ہے۔دونوں ہیئتوں میں کہی گئی نعت میں شائستگی، وارفتگی اور عقیدت کے ساتھ ساتھ اپنائیت، بے ساختگی اور عجز بیانی کے عناصر عام ہیں۔ایسی نعت فوری توجہ حاصل کرتی ہے اور قاری کو سرشار کر دیتی ہے۔پیرایہ اظہار بنا دیتا ہے کہ شاعر عصری موضوعات سے جڑا ہوا ہے یا وہ قدیم عہد میں سانس لیتا ہے۔

شاعر کا مطالعہ ومشاہدہ اور رجحان ومیلان بھی حد درجہ اہمیت رکھتے ہیں۔اُس کی نفسیات بھی اُسے خاص قرینہ عطا کرتی ہے۔شاعر نعتیہ نظم میں اُن تمام شعری امکانات کو ملحوظ رکھتا ہے جو اُسے مختلف و منفرد بنانے میں مددگار بنتے ہیں۔تکنیکی سطح پر بھی نعت میں امکانات روشن ہیں۔شعری مہارت اور ہنرمندی اپنی جگہ بڑا اعزاز ہے۔نعت میں ماہرِ فن حد درجہ شخصی اوصاف کا مرہونِ منت گردانا جاتا ہے۔ یوں نعتیہ نظم میں طریقہ ؟ اظہار کی نت نئی صورتیں بنتی ہیں۔شاعر عہدِ نبوت میں جا کر خود کو آپ ﷺ کے دور میں محسوس کرتا ہے اور اگر وہ اُس عہد میں ہوتا تو کیسا ہوتا؟ اور اُس عہد میں پیدا نہ ہونے کی وجہ سے اُس پر کیا گزرتی ہے؟ اس کیفیت کی نعت بھی موجود ہے اور اس فلیش بیک تکنیک کو دوسری اصناف کے ساتھ ساتھ نعت میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

نعتیہ نظم میں عہد رسالت مآب کے واقعات بھی ملتے ہیں۔تلمیحات کا جتنا استعمال نعت میں دیکھنے میں آیا ہے۔شاید کوئی دوسری صنف اس کا مقابلہ نہیں کرتی ہے۔احادیث نبوی ﷺ اور قرآنی آیات کے تناظر میں نعتیہ نظم پر تحقیقی سطح پر کام کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔نعت میں احادیث اور قرآنی آیات کا ذکر خاص توجہ کا حامل ہے۔علمی طور پر متمول اور دینی مطالعے کی وسعت ایسی نعتوں کی بنیاد ہوتی ہے۔بجا طور پر یہ انداز واسلوب اس ناعت کے ہاں ملتا ہے جو مذہبی وابستگی میں عام مسلمان سے زیادہ مضبوط ہے۔شعرا کا ایک خاص رنگ حضور ﷺ کے سیرت و کردار اور اوصاف و خصائل کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صورت میں سامنے آتا ہے۔ اس سلسلے میں علم، عدل، سخاوت، محبت، ایثار، رواداری، حسن سلوک، خیر خواہی، ہمدردی سمیت تمام پہلوؤں کو زینتِ نعت بنایا گیا ہے۔

حمد میں نعت اور نعت میں منقبت کی روایت کو نعتیہ گو شعرا نے برقرار رکھا ہے۔ البتہ اس باب میں نئے مضامین کا اضافہ ہوا ہے۔ اصحابؓ کی حضور ﷺ سے عقیدت اور حضور ﷺ کا اصحابؓ سے برتاؤ بھی موضوعِ سخن بنایا گیا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کی زبوں حالی کو نعتیہ نظم میں بیان کرنے کی روایت موجود رہی ہے۔ نائن الیون کے بعد اس روایت کو مزید تقویت حاصل ہوئی ہے۔ فلسطین، کشمیر، بوسینا، روہنگیا، فلپائن، عراق، یمن، لیبیا اور دیگر خطوں میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی کی گونج نعتیہ نظم میں صاف سنائی دیتی ہے۔ سیاسی انتشار، معاشی ناہمواری کا سبب ہوتا ہے۔ اس تناظر میں بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اکیسویں صدی میں اُردو شعرا کی لکھی گئی چند نعتوں کے حوالے سے اس بحث کو آگے بڑھایا جائے۔

مجید اختر نے ''امریکہ میں ایک میلاد'' کے عنوان سے انتہائی اہم نعتیہ نظم تخلیق کی ہے۔ یہ نظم مسلمانوں کے مابین طبقاتی صورتِ حال کی مکمل عکاسی کرتی ہے۔ محض میلاد میں متمول لوگوں، ماڈرن عورتوں اور نئی نسل کے مذہب بیزار نوجوانوں کے درمیاں حبشی نژاد حمزہ علی کی آمد سے سب کی جبینوں پر بل پڑ جاتے ہیں۔ وہ اپنی رنگت کی بنا پر حقیر سمجھا جاتا ہے۔ یہ نظم گویا دل پر چرکے لگاتی ہے اور اسلامی مساوات کے حوالے سے لوگوں کے رویوں کی بابت آگاہ کرتی ہے۔ آخری حصہ ملاحظہ ہو:

سارے آسودہ لوگوں کی پیشانیوں پر شکن پڑ گئی

بھائی چارہ ہوا میں معلق ہوا اور حمزہ علی کچھ پریشان سا اور جھجکتا ہوا زر پرستوں کی محفل میں مثلِ بلال، بہرِ عشقِ نبی ﷺ اپنی رنگت و سنگت کو بھولے ہوئے اک طرف بے گنہ گار و مجرم کی صورت کھڑا محفل پاک میں ذکر، خیر البشر کی مدارات کا اور حمزہ علی عمدہ کھانوں میں کنکر مساوات کا یہ نظم جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے اور خطبہ حجۃ الوداع کی یاد دلاتی ہے۔ گورے کو کالے پر اور کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے سوائے پرہیزگاری کے ''عمدہ کھانوں میں کنکر مساوات کا'' انتہائی بلیغ فصیح لائن ہے۔ جو طبقاتی صورتِ حال کی مکمل عکاسی کرتی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

منصور آفاق کی نظم ''بارگاہِ رسالت میں آنسو'' تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ ''بارگاہِ رسالت میں آنسو''، دوسرا حصہ ''فلسطین سے چند آنسو'' اور تیسرا حصہ ''پاکستان سے چند آنسو'' ہے۔اس نظم میں گزشتہ دو دہائیوں سے زائد عرصے کی زبوں حالی، دہشت گردی اور تباہی و بربادی کا احوال بیان کیا گیا ہے۔ظلمت نصیب چراغ،لہو کی آبشار، بارود کی برسات، حصارِ شب، زخم دریدہ، تدفینِ زندگی، حیات دست بریدہ، خالی ایاغ، نشیب غربت جیسی تراکیب سے پاکستان اور فلسطین کا نوحہ لکھا گیا ہے۔ وہ حضور کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور درحقیقت موجود مسائل و مشکلات کے خاتمے کی التجا کرتے ہیں۔ یہ نظم گویا آنسوؤں کی لڑی ہے جو بتدریج کسی لہو کے جھرنے میں ڈھلتی دکھائی دیتی ہے۔ابتدا ہی میں نظم کی اُٹھان سے پتا چلتا ہے کہ جذبے کی شدت اور درد کی شدت نے سماں باندھ دیا ہے۔

لبِ فرات کی گفت و شنید گلیوں میں
اجل بدست ہے نسل یزید گلیوں میں
پڑی ہیں شہر میں لاشیں مدینہ والوں کی
ہوئے حسین کئی پھر شہید گلیوں میں
لرز لرز کے کہا میں نے یارسول اللہ
لہو سے خاک کی تزئین زندگی کے لیے
یہ روز کی نئی تدفین زندگی کے لیے
تڑپ رہا ہے فلسطین زندگی کے لیے
لرز لرز کے کہا میں نے یارسول اللہ

(فلسطین سے چند آنسو)

مثال چاہِ سگاں ارتکازِ زر آقاؐ
ہیں بھن بھناتیہاں مکھیوں کے پر آقاؐ
ترے غریب ہیں غربت کی آخری حد پر

رئیس اور زیادہ رئیس تر آقاؐ
لرز لرز کے کہا میں نے یارسول اللہ

(پاکستان سے چند آنسو)

حمیدہ شاہین کی نظم ''المدثر'' میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کو شجر سایہ دار کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ ہر طرف ریت اور دھوپ کے ڈیرے تھے۔ پیاس بھڑکتی تھی اور زندگی سائے کو برستی تھی۔ آپ کی آمد سے پھول کھل اُٹھے، گلستان کو سایہ کرنا سکھایا گیا۔ اور یوں ازل تشنہ لبی کو مٹایا گیا۔ آغاز سے اختتام تک نظم کی روانی حد درجہ متاثر کن ہے جو قاری کو اپنی گرفت میں لیتی ہے۔

کوئی سایہ نہیں، کوئی چشمہ نہیں
دور تک کوئی نخلِ ثمر بار کوئی گلستاں نہیں
پھر اسے سایہ کرنا سکھایا گیا
ریت میں پھول کیسے کھلیں گے

اُسے یہ بتایا گیا اور اس کے ذریعے زمانے کی تشنہ لبی کو مٹایا گیا۔

ابوالحسن خاور کی نظم "بیش بینی" آپ کی حکمت و دانائی اور علم و ہنر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ آپ نے مسلمانوں کے لیے جو اسباب پیدا کیے ہیں اور زمین و آسماں کی وسعتوں کے بارے میں ارشادات فرمائے ہیں،، ہم نے ابھی تے ان سے استفادہ نہیں کیا ہے۔ آخر میں شعرا و دعوت دی گئی ہے کہ ہم ایسی نعتیں کہیں جن سے زندگی کے اسرار و رموز کو سمجھنے میں مدد ملے۔ تاکہ امت اپنا کھویا ہوا وقار حاصل سکے۔

آپ نے گلشن سجائے اور ہم
قریۂ شاداب تک پہنچے نہیں
آپ نے اسباب بھی پیدا کیے
ہم مگر اسباب تک پہنچے نہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آپ نے مہتاب کے ٹکڑے کیے
ہم ابھی مہتاب تک پہنچے نہیں

کلیم حاذق کی نعتیہ نظم ''سلام اے گیسوؤں والے'' اس تمنا کا اظہار ہے کہ میری زبان کو ایسا نطق عطا ہوجائے جس سے مدح کا قرینہ سامنے آئے۔ آپ ﷺ نے حکمت و دانائی سے نوعِ انسانی کو جہاں بانی کا ہنر عطا کیا، عورتوں کی عزت و توقیر بڑھائی۔ آپ کی چشم عنایت سے تپتے ریگزار گلستاں بن گئے۔ آپ شافع محشر ہیں اور دعا ہے کہ زندگی آپ ﷺ کی اطاعت میں گزر جائے۔ یہ نظم محبت، وارفتگی، تمنا اور دعا کا امتزاج ہے۔ نظم کی ڈکشن اور اسلوب نے اُسے خاص حسن عطا کر دیا ہے جو خیال کو رعنائی عطا کرتے ہیں۔

سلام اُمتی لقب والے!
بصیرت پر تمہاری عقل دنیا دنگ ہے اب بھی
تمہارے لفظ و معنی نور کی برسات کرتے ہیں
خدا سے بات کرتے ہیں
کہ ایک ٹوٹی چٹائی سے
درِ حکمت کے وہ ابواب تم نے کھولے ہیں جس کا ابد تک
ہے کہاں ثانی
سکھائی ساری دنیا کو جہاں بانی

کاشف عرفان کی نظم ''چارلی ایبڈو کے نام'' خاکوں کے تناظر میں لکھی گئی ہے۔ چارلی ایبڈو ڈنمارک کے اُس میگزین کا نام ہے جس میں ان خاکوں کی اشاعت کے ذریعے گستاخی کی گئی تھی۔ وہ اس کھلی دشمنی اور منافقت پر دعوت دیتے ہیں کہ تم مائیکل ہارٹ اور مورس بکائے کے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں خیالات سے استفادہ کرو۔ جنھوں نے آپ ﷺ کو نوعِ انسانی کے لیے رحمت قرار دیا ہے۔ اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو تہذیب کا جھومر جانا ہے۔ تعصب اور نفرت کی وجہ سے تم اپنے ہی لوگوں کی باتوں اور انجیل و تورات میں درج ارشادات کو سمجھنے سے قاصر ہو۔ ان کتابوں میں حضور ﷺ کے مبعوث ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ نظم کی روانی اور خیالات کی فراوانی نے اسے اعلیٰ درجے کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شہکار بنا دیا ہے۔ مورس بکائے کے حوالہ سے کاشف عرفان کہتے ہیں:

وہ کہتا تھا یہی اسلام ہے جس نے غلاموں، عورتوں اور درختوں کو زمیں پر زندگی دی
ہے محبت، علم، حکمت، آگہی کی روشنی دی ہے
چلو! آؤ

یہاں ہم بیٹھ کر ساری میں الہامی کتابوں کو ذرا پھر کھولتے ہیں دیکھتے ہیں، مسئلہ کیا ہے؟

ابرار احمد کی نظم کا موضوع عہد نبوی میں بارگاہِ اقدس میں حاضری سے متعلق ہے۔ یہ سارا منظر خواب وخیال کے ذریعے تشکیل دیا گیا ہے۔ شاعر اپنے عہد سے عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کے درمیاں بیٹھا ہوا آدابِ محفل سیکھ رہا ہے اور پھر اسی دوران میں اُسے باریابی کا پروانہ ملتا ہے۔ وہ اصحاب کے ہمراہ چلتا ہوا مسجد نبوی ﷺ کی سمت روانہ ہوتا ہے۔ دل کی عجیب کیفیت اور روح پر لرزہ طاری ہے۔ لمحہ لمحہ دھڑکن تیز تر ہوتی جاتی ہے۔ اور ہر قدم پر بارگاہِ اقدس کی سمت جانے والا رستہ کم ہو رہا ہے۔ یہ سارا منظر حد درجہ دلآویز اور پُرکشش انداز میں ترتیب دیا گیا ہے۔ جذبات کا بہاؤ خیال کی رفعت کو بڑھاتا ہیاور قاری پر سرشاری طاری کر دیتا ہے۔ نظم کیا ہے، گویا احساسات کا مرقع ہے۔

گھر سے ہم نکل پڑے صحابیؓ رسول ﷺ کے
جا رہے تھے سب ہی سمت مسجدِ رسول ﷺ کے
وہ دھڑکنیں عجیب تھیں
وہ کپکپی کمال تھی
کہ آنکھ اشک بار تھی
سراپا ملال تھی
روح تھی کہ دید کی تڑپ تڑپ تڑپ تڑپ
دل مرا دھڑک دھڑک دھڑک دھڑک دھڑک دھڑک
ہر قدم پہ گھٹ رہا تھا فاصلہ حضور ﷺ سے

سعود عثمانی کی نظم ''فراق کیا ہے'' حضرت معاذ جبلؓ کے یمن میں گورنر تعینات کیے جانے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے واقعے کو بیان کرتی ہے۔ جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا گیا تو تصور کی آنکھ سے مسعود عثمانی نے اس منظر کو اپنے احساسات کے ذریعے معاذ بن جبلؓ کی حضور اکرم ﷺ سے جدائی کا مرقع بنا دیا۔ مدینے سے جدائی کا غم اور حکم کی بجا آوری کے مابین کشمکش نے نظم کو عجیب کیفیات سے منور کر دیا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ شاید وہ اس کے بعد حضور ﷺ کو دیکھ نہ پائیں۔ یہ آخری ملاقات تھی اور وداع کی گھڑی میں دل درد سے بھرا ہوا تھا۔

وداع کرنا وداع ہونے کی اک گھڑی تھی
جو دونوں سمتوں میں کھینچتی تھی
عجب گھڑی تھی
معاذ ابن جبلؓ سے پوچھو
کہ قرب محبوب کا شدید اشتیاق کیا ہے
معاذ ابن جبلؓ سے پوچھو
اطاعتوں اور محبتوں میں سے اس جگہ فوقیت کسے ہے
جو اپنے جلتے چراغ کے ساتھ جل رہا ہوں
وہ طاق کیا ہے
معاذ ابن جبلؓ سے پوچھو فراق کیا ہے؟

ڈاکٹر خورشید رضوی کی نظم ''مدینہ میں'' کا ذکر از حد ضروری ہے۔ یہ نظم ہمیں اُن امکانات سے متعارف کرواتی ہے جو جدید نظم کے رجحانات کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں۔ مدینے کی عمارات، گنبد و محراب، شاہراہیں سمیت سب کچھ اُداسی کا سبب ہیں۔ وہ عہد نبوی ﷺ کے گلی کوچے، محراب، راستے اور ٹیلے دیکھنا چاہتے ہیں۔ جواب موجودہ مدینہ کے شہر میں نہیں ہیں۔ چشم تصور انھیں خون رلاتی ہے اور وہ عہد نبوی ﷺ میں جا کر موجود کو فراموش کرنے کے خواہاں ہیں۔ نظم میں رنج، درد اور کسک کا احساس از حد غالب نظر آتا ہے۔

خوں رلاتی ہے مجھے چشم تصور کی نابینائی
کچھ سجھائی نہیں دیتا کہ کہاں کیا کیا تھا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تف ہے اے چشم تصور تجھ پر
اشک بہتے ہیں تو بہنے دے ان آئنوں پر
شاید اُس گزرے ہوئیوقت کی تصویریں ہوں
جو مرے دل سے گزرتا ہی نہیں

صبیح رحمانی کی نظم ''اک عالم گیر نظام'' دنیا کے معاشی نظاموں کے تناظر میں دعوت فکر دیتی ہے۔ وہ مختلف ازم ہائے زندگی اور نظام ہائے معیشت کے مقابلے میں صرف اور صرف نظام محمدی ﷺ کے قائل ہیں۔ مسلمانوں کو اس کے نظام کے علاوہ کسی اور نظام کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی نظام تمام دنیاوی مشکلات کا حل اور اخروی زندگی میں کامیابی کا ضامن ہے۔ وہ کسی لینن، مارکس، ہیگل، فرائڈ کو نہیں مانتے ہیں۔

مارکس کے فلسفہ، جہد شکم سے ہم کو
کوئی مطلب ہی نہیں
کیا غرض ہم کو کہ لینن نے دیا کیا پیغام
ہم فرائڈ کے پجاری ہیں نہ ہیگل کے غلام
ہم تو یہ جانتے ہیں
امن و سکون کی خاطر
صرف درکار ہے دنیا کو
محمد ﷺ کا نظام

یہ نعتیہ نظم کے عصری رجحانات کا مختصر جائزہ ہے۔ مضمون کی طوالت کے پیش نظر صرف چند شعرا کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی شعرا کی ایک بڑی تعداد بارگاہِ اقدس میں نذرانہ نظم لے کر حاضر ہے۔ جس میں ذاتی، روحانی، سماجی، سیاسی، معاشی سمیت زندگی کے تمام مسائل و معاملات موجود ہیں۔ یہ نظمیں گویا عصری حالات کا منظوم اظہار ہیں۔ جو حضور اکرم ﷺ سے وابستگی، وارفتگی اور سرمستی کا عمدہ نمونہ ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نام: ارسلان اللہ خان ولد آفاق اللہ خان

عُنوان: صوفیانہ شعری ادب میں نعتیہ تناظرات

ذیلی عُنوان: فارسی صوفیانہ شعری ادب میں نعتیہ تناظرات

مقصدِ تحقیق:

میری تحقیق کا مقصد صوفیائے کرام کی فارسی نعت گوئی کی مُختلف جہات، اسلوب، منہج اور نعتیہ تناظرات کا تجزیہ کرنا ہے۔

دائرہءِ عمل:

میری تحقیق کا دائرہ ایشیا کے فارسی شُعراء تک محدود ہے۔

اسلوبِ تحقیق:

میری تحقیق کا اسلوب بیانیہ ہوگا۔

بُنیادی آخذ:

میرا بُنیادی آخذ فارسی صوفی شُعراء کے نعتیہ کلام ہیں۔

ثانوی آخذ:

میرا ثانوی آخذ فارسی صوفی شُعراء کے کلام پر لکھی گئی مُختلف کُتب و رسائل ہیں

ملخص:

نعت گوئی اسلامی تہذیب و ثقافت کے ماتھے کا جھومر ہے۔ اگر چہ "ورفعنا لک ذکرک" کے تحت نعت گوئی دُنیا کی ہر زبان میں ہوئی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ البتہ فارسی زبان میں کی گئی نعت نگاری نے جہانِ نعت میں جو نقش ثبت کیے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اس شیریں زبان میں سرورِ کائنات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی جس خوبصورت انداز سے کی گئی ہے اُس کی بنا پر اگر اسے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

الہامی شاعری کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ فارسی نعت گوئی کا یہ امتیاز ہے کہ اس میں ادبِ رسول ﷺ کا سب سے زیادہ خیال رکھا گیا ہے یہاں تک کہ یہ کہہ دیا گیا کہ اگر مُنہ کو ہزار بار مُشک وگُلاب سے دھویا جائے اور اُس کے بعد بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں نذرانہءِ عقیدت پیش کیا جائے تو یہ بھی ایسی جسارت ہے کہ گویا ایک اعتبار سے بے ادبی کا کمال ہے۔ فارسی صوفی نعت گوشعراء کا یہ اعجاز ہے کہ وہ نعت نگاری میں عاشقانہ اسلوب اختیار کرتے ہیں۔ وہ نعت کو ایسی لائقِ تکریم اور واجب التعظیم صنفِ سُخن بنادیتے ہیں جس کے اظہار کے لیے وہ داخلی طہارت، باطنی تزکیہ اور روحانی تصفیہ کو واجب قرار دیتے ہیں۔ نعتیہ جذبات ومحسوسات کے اظہار کے لیے وہ جس زبان کا استعمال کرتےہیں، وہ فن، تکنیکی اور شعری وادبی ہر جہت سے شُستہ ورفتہ اور پاکیزہ ومُطہر ہوتی ہے۔

اہم الفاظ:

1) نعت

2) فارسی

3) شعراء

4) عشق

5) ادب

نعت: قومی و بین الاقوامی تناظرات

عُنوان: صوفیانہ شعری ادب میں نعتیہ تناظرات

ذیلی عُنوان: فارسی صوفیانہ شعری ادب (غوثِ اعظم سے سچّل سرمست تک) نعتیہ تناظرات خصوصاً حضرت مولانا عبدالرّحمٰن جامیؒ کی نعتیہ شاعری کے تناظرات

نعت گوئی اسلامی تہذیب وثقافت کے ماتھے کا جھومر ہے۔ اگر چہ '' ورفعنا لک ذکرک 1'' کے تحت نعت گوئی دُنیا کی ہر زبان میں ہوئی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ البتہ فارسی زبان میں کی گئی نعت نگاری نے جہانِ نعت میں جو نقش ثبت کیے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اس شیریں زبان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں سرورِ کائنات حضورِ اکرم ﷺ کی مدح سرائی جس خوبصورت انداز سے کی گئی ہے اُس کی بنا پر اگر اسے الہامی شاعری کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ فارسی نعت گوئی کا یہ امتیاز ہے کہ اس میں ادبِ رسول ﷺ کا سب سے زیادہ خیال رکھا گیا ہے یہاں تک کہ یہ کہہ دیا گیا کہ اگر مُنہ کو ہزار بار مُشک و گُلاب سے دھویا جائے اور اُس کے بعد بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا جائے تو یہ بھی ایسی جسارت ہے کہ گویا ایک اعتبار سے بے ادبی کا کمال ہے۔ فارسی صوفی نعت گوشعراء کا یہ اعجاز ہے کہ وہ نعت نگاری میں عاشقانہ اسلوب اختیار کرتے ہیں۔ وہ نعت کو ایسی لائقِ تکریم اور واجب التعظیم صنفِ سُخن بنا دیتے ہیں جس کے اظہار کے لیے وہ داخلی طہارت، باطنی تزکیہ اور روحانی تصفیہ کو واجب قرار دیتے ہیں۔ نعتیہ جذبات ومحسوسات کے اظہار کے لیے وہ جس زبان کا استعمال کرتےہیں، وہ فن، تکنیکی اور شعری وادبی ہر جہت سے شُستہ ورفتہ اور پاکیزہ ومُطہر ہوتی ہے۔ فارسی نعت نگاری میں قصائد، غزلیات، مثنوی، قطعات اور رُباعیات غرض ہر صنفِ سخن میں بہترین کلام میسر ہے۔ فارسی شاعری چونکہ محبوب کے خدوخال سے عبارت ہے۔ فارسی شاعری کا مرکز ومحور محبوب کے در کی غُلامی ہے۔ چُناں چہ جب فارسی صوفیاء یہی چیز بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کرتے ہیں تو یہی استعارے معتبر ہوجاتے ہیں، یہی غلامی، غُلامیِ درِ مُصطفیٰ ﷺ میں بدل جاتی ہے۔ ذکرِ محبوب، ذکرِ شُمائلِ مُصطفیٰ ﷺ سے مُزیّن ہوجاتا ہے۔ فارسی نعت گوئی کی بُلند فکری اور عاشقانہ اسلوب اسے دیگر زبانوں کی نعت گوئی سے مُمتاز کرتا ہے۔ فارسی نعت گوئی کا اسلوب عاشقانہ اور والہانہ ہے۔ اس کا طرزِ کلام حضورِ اکرم ﷺ سے بے لوث محبت سے لبریز ہے۔ فارسی نعت گو حضورِ اکرم ﷺ سے جو والہانہ عشق کرتے ہیں وہ عشق بحیثیتِ رسول ﷺ ہے۔ کہیں زُلفِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر ہے تو کہیں آپ ﷺ کے سراپا کا تذکرہ ہے۔ کہیں آپ ﷺ کے معجزات کا بیان ہے تو کہیں آپ ﷺ کے اُمتیوں پر رحم وکرم کا تذکرہ ہے۔

فارسی نعت گوئی میں اللہ کے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ مصطفیٰ ﷺ کو مُحبت سے '' یارسول اللہ '' یا پھر '' یا نبی '' یا اسی طرح مُخاطب کرنے کا مزاج ایک مُسلمان کو تصوّرِ خیال میں مدینہ طیبہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پہنچا دیتا ہے۔ فارسی شعراء اس سلسلے میں بعض مرتبہ صبا یا نسیم کو بارگاہِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضری کا وسیلہ بناتے ہیں تو کبھی وارفتگی میں از خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہء اطہر پر جا کر اپنی عرض پیش کر دیتے ہیں۔ جب وارفتگی حد سے بڑھ جاتی ہے تو وہ جس مقام پر ہوتے ہیں وہیں سے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پُکارنے لگ جاتے ہیں۔ فارسی شاعری میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے استمداد، استغاثہ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی کیفیات بتانا بہت عام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فارسیہ نعت گوئی کو آج بھی قوّالی اور نعت میں ایک مُنفرد مقام حاصل ہے۔ فارسی شعراء اپنے غم و اندوہ بھی بارگاہِ سُلطانِ مدینہ کے حضور پیش کر دیتے ہیں۔ البتہ اس کو عجمی یا فارسی طرز نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مُشکل میں پُکارنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مُشکل کو دور کرنے میں عرب کے حضرت امام بُصیریؒ کا قصیدہء بُردہ شریف اپنی مقبولیت اور استناد میں سُلطان مبین کی حیثیت رکھتا ہے۔ فارسی صوفی شعراء نے اپنے کلام میں ملامتی انداز میں اختیار کیا ہے۔ ملامتی دراصل صوفیاء کا ایک طبقہ ہے جو جان بوجھ کر اپنے مقام و مرتبے کو مخفی رکھنے کے لیے ایسے کام کرتا ہے کہ جس سے لوگ بدگمان ہو جاتے ہیں۔ میرے خیال میں ہم اسے ریاکاری کی ضد کہہ سکتے ہیں۔ بعض صوفیاء اگرچہ ملامتی نہیں ہوتے لیکن وہ ملامتی طرزِ فکر کبھی کبھار یا وقتی طور پر اپنا لیتے ہیں۔ اگر ہم فارسی صوفیاء کی شاعری کو دیکھیں تو ہمیں اس کی واضح جھلک نظر آتی ہے۔ شاعر کی نگاہ میں محبوب دراصل سرورِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوتے ہیں لیکن اُس کی شاعری کا انداز ایسا ہوتا ہے کہ جیسے وہ عشقِ مجازی کی بات کر رہا ہو۔ یہ معاملہ آپ کو حافظ شیرازیؒ کے یہاں سب سے زیادہ نظر آئے گا۔ وہ جس شراب کی بات کر رہے ہیں وہ شرابِ معرفت ہے۔ وہ جسے خُسرِ وِخوباں کہہ رہے ہیں وہ دراصل محبوبِ ربِّ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر خُسروؒ کے یہاں بھی ایسا ہی کلام ملتا ہے۔ مجموعی طور پر اکثر فارسی صوفیاء کے یہاں شاعری میں جو تشبیہات، استعارات اور تلمیحات استعمال ہوتی ہیں وہ خالص روحانی اور عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لبریز ہوتی ہیں لیکن فارسی شاعری کے مزاج سے ناواقف لوگ اسے ظاہر بین کی طرح دیکھتے ہیں اور اسے عجمی تصوف کہہ کر اس کا رَد کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے یہاں فارسی شاعری محض نعت خوانوں یا قوّالوں تک محدود رہ گئی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ فارسی کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

زندہ رکھنے میں ان نعت خوانوں اور قوّالوں کا کلیدی کردار ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ اب ہم فارسی میں نعت کہنے والے صوفی بُزرگوں کے کلام کا کچھ حصّہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ان صوفیاء میں انگریزی تاریخ کی ترتیب کو ملحوظِ خاطر رکّھا گیا ہے۔ آخر میں نعتِ رسول ﷺ میں سب سے بُلند مقام کے حامل حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کے حالاتِ زندگی، طرزِ نگارش اور چُنیدہ کلام پیش کیا گیا ہے۔

پیران پیر دستگیر حضرت شیخ سیّدمحی الدّین عبدالقادر جیلانی المعروف غوثِ اعظمؒ (1077 تا 1166)2

اے قصرِ رسالت اَز تو معمور
منشورِ لطافت از تو مشہور
خُدام ترا غُلام گشتہ
کی خُسرو وَ کیقباد و فغفور

حکیم ابوالمُجد مُجدود بن آدم سنائی غزنوی (1080 تا 1131)3

اے سنائی گر ہمی جوئی زِ لُطفِ حق سنا
عقل را قُربان کُن اندر بارگاہِ مُصطفیٰ ﷺ
رحمتہ للعالمین ﷺ آمد طبیبت زَو طلب
چہ ازیں عاصی وَز آن عاصی ہمی جوئی وفا

سُلطان الہند حضرت خواجہ مُعین الدّین چشتی اجمیریؒ (1143 تا 1236ء)4

ترا بحضرتِ عزّت ہمے نُماید راہ
محمد ﷺ عربی رہنما ئے عالمِ غیب
چہ شُد ندیم سراپردہ گُفت جبریلشؑ
کہ ہین بگُوائے محمد ﷺ ثنائے عالمِ غیب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت فرید الدّین عطّار نیشاپوریؒ (1145 تا 1221ء)[5]

سیّدِ کونین ﷺ، ختمُ المُرسلیں ﷺ
آخر آمد، بود فخر الوّلیں ﷺ
شُد و جودش رحمۃ اللعالمیں ﷺ
مسجدِ او شُد ہمہ روئے زمیں

حضرت قطب الدّین بختیار کاکیؒ (1173 تا 1235ء)[6]

اے اَزشُعاعِ نورِ تو خورشید ِتاباں را ضیا
آنی کہ ہستی اَزشَرَف بالا تر از عرشِ عُلا
چون قُطبِ دین نعتِ تو گُفت، دُرِّ سُخن بہرِ تو سُفت
خنداں شَوَد چون گُل شگفت، بنگر تو این اخلاص را

حضرت شمس تبریزی (1185 تا 1248ء)[7]

یارسول اللہ ﷺ حبیبِ خالقِ یکتا توئی
بَر گُزیدہ ذوالجلالِ پاکِ بے ہمتا توئی
شمس تبریزی چہ داند نعتِ پیغمبراں
مُصطفیٰ ﷺ و مُجتبیٰ ﷺ و سیّد ِ والا توئی

حضرت مخدوم علاء الدّین علی احمد صابر کلیری (1196 تا 1291ء)[8]

ماعاشقِ ظہورِ جمالِ محمدیم ﷺ
سرمست از شراب ِ وصالِ محمدیم ﷺ
صابر زِ فرق تا بقدم گُشتہ ایم گوش
از ذوق ور ہوائے مقالِ محمدیم ﷺ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا جلال الدّین رومیؒ (1204 تا 1273ء)9

اے نادرہ ءِ دوران اَز مات سلام اللہ
اے یوسفؑ ِمصر جان اَز مات سلام اللہ
شمس الحقِ تبّریزی باخلخلہ آمیزی
ہم مشکی و ہم عنبر اَز مات سلام اللہ

حضرت شاہ شرف الدّین بوعلی شاہ قلندرؒ (1209 تا 1324ء)10

اے ثنائت رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
یک گدائے فیض تو روح الامین
غیرِ صلوٰۃ و سلام و نعتِ تو
بو علّی را نیست ذکر دلنشین

حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ (1210 تا 1292ء)11

امامِ رُسل، پیشوائے سبیل
امینِ خُدا، مہبطِ جبرئیل
چہ وصفت کُنَد سعدّی ءِ ناتمام
علیک الصلوٰۃ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم السلام

حضرت شیخ فخر الدّین ابراہیم عراقّی (1213 تا 1289ء)12

ای رُخت مجمعِ جمال شُدہ
مطلعِ نورِ ذوالجلال شُدہ
راہ دِہ بر درت عراقّی را
اے درت جُملہ را امال شُدہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سُلطان الاولیاء محبوبِ الٰہی حضرت نظام الدّین اولیاءؒ (1238 تا 1325ء)13

صبا بسوئے مدینہ روکُن، ازیں دُعا گو سلام بَر خاں
بہ گردِ شاہِ مدینہ گردو بَصَد تضرّع پیام برخواں
بہ لحن ِ داوَدِ ہمنوا شُد، بہ نالہ ء درد آشنا شو
بہ بزم ِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزل را، زِعبدِ عاجز نظاؔم برخواں

طوطیء ہند حضرت امیر خُسروؒ (1253 تا 1325ء)14

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقصِ بسمل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگارے، سرو قدّے، لالہ رُخسارے
سراپا آفتِ دل بود شب جائے کہ من بودم
رقیباں گوش بر آواز، او در ناز، من ترساں
سُخن گُفتن، چہ مُشکل بود شب جائے کہ من بودم
خُدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خُسؔرو
مُحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شمعِ محفل بود شب جائے کہ من بودم

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ (1321 تا 1422ء)15

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشق بازے خوش خصالے
شب و روز آں خیال ِ خدّو خال
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ زَد آواز کے خاست
نبودت درمیاں جُز احتمالے

خواجہ باقی باللہؒ (1563 تا 1603ء)16

ازیں اقبال یابم احترامے
کُنم خاصان ِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را سلامے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نسیمِ راحتش پیکِ امین است
زمینِ خدمتش عرشِ برین است

حضرت سُلطان العارفین سخی سُلطان باہوؒ (1630 تا 1691ء)17

دستِ بیعت کرد مارا مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خواندہ است فرزند مارا مُجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شُد اجازت باھو را از مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خلق را تلقین بکُن بہرِ خُدا

حضرت مرزا مظہرِ جانِ جاناںؒ (1699 تا 1781ء)18

خُدا در انتظارِ حمدِ مانیست
مُحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چشمِ برراہِ ثناء نیست
خُدا مدح آفرینِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس
مُحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حامدِ حمدِ خُدا بس
مُحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَز تو می خواہم خُدا را
الٰہی اَز تو عشقِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را

حضرت حافظ عبدالوہاب فاروقی المعروف سچل سرمستؒ (173 تا 1827ء)

این سُخن اَز جان و دل تُو کُن قبول
تاشَوَد فردا شفیعِ تُو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (19)
ای بجُز دروازہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہ نیست
گر نمی دانی دِلَت آگاہ نیست (20)

فارسی نعت گوئی میں سب سے بُلند مقام اگر کسی کو حاصل ہے تو حضرت مولانا عبدالرّحمٰن جامیؒ ہیں۔ آپؒ کا پورا نام نورالدّین عبدالرّحمٰن جامی تھا۔ آُپ موجودہ ایران کے صوبے خُراسان کے شہر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تُربتِ جام میں 7 نومبر 1414ء کو پیدا ہوئے۔آپؒ کی وفات 1492ء کو افغانستان کے صوبے خُراسان کے شہر ہیرات میں ہوئی اور وہیں آپؒ کا مزار عاشقانِ مُصطفیٰ ﷺ کے لیے مرجع ءِ خلائق ہے۔یوں تو آپؒ نے بے شُمار کُتُب تحریر فرمائیں لیکن اُن میں سے تصوف پر آپؒ کی کتاب "نفحات الاُنس" کو جو درجہ حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔اس کے علاوہ آپؒ نے گُلستانِ سعدیؒ کی طرز پر بہارستان نامی کتاب لکھی جو معروف ہے۔اس کے علاوہ آپؒ کی ایک کتاب ہفت اورنگ بھی مقبولِ عام کا درجہ رکھتی ہے۔

یہ آپؒ پر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی خاص رحمت اور نگاہِ کرم ہے کہ آپؒ کا فارسی کلام آج ساری دُنیا میں پڑھا جاتا ہے۔ایسے دور میں جب شعروادب کے معاملے میں عوام اُردو زبان بھی دُرست طور پر ادا نہیں کر پاتی،آپؒ کے اشعار کا برِّصغیر کے گلی کوچوں میں پڑھا جانا،آپؒ کے کلام کی مقبولیت پر دلالت کرتا ہے۔آپؒ کی شاعری کیفیات کی شاعری ہے۔اگر اُردو نعت گوئی میں کوئی کیفیات کا شاعر ہے تو وہ ڈاکٹر اقبال عظیمؒ ہیں۔وہ بھی جامیؒ ہی کی طرح بارگاہِ مُصطفیٰ ﷺ سے اپنے تعلق اور اُس دربار کے آداب و کیفیات کو نعت کے قالِب میں ڈھالتے ہیں۔

آپؒ کی نعتیں آج بھی برِّصغیر پاک و ہند میں زبان زدِ عام ہیں۔مثلاً:

1) تنم فرسودہ جاں پارہ زِ ہجراں یارسول اللہ ﷺ

2) نسیما جانبِ بطحا گُزر کُن

3) گُل از رُخت آموختہ نازک بدنی را

4) زِ رحمت کُن نظر بر حالِ زارم یارسول اللہ ﷺ

5) ترحّم یا نبی اللہ ﷺ ترحّم

6) یارسولِ ہاشمی ﷺ قُربانِ نامت جانِ من

حضرت جامیؒ کی نعتیہ شاعری عشقِ محمد ﷺ میں اس قدر ڈوبی ہوئی ہے کہ اُن کے ہر ہر شعر سے اپنے محبوب نبی ءِ کریم، رؤف رحیم، سرورِ کائنات، حضرت محمد مُصطفیٰ ﷺ سے والہانہ محبت اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وارفتگی کا اظہار ہوتا ہے۔آپؒ ہجرِ مُصطفیٰ کی کیفیت کو کچھ اس طرز سے اشعار کے قالب میں ڈھالتے ہیں کہ عُشاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلب شق ہوجاتے ہیں۔آپؒ کس درد وغم سے لکھتے ہیں:1)

تنم فرسودہ جاں پارا زِہجراں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم 21

تنم فرسودہ جاں پارا زِہجراں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دِلم پژمُردہ آوارہ زِ عصیاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ترجمہ:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہجر وفراق اور جُدائی سے میرا جسم بے حال اور ٹُکڑے ٹُکڑے ہو گیا ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! نافرمانیوں اور گُناہوں کی وجہ سے میرا دل مُرجھا کر دَر دَر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔

چو سوئے من گُزر آری، منِ مسکیں زِ ناداری

فِدائے نقشِ نعلینت کُنم جاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ترجمہ:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ مسکین و نادار کے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیں گے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعلین شریفین کے نقشِ مُبارک پر اپنی جان قُربان کردوں۔

زِ کردہ خویش حیرانم سیاہ شُد رُو زِ عصیانم

پشیمانم پشیمانم پشیماں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ترجمہ:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! میں اپنے افعال واعمال پر حیران ہوں اور گُناہوں کی وجہ سے میرا چہرہ سیاہ ہو چُکا ہے۔میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں اس پر اَز حد شرمندہ وَنادم ہوں۔

چو بازوئے شفاعت را کُشائی بَر گُنہ گاراں

مَکُن محروم جامیؔ را دراں آں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ترجمہ:

یارسول اللہ ﷺ! جب آپ ﷺ (حشر کے میدان میں) اپنے گُناہ گار غُلاموں کی شفاعت کے لیے اپنے بازو کھولیں تو میری درخواست اور التجاء یہ ہے کہ اِس (نازک) گھڑی میں مُجھ (جامیؔ) کومحروم (شفاعت) اور نظر انداز نہ کیجیے گا۔(2)

نسیما جانبِ بطحا گُزر کُن (2 2)

نسیما جانبِ بطحا گُزر کُن
زِ احوالم مُحمد ﷺ را خبر کُن
توئی سُلطانِ عالَم یا مُحمد ﷺ
زِروئے لُطف سوئے من نظر کُن
براِیں جان مُشتاقم در آنجا
فِدائے روضہ ءِ خیر البَشَر ﷺ کُن
نِگاہِ برمنِ بے

ظفر الحق چشتی

ابوجہل اور نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارا موضوع بظاہر ایک "قولِ محال" ہے۔ ابوجہل اور نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیوں کر ممکن ہو سکتی ہے؟ ابوجہل، ابوالحکم عمرو بن ہشام بن المغیرہ (570ء-624ء) قریشِ مکّہ کے ایک ممتاز خاندان بنومخزوم سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں اور جوہر نمایاں طور پر موجود تھے جو اہلِ عرب میں کسی فرد کی عظمت کے لیے ضروری ہوتے تھے۔ چناں چہ وہ اپنی بے پناہ صفات کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرتِ مدینہ سے چند سال قبل الولید المغیرہ کی جگہ بنومخزوم اور اُن کے حلیف قبائل کا سردار اور سربراہ بنا۔ لیکن محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت اور دشمنی نے اُسے ہمیشہ کے لیے ابوالحکم سے ابوجہل بنا دیا۔ بقول مولانا رومؔ:

آں ابوجہل از محمدؐ ننگ داشت
وز حسد خود را ببالا می فراشت
بوالحکم نامش بدو بوجہل شُد
اے بسا اہل از حسد نا اہل شُد

قصی بن کلاب سے پہلے قریش کے زیادہ تر اعزازات بنومخزوم کو حاصل تھے۔ قصی نے غالب آ کر ان سے تمام اعزاز چھین لیے صرف قبہ یعنی خیمہ وخرگاہ کا انتظام اور اعنہ یعنی سواروں کی سپہ سالاری کا اعزاز اُن کے پاس باقی رہ گیا۔ بنومخزوم اور خصوصاً ابوجہل کو یہ اعزاز چھن جانے کا بہت دکھ تھا اور اُن کے دلوں میں بنوہاشم کے ساتھ حسد اور دشمنی کا مادہ پرورش پا رہا تھا۔ اور بنیادی طور پر یہی وجہ تھی کہ ابوجہل رسول خدا، اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا۔ سرکارِ دوعالم کے اعلانِ نبوّت کے بعد تو گویا وہ اس دشمنی میں اپنے ہوش وحواس بھی کھو بیٹھا تھا۔ تمام اعزاز بھی اُس کے خاندان سے بنوہاشم کے پاس جا چکے تھے اور اب نبوّت بھی۔ ابوجہل کی بدبختی کے ساتھ ساتھ اُس کی شخصیت کے بہت سے پہلو حیران کن، عجیب وغریب اور دل چسپ بھی ہیں۔ وہ رسولؐ خدا کا بدترین دشمن تھا لیکن اُس کی دشمنی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ابولہب اور دیگر مشرکین مکّہ سے مختلف تھی۔ابن ہشام اور ابن اسحاق نے حضرت امام زہری ؓ سے بہت سے دل چسپ واقعات نقل کیے ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ، ابنِ ابی حاتم، ابویزید مدنی اور اخنس کے بیانات کے مطابق ابوجہل نے متعدد مقامات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اعتراف کرتے ہوئے کہا:

"خُدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ یہ شخص جو کچھ کہہ رہا ہے وہ حق ہے۔"

"بخدا میں جانتا ہوں کہ یہ واقعی نبی ہے مگر ہم کب سے عبدمناف کے تابع ہو گئے۔"

"قصی کی اولاد کے پاس حجابت اور سقایت بھی چلی گئی اور اب یہ کہتے ہیں کہ ہم میں ایک نبی ہے۔خدا کی قسم یہ میں نہ مانوں گا۔"

"خُدا کی قسم محمدؐ سچ کہتے ہیں۔وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔"

گویا بات صرف چودھراہٹ اور سرداری کی تھی۔ابوجہل کی دشمنی سیاسی انداز کی تھی اُس سے یہ بات برداشت نہیں ہوتی تھی کہ لوا، حجابت اور سقایت کے اہم ترین اعزازات کے ساتھ ساتھ نبوت بھی بنو ہاشم کو مل جائے۔اُسے یہ بھی پسند نہیں تھا کہ بندۂ و آقا کا امتیاز ختم ہو جائے جب کہ محمدؐ اور محمدؐ کے قُرآن کا اوّلین پیغام یہی تھا بقول اقبالؔ:

چیست قرآں خواجہ را پیغامِ مرگ
دست گیرِ بندۂ بے ساز و برگ

راقم کو ابوجہل کی شخصیت تاریخِ اسلام کے اس عظیم واقعہ کی وجہ سے بھی بڑی دل چسپ معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپنی بدبختی کے باوجود حضرت سیّدنا امیر حمزہؓ کے مسلمان ہونے کا سبب بنا۔ابنِ اسحاق کی روایت کے مطابق امیر حمزہ نے جو قریش میں سب سے زیادہ طاقت ور تھے ایک مرتبہ رسولؐ پاک کی شان میں گستاخی کرنے پر ابوجہل کے سر پر اپنی کمان سے شدید ضرب لگا کر اُسے بُری طرح زخمی اور لہولہان کر دیا اور پھر بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہو کر ایمان لے آئے۔

ابوالاثر حفیظ جالندھری نے شاہ نامۂ اسلام میں سیدنا امیر حمزہؓ کے ایمان لانے کے واقعے کو بڑے پُرتاثیر انداز میں بیان کیا ہے یہاں چند اشعار کا ذکر ایمان کی تازگی کے لیے ضروری ہیں:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وہ حمزہؓ جس کو شاہِ شہسوارانِ عرب کہیے
جسے جانِ عرب لکھیے جسے شانِ عرب کہیے
کماں تھی ہاتھ میں وہ سر پہ ناہنجار کے ماری
گرا بوجہل سر سے ہوگیا ناپاک خوں جاری
کہا گر آج سے میرے بھتیجے کی طرف دیکھا
ترے ناپاک چمڑے میں شتر کی لید بھر دوں گا۔

ابوجہل کی بدبختی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی ایک عجیب وغریب مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی "سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں بیان کرتے ہیں:

"ابوجہل آپؐ کی اُمّت کا فرعون تھا اور کہا کرتا تھا میرا نام عزیز اور کریم ہے یعنی عزت والا اور سردار۔اس پر سورۂ دخان کی یہ آیت نازل ہوئی:"

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم بِهِ تَمْتَرُونَ ۝

(القرآن۔سورۃ الدخان)

(تحقیق زقوم کا درخت بڑے مجرم کا کھانا ہوگا۔گرم پانی کی طرح پیٹ میں کھولے گا۔اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کو پکڑو۔پھر گھسیٹتے ہوئے ٹھیک بیچ جہنم کے لے جا کر اس کو ڈال دو پھر اس کے سر پر گرم پانی چھوڑ واور اس سے کہو کہ چکھ اس عذاب کو تُو تو بڑا معزز اور مکرّم ہے۔)

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرعون کی دشمنی، شقاوت اور بدبختی کے مختلف اور عجیب وغریب نمونے اعلانِ نبوّت سے یومِ فرقان غزوۂ بدر تک کریہہ مناظر دکھاتے رہے آخر کار کفر اور فرعونیت کا یہ پہاڑ میدانِ بدر میں ریزہ ریزہ ہوگیا۔بدر میں اُس کی دشمنی، کینہ اور حسد انتہائی عروج پر دکھائی دیتا ہے۔وہ اہلِ مکّہ کو پکار پکار کر کہتا تھا:

"قسم ہے لات اور عزّیٰ کی ہم اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہوں گے جب تک ہم ان کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رسیوں میں نہ باندھ لیں۔"

حفیظؔ جالندھری نے ابوجہل کی اس آخری تقریر کو شاہ نامہ میں یوں بیان کیا ہے:

یہ سجدے کرنے والے کیا لڑیں گے سر بلندوں سے
انھیں ہم لے چلیں گے باندھ کر اپنی کمندوں سے
شکنجوں میں کسیں گے قمچیوں سے کھال اُتاریں گے
جہاں پانی نہیں ملتا وہاں لے جاکے ماریں گے
خبر ان سب کی لی جائے گی دُرّوں اور کوڑوں سے
انھیں رندوائیں گے مکے میں اونٹوں اور گھوڑوں سے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کا مزا ان کو چکھائیں گے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کو بھول جائیں گے

یہ تو ابوجہل کی خواہشیں تھیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ قدرت نے ابوجہل کے غرور و تکبّر کو عبرت ناک انداز سے خاک میں ملا دیا۔ شبلی نعمانی نے سیرت النبیؐ میں حضرت عبدالرّحمٰن بن عوف کے حوالے سے لکھا ہے کہ بدر میں دو کمسن انصاریوں معاذؓ اور معوذؓ جو عفراؑ کے بیٹے تھے نے اُن سے ابوجہل کا پوچھا، اُس بدبخت پر پل پڑے اور اُسے بُری طرح زخمی کر ڈالا اور وہ نڈھال ہو کر گر پڑا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے معاذؓ کے بائیں شانے پر تلوار سے کاری ضرب لگائی۔ بازو ایک تسمے سے لٹکنے لگا معاذؓ نے اپنے پیر تلے رکھ کر کھینچا اور الگ کر دیا تاکہ لڑنے میں رُکاوٹ نہ بنے۔

ابوجہل کی موت کے واقعے میں بھی ایک بوقلمونی نظر آتی ہے۔ غرض اُس کی زندگی، قول و فعل، سرگرمیوں اور موت میں بھی ایک انفرادیت اور نُدرت پائی جاتی ہے۔ کیا اُس کی یہ بات قلب و ذہن پر ایک عجیب تاثر نہیں چھوڑتی کہ اُسے سرداری اور عظمت کا اتنا غرور، تکبّر اور وہم تھا کہ اُس نے مرتے مرتے بھی یہ کہا کہ میری گردن ذرا لمبی کر کے کاٹی جائے تاکہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ سردار کا سر ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت عبداللہؓ بن مسعود جب اُس کا سر قلم کرنے لگے تو اُس نے کہا:

"اچھا یہ میری تلوار ہے اس سے میرا سر کاٹنا یہ بہت تیز ہے۔ تیری مُراد اور مُدعا کو جلد پورا کرے گی اور دیکھو میرا سر شانوں کے پاس سے کاٹنا تاکہ دیکھنے والوں کی نظروں میں مہیب (ہیبت ناک) معلوم ہو۔"

سرکارؐ دوعالم نے ابوجہل کا کٹا ہوا سر دیکھ کر فرمایا "یہ میرا اور میری اُمّت کا فرعون تھا۔ جس کا شر اور فتنہ موسیٰؑ کے فرعون کے شر اور فتنہ سے کہیں بڑھ کر تھا۔ مُوسیٰؑ کے فرعون نے مرتے وقت تو ایمان کا کلمہ پڑھا مگر اس اُمّت کے فرعون نے مرتے وقت بھی کفر اور تکبّر کے ہی کلمات کہے۔" احادیث و تاریخ میں مذکور ہے کہ ابوجہل کی یہ تلوار سرکار دوعالم نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کو عطا فرما دی تھی۔

اسلام کے اس فرعون کا خاتمہ تو کفر اور تکبر پر ہوا لیکن اُس کی والدہ اسما بنت مخربۃ ایک بیٹا عکرمہ اور دو بیٹیاں جویریہ اور حنفا مشرف بہ اسلام ہوئے۔

احادیث اور اسلامی تاریخ کی کتابوں میں ابوجہل کے بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ سرکارِ دوعالم کے بعض معجزات کا تعلق بھی ابوجہل کی ذات سے ہے۔ ابوجہل کے تقاضا کرنے پر سرکارِ دوعالم نے معجزات دکھائے لیکن وہ بدبخت ہی رہا۔ یہاں میں ابوجہل کے ہاتھ میں کنکریوں کے کلمہ اور نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھنے کے معجزات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو بڑی کثرت سے بیان کیا گیا ہے۔

ابوجہل ایک مرتبہ سرکارِ دوعالم کے پاس آیا۔ اُس نے اپنی بند مٹھی دکھا کر کہا کہ آپؐ آسمان کی خبریں دیتے ہیں اگر آپؐ سچّے رسول ہیں تو بتائیں میری مٹھی میں کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں بتاؤں کہ وہ کیا ہے یا وہ چیز بتائے کہ میں برحق اور سچا نبی ہوں۔ ابوجہل نے کہا یہ دوسری بات تو زیادہ انوکھی ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا میرا رب اس سے بھی زیادہ پر قادر ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تیرے ہاتھ میں چھ کنکر ہیں اور اب تُو ہر ایک سے تسبیح سُن۔ چناں چہ اُن سنگریزوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور احمد رسولؐ اللہ کی نعت میں موتی پروئے۔ لیکن ابوجہل نے غصّے اور حسد سے کنکر زمین پر دے مارے، معجزہ دیکھ کر جل گیا اور کہا کہ تو ساحروں کا سرتاج ہے۔ وہ بدبخت اپنے کفر اور دشمنی میں اور بھی زیادہ تیز ہو گیا۔ مولانا رومؒ اس واقعے کو مثنوی میں یوں بیان کرتے ہیں:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

از میانِ مُشتِ اُو ہر پارہ سنگ
در شہادت گفتن آمد بے درنگ
لا اِلٰہَ گفت و اِلّا اللہ گفت
گوہرِ احمدؐ رسول اللہ سفت
چوں شنید از سنگ ہا بوجہل ایں
زد ز خشم آں سنگ ہا را بر زمیں
گفت نبود مثلِ تو ساحر دگر
ساحراں را سر توئی و تاج سر
معجزہ را دید و شُد بدبخت و زفت
سوئے کفر و زندقہ شُد تیز رفت
خاک بر فرقش کہ بد کور و لعیں
چشمِ اُو ابلیس آمد خاک بیں

مولانا روم ابوجہل کی اس بدبختی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ چوں کہ وہ اہلِ درد میں نہیں تھا اس لیے شق القمر جیسے سینکڑوں معجزے دیکھ کر بھی صاحبِ ایمان نہ ہوا:

چوں نہ بُد بوجہل از اصحابِ درد
دید صد شق القمر باور نہ کرد

ابوجہل کے اس مختصر اور جامع تعارف کے بعد میں اپنے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔

ابوجہل اور نعتِ مصطفیٰ ﷺ۔ یہ ابوجہل جو محمّد مصطفیٰ ﷺ کی دُشمنی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ اس نے محمّد مصطفیٰ ﷺ کی نعت بھی بیان کی ہے۔ جس طرح اُس کی شخصیت، قول و فعل، حرکات وسکنات اور اُس کی سرگرمیاں دوسرے کفّار ومشرکین اور دشمنانِ پیغمبرِ اسلامؐ سے مختلف، ممتاز، منفرد، انوکھی اور نرالی نظر آتی ہیں اسی طرح اُس کی بیان کردہ نعتِ مصطفیٰ ﷺ بھی اپنے موضوع، خیال، فکر ونظر اور احوال کے اعتبار سے نادر و نایاب ہے۔ اور کمال یہ ہے جرأت یہ ہے کہ ابوجہل نے یہ نعتِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرمِ کعبہ میں لات ومنات کے سامنے بیان کی ہے۔ یہ نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامہ محمد اقبالؔ نے ابوجہل کی حیات وواردات اور اُس کی فکر ونظر سے اخذ کی ہے اور اس نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عنوان ہے: ''نوحہ روحِ ابوجہل درحرمِ کعبہ''۔

راقم نے ابوجہل کی اس نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنے سے پہلے ابوجہل کی شخصیت کا تعارف اس لے کروایا ہے کہ اس نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسرار ورموز اور پوشیدہ نکات سمجھنے میں دشواری نہ ہواور ابلاغ اور تفہیم میں آسانی پیدا ہوجائے۔اس نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خلوص اور جذبے کا ایک ایسا سیلاب ہے جس پر بند باندھنا ناممکن ہے۔ابوجہل کی بیان کردہ یہ نعت ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہترین تعارف اور تشریح ہے۔ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ آئینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آئینہ دار ہے۔لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ محمد رسول اللہ کا جو مغز، روح اور جو تفہیم اس نعت میں بیان ہوئی ہے الٰہیات، دین ومذہب اور توحید ورسالت کے ضخیم دفتروں میں بھی موجود نہیں ہے۔راقم کا خیال ہے کہ اس جدید دور میں دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سے بہتر تعارف نہیں ہوسکتا۔یہ نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچیس اشعار پر مشتمل ہے۔ اور جاوید نامہ میں موجود ہے۔عجیب وغریب قسم کی نعت ہے۔ممدوح یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کے مختلف پہلو بڑی قوت کے ساتھ اُجاگر ہوئے ہیں۔مداح یعنی ابوجہل کی پوشیدہ کیفیتیں بھی بڑے صحیح اور درست سیاق وسباق کے ساتھ سامنے آئی ہیں۔علامہ صاحب کا کمال یہ ہے کہ اُنھوں نے فکر ونظر کے اُس ماحول میں پہنچ کر بڑی تفصیلی جزئیات کا مطالعہ کیا ہے۔ ان افکار کو پڑھ کر ابوجہل کی حالت ایک شکست خوردہ سپہ سالار اور ایک ہارے ہوئے جواری کی سی نظر آئی ہے جس کی ہر چال ناکام ہوچکی ہے۔یہ نعت قرآن کی آیت ''جآء الحق وزھق الباطل'' کا پورا ماحول اور منظر نامہ پیش کررہی ہے۔دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غالب آچکا ہے۔کفار ومشرکین اور اُن کے جھوٹے معبود اوندھے مُنہ گر چکے ہیں۔

ابوجہل کا یہ نوحہ غصے، اشتعال اور جوش وخروش سے لبریز ہے۔وہ پوری طاقت اور پورے جوش کے ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دینِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذمت بیان کررہا ہے۔لات ومنات پاش پاش ہوچکے ہیں۔ملک ونسب کی جڑیں کاٹ دی گئی ہیں۔عرب وعجم کی فضیلت کا کوئی تصوّر نہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رہا۔ آقا اور غلام اور کالے گورے کو ایک دسترخوان پر بٹھا دیا گیا ہے۔ کفار و مشرکین کی سرداریاں ختم ہو چکی ہیں۔ ابوجہل حسد اور غصّے سے دیوانہ وار نوحہ کر رہا ہے اور کائنات کے سامنے شکایت پیش کر کے محمد مصطفیٰ ﷺ سے انتقام لینے پر اُبھار رہا ہے۔ کبھی وہ شاعرِ عرب زہیرؔ کو پکارتا ہے کہ وہ اپنی دلیل سے نوائے جبرئیلؑ کا افسون توڑ دے، کبھی ہُبل سے مدد طلب کرتا ہے اور کبھی لات و منات کے سامنے فریاد کرتا ہے۔ اور معجزہ یہ ہوا کہ اس نوحے کا ایک ایک مصرعہ ایک ایک شعر آیاتِ قرآنی کی تفسیر بنتا جا رہا ہے اور نعتِ مصطفیٰ ﷺ میں ڈھلتا چلا جا رہا ہے۔ اس نعتِ مصطفیٰ ﷺ کے چند چیدہ اشعار نقل کیے جاتے ہیں۔

سینۂ ما از محمدؐ داغ داغ
از دمِ او کعبہ را گل شد چراغ

از ہلاکِ قیصر و کسریٰ سرود
نوجواناں را ز دستِ ما ربُود

پاش پاش از ضربتش لات و منات
انتقام از وے بگیر اے کائنات

دل بغائب بست و از حاضر گسست
نقشِ حاضر را فسونِ او شکست

خم شُدن پیشِ خدائے بے جہات
بندہ را ذوقے نہ بخشد ایں صلوٰت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مذہب او قاطعِ ملک و نسب
از قریش و منکر از فضلِ عرب

در نگاہ ِ او یکے بالا و پست
با غلام ِ خویش بر یک خواں نشست

احمراں با اسوداں آمیختند
آبروئے دودمانے ریختند

عترتِ ہاشم ز خود مہجور گشت
از دو رکعت چشمِ شاں بے نور گشت

چشم خاصانِ عرب گردیدہ کور
بر نیائی اے زُہیرؔ از خاکِ گور

اے تو ما را اندریں صحرا دلیل
بشکن افسون نوائے جبرئیلؑ

باز گو اے سنگِ اسود باز گو
آں چہ دیدیم از محمدؐ باز گو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ای ہُبل، اے بندہ را پوزش پذیر
خانۂ خود را ز بے کیشاں بگیر

اے منات اے لات ازین منزل مرو
گر ز منزل می روی از دل مرو

ترجمہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہمارا سینہ داغ داغ ہے۔ اُن کی پھونک نے ہم کفار و مشرکین کے کعبے کا چراغ گُل کر دیا ہے۔

آپؐ قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کا پیغام دے رہے ہیں۔ نوجوان ہمارے ہاتھ سے نکلتے جا رہے ہیں۔ آپؐ کی ضرب سے لات و منات پاش پاش ہو گئے ہیں۔ اے کائنات تُو آپؐ سے انتقام لے۔ آپؐ نے غائب کے ساتھ دل جوڑ دیے اور حاضر سے دل ہٹا دیے۔ آپؐ کے افسوں نے حاضر کا نقش توڑ دیا ہے۔

آپؐ نے بندوں کو خدائے لامکان کے سامنے جھکا دیا ہے۔ ایسی نماز بندے کو ذوق عطا نہیں کرتی۔ آپؐ کے مذہب نے ملک و نسب کی جڑیں کاٹ دی ہیں۔ آپؐ قریش اور اہلِ عرب کی فضیلت کے مُنکر ہیں۔

آپؐ کی نگاہ میں بلند و پست اور چھوٹے بڑے برابر ہیں۔ آپؐ اپنے غلام کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھتے ہیں۔

آپؐ نے گوروں کو کالوں کے ساتھ ملا دیا ہے اور خاندان کی وقعت کم کر دی ہے۔

آپؐ کے پیغام کی وجہ سے ہاشم کی اولاد اپنے خاندان سے ہی دُور ہو گئی ہے۔ دو رکعت نماز نے اُن کی آنکھوں کو بے نُور کر دیا ہے۔

اے شاعرِ عرب زُہیرؔ تُو اپنی قبر سے کیوں نہیں نکل آتا۔ خاصانِ عرب کی آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔ اس صحرا میں تُو ہمارے لیے دلیل ہے تُو نوائے جبرئیلؑ کا جادو توڑ دے۔

اے حجرِ اسود تُو نے محمدؐ کے ہاتھوں سے ہونے والا جو کچھ دیکھا ہے بار بار بیان کر۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اے ہُبل تُو اپنے بندوں کے عذر قبول کرنے والا ہے۔ تُو اِن بے دینوں سے اپنا گھر واپس لے لے۔

اے لات اے منات منزلِ کعبہ سے مت جاؤ اور اگر جانا ہی ہے تو ہمارے دل سے نہ جاؤ۔

غرض یہ محمدؐ مصطفیٰ کی حقیقی نعت ہے۔ قرآنی نغمہ ہے۔ دینِ مصطفیٰ ﷺ کی سچی اور حقیقی تصویر اور تفسیر ہے۔ آیۂ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ کا اعلان ہے۔ ابوجہل کو نظر آرہا تھا کہ محمدؐ مصطفیٰ کے طرزِ عمل اور طرزِ فکر سے پاپائیت مٹ جائے گی، دولت مندوں کی سرداریاں ختم ہوجائیں گی، شہنشاہوں اور سلطانوں کے تاج و تخت خاک میں مل جائیں گے، مذہب کے ٹھیکیداروں کی گدّیاں اُلٹ جائیں گی، آقا و غلام کی تمیز مٹ جائے گی، خاندانوں کے وقار جاتے رہیں گے اور قدر و منزلت باقی رہے گی تو صرف حُسنِ عمل کی گویا اُس نے قرآن کی آیات "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ○" اور "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کی عملی تفسیر اور تنویر دیکھ لی تھی:

چشمِ اقوام یہ نظارا ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رَفعنَا لَكَ ذِکرَك دیکھے

مآخذات:

اسلامی انسائیکلو پیڈیا : سیّد قاسم محمود
الرّحیق المختوم : مولانا صفی الرّحمٰن مبارک پوری
رَحمۃً لّلعالمین : قاضی محمّد سلیمان سلمان منصور پوری
سیرۃ المصطفیٰ ﷺ : مولانا محمد ادریس کاندھلوی
سیرتِ رسولؐ ہاشمی : عنایت عارف
سیرت النّبیؐ : شبلی نعمانی
شاہنامۂ اسلام : ابوالاثر حفیظ جالندھری

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کلیاتِ اقبال (اُردو)	:	علامہ محمّد اقبال
کلیاتِ اقبال (فارسی)	:	علامہ محمّد اقبال
مثنوی مولوی معنوی	:	مولانا جلال الدّین رومی
مدارج النبوّت	:	شیخ محمد عبدالحق محدّث دہلوی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پروفیسر شوکت محمود شوکتؔ

اردو کے کلاسیکی شعری ادب میں نعتیہ تناظرات

Abstract:-

It is revealed while looking back into ancient history that from the very first day of the universe up-till the existing moment, the genre of poetry praising the Holy Prophet of islam, Muhammad S.A.W.W had been in practice in almost every language of the world. The most important obsoleted languages like Syriac and Hebrew etc also contain some verses in the admiration of Muhammad S.A.W.W. The same sacred practice of versifying the praise of Muhammad S.A.W.W has come to Arabic and Persian through whom it shifted to other languages like Latin, English, German, Punjabi , Pushtoand Urdu etc.

In this research article we will study the "Na'atia" perspectives in Urdu classical poetry, since the begging of the Urdu poetry till the end of 20th century.

Key Words:- Muhammad S.A.W.W, Urdu Literature, Classical Poetry, Versification, "Na'atia" Perspectives.

یوں تو ابتدائے آفرینش سے نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ، ہر چھوٹی بڑی زبان میں کہی جارہی ہے، یہ سلسلہ تا قیامت یوں ہی جاری وساری رہے گا کیوں کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں واضح ارشاد فرمایا ہے: ''و رفعنالك ذكرك ''یعنی، ہم (اللہ تعالیٰ) نے آپ ؐکا ذکر بلند فرمایا ہے، لہذا جتنی بھی نعتیں، جس جس زبان میں بھی کہی جارہی ہیں، گویا! یہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں ہیں لیکن، جب ہم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سابقہ کتبِ آسمانی (تحریف کے باوجود) کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں حضور اکرمؐ کے لیے، توریت میں ''عاقب''، زبور میں ''ماذ ماذ'' اور ''حاط حاط'' جب کہ انجیل میں ''فارقیلط (یونانی)''، ''منحمنا (سریانی) اور ''طاب طاب'' جیسے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ ان کے علاوہ، اگر ہندومت کی قدیم الہامی کتب کے مجموعے ''وید'' کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں بھی حضور اکرمؐ کا نامِ مبارک ''مامح'' استعمال ہوا ہے، جو سنسکرت زبان کا لفظ ہے تاہم اس کے معنیٰ ''محمدؐ'' ہی کے ہیں۔ جہاں تک دیگر صحائفِ آسمانی کا تعلق ہے تو ان میں حضور اکرمؐ کے لیے ''روحا''، ''اولایا''، ''مشفح''، ''مختار''، ''قثیم'' اور ''نبی الملاحہ'' جیسے اسمائے گرامی سے نظر آشنا ہوتی ہے۔ یہ مبارک سلسلہ، حضرت نوحؑ سے ہوتا ہوا، جب آدمؑ تک پہنچتا ہے تو صحیفۂ آدمؑ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمدؐ کے اوصاف اور حسن و جمال کی یوں توصیف و تعریف کی ہے۔ اگرچہ صحیفۂ آدم کا اصل متن موجود نہیں ہے تاہم، حضرت عبدالرحمن زید انصاریؒ نے مذکورہ صحیفۂ آدم کے اقتباس کا منظوم ترجمہ فارسی زبان میں کچھ یوں کیا ہے:۔

صلو علیہ ما طلع الشّمس و القمر
صلو علیہ ما ظہر البدر والہلال

مقصودِ آفرینش و مخدومِ کائینات (کائنات)
سرِ دفترِ مؤدّت و دیباچۂ کمال

آں بادشاہِ تحت العمرک کہ ملکِ او
باہیچ بادشاہِ پند برفتہ انتقال

گیسوئے اوست آیت والیل را سواد
رخسارِ اوست سورۂ و الشّمس رامقال
از عین احمد ست کہ اعیاں پدیدشد
دال است ہم بدیں الف و حاومیم و دال

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۱)

آسمانی کتب وصحائف کے علاوہ ،'' تاریخ ابن عساکر'' میں حضور اکرمؐ کی پیدائش مبارک سے تقریباً ہزار سال پہلے یمن کے ایک بادشاہ ''حمیر بن وردع''، جنھیں ''تبع الحمیر ی'' کہا جاتا ہے، کہ بارے میں ایک واقعہ مرقوم ہے؛ کہ انھوں نے مدینہ میں آپؐ کے لیے ایک دومنزلہ گھر تعمیر کرایا تھا اور اس گھر میں ایک نگران مقرر کیا تھا کہ میں زندہ رہوں یا نہ رہوں یہ گھر حضور اکرمؐ کے حوالے کرنا ہے اور میرا خط بھی آپؐ تک پہنچانا ہے۔ یہ خط نسل درنسل ہوتا ہوا، حضور اکرمؐ تک ''ابویعلی'' کے ذریعے پہنچا، اس خط میں درج ذیل اشعار مرقوم تھے، جنھیں تاریخ کی باقاعدہ اولین نعت کہا جا سکتا ہے، (یہاں ضمناً اس بات اضافہ کرنا ضروری ہے کہ یمن کی زبان میں ''تبع'' کے معنی بادشاہ کے ہیں)۔شاہ تبع کے نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

شهدت على احمد انه رسول
من الله بارئ النسم

فلو مد عمری الی عمره
لكنت وزيرا له و ابن عم

وجاهدت بالسيف اعدائه
وفرجت عن صدره كل غم

(۲)

یعنی، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اکرمؐ (احمدؐ)، اللہ تعالیٰ کے سچے اور برحق رسول ہیں، میری (شاہ تبع) کی عمر اگر آپؐ کے دور تک پہنچی تو میں ضرور آپؐ کا مددگار رہوں گا اور میں آپؐ کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور آپؐ کے سینے (دل) سے ہر غم کو دور کر دوں گا۔ پھر چشمِ پیر فلک نے دیکھا کہ جب آپؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو آپؐ کی اونٹنی مدینہ میں اُسی گھر کے سامنے بیٹھ گئی جو ''تبع الحمیر ی'' نے آپؐ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے لیے تعمیر کرایا تھا اور اس وقت اس گھر میں حضرت ایوب انصاریؓ بہ طور نگران موجود تھے۔اس کے علاوہ، اور بھی اس طرح کے واقعات موجود ہیں جو حضور اکرمؐ کی پیدائش مبارک سے قبل آپؐ کے سچے اور آخری نبیؐ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

جہاں تک حضور اکرمؐ کی پیدائش مبارک کے بعد، نعت گوئی کا تعلق ہے تو آپؐ کی ولادتِ باسعادت کی خبرِ سعید جب ، آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو پہنچی تو آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب، آپؐ کو خانہ کعبہ لے گئے، وہاں دعائیں مانگیں اور آپؐ کی شان مبارکہ میں فی البدیہ درج ذیل اشعار پڑھے۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے پاک آستینوں والا یہ بچہ عطا فرمایا۔ یہ اپنے پنگھوڑے میں سارے بچوں کا سردار ہے۔ میں اسے بیت اللہ شریف کی پناہ میں دیتا ہوں یہاں تک کہ میں اس کو طاقتور اور توانا دیکھوں۔ میں اس کو ہر دشمن، ہر حاسد، آنکھوں کے گھمانے کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔(۳)

ایک اور واقعہ جو، عام الفیل کے سال کا ہے کہ جب آپؐ کی پیدائش مبارک کے بعد آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب ایک وفد کے ساتھ یمن گئے اس وقت یمن کا حکمران ''سیف بن ذی یزن'' تھے۔ یمن کے حکمران ''سیف بن ذی یزن'' نے جب تمام وفد کو الوداع کیا تو، حضرت عبدالمطلب کو روک کر کہا کہ میں آپ کے ماتھے میں ایک ایسا نور دیکھ رہا ہوں کہ جس نور سے سارا جہان روشن ہوگا۔حضرت عبدالمطلب نے استفسار کیا کہ وہ نور کیسا نور ہے؟ تو سیف بن ذی یزن نے بتایا کہ اُن کی اولاد میں سے ایک بچہ پیدا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کا سچا اور آخری رسول ہوگا اور جس کے نور سے سارا جہان روشن ہوگا۔ آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ وہ بچہ پیدا ہو چکا ہے۔(۴) آپ دونوں اصحاب کے درمیان جو مذکورہ مکالمہ ہوا، اس مکالمے کے جملوں میں کمال کے قوافی استعمال ہوئے ہیں، ایسا لگتا ہے جیسے یہ بھی نعتیہ مصارع یا اشعار ہیں۔

بعثتِ نبویؐ سے قبل بھی حضور اکرمؐ کی شان مبارکہ میں مدحیہ اور تعریفی اشعار شعرائے اہلِ عرب کہتے رہے بعد میں حضور اکرمؐ کے درباری شاعر حسان بن ثابتؓ اور کعب بن زہیرؓ کے علاوہ،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عبداللہ بن رواحہؓ ،حمزہ بن عبدالمطلبؓ ،حضرت ابوبکر صدیقؓ ،حضرت علیؓ ،سعد بن ابی وقاصؓ ،کعب بن مالکؓ جیسے جید صحابہ کرامؓ نے بھی آپؐ کی شان مبارکہ میں قصائد کہے، جب کہ آپؐ کی شان مبارکہ میں مدحیہ اشعار کہنے والی خواتین میں حضرت صفیہؓ بنت ابی طالب،حضرت عاتکہؓ بنت عبد المطلب اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں ان کے علاوہ جب حضور اکرمؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو آپ کے استقبال میں ''خاندانِ بنی نجار'' کی بچیوں نے آپؐ کی شان مبارکہ میں چند مدحیہ اشعار پیش کیے (البتہ! آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان اشعار کا خالق کون ہے؟)۔اشعار ملاحظہ ہوں:۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا — مِنْ ثَنِيّاتِ الْوِدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا — مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ
أَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا — جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

(ترجمہ) وداع کی گھاٹی سے ہمارے لیے ماہ کامل طلوع ہوا ہے ہم لوگ اللہ کی حمد کے لیے مامور ہوئے کہ ہم ہر دعا گو کے ہمراہ حمد کر کے مسرور ہوں اے وہ کہ ہمارے لیے اللہ کی عطا ہے اللہ کا حکم لے کر ہمارے لیے وارد ہوا ہے۔[۵]

یہ سلسلۂ نعوت، شعرائے اہلِ عرب سے ہوتا ہوا، شعرائے اہلِ فارس تک آ پہنچا۔ فارسی زبان ادب میں کمال کی نعتیں/نعتیہ قصائد کہے گئے، جن فارسی نعت گو شعرا نے نعت گوئی میں شہرتِ دوام حاصل کی ان میں فردوسی، عرفی، خاقانی، سنائی، رومی، سعدی شیرازی اور امیر خسروؔ کے اسمائے گرامی کافی مشہور و معروف ہیں۔زبانِ عربی و فارسی میں نعت گوئی کا یہ مبارک سلسلہ جب اردو زبان ادب تک پہنچتا ہے تو اردو زبان کی ابتدا ہی سے نعتیہ اشعار کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔اس زبان (اردو) میں اولین نعت جو، اب تک دستیاب ہے وہ ''فخر دین نظامی گنجوی'' کی مثنوی ''کدم راؤ پدم راؤ'' (جو چودہ سو اکیس عیسوی اور چودہ سو پینتیس عیسوی کے درمیان لکھی گئی)، مرتبہ: ڈاکٹر جمیل جالبی میں حمد کے بعد باقاعدہ ''نعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کا سرنامہ لیے ہوئے موجود ہے جس کے بائیس اشعار ہیں، اس نعت کے پہلے تین اشعار ملاحظہ ہوں:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تہیں ایک ساچا گساتیں امر
سرے دوے تیں جگ تورَ آد کر
پٹھایا امولک رتن نور دھر
کہ تے ویل بلگت کَرن راج کر
امولک مُکٹ سیس سنسار کا
کرے کام ہَردھار کرتار کا

(٦)

چوں کہ یہ مثنوی نوسو سال قبل لکھی گئی تھی اس لیے اس کی زبان بھی قدیم ہے کہیں کہیں سنسکرت زبان کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں مثلاً ''تت سم'' اور ''تد بھو'' وغیرہ کے الفاظ ہمیں ملتے ہیں جب کہ حضور اکرمؐ کے لیے بھی سنسکرت زبان کے الفاظ ''ساچا گسائیں'' بہ معنی ''سچا آقا'' اور ''امولک رتن'' بہ معنی انمول موتی استعمال ہوئے ہیں۔

فخر دین نظامی کی اس مثنوی کے بعد ہمارے سامنے ایک اور مثنوی مُلا غواصی کی ''سیف الملوک و بدیع الجمال''، ملتی ہے، جس میں دو منظومات ''حمد'' اور ''دعا'' کے بعد نعت کے عنوان سے مکمل نعت ملتی ہے اس نعت کے پہلے چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

سچا توں محمدؐ سچا مصطفیؐ
سچا ہے توں احمد سچا مرتضےٰ

توں طٰہٰ توں یسیں توں ابطحی
توں امی توں مکی توں مرسل سہی

توں اول توں آخر، تو ہی ہے امیر
توں ظاہر توں باطن نبیؐ بے نظیر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تہیں ہاشمی ہور قریشی رسولؐ
جکچ توں کہے سو کرے رب قبول

توں قائم توں حجت توں حافظ سچا
توں شافع توں سابق توں واعظ سچا

(۷)

مذکورہ بالا دکن کے ان شعرا کے علاوہ، دکنی شعرا میں ''اشرف بیابانی''، ''شمس العشاق (میراں جی)''، ''ملا وجہی''، ابنِ نشاطی'' وغیرہ کے کلام میں بھی نعتیہ اشعار پائے جاتے ہیں۔ دکنی اردو ادب کے سرخیل ''ولی دکنی'' کے دیوان میں چند نعتیہ رباعیات ملتی ہیں، ان میں سے ایک ''نعتیہ رباعی'' ملاحظہ ہو:۔

میخانہ جسنے(جس نے) جگ کا سر پوش کیا
ایس (اس) ہاتھ سے عالم کو نوش کیا(کذا)
اوس(اس) سید عالم کو دیکھا یکبار(یک بار)
یکبارگی(یک بار گی) عالم کو فراموش کیا

(۸)

ولی دکنی کی ملاقات دہلی میں، شاہ سعداللہ گلشن سے ہوتی ہے اور ان کا ''دیوان'' جب ۱۷۲۰ء میں دہلی پہنچتا ہے تو اس کے اثرات شمالی ہند کے شعرا پر بھی غالب آتے ہیں۔ اس زمانے میں شمالی ہند کے شعرا میں سے، شاہ مبارک آبرو، شاکر ناجی، شرف الدین مضمون، مصطفی خان یک رنگ، شاہ حاتم وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ان شعرا نے ایہام گوئی کی تحریک کا آغاز کیا اور پھر خود ہی اس تحریک سے دست بردار ہوئے، اس تحریک کے بعد مظہر جانِ جاناں، مرزا محمد رفیع سودا، انشاء اللہ خاں انشاء، میر تقی میر اور خواجہ میر درد کے دور سے لے کر علامہ محمد اقبالؒ کے دور تک، ''کلاسیکی اردو ادب'' (ادبِ عالیہ) کا دور گردانا جاسکتا ہے۔ ان شعرا میں خواجہ میر درد کی شاعری میں، نعتیہ اشعار ملتے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہیں جب کہ میر تقی میر تو یہاں تک کہہ گئے ہیں :۔

جلوہ نہیں ہے نظم میں حسنِ قبول کا
دیواں میں شعر گر نہیں نعتِ رسولؐ کا

یعنی، میر تقی میر اپنے دیوان میں، ''نعتیہ اشعار'' کی شمولیت لازمی سمجھتے ہیں، میر تقی میر کا مذکورہ بالا نعتیہ شعر ان کی ایک نعت کا مطلع ہے، مکمل نعت ملاحظہ ہو:۔

جلوہ نہیں ہے نظم میں حسن قبول کا
دیواں میں شعر گر نہیں نعتِ رسولؐ کا

حق کی طلب ہے کچھ تو محمدؐ پرست ہو
ایسا وسیلہ ہے بھی خدا کے حصول کا

مطلوب ہے زمان و مکانِ جہان سے
محبوب ہے ملک کا، فلک کا ، عقول کا

احمد کو ہم نے جان رکھا ہے وہی احد
مذہب کچھ اور ہو گا کسی بوالفضول کا

جن مردماں کو آنکھیں دیا ہے خدا نے ،وے
سرمہ کریں ہیں رہ کی تری خاک دھول کا

مقصود ہے علیؓ کا، ولی کا، سبھی کا تو
ہے قصد سب کو تیری رضا کے حصول کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۹)

میر تقی میر کے بعد دیگر شعرا میں سے ایک اہم نام ''اسداللہ خاں غالب'' کا ہے، اسداللہ خاں غالب نے جہاں فارسی میں عمدہ اور خوب صورت نعتیہ اشعار کہے ہیں اور خصوصاً فارسی میں آپ کی درج ذیل نعت کا جو مقطع زبانِ زدِ عام وخاص ہے،

وہ نعت ملاحظہ ہو:۔

حق جلوہ گرز طرز و بیان محمد است
آرے کلام حق بہ زبان محمد است

آئینہ دار پرتو مہر است آفتاب
شان حق آشکار زشان محمد است

تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است
اما کشاد آں زکمان محمد است

ہر کس قسم بہ آنچہ عزیز است می خورد
سوگند کردگار بہ جان محمد است

واعظ حدیث سایۂ طوبیٰ فرو گذاشت
کایں جا سخن زسرو روان محمد است

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وہاں، غالب کی فارسی نعت کے علاوہ ، دیوانِ غالب (اردو) میں بھی نعتیہ اشعار ملتے ہیں، جوان کی نعت گوئی پر دال ہیں، چنداشعار ملاحظہ ہوں:۔

اس کی امت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند
واسطے جس شہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے، غالبؔ! گنبدِ بے در کھلا

(۱۰)

کل کیلئے (کے لیے) کر آج نہ خست شراب میں
یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باب میں

(۱۱)

یہ کس بہشت شمائل کی آمد ہے!
کہ غیرِ جلوہءِ گل، رہگزر میں خاک نہیں

(۱۲)

بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے
غلامِ ساقیِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں، مجھ کو غم کیا ہے

(۱۳)

زباں پہ بارِ خدایا! یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے

(۱۴)

منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی
قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی

(۱۵)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسداللہ خاں غالب کے ہم عصر اور بعد میں آنے والے شعرا میں سے بہادر شاہ ظفر، محمد ابراہیم ذوق، مومن خان مومن اور داغ دہلوی کے کلام میں بھی نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ تاہم !اردو شاعری کا ایک اہم حوالہ، الطاف حسین حالی کا ہے، جن کی مسدس ''مدوجزرِ اسلام'' کے آخر میں ایک استغاثہ بہ حضور سرورِ کائناتؐ بہ عنوان ''عرضِ حال'' کے علاوہ، ایک خوب صورت نعت بھی موجود ہے، جس کا پہلا بند ملاحظہ ہو:۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا (پانے والا)
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا (آنے والا) وہ
اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

(۱۶)

الطاف حسین حالی کے ہم عصر شعرا میں مولانا شبلی نعمانی بھی ایک معتبر حوالہ ہے جنھوں نے اپنی شاعری میں نعتیہ اشعار تو کم کہے ہیں تاہم، ان کا سب سے بڑا کارنامہ ''سیرت النبیؐ'' کی تصنیف ہے۔

مقالے کے آخر میں، اب ایک عالمگیر شہرت یافتہ شاعر کا حوالہ بہت ضروری ہے جو اپنی ذات میں خود ایک دبستان ہیں، دنیائے ادب میں'' شاعرِ مشرق''، ''فلسفی''، ''دکتور''، دانش ور'' اور ''علامہ'' کے نام سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں، جنھوں نے نہ صرف زبانِ فارسی میں عمدہ نعتیہ اشعار کہے ہیں بل کہ اپنی اردو شاعری میں بھی جا بجا نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ ان کا نام، سر'' محمد اقبالؒ'' ہے۔ اگر چہ، نعت کے عنوان سے ان کی ایک لکھی ہوئی مکمل نعت، باقیات اقبالؒ میں موجود ہے، جس کے انیس (۱۹) اشعار ہیں، بیش تر اشعار کے قوافی میں ''تکرارِ لفظی'' کا التزام برتا گیا ہے، اس نعت کے پہلے پانچ اشعار ملاحظہ ہوں:۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزم یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر
جو تیرے کوچہ کے ساکنوں کا فضائے جنت میں دل نہ بہلا
تسلیاں دے رہی ہیں حوریں خوشامدوں سے منا منا کر
بہار جنت کو کھینچتا تھا ہمیں مدینہ سے آج رضواں
ہزار مشکل سے اس کو ٹالا بڑے بہانے بنا بنا کر
لحد میں سوئے ہیں تیرے شیدا تو حور جنت کو اسمیں (اس میں) کیا ہے
کہ شورِ محشر بھیجتی ہے خبر نہیں کیا سکھا سکھا کر(کذا)
تری جدائی میں خاک ہونا اثر دکھاتا ہے کیمیا کا
دیار یثرب میں آ ہی پہنچے صبا کی موجوں میں مل ملا کر

(۱۷)

تاہم،ان کی کلیات (کلیات اقبال۔اردو) میں نعتیہ اشعار جا بجا ملتے ہیں،مثلاً ان کی ایک نظم ’’شوق و ذوق‘‘ میں پانچ ایسے اشعار ملتے ہیں جنھیں مکمل نعت کہا جا سکتا ہے، اشعار ملاحظہ ہوں:۔

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب!
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب!

شوکتِ سنجر وسلیم ، تیرے جلال کی نمود!
فقرِ جُنید وبا یزید، تیرا جمال بے نقاب!

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شوق ترا ،اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب!

(۱۸)

ان نعتیہ اشعار کے علاوہ، علامہ محمد اقبالؒ کو نے جب نومبر ۱۹۳۳ء میں اعلیٰ حضرت شہید امیر المومنین نادر شاہ غازیؒ کے لطف و کرم سے حکیم سنائی غزنویؒ کے مزارِ مقدس کی زیارت نصیب ہوئی تو انھوں نے حکیم سنائی ہی کے ایک مشہور قصیدے کی پیروی کرتے ہوئے، ایک قصیدہ لکھا جس کے آخری شعر سے پہلے دو نعتیہ اشعار ہوئے، وہ اشعار ملاحظہ ہوں:۔

وہ دانائے سُبل، ختم الرُّسل، مولائے کُلؐ جس نے
غُبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قُرآں، وہی فُرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

(۱۹)

مذکورہ بالا نعتیہ اشعار کے علاوہ، کلیاتِ اقبال (اردو) میں اور بھی بہت سے نعتیہ اشعار جا بجا ملتے ہیں، جب کہ ایک مکمل نظم جس کا عنوان ''حضورِ رسالت مآبؐ میں'' بھی آپ کی نعتیہ شاعری پر دال ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔　مدارج النعت، ادیب رائے پوری، کراچی، ناظم آباد، نعت اکیڈمی، س:۱۹۸۶، ص:۱۹۶۔

۲۔　استفادہ از تاریخِ ابن عساکر، ابوالقاسم ابنِ عساکر دمشقی۔

۳۔　محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جلد دوم، ۱۴۲۰ھ، ص ۳۰۔

۴۔　استفادہ از: محمد رسول اللہؐ، محمد رضا، قاہرہ: دار الکتب العلمیہ س۔ن، ص:۲۶۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۵۔ محمد ولی رازی، ہادیٔ عالم ﷺ، کراچی: دارالعلم س ن، ص ۱۴۶۔
۶۔ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ، فخر دین نظامی، مرتبہ: جمیل جالبی، ڈاکٹر، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، لال کنواں، س، ۱۹۷۹ء، ص ۶۹۔
۷۔ سیف الملوک بدیع الجمال، غواصی، مرتبہ: میر سعادت علی رضوی (ایم اے)، دکن، مجلسِ اشاعت دکنی مخطوطات، س: ۱۳۵۷ھ، ص ۴
۸۔ دیوان ولی، ولی محمد ولی (ولی دکنی)، حیدرآباد: مطبع حیدری، س: ۱۸۷۳ء، ص: ۱۶۱۔
۹۔ کلیات میر (جلداول)، میر تقی میر، لاہور: بک ٹاک، س: ۲۰۰۹ء، ص۔ ۴۵۸
۱۰۔ دیوانِ مرزا غالب، اسداللہ خاں غالب، کراچی: نمبر ا، فرید پبلشرز، س: ن۔ ص ۱۸۔
۱۱۔ ایضاً، ص ۱۱۵۔
۱۲۔ ایضاً، ص ۱۳۷۔
۱۳۔ ایضاً، ص ۲۶۱۔
۱۴۔ ایضاً، ص ۲۸۲۔
۱۵۔ ایضاً، ص ۲۷۴۔
۱۶۔ مسدس حالی (مدوجزرِ اسلام)، الطاف حسین حالی، پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، س: ۱۹۹۵ء، ص: ۱۹
۱۷۔ باقیاتِ اقبال، علامہ اقبالؒ، مرتبہ: عبدالواحد معینی، سید، دہلی: مکتبہ رنگین، س: ن، ص: ۶۳۔
۱۸۔ کلیات اقبال (اردو)، اقبال، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، س: ۱۹۷۷ء، بار: سوم۔ ص: ۱۱۳۔
۱۹۔ ایضاً، ص: ۳۱۷۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹر کنیز فاطمہ
نسیم اختر ڈوگر

نعت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لفظ نعت کے لغوی و اصطلاحی معنی حضرت محمد مصطفی صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر و ثناء سے مختص ہیں عمومی معنی میں اسے شاعری کی مقدس ترین صنف سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کا قرآنی تقدس بلا شرکت غیر حضور اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عالی مرتبت سے خاص نسبت رکھتا ہے۔

عرف عام میں نعت رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و مدح، ثناء و ستائش اور تعریف وتوصیف بیان کرنے والی منظومات کو کہا جاتا ہے۔

نعت کا لفظ مستقل ایک مضمون وموضوع کا احاطہ کرتا ہے۔اس سے مراد وہ تمام ذخائر وخزائن ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومناقب، اخلاق وکردار، تعریف وتوصیف، شمائل و خصائل اور مدح وثنا پر مشتمل ہوں یہ تمام نظمی ونثری مجموعے نعت رسول مقبول کے زمرے میں شامل ہوتے ہیں۔عربی کے علاوہ فارسی اور اردو لغات میں بھی لفظ "نعت" کا استعمال بطور صنف شاعری مطلقا حضور اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وثنا سے متعلق ہے۔

نور اللغات کے مطابق: "یہ لفظ نعت بمعنی مطلق وصف ہے لیکن اس کا استعمال آنحضرت صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ستائش وثنا کے لئے مخصوص ہے۔

لسان العرب میں نعت:

انعت! وصفك الشئ تنعته بما فيه و تبالغ فی وصفه والنعت۔ مانعت به نعت ینعته نعتا۔ وصفه و رجل ناعت من قوم ناعت قال الشاعر۔

انعتا انی من نعتا

ونعت الشی وتنعته اذا وصفه 1

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تاج العروس میں نعت:

(نعت کا لمنع) ای فی کونه مفتوح العین فی الماضی والمضارع(الوصف) ثنعت الشان، عافیه و تبالغ فی وصفه وانعت مانعت به نعته به نعته به نعته ینعته نعتا و شفا و رجل ناعت من قوم نعات

قال الشاعر۔

انعتا انی من نعتا

وفی صفته صلی الله علیه وسلم 2

لسان العرب اور تاج العروس دونوں ہی لغات عربی زبان کی مستند لغات ہیں ان میں نعت کا مفہوم نعت کسی شے کی خوبی یا وصف کو اس طرح بیان کرنا کہ اس میں مبالغہ سے کام لیا جائے اور قبح کا ذرہ بھر شائبہ نہ ہو۔

صاحب لسان العرب نے ابن اعرابی کے حوالے سے کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ نعت رسول کی صفت کو بھی کہتے ہیں اور تاج العروس میں بھی نعت کو انھی معنوں میں شمار کیا جاتا ہے لیکن ان لغات سے نعت کا حقیقی مفہوم کیا ہے یہ بات واضح نہیں ہوتی۔

المنجد:

نعتہ تعریف کرنا، بیان کرنا، نعت کلمتہ: کلمہ کی صفت لانا، نعاتہ الرجل پیدائش ہی سے اچھی صفات والا ہونا۔3

معجم العربیہ:

نعت ینعت نعتا وانتعت کسی چیز کو بیان کرنا یا اس کے اوصاف بیان کرنا، سراہنا تعریف کرنا۔خوبیاں بیان کرنا، صرف ونحو میں صفت کو موصوف کے ساتھ ملانا

نعت: صفت، وصف، جوہر، ہنر، تعریف۔4

مصباح اللغات:

نعتہ (ف) نعتا: تعریف کرنا، بیان کرنا، اکثر اس کا استعمال صفات حسنہ کے لئے ہوتا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے۔5

غیاث اللغات:

نعت (ء) نعت بالفتح تعریف وتوصیف کردن از منتخب اگرچہ نعت بمعنی مطلق صفت است لیکن اکثر استعمال ایں لفظ ستائش وثنائے رسول اللہ آمدراست، بمعنی صیغۂ اسم فاعل واسم مفعول، صیغۂ صفت مشبہ نیز فی آید۔6

زبر سے نعت کے معنی صفات حسنہ کے ساتھ تعریف وتوصیف بمعنی مطلق صفت است لیکن اکثر استعمال ایں لفظ ستائش وثنائے رسول اللہ آمداست بمعنی اسم فاعل اسم مفعول

فرہنگ آصفیہ:

صفت وثنا، تعریف وتوصیف، مدح وثنا مجازا خاص حضرت سیدالمرسلین، رحمت العالمین کی توصیف۔7

حضرت محمد صلی اللہ کی تعریف وتوصیف کا حامل کلام8

فیروز اللغات: (مونث) نعت، مدح ثناء تعریف رسول اللہ کی شان میں مدیحہ اشعار9

پیغمبر اسلام حضرت محمد کی تعریف وتوصیف کا حامل کلام عربی زبان کی متذکرہ بالا لغات میں نعت کے جو معنی درج ہیں ان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نعت کے معنی وصف کے ہیں خصوصا جب کسی چیز کے وصف میں مبالغہ سے کام لیا جائے تو اس وقت نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے مفسرین کرام نے قرآن مجید کی شرح وترجمانی میں اس لفظ کو وصف کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وشمائل ترمذی (حافظ محمد عیسی ترمذی م 279 ہجری) میں نعت کا لفظ اپنی مختلف نحوی اور صرفی صورتوں میں قریبا 50 مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

نعت کی تعریف:

نعت عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی وصف اور خوبی کے ہیں یہ سہ حرفی لفظ ہے بااعتبار جنس مونث ہے اور اس کا پہلا حرف مفتوح ہے اور بعد کے دونوں حروف ساکن ہیں۔ عربی لسانیات میں اس کا استعمال صفت کے مترادف میں ہوتا ہے اور یہ ایک نحوی اصطلاح ہے لغوی اعتبار سے اس کا استعمال

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کسی کی مدح وستائش کے لئے کیا جاتا ہے۔

نعت گوئی کی تعریف شارحین حدیث کی نظر میں:

بعض شارحین حدیث نے اپنی تحریروں میں نعت کو مطلق وصف کی عمومیت سے نکال کر اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف وتوصیف سے وابستہ کیا ہے اور اسے ایک خاص مفہوم کا حامل ٹھہرایا ہے۔

ابن اثیر نے النہایہ فی الغریب الحدیث والاثر میں لفظ نعت کو اصطلاحی مفہوم میں پیش کیا ہے۔ یہ پہلا ماخذ ہے جس میں ایک خاص مفہوم کا اہل ٹھہرایا ہے۔ اردو لغات میں اگرچہ عربی و فارسی لغات کی پیروی کرتے ہوئے نعت کا لفظ مطلق وصف اور ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں معنی میں آیا ہے۔ مگر نور الغات کے مرتب نے لکھا ہے کہ یہ لفظ بامعنی متعلق وصف ہے لیکن اس کا استعمال آں حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ستائش اور ثنا کے لیے مخصوص ہے۔ اردو زبان وادب میں متعلق وصف کے معنی میں اس کا استعمال قریب قریب ناپید ہے۔ شعر وادب میں لفظ نعت کا استعمال وصف رسول کے بیان کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آیا ہے۔ اس کی وجہ غالبا یہی ہے کہ عربی سے فارسی اور پھر فارسی سے اردو شعر و ادب تک یہ لفظ وصف مطلق کی عمومیت سے نکل کر آں حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور مدح وثنا کے لیے مخصوص ہو چکا تھا یعنی اردو نعت اور زبان وادب میں اس کے معنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف وتوصیف کے مفہوم سے منسوب ومختص ہے۔" 10

نعت کے اصطلاحی معنی دانشوروں کی نظر میں:

نعت کے اصطلاحی معنوں کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالمجید سندھی نے بھی لکھا ہے کہ" نعت کے معنی ہیں خوبصورت وصف یعنی کسی کی خوبیاں بیان کرنا لیکن اب نعت مستقل اصطلاح کی صورت اختیار کر چکا ہے اور اس کے معنی میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا اور وصف بیان کرنا" 11
مذکورہ بالا عربی فارسی اور اردو لغات میں درج کردہ آرا کی روشنی میں نعت کے معنی ومفہوم اور تعریف و توصیف میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر وہ ادب پارہ جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو، مدح ہو، ثنا ہو، تعریف وتوصیف ہو سراپا کا بیان ہو۔ یا وہ شمائل اقدس کی لفظی تصویر کشی ہو مقصد و بعثت نبوت کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تذکرہ ہو عقیدت و محبت کے جذبات کی ترجمانی ہو الغرض ہر وہ ادبی کاوش جو کسی بھی زبان میں اپنے قاری و سامع کو رحمت اللعالمین کی رحمت کی طرف متوجہ کرے اور قرب مصطفی کا احساس پیدا کر دے وہ چاہے نثری شہ پارہ ہو یا نظمی بلا شبہ نعت ہے۔نعتیہ شاعری میں ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نعت کی تعریف کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔فرمان فتح پوری کے حوالے سے کہتے ہیں اصولاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سے متعلق نثر اور نظم کے ہر ٹکڑے کو نعت کہا جائے گا لیکن اردو اور فارسی میں جب لفظ نعت کا استعمال ہوتا ہے تو اس سے عام طور پر آں حضرت کی منظوم مدح و ثنا مراد لی جاتی ہے۔12

الحافظ ابو موسی کے مطابق ”نعت وصف محمود کو کہیں گے۔اگر بتکلف اس میں وصف مذموم کا مفہوم پیدا کرنا ہو تو ”نعت سوء“ سے اسے ظاہر کریں گے۔نعت جب وصف محمود ہے تو وصف کیا ہے؟ وصف کے معنی کسی چیز کے عوارض اور اس کی خصوصیات کو نمایاں کرنے کو کہتے ہیں۔“13

راجہ رشید محمود نعت کے بارے میں کچھ یوں رقمطراز ہیں کہ:

"تعریف مدح و ثنا تحمید توصیف اور نعت کے الفاظ مختلف مقامات پر حضور اکرم صل اللہ علیہ وسلم کی مدح میں استعمال کئے گئے ہیں لیکن جو اصطلاح خاص طور سے کثرت کے ساتھ مدح حضور اکرم کے لئے استعمال ہوتی ہے وہ نعت ہے"۔14

پروفیسر سید محمد یونس گیلانی نعت کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں۔

"نعت کا مفہوم اہل لغت کے نزدیک اچھی صفات و عادات و خصائل کا بیان کرنا ہے جو خالصتاً طبع کسی شخص میں پائی جائیں یہی وجہ ہے کہ نعت کا لفظ حضرت محمد کی ذات اقدس کی تعریف و توصیف کے لیے مختص ہو گیا ہے نعت رسول مقبول کا بیان روز اول سے لے کر آج تک مسلسل و متواتر جاری و ساری ہے اور ابد تک جاری و ساری رہے گا"۔15

"نعت "عربی کا لفظ ہے۔ اس کے معنی تعریف و توصیف بیان کرنے کے ہیں اگر چہ عربی میں مدح کا لفظ بھی اس مقصد کے لیے مستعمل ہے لیکن ادبیات میں نعت آں حضرت کے اوصاف و محاسن اور بیان سیرت کے اظہار کے لیے مختص ہے اور یہی وہ صنف سخن ہے جس میں شاعر کا عجز نعت کی خصوصیات کا حصہ ہے چاہے وہ کسی بھی زبان میں ہو نعت عربی زبان کا ایک مادہ ہے نعت کے معنی ہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اچھی اور قابل تعریف صفات کا کسی شخص میں پایا جانا اور ان صفات کا بیان کرنا" 16

"حضور کے اوصاف احوال کردار افعال اشغال، عادات معاملات، سخاوت وعفو و درگزر کے حوالے سے جو شاعری کی جاتی رہی ہے اور کی جارہی ہے اس صنف سخن کا نام "نعت" طے پا چکا ہے ناقدین ادب نے نعت شریف کے اسالیب اور انداز بیان پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔"17

ابن اثیر نے النہایہ فی غریب الحدیث میں اس لفظ نعت کی توضیح کچھ ان الفاظ میں بیان کی ہے یہ لفظ (نعت) کسی شخص یا کسی چیز کے حسن واوصاف بیان کرنے کے لیے مختص ہے نہ کہ کسی شخص کے قبح ومعائب بیان کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے اگر اس لفظ کے توسط سے کسی کی برائی کا تذکرہ مقصود ہو تو اسے اصطلاحاً نعت سو یا نعت مکروہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔" 18

نعت سے متعلق ڈاکٹر ریاض مجید یوں رقم طراز ہیں یہ لفظ"نعت خلقتا عمدہ صفات کے مالک کے لیے استعمال ہوا ہے یعنی اس شخص کے لیے جو پیدائشی طور پر خوبصورت ہو عمدہ خصلتوں اور اچھے اخلاق والا ہو اور یہ لفظ نعت اوصاف کے انتہائی درجے کے مفہوم میں اتا ہے۔

نعت کے لغوی واصطلاحی معنی کے ضمن میں مختلف دانشواروں کی آرا کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نعت بحیثیت صنف شاعری اپنا ایک انفرادی موضوع رکھتی ہے اس صنف سخن کی موضوعاتی یکتائیت اور اس کا استمرار ہی اس کا انفرادی تشخص ہے غالباً اس کا یہی انفرادی تشخص اسے شاعری کی دیگر اصناف سخن سے ممتاز و الگ کرتا ہے۔

نعت گوئی کا تاریخی آغاز وارتقاء:

نعت کا آغاز عرب میں ہوا وہیں آپ کے کمالات عادات واطوار اور خصائل وشمائل منصۂ وشہود پر جلوہ گر ہوئے دنیائے ادب کی پہلی نعت رسول کریم کی پیدائش سے قبل تبع حمیری اور ورقہ بن نوفل نے حضور اکرم شان میں نعت بیان کی یعنی حضور صلعم کی شان میں نعت کہی حضرت ابوطالب نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان کی اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پہلے نعت گو شاعر ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں بہت سے شعراء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاعری بیان کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو موضوع سخن بنایا آپ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی حضرت حسان بن ثابت اور کعب بن زہیر لبید بن ربیعہ اور کعب بن مالک جو اصحاب رسول بھی تھے ان سے اپنی نعتیں سماعت فرمائی ہیں اولاعربی سے نعت فارسی میں آئی تو اسے حافظ سعدی، صائب اور عرفی جیسے شعراء میسر آئے ہندوستان میں خسرو، نظامی اور بیدل نے فارسی میں نعتیں لکھیں اس کے بعد اردو کے بعد اردو کے ء ابتدائی دور میں متعدد صوفی شعراء نے اس صنف میں طبع آزمائی کی جب اردو نے بطور زبان مقام و مرتبہ حاصل کر لیا تو اردو کے تمام چھوٹے بڑے شعرا نے نعت کی صنف میں طبع آزمائی کی انیسویں صدی کے اواخر میں بہت سے نامور شاعر گزرے ہیں جن میں امام احمد رضا خان اور محسن کاکوروی وہ شعراء ہیں جن کا کلام آج بھی سماں باندھ دیتا ہے حالی نے بھی مسدس حالی کے اختتام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کیا ہے اسی طرح حفیظ جالندھری نے بھی شاہنامہ اسلام میں سیرت طیبہ کو اپنا موضوع بنایا ہے جو کہ جدید نعت نگاری کا ذریعہ بن گیا علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان کی شاعری بھی عشق رسول کا منہ بولتا ثبوت ہے نعت صرف آپ کی مدح وثنا میں لکھی جانے والی منظومات ہی نہیں ہیں بلکہ نثر پارے بھی جو اپ کی مدح وتوصیف میں ہوں وہ نعت اصناف ادب میں شامل ہے۔ چونکہ نعت گوئی کا آغاز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی ہو گیا تھا اس لیے حضرت حسان بن ثابت کا نام نامی سرفہرست ہے جنہوں نے رسول کریم کی شان میں بے شمار نعتیہ اشعار کہے آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی ان کے لئے اپنے سامنے ممبر لگوایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے نعتیں کہیں ان میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت عباس بن عبدالمطلب حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عامر بن اکوع حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت عثمان ،حضرت فاطمہ حضرت کعب بن زبیر، ام المومنین حضرت عائشہ اور حضرت زین العابدین بن حسین کا نام نامی تاریخ میں ملتے ہیں۔

نعت کا آغاز عرب میں:

گو کہ یہ کہنا مشکل ہے کہ نعت گوئی کا آغاز کب اور کس نے کیا۔ بنیادی طور پر نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز عرب سے ہوا۔ پہلا نعت گو صاعر کون ہے یہ وثوق سے کہنا مشکل ہے۔ بہر حال اتنا کہنا کافی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں

نعت کا آغاز عرب میں ہوا وہیں آپ کے کمالات عادات واطوار اور خصائل وشمائل منصۂ وشہود پر جلوہ گر ہوئے دنیا ادب کی پہلی نعت رسول کریم کی پیدائش سے قبل تبع حمیری اور ورقہ بن نوفل نے کہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے برد آپ صل اللہ کی شان میں پہلی نعت حضرت ابوطالب نے کہی پھر نبی کریم کی نعت کہی اصحاب رسول میں حضرت حسان بن ثابت پہلے نعت گو شاعر ہیں۔ لہٰذا عالمی ادب کی سب سے مفید اور کارآمد صنف سخن ہے۔ اسلام جب عرب سے باہر پھیلا تو ہر زبان میں نعت لکھی گئی۔

حضور اکرم صل اللہ کی سب سے پہلی مدح:

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سب سے پہلے جو مدح سرائی ہوئی ہے تاریخ کی کتب میں حوالوں کے ساتھ موجود ہے سیرت ابن ہشام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے واقعے کو نقل کیا گیا ہے کہ "سب سے پہلے آپ صل اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب ہیں سیرت ابن ہشام میں ابن ہشام نے ایک قصیدے کے سات شعر نقل کیے ہیں جن میں ابوطالب نے پرجوش انداز میں نبی کریم کی مدح اشعار کی صورت میں کی اور اپنے خاندان بنو ہاشم کی خصوصیات وخوبیاں بیان کی ہیں ابوطالب وہ پہلے شخص ہیں جن کی زبان مبارکہ سے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے مدحیہ اشعار نکلے۔" 18

"عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نعتیہ شاعری کا آغاز ہوا اور بتدریج ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے آج آفاقی عظمت کی حامل بن گئی نعتیہ ادب کی خوشبو قیامت تک مہکتی رہے گی۔" 19

صحابہ کرام اور نعت گوئی:

نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں ہو گیا تھا حضرت حسان بن ثابت کا نام سرفہرست ہے جنہوں نے رسول کریم کی شان میں بے شمار نعتیہ اشعار کہے آپ صل اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور ان کے لیے اپنے سامنے منبر رکھوایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حیات طیبہ ہی میں صحابہ کرام نے نعتیں کہیں ان میں حضرت حمزہ بن عبدالمطل ،حضرت عبداللہ بن رواحہ ،حضرت عباس بن عبدالمطلب ،حضرت ابوبکر صدیق ،حضرت عمر ،حضرت عثمان ،حضرت علی ،عامر بن اکوع ،اسوہ بن سریع ،حسان بن ثابت ،حضرت فاطمہ ،حضرت عائشہ اور حضرت زین العابدین بن حسین کے نام نامی تاریخ میں ملتے ہیں اور اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو مدینہ کی بچیوں نے دف بجا کر طلع البدر وعلینا کہی اسی طرح عرب شعراء نے فن نعت گوئی کو بام عروج تک پہنچا دیا پھر فارسی و اردو شعرا نے بھی نعت میں اپنے اپنے جوہر دکھائے یوں ہندوستان میں دی نعت گوئی کا اغاز ہو گیا۔

حضرت علی کا ایک مدحیہ شعر جس میں نبی اکرم کی مدح سرائی میں یوں رقمطراز ہیں:

آللہ یعلم شانہ و ھو العلم بیانہ

اور اللہ آپ صل اللہ کی شان جانتا ہے اور وہ آپ کی. بیان سے باخبر ہے۔

علمائے کرام اور نعت گوئی:

علمائے کرام اور نعت گوئی جس طرح صحابہ کرام نے اپنے اپنے انداز سے نعت گوئ کی اسی طرح ہار دور میں علمائے کرام نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت گوئی نثر اور نظم دونوں میں فرمائی وہ امام ابوحنیفہ ہوں یا باقی دیگر آئمہ کرام سب نے آپ صل اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بیان فرمایا ہے ان میں خاص نام مولانا جامی ،شیخ سعدی ،امام بوصیری ،علامہ ریاض الدین سہروردی ،شاہ اکبر داناپوری ،احمد رضا خان بریلوی ،پیر نصیر الدین نصیر ،اختر رضا خان کے نام قابل ذکر ہیں۔

اولیائے کرام اور نعت گوئی:

صحابہ اور علماء کرام کی طرح اولیاء کرام نے بھی اپنے اپنے انداز سے نعت گوئی کی ہے۔ اولیاء کرام نے اسلام کی ترویج میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں ۔عشق رسول کے ذریعے مخلوق خدا کو سیرت طیبہ سے روشناس کروایا تمام تر سلاسل تصوف میں نعت خوانی کو خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے صوفیا کرام میں چند نام جنہوں نے نعت گوئی کو فروغ دیا نہایت معتبر ہیں جن میں شیخ عبدالقادر جیلانی ، سلطان باہو، بابا بلھے ،شاہ بابا فرید الدین گنج شکر ،خواجہ نظام الدین اولیاء، امیر خسرو، مخدوم علاؤالدین

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

علی احمد کلیری، شاہ اکبر دانہ پوری، پیر مہر علی شاہ کے نام سرفہرست ہیں مسلم نعت گو شعراء کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وثنا ہر دور میں ہوتی رہی ہے اور ہر زبان میں ہوتی رہی ہے۔

مسلم نعت گو شعراء:

مسلم نعت گو شعراء میں یہ نام شامل ہیں امیر مینائی، شاہ اکبر دانا پوری، حسن رضا خان، الطاف حسین حالی، صائم چشتی، علامہ اقبال، بیدم وارثی، ادیب رائے پوری، محمد علی حضوری، حفیظ تائب، احمد یز دانی، حافظ مظہر الدین مظہر، بہزاد لکھنوی، مولانا کوثر نیازی، عبدالستار نیازی، شاہ محسن دانا پوری، رشید آفرین، ریاض حسین چوہدری، قمر الدین انجم، ضیا نیر، اقبال عظیم، حسین محی الدین، مولانا ظفر علی خان، ماہر القادری، خالد محمود نقشبندی، منصور آفاق، علیم ناصری یز دانی جلندھری، خالد علیم، اعجاز رحمانی، مقصود احمد تبسم، مولانا الیاس قادری، پیر نصیر الدین نصیر گیلانی، عباس ندیم قریشی، شاکر قادری، مرزا حفیظ اوج، آصف قادری، مظفر وارثی، صبیح رحمانی قابل ذکر شعراء ہیں۔

غیر مسلم نعت گو شعراء:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی صرف مسلم شعراء نے ہی نہیں بیان کی بلکہ غیر مسلم شعراء نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت وثنا بیان کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمت للعالمین ہیں اللہ تعالی نے آپ صل اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اللعالمینی کی صفت ہے کہ غیر مسلموں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف و مدح بیان کی ہے اور ایسے لافانی اشعار کہے ہیں کہ ان کی مثال ملنا مشکل ہے ان شعراء کرام نے شہرت کی بلندیوں کو چھوا ہے جن میں کشور مہندر سنگھ بیدی جسٹس بھگوان داس کی نعتیہ شاعری لاجواب ہے بھگوان داس کا ایک مشہور شعر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کا یوں مظہر ہے۔

جمال دو عالم تری ذات عالی
دو عالم کی رونق تیری خوش جمالی
مہندر سنگھ بیدی کا یہ شعر کمال کا ہے
عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہندوستان میں نعت گوئی:

"نعت گوئی عشق رسول اور شوق مدینہ ہندوستانی شعراء کا محبوب موضوع رہا ہے اور فارسی شاعری کے بعد سب سے بہتر اور سب سے موثر نعتیں اردو ہی میں ملتی ہیں" 20

برصغیر میں نعتیہ شاعری میں آج بھی عربی فارسی اور اردو نعتیہ ذخیرہ موجود ہے وہ کسی اور جگہ نظر نہیں آتا۔ نعت گوئی عرب سے ایران اور پھر ہندوستان میں وارد ہوئی ہندوستان کے چند نامور شعراء حضرات کے بغیر برصغیر پاک و ہند میں نعت گوئی کا سفر مکمل نہیں ہوتا جس میں صوفیا کرام کی نعتیہ شاعری کو بہت اہمیت حاصل ہے ان میں حضرت امیر خسرو، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، قلی کتب شاہ ولی دکنی سراج اورنگ آبادی، امیر مینائی، محسن کاکوروی، الطاف حسین حالی، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال، احمد رضا خاں بریلوی، مولانا ظفر علی خان، محمد علی جوہر، حفیظ جالندھری اور ماہر القادری نے نعت گوئی میں نئے نئے رنگ و آہنگ کا اضافہ کیا۔

آج بھی برصغیر پاک و ہند میں فارسی اور اردو زبان میں جو نعتیہ ذخیرہ موجود ہے وہ کسی اور زبان میں نظر نہیں آتا۔

نعت گوئی کا تاریخی پس منظر:

نعت کی تاریخی حیثیت بھی ہے اور تاریخی اہمیت بھی نعت کا لفظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے بھی ادا ہوا ہے۔ بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ بیمار ہوا تو آقا علیہ السلام اس کی تیمارداری کے لیے بنفس نفیس تشریف لے گئے اس کا باپ لڑکے کے سرہانے بیٹھا تورات پڑھ رہا تھا آپ نے پوچھا: بل تجد فی تورات نعتی۔ کیا تم تورات میں میری تعریف کو پاتے ہو اس نے جھوٹ بولا: کہا: نہیں! لڑکا فوراً بولا: بلی واللہ یا رسول انا نجدلك فی التورات نعتك۔ ہاں یارسول اللہ ہم تورات میں آپ کی نعت کو پاتے ہیں۔

لہٰذا نعت گوئی کا آغاز دور نبوی سے ہی ہو گیا تھا جیسے جیسے اسلام پھیلتا گیا نعت گوئی بھی دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلتی گئی اور اسی طرح نعت گوئی ہر زبان میں ہوتی رہی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

" یہ ایک نا قابل تر دید حقیقت ہے کہ نعت صدیوں کا سفر کرتی ہوئی آج انتہائی عروج پر ہے اُج کا دور اپنی مادیت پسندی کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن رحمت میں پناہ ڈھونڈ رہا ہے یہ عہد حاضر کی مجبوری نہیں بلکہ افتخار ہے کہ اس نے اپنے تشخص کا احساس نعت کے حوالے سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ "21

موضوعات نعت:

نعت کا موضوع دیگر موضوعاتی اصناف سے مختلف ہے نبی کریم کی ذات وصفات، سیرت و کردار، اخلاق و عمل خود اپنے اندر غیر معمولی وسعت وتنوع رکھتی ہے۔صنف نعت کی یک موضوعی خصوصیت وخوبی ذات وصفات نبی کے تنوع سے وجود میں آتی ہے نعت لکھنا ایک انسانی تخلیقی عمل ہے نعت کا موضوع متعین ہونے کے باوجود نئے معنی کی تخلیق کی راہ میں حائل نہیں ہوتا اگر نئے معنی نہ ہوں اور صرف چند ایک موضوعات کی یکساں انداز واسلوب میں تکرار ہوتو ہم عقیدت کے تحت خاموش احترام کا مظاہرہ کر سکتے ہیں لیکن اس کے ادبی حسن وخوبصورتی کی داد کے جذبات محسوس کرنے سے قاصر رہیں گے نعت میں ادبی حسن اور معنی آفرینی ایک ساتھ ہوتی ہے نعت کا دائرہ کار مذہب ثقافت معاشرے اور انسانی نفسیات تک پھیلا ہوا ہے یہ صرف لفظوں کی منطق یا کھیل نہیں ہے۔

نعت کا بنیادی موضوع نبی کریم کی ذات اقدس ہے یہی وجہ ہے کہ نعت کی صنفی شناخت بلحاظ موضوع ہے بالحاظ ہیت نہیں ہے اردو نعت کے موضوعات دیگر شعری اصناف کی طرح کبھی محدود نہیں رہے وقت کے ساتھ ساتھ ان میں تبدیلی آتی رہی ہے نعت کا اہم موضوع مدحت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ ثواب ومغفرت کا ذریعہ رہا ہے۔انیسویں صدی کے اواخر میں نعت کے موضوعات میں تنوع پیدا ہونا شروع ہوا نعتیہ شاعری کے موضوعات میں حالات کے بدلنے سے کافی تنوع رونما ہوا۔نعت کا موضوع دیگر موضوعات اصناف کے موضوع سے مختلف ہے نبی پاک کی ذات وصفات سیرت وعمل خود اپنے اندر غیر معمولی تنوع رکھتے ہیں گویا صنف نعت کی یک موضوعی خصوصیات ذات و صفات نبی کے تنوع سے ہے۔

" مضامین نعت کے اعتبار سے جو وسعت اس صنف شاعری کو حاصل ہے کسی اور صنف کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حاصل نہیں ہے ہر طرح کے داخلی اور خارجی مضامین اس میں گنجائش پاتے ہیں۔"22

نعت کی بنیاد موضوع پر ہے اس کا شمار موضوعاتی تقسیم پر ہوتا ہے نعت ہر اس نظم کو کہا جاتا ہے جس میں نبی کریم کی ذات صفات اور آپ سے متعلقات ومنسلکات کو موضوع سخن بنایا گیا ہو۔ اردو نعت کے موضوعات بھی دیگر شعری اصناف کی طرح محدود نہیں رہے وقت کے ساتھ ساتھ ان میں تبدیلی و تنوع آتا رہا ہے نعت اسی طرح اپنے زمانے کی حسیت کو اپنی شعریات کا حصہ بناتی رہی ہے ہر دور میں اس میں تنوع وجدت کا عنصر موجود رہا ہے۔

نو آبادیاتی عہد میں جب مسلم قوم پرستی کا آغاز ہوا تو جداگانہ مذہبی شناخت کا عنصر غالب ہوا تو نعتیہ شاعری کے موضوعات بھی تبدیل ہونا شروع ہوئے اسی طرح برصغیر کے مسلمانوں کو اپنی مذہب شناخت کو نمایاں کرنے کا موقع ملا لہذا تاریخ اسلام اور سیرت رسول کی طرف پہلے سے کہیں زیادہ رجوع کرنے لگے چنانچہ نعتیہ شاعری مذہبی قومی شناخت کی تشکیل میں ایک نمایاں عنصر بن کر ابھری جس کے باعث انیسویں صدی کے اواخر میں نعت کے موضوعات میں تنوع پیدا ہونا شروع ہوا۔

نعت گو کے لیے ہر موضوع نعت کا موضوع ہے چاہے وہ مکے کی گلیاں ہوں جبل نور ہو، غار حرا ہو، غار ثور ہو ہجرت مدینہ یا قیام مدینہ گنبد خضری سیرت وکردار، اخلاق وعادات، اعمال وخصائل، حسن وجمال سب موضوعات نعت ہیں۔ نعت کے موضوعات ہمارے ہاں متنوع قسم کے ہیں جن کا تعلق شاعر کی قلبی کیفیت کے ساتھ ہوتا ہے آپ کے مخالفین کی ہجو ابتدائے اسلام میں عرب شعراء نے کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت وثنا بھی کی گئی بہر حال نعت کے متعدد پہلو و موضوعات ہیں جنہیں عربی فارسی اور اردو شعراء نے اپنے اپنے انداز وذوق اور فنی مہارت کو بروئے کار لاتے ہوئے قلم بند کیا ہے۔ جہاں تک روایتی نعتیہ شاعری کے موضوعات کا تعلق ہے ان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت طیبہ کے ذریعے سے انسانی زندگی کے تمام اخلاقی مذہبی معاشی معاشرتی تہذیبی اور سیاسی موضوع بھی شامل کیے گئے ہیں۔

نعتیہ شاعری کا مقصد و منہج:

نعت گوئی کا اولین مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وسیرت وشخصیت سے عوام کو روشناس کرانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی وتقلید کی طرف راغب کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا کارثواب اور ذریعہ نجات ہے مسلمان جب عرب کی سرزمین سے نکلے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پرعمل پیرا رہے اور توحید کا پیغام دیتے رہے اور عشق رسول کو نعت کا محرک بنایا کوئی مسلمان شاعر ایسا نہیں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت نہ کہی ہو چاہے وہ عربی وفارسی کا ہو یا کسی اور زبان میں شاعری کرتا ہو اس کی شاعری کا بنیادی مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت رہی بلکہ کئی غیر مسلم شعراء نے بھی نعتیہ کلام پیش کر کے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ نعت کے محرکات عام طور پر دو قسم کے جذبات ہیں عقیدت اور عشق ان دونوں کا محور ایک عظیم المرتبت ذات گرامی ہے لیکن یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ دونوں جذبات انسانی دل میں مجزن ہوتے ہیں اسی زبان میں ظاہر ہوتے ہیں جسے شعری اظہار کے لیے اختیار کیا جائے نعت گوئی کے لیے دو باتوں کو اہمیت دی جانی چاہیے اول یہ کہ غیر معمولی عقیدت وعشق کے جذبات عام انسانی زبان اور رائج شاعرانہ وسائل کی نفی نہیں کرتے دوم یہ کہ نعت لکھنا بھی ایک انسانی تخلیقی عمل ہے چونکہ یہ دونوں باتیں نعت میں موجود ہیں اس لیے نعت کے معنی بھی ہئیتی تصور کیے جا سکتے ہیں معنی سے مراد وہ معنی لیے جاتے ہیں جو کسی پہلو سے موجود موضوع کا عکس نہیں ہوتا بلکہ متن کی تخلیق کے دوران میں وجود پذیر ہوتا ہے نعت کا موضوع متعین ہونے کے باوجود نئے معنی کی تخلیق کی راہ میں حائل نہیں ہوتا نعت میں اگر چند موضوعات کی یکساں اسلوب کی تکرار ہو تو اس کے ضمن میں ہم مذہبی عقیدت کے تحت احترام کا مظاہرہ کر سکتے ہیں مگر اس کے ادبی حسن کے حوالے سے وہ داد وتحسین نہیں کر سکتے نعت میں ادبی حسن اور معنی آفرینی کا عنصر ایک ساتھ ہے نعت کی معنی آفرینی حالانکہ ایک ہئیتی عمل ہے تاہم یہ محض ایک لسانی کاوش نہیں بلکہ اس کا دائرہ مذہب، ثقافت، سماج اور انسانی نفسیات کو بھی متاثر کرتا ہے یوں تو نعت گوئی کے بہت سے محرکات ہو سکتے ہیں تاہم ان میں عقیدت وعشق کا محرک قابل ذکر ہے عقیدت اگرچہ کسی بات کو درست سمجھ کر اس پر دل کے مرتکز ہونے کا نام ہے عشق کا جذبہ عقیدت کے مقابل نہیں ہے تاہم عقیدت سے کہیں زیادہ گہرا اور مضبوط ہوتا ہے۔ عقیدت میں رسمی پن ہو سکتا ہے مگر عشق میں نہیں عشق ایک داخلی کیفیت کا نام ہے کیونکہ عشق انفرادی داخلی اور موضوعی ہے عقیدت ایک اجتماعی کیفیت بھی ہو سکتی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عقیدت کے تحت لکھی جانے والی نعتیں ایک ثقافت کی آئینہ دار ہوتی ہیں مگر عشق میں لکھی گئی نعتیں روحانی رفعت عطا کرتی ہیں لیکن لازم نہیں ہے کہ جہاں عشق ہو وہاں عقیدت بھی لازمی ہو گی عشق عقیدت کی انتہا تو ہو سکتی ہے۔ عشق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام صداقتوں کا مظہر اتم ہے اللہ کی محبت کے بعد سب سے زیادہ محبت کے قابل اگر کوئی ہستی ہے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی ہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا قرآن پاک میں بھی جا بجا تذکرہ فرمایا گیا ہے عشق نبی کی کئی جہتیں اور خوبیاں ہیں جو محض عشق نبی ہی کے لیے مخصوص ہیں بلکہ عشق نبی کی بنیاد مین عقیدت کا ہونا لازمی عنصر ہے۔ "کیونکہ با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار" کی کیفیت ہوتی ہے نبی کے عشق کی کیفیت وعقیدت عام عشق سے یکسر مختلف ہوتی ہے اس کی وارفتگی اس بے تکلفی اور غیر رسمیت سے پاک اور مختلف ہوتی ہے جو عام رسمی عشق میں ہوتی ہے یہ ایک مقدس اور عظیم الشان جذبے کو مرکز بناتی ہے اس میں ایک مابعد الطبیعاتی کیفیت ہوتی ہے جو تجرید کو اس الوہیت سے الگ رکھتی ہے جو صرف خدا کے لیے مخصوص ہے کیونکہ کئی شعراء کے لیے اس فرق کو ملحوظ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور وہ اپنی لاعلمی کے باعث وفور عشق میں نازک ترین فرق کو بھول بھی جاتے ہیں جو الوہیت اور رسالت میں ہے۔

عشق میں خود کو ہوشیار رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے عشق نبی میں احتیاط کا دامن ملحوظ رکھنا لازم ہے لہذا سفر عشق میں ہوشیاری اور احتیاط لازمی شرائط قرار پاتی ہیں شاعر کو اپنے لفظوں کے کی بساط کا ایک ایک مہرہ احتیاط سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ہوتا ہے شاعر چونکہ عاشق رسول ہوتا ہے لہذا وہ اپنی خاکی نہاد کا منکسرانہ احساس تو رکھتا ہے مگر اسے بے مقصد و بے مصرف نہیں سمجھتا نعتیہ شاعری میں انکسار ہو سکتا ہے حقیر ہونے کے احساس ہرگز نہیں ہو سکتا نعت مذہبی حیثیت کی حامل صنف ہونے کے ناطے انسانی وجود کی تاریکیوں کو دور کرنے کا لازمی امکان بنتی ہے نعتیہ شاعری میں اکثر انکساری کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔

اقبال اور عشق رسول:

اقبال نے عشق کو علامت کے طور پر لیا ہے لہذا اقبال کے ہاں عشق کی علامت لامتناہی جستجو اور ان تھک سفر کی محرک بنتی ہے اقبال عشق کی اس حسی اور جذبی کیفیت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں جو انسانی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دل میں حقیقی طور پر پیدا ہوتی ہے اقبال نے عشق کا تصور واضح طور پر عشق رسول سے لیا ہے اقبال اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے کہ تمام عظیم کارنامے تمام بڑے مقاصد تمام غیر معمولی تخلیقات بڑی اور عظیم آرزوؤں سے نمو پاتے ہیں جو عشق کا ثمرہ ہے اقبال نے عشق اور آرزو تکمیل فن کا مظہر قرار دیا ہے بقول اقبال ؎

عشق دم جبرائیل عشق دل مصطفیٰ
عشق خدا کا رسول عشق خدا کا کلام

اقبال کی شاعری فلسفہ خودی اور عشق عمل کا تعلق بالرسول سے عبارت ہے اقبال ملت اسلامیہ کے ہدی خواہ ہیں اقبال کی شاعری اردو نعتیہ شاعری کی معراج ہے جس نے انفرادی و اجتماعی فکر اور فن کو نئے دھارے اور رجحانات عطا کیے۔

نعتیہ شاعری کے کئی محرکات ہو سکتے ہیں ان میں عشق وعقیدت کے ساتھ ساتھ ایک عنصر بہت اہم ہے وہ ہے عقیدت وعقیدہ، عقیدت وعقیدہ ایک دوسرے کے لیے اہم کردار ادا کرتے ہیں کہیں عقیدت اور عقیدہ ایک دوسرے کے ہم قرین ہوتے ہیں اور کچھ صورتوں میں عقیدت کا عقیدے سے تعلق نہیں ہوتا۔

غیر مسلموں کی نعتوں میں عقیدت و بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے مگر وہ مسلمانوں کے عقیدے میں شامل نہیں ہوتے عقیدت کے تحت لکھی گئی نعتوں میں رسمیت کے پیدا ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے مگر یہ ان شعراء کی ہاں ہوتا ہے جن کی نعتیہ شاعری کا محرک محض سواب یا دینی اجر اور شہرت ہوتی ہے جن شعراء کے ہاں حقیقی عقیدت ہوتی ہے اور وہ جذبے کے تحت نعتیہ شاعری کرتے ہیں ان کی شاعری رسمی نہیں ہوتی ان میں جذبے کے ساتھ اعلیٰ درجے کی شعر کہنے کی صلاحیت بھی موجود ہوتی ہے۔ جذبے کے ساتھ ساتھ شعر کہنے کے لیے محرک کا ہونا بھی ضروری ہے اکثر شعراء کے ہاں عقیدت کا جذبہ تو عروج پر ہوتا ہے مگر محرک شاعری بھی لازم ہے۔

عقیدہ وعقیدت کے تحت لکھی گئی نعتوں میں نبی کریم کی ذات وصفات کی سچائی کی تصدیق کے ساتھ ساتھ ان کی کہی گئی باتوں کی عزت وتکریم اور مدحت ہوتی ہے عقیدت کے تحت کہی گئی نعتوں اور ثواب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ومغفرت کی اُرزو میں لکھی گئی نعتوں میں فرق ہوتا ہے نبی کریم کی ذات اقدس مغفرت کا موجب بھی ہے اور ان کی طرف رجوع بھی جائز ہے مظفر وارثی اور حفیظ تائب کی نعتیہ شاعری عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بقول مظفر وارثی ؎

میرا پیمبر عظیم تر ہے
کمال ہستی حیات اس کی
جمال ہستی حیات اس کی
بشر نہیں عظمت بشر ہے
میرا پیغمبر عظیم تر ہے
ایک اور شاعر نے لکھا ہے کہ
خدا کے گھر کا رستہ مصطفٰی کے گھر سے جاتا ہے
وہاں سے جاؤ گے تو کوئی پیچ وخم نہیں ہوں گے ۔

ہیئت نعت:

چونکہ اسلام کا آغاز خطہ عرب سے ہوا اور وہاں عربی زبان رائج تھی پھر وہاں سے اسلام ان علاقوں میں پھیلا جن میں عموماً فارسی زبان بولی جاتی تھی لہذا ابتدائی دور میں نعت گوئی کے لیے قصیدہ کی ہیئت زیادہ ملتی ہے لیکن بعد کے ادوار میں دیگر اصناف میں بھی نعت کہی جانے لگی اور برصغیر میں نعت غزل کی ہیت میں کہی جانے لگی قدیم وجدید ہر صنف شاعری نے نعت سے شرف ضرور پایا لہذا مثنوی، غزل، قصیدہ، مخمس، ترکیب بند، آزاد نظم، نظم معرا، سائنٹ قطعہ رباعی ہائیکو وغیرہ کوئی بھی ایسی صنف نہیں جس میں نعت نگاری نہ ہوئی ہو غرض دنیا کی کوئی زبان اور کوئی صنف سخن نہیں جس میں نبی کی نعت موجود نہ ہو۔

"صنف نعت کی اپنی کوئی ہیت متعین نہیں ہے نعت اصناف سخن کی تقسیم کے اعتبار سے وہ صنف شاعری ہے جس کا تعلق موضوع ومفہوم سے ہے ہیت یا ساخت کے اعتبار سے اس کی کوئی متعین شکل نہیں ہے اس کا تعلق نبی اکرم کی ذات اقدس سے ہے اس لیے ہر وہ شعری کاوش جس کا افلاک پیغمبر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسلام سے ہونعت کہلاتی ہے یہ افلاک اُپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، عادات اطوار، شمائل معمولات اور مقامات سے ہوسکتا ہے۔ چنانچہ یہ شعری کاوش کسی بھی ہیت میں ہوسکتی ہے اسی لیے" ہر دور کے نعتیہ ادب میں اس دور کی مروجہ طرز حیات میں ملتا ہے۔"23

نعت کا آغاز صنف مثنوی میں:

اردو نعتیہ شاعری کا اُغاز اور ترویج دکن سے ہوا اور اس کا قدیم اور اولین سرمایہ مثنوی کی شکل میں ہے لہٰذا دوسرے موضوعات کی طرح نعت بھی اردو مثنوی کا اہم موضوع رہا ہے ملا داؤد سے لے کر محمد قلی قطب شاہ تک کی نعتیہ شاعری مثنوی اسلوب میں ہے۔ ملا داؤد سے لے کر محمد قلی کتب شاہ تک کی نعتیہ کاوشات مثنوی کی شکل میں ملتی ہیں فخر الدین نظامی کی نعت اس کی شاہکار مثنوی قدم راؤ پدم راؤ پیرائے مثنوی کی حیثیت سے داخل ہے۔ نظامی نے نعت رسول کے عنوان سے 22 ابیات رقم کیے ہیں صدر دین نے"کسب محویت" اور" رموز العارفین" مثنویوں میں نعتیں لکھی ہیں شاہ متراں جی شمس العشاق نے عوام کی زبان میں مثنوی کے ساخت میں ایسی نعتیں کہی ہیں جس میں احادیث صحیحہ کی تشریح کی گئی ہے۔ ان کی مثنوی" شہادت التحقیق" ہے۔ خوب محمد چشتی کی" خوب ترنگ" میں نعتیہ مضامین کی فراوانی ہے اس مثنوی میں کہیں کہیں پر خالص نعت کے اشعار بھی مل جاتے ہیں۔ فرسودہ نعتیہ مضامین کو جدت طرازی کے ذریعے تروتازہ بنادیے ہیں عبدالملک بروچی سے قبل نعت مثنوی کے ضروری جز کی حیثیت سے لکھی جاتی رہی عبدالملک بروچی پہلے شاعر ہیں جنھوں نے میلادنبوی کے مقدس موضوع پر ڈھائی سو اشعار کی ایک نعتیہ مثنوی لکھ ڈالی اب تک کے دستیاب مواد کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ یہ پہلی نعتیہ کاوش ہے جس میں نعت کو موضوع بنا کر مثنوی کی ہیت میں خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ اس نعتیہ مثنوی میں مسلسل ربط و تسلسل ہے جو موضوع پر مصنف کی مکمل قدرت کا مظہر ہے۔" 24

نصرتی بنیادی طور پر قصیدہ گو شاعر تھا لیکن اس نے تین مثالی مثنویاں بھی لکھی ہیں اس نے اپنی مثنوی گلشن عشق میں نعت کے 137 ابیات اس طور پر کہے ہیں کہ اگر ان نعتیہ ابیات کو مثنوی سے الگ کر دیا جائے تو وہ خود ایک نعتیہ مثنوی بن جائے شاعر نے اس مثنوی میں رسمی نعت کے مابین ضمنی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عنوان کے تحت واقعہ معراج نظم کیا ہے نصرتی نے اپنی دوسری مثنوی "علی نامہ" میں بھی نعت اور معراج کے عنوان سے نعتیہ ابیات کہے ہیں نصرتی کی نعتیہ کاوش ایجاز' اختصار تخیل کی متوازن جولانی اور زبان کی شرینی کا مرقع ہے اسی طرح سید میراں خان ہاشمی نے بھی ایک معراج نامہ مثنوی کی ہیئت میں لکھا ہے اس نے ایک نعت" یوسف زلیخہ" لکھی گیارویں صدی میں مولود نامے وفات نامے اور معراج نامے مثنوی کی ہیئت میں لکھے گئے اٹھارویں صدی عیسوی میں دکن میں ولی دکنی نے مثنوی کی ہیئت میں نعتیں کہی ہیں شمالی ہند میں" اسرار محبت" "شجر البیان" "گلزار نسیم" "طلسم الفت" "بہار عشق" "عشقیہ مثنویوں میں نعت بحیثیت ایک جز داخل ہے مومن نے بھی اپنے دور میں اچھی نعتیہ مثنویاں لکھی ہیں امیر مینائی کے اُٹھ مثنویوں میں سے ہر مثنوی میں رسمی نعت جز کی حیثیت سے شامل ہے لیکن انہوں نے تین ایسی مثنویاں لکھی ہیں جن میں نعت کو اساسی حیثیت حاصل ہے ان کی یہ مثنویاں "نور تجلی" "حکایات اویس قرنی" اور "قصہ یہودی" کے نام سے مشہور ہے۔ محسن کا کوروی کی مثنویاں بھی اردو نعت میں فنی نقطہ نظر سے بہت اہمیت کی حامل ہیں ان کی نعتیہ مثنویوں کی تعداد چھ ہے انہوں نے نعت کو ایک جز کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک موضوع سخن کی حیثیت سے داخل کیا ہے حفیظ جالندھری کا "شاہنامہ اسلام" ایک طویل مثنوی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدسہ کا تفصیلی خاکہ کھینچا گیا ہے۔

آداب و احتیاط نعت:

نعت گوئی کے لئے بہت سے آداب اور احتیاطیں ملحوظ رکھنا لازم ہے نعت میں ہم جو لفظ استعمال کرتے ہیں اس کا قبلہ درست ہونا چاہیے ہمارے الفاظ ہی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہماری عقیدت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اصناف سخن میں موضوع کے اعتبار سے حمد کے بعد نعت کا مقام ہے معیاری نعت کہنا، سننا پڑھنا بڑے شرف کی بات ہے بلند اور معیاری مضامین و موضوعات کی نعت سے حب رسول میں اضافہ اور ایمان میں تازگی' خیالوں میں نارنگی اور دل و دماغ کو سرور و راحت نصیب ہوتی ہے نعت گوئی کے لیے بہت سی احتیاطیں لازم ہیں مثلا معیار کیسا ہونا چاہیے، حسن معنی سے بھرپور نعت ہو سبق اُموز ہونا چاہیے ایمان افروز ہونا چاہیے مکروہ الفاظ کا استعمال نہ ہو فلمی گانوں اور دھنوں سے گریز ہو حضور اکرم سے محبت و عقیدت کے بغیر نعت نہیں لکھی جاسکتی نعت گو کے لیے ضروری ہے کہ وہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قرآن وسنت کی تعلیمات سے بخوبی واقف ہو سیرت نبوی کا بغور مطالعہ کیا ہو نعت گوئی کے آداب سے آگاہ ہو نعت گوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایان شان ہونی چاہیے نعت کے مضامین و موضوعات میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی خوبیاں جوہر اور فضائل بیان ہونے چاہیں حمد اور نعت کے مابین جو نازک فرق اور حد فاصل ہے اس کو جاننا لازم ہے نعت گوئی کے لیے صفات الہ العالمین کو مناقب وشمائل رحمت اللعالمین سے خلط ملط نہ کیا جائے برصغیر میں اردو شاعری میں ہندو شعراء بھی پیش پیش رہے ہیں لہذا ہندی راگوں بھجنوں اور گیتوں میں استعمال ہونے والے ہندی الفاظ رموز،تشبیہات واستعارات کے استعمال سے بھی گریز کیا جائے نعت اور اس کے آداب کو ملحوظ رکھا جائے نعت گوئی کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات سے رہنمائی لی جائے اور صحابہ کرام اہل بیت اطہار اور صلحا نے جو روش اختیار کی اس کو مدنظر رکھتے ہوئے نعت گوئی کی جائے اعلی پائے کے عربی فارسی اور اردو نعت گو شعراء کے کلام کو مشعل راہ جانتے ہوئے نعتیہ شاعری کی جائے نعت گوئی حقیقتا آسان کام نہیں ہے یہ ایک مشکل اور نازک مرحلہ ہے کہنے کو آسان مگر ایک پرخطر منزل کی طرف لے جانے والا راستہ بھی ہے کیونکہ شاعر کو تخلیقی تکمیل تک بہت محتاط رہنا پڑتا ہے نعت گوئی کا آغاز یوں تو عربی زبان میں سب سے پہلے ہوا پھر فارسی اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر زبانوں میں ہوا جن میں اردو میں بھی شامل ہے دیگر اصناف شاعری میں بحر واوزان کی مختلف شکلوں میں لفظوں کے زیر وبم سے کام چل جاتا ہے لیکن نعت وہ واحد موضوع ہے جو اپنے دامن میں ذرا برابر بھی دھبہ برداشت نہیں کرسکتا۔

شعراء کو دوران تخلیق دماغ کی ساری چولہیں ہلانا پڑتی ہیں ذرا سی بے احتیاطی تمام ریاضت ومحنت کا گلا گھونٹ سکتی ہے اردو نعتیہ شاعری میں ہمیشہ ہر دور میں حضرت حسان بن ثابت،کعب بن زہیر فردوسی،سعدی،قدسی،نظامی،جامی اور رومی جیسے شاعر تلاش کیے گئے کیونکہ انہوں نے حضور اکرم کی عقیدت ومحبت میں جنم لینے والے جذبات وخیالات کو تحقیقی عمل کی تکمیل معبود وعبد،وحدانیت،عبودیت اور بشریت میں فرق توازن رتبے اور مقام کا ہر لمحہ خیال رکھا تاہم ایسی نعتوں کی ہمیشہ اردو شاعری میں کمی وفقدان رہا ہے جن میں خالق ومخلوق اقا وبندے کے مرتبے ومقام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اظہار عقیدت کیا گیا ہو۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

"بارگاہ مصطفی محمد عربی میں جنید و بایزید ہی نہیں الفاظ بھی نفس گم کردہ نظر آتے ہیں شرط صرف یہ ہے کہ حضور کامل جیسے نفس گم کردگی سے تعبیر کیا گیا ہے شاعر کی ذات میں موجود ہو۔"24

حقیقت یہ ہے کہ جناب رسالت ماب کی تعریف میں" ذرا سی لغزش نعت گو کو حدود کفر میں داخل کر سکتی ہے ذرا سی کوتاہی مدح کو قدح میں بدل سکتی ہے ذرا سا شاعرانہ غلو ضلالت کے زمرے میں آ سکتا ہے ذرا سی عجز بیانی اہانت کا باعث بن سکتی ہے۔"25

"نعت کا فن بظاہر آسان ہے مگر یہ باطن میں مشکل ترین ہے ایک طرف ذات گرامی ہے جس کی مدح رب العالمین نے خود کی ہے اور اس کو منور اور مثل مبشر کہا ہے اور دوسری طرف زبان اور شاعری کے جمالیاتی تقاضے ہیں۔"26

"نعت کے موضوع سے عہدہ برآں ہونا آسان نہیں ہے موضوع کے احترام کلام کی بے کیفیت اور بدرونقی کی پردہ پوشی کرتا ہے نقاد کو باز پرس کرنے میں تعامل ہوتا ہے دوسری طرف نعت گو کو اپنی فنی کمزوری چھپانے کے لیے نعت کا پردہ بھی بہت آسانی سے مل جاتا ہے۔ شاعر ہر مرحلہ پر اپنے معتقدات کی آڑ پکڑتا ہے اور نقاد جہاں کا تہاں رہ جاتا ہے لیکن نعت گوئی کی فضا جتنی وسیع ہے اتنی ہی اس میں پرواز مشکل ہے۔"27

"صرف الفاظ سے نعت کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ جو جذبہ الفاظ کا جامہ قبول کر کے کاغذ پر قابل اظہار بنتا ہے وہی جذبہ ہے جسے ثنائے بے نقد کا نام دیا جا سکتا ہے جذبات کا وہ لمحہ ایسا ہوتا ہے کہ کائنات میں دل کی دھڑکن کے سوا کوئی آواز نہیں آتی اگر آنسو بھی گرتا ہے تو پہروں روح میں اس کی جھنکار گونجتی رہتی ہے اس وقت انسان اور خدا لسانی طور پر ایک سطح پر آ جاتے ہیں کیونکہ جب کوئی درود پڑھتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میں بھی درود پڑھتا ہوں۔ دوسرے لفظوں میں نعت کو پیرائے درود بھی کہا جا سکتا ہے۔"28

ابن قدامہ الحافظ موسی وصف محمود کی مزید توضیح یوں فرماتے ہیں:

"بہترین وصف شاعر وہ ہے جو اپنے شعر میں ان اوصاف کے اکثر حصہ لائے جن سے موصوف مرکب ہے اس کے بعد وہ اوصاف اس قسم کے ہوں جو موصوف میں زیادہ نمایاں ہیں اور اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے ساتھ زیادہ خصوصیت رکھتے ہیں۔ "29

گویا اس امر کا اکثر خیال نہیں رکھا گیا کہ نعت اور حمد کی حدود ایک نہ ہونے پائے اس افراط وتفریط کی ایک وجہ یہ ہے کہ شعراء حضرات کا ایک طبقہ نعت کے فن سے اصلاح معاشرہ کا کام لینے کا قائل رہا ہے۔

نعت ذریعہ رضائے الٰہی و بارگاہ نبوی میں رسائی:

نعت کو عام طور پر دیگر اصناف شاعری مثلاً حمد منقبت اور مدح کے ہم معنی خیال کیا جاتا ہے نعت کے ذریعے اللہ کی رضا حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے نعت گوئی میں نہ تو زبان دیکھی جاتی ہے اور نہ ہی فنی نکات ڈھونڈے جاتے ہیں نعت کا منشا ومقصد صرف محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر بات دل سے نکلتی ہے تو ضرور اثر رکھتی ہے بقول علامہ اقبال

جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں مگر طاقت پرواز رکھتی ہے

نعت گوئی عشق رسول اور شوق مدینہ:

نعت گوئی ہندوستانی شعراء کا محبوب مشغلہ رہا ہے اور فارسی شاعری کے بعد سب سے بہتر اور سب سے موثر نعتیں اردو ہی میں ملتی ہیں۔

نعت کا مقصد نبی کریم کی تعریف کے ذریعے سے اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنا ہے اور دین کے فروغ کا کام لینا ہے۔

"نعت کا مقصد اصلی ثنائے رسول کے حوالے سے محاسن دین کا بیان نشر واشاعت اور تقرب اللہ کا حصول ہے"۔30

نعت گوئی سے اصلاح معاشرہ:

نعت گوئی کو سماجی برائیوں کے انسداد کا ذریعہ بنایا گیا ہے اردو نعت گو شعراء نے عموماً نعت گوئی کو اصلاح معاشرہ کے لیے موضوع سخن بنایا ہے وہ حضور اکرم کی سیرت اور اسوہ حسنہ کو اپنی نعتیہ شاعری کا بنیادی موضوع بنائے ہوئے ہیں نعتیہ شاعری کے ذریعے دینی احساس اجاگر کیا گیا عشق رسول کے ذریعے معاشرے سے برائی کی تکذیب کی گئی لہذا سیرت طیبہ، اسوہ حسنہ عشق رسول

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

واخلاص،قرآن وحدیث مناقب وشمائل رسول نعت کے بنیادی موضوعات اور ماخذ ہیں یہی وجہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ نے خلق محمدی کی تعریف میں خلق القرآن کہہ کر قرآن مجید کو نعت کا موضوع قرار دیا ہے نعت گوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وثنا ہے۔

نعت اردو شاعری کی اعلی ترین قدروں میں شمار ہوتی ہے حضور کی ذات اقدس سے نعت کا تعلق ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وکردار کو خوبی خوبصورت الفاظ کے ذریعے شیریں اسلوب میں بیان کرنا اردو شاعری کی روایت رہی ہے اور ہر شاعر نے کسی نہ کسی صورت أپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنی شعری کاوش کے ذریعے دنیا کے سامنے بھرپور انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ عقیدہ توحید کے ساتھ ساتھ عقیدہ رسالت پر یقین وایمان لازم ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت جز وایمان ہے اور نبی آخرالزماں کے بغیر تو ایمان ہی مکمل نہیں شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نعت گوئی کے وقت شاعر کے لیے لازم ہے کہ آداب شریعت بھی ملحوظ رہیں اور اُداب عشق رسول کا بھی پاس ولحاظ لازم رکھے دیگر بین الاقوامی زبانوں کی طرح اردو شاعری کو بھی نعت گوئی میں ایک منفرد وممتاز مقام حاصل ہے۔اردو نعتیہ شاعری میں موضوعات کا خیال رکھنا بھی لازم ہے۔

تجزیہ وتجاویز:

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی وصف وخوبی اور تعریف وتوصیف کے ہیں۔عرف عام میں نعت رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناوستائش بیان کرنے والی منظومات کو کہا جاتا ہے۔یوں تو نعت کا لفظ مستقل ایک موضوع کا احاطہ کرتا ہے اس لفظ سے وہ تمام خزائن ودفاتر مراد ہوتے ہیں جو حضور اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومناقب،شمائل وخصائل،اخلاق وکردار،توصیف اور مدح وثناء سے متعلق ہوں چاہے وہ نظمی ہوں یا نثری لہذا لسان العرب اور تاج العروس لغات میں نعت کسی شے کی خوبی یا وصف کو اس طرح بیان کرنا کہ اس میں قبح کا ذرا بھر شائبہ نہ ہو نعت کا موضوع ادب کی کسی ایک صنف سے مخصوص نہیں ہے آپ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وتعریف کسی بھی صنف اور ہیئت میں ہوسکتی ہے۔مگر اس تعریف میں ذراسی لغزش حدود کفر میں داخل کرسکتی ہے ذراسی کوتاہی مدح کو قدح میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بدل سکتی ہے۔نعت کے موضوع سے عہدہ برآں ہونا آسان نہیں ہے۔نعت میں انھی موضوعات کوقومی و بین الاقوامی حالات میں نظم کیا جانا چاہیے جومستند اورقرآن وحدیث کے متقاضی ہیں نعتیہ ادب کے مطالعے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قومی و بین الاقوامی بیشتر نعت گوشعراء کے کلام میں جہاں ایسے موضوعات ملتے ہیں جو صحیح اور حسن احادیث سے ماخوذ تو ہیں ہی بلکہ بعض نے مکمل متن حدیث کو نظم کرنے کی کامیاب کوشش کرتے ہوئے مفہوم حدیث کو اپنے کلام میں خوش اسلوبی کے ساتھ برتا ہے۔وہیں سینکڑوں نعتیہ اشعار ایسے بھی ملتے ہیں جو کسی شدید ضعف بلکہ موضوع ومن گھڑت روایتوں پر مشتمل ہیں۔نعت بلاشبہ عقیدے اور عقیدت کا نام ہے مگر نعت میں انھی عقائد وموضوعات کو بیان کرنا ضروری ہے جو قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں اور جن پر علمائے امت کا اجماع ہو۔لہٰذا نعت گوئی کرتے ہوئے قومی و بین الاقوامی حالات کے تناظر میں اس پاکیزہ فن کے لوازمات وموضوعات اور شعری وقار کوملحوظ رکھنا لازمی ہے۔اصناف سخن میں نعت ہی ایک ایسی صنف سخن ہے جس کا دنیا کی ہر زبان کے ادب میں کافی سرمایہ موجود ہے۔ہر ملک وقوم کے شاعر نے قومی و بین الاقوامی سطح پر اس صنف سخن کے اضافے میں حصہ ڈالا ہے۔آج بھی قومی و بین الاقوامی حالات کے تناظر میں حضور اکرم فخر موجودات ووجہ کائنات کے حضور نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کرنے کے لئے موضوعات نعت میں وسعت وجدت پیدا کی جاسکتی ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ابن منصور لسان العرب دار النسا، بیروت ص ۲۶۸

۲۔زبیدی تاج العروس بالمطبعہ الخیر المنشاہ بجمالیہ، مصر، ج ا ص ۹۳

۳۔المنجد مرکزی ادارہ تبلیغ دینیات دہلی ص ۱۰۲۸

۴۔ولیم ٹامس ورٹے معجم العربیہ، مولی رام مینجر، مفید عام پریس چیبر جی روڈ لاہور ص ۱۱۲۲۱۲۲۱

۵۔عبدالحفیظ بلیادی، مولوی، مصبح اللغات ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی لاہور ص ۸۸۷

۶۔غیاث الدین غیاث اللغات رزاق پریس کان پور ۱۳۳۳ھ

۷۔خانصاحب سید احمد دہلوی مولوی، فرہنگ آصفیہ نیشنل اکادمی دہلی ۱۹۷۴ ج ۴ ص ۵۷۹

۸۔سلیم شہزادفرہنگ ادبیات منظر نما پبلشرز مالیگاؤں ص ۷۰۹

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۹۔ فیروز الدین مولوی فیروز اللغات، ایجوک ءشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی، ص ۶۸۳۔
۱۰۔اوج، نعت نمبر ج ۲ گورنمنٹ کالج شاہدرہ: لاہور، ص ۱۵۵
۱۱۔ایضاً اوج ج ۲
۱۲۔رفیع الدین اشفاق ڈاکٹر، اردو کی نعتیہ شاعری اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۶ ص ۲۱
۱۳۔جامع الترمذی مطبوعہ اصح المطابع، لکھنو سنہ ۱۳۱۷ھ، ص ۵۶۸ حاشیہ ۳
۱۴۔ پاکستان میں نعت، ایجوکیشنل ٹریڈرز، اردو بازار لاہور، ستمبر ۱۹۹۴
۱۵۔تذکرہ نعت گو یان اردو، حصہ اول، ص ۳
۱۶۔ پروفیسر عنوان چشتی ورفعنا لک ذکرک ص ۱۵
۱۷۔صدیقی عبدالروف، خزینہ نعت، ٹریڈ کرانیکل نئ چارلی، ۱۹۹۸ ص ۷
۱۸۔مولانا عبدالعباس ندوی عربی میں نعتیہ کلام
۱۹۔نعت کے چند شعراء متقدمین، خانقاہ حلیمیہ ابوالعلائیہ آلہ آباد ۱۹۸۹ ص ۹
۲۰۔سید ابوالحسن ندوی، کاروان مدینہ، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوہ لکھنو ص ۱۷۶
۲۱۔اکٹر شوکت زین چغتائی اردو نعت کے جدید رجانات بزم تخلیق ادب پاکستان کراچی ۲۰۱۱ ص ۱۲
۲۲۔امداد امام اثر کاشف الحقائق مطبوعہ کارونیش پریس لکھنو ص ۹۷
۲۳۔فتح پوری اسمعیل آزاد اردو میں نعتیہ شاعری ص ۲۸۰
۲۴۔ایضاً ص ۲۸۲
۲۵۔مجید امجد، بام عرش ص ۴
۲۶۔محولہ بالا پروفیسر عنوان چشتی ورفعنا لک ص ۴
۲۷۔ابواللیث صدیقی لکھنو کا دبستان ص ۴۴
۲۸۔حافظ مظہر الدین جلوہ گاہ، ص ۱۳
۲۹۔مولانا عبدالسلام ندوی شعر الہند حصہ دوم، مطبوعہ مطبع معارف اعظم گڑھ، ص ۳۸۹
۳۰۔ارشاد شاکر اعوان، عہد رسالت میں نعت ص ۲۳

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سید محمد ریحان الحسن گیلانی

اردو میں معراج ناموں کی روایت
(ایک اجمالی جائزہ)

Abstract:

The word "Nama" in Urdu comes from Persian. In Pehlavi (Old Persian(it was "Namak" which means "Book". "Nama" has been used in Persian for the meaning of letter, footnote, &book. Various books & booklets with thematic diversity have been associated with the suffix Nama in Urdu. Among these themed books, Chakki Nama, Lori Nama, Pankha Nama, Dhol Nama, Charkha Nama, Qayamat Nama, Maa Baap Nama, Faqar Nama, Ibrat Nama, Zafar Nama, Wasit Nama, Faalnama, Khawb Nama includes Milad Nama, Shamail Nama, Wafat Nama, Noor Nama and Miraj Nama. The night journey of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him(is known as‘‘Miraaj[”Ascension]. It is such a mysterious and miraculous journey that has left a very significant creative impression on the canvas of human thought and vision. After this great event, man has made conscious efforts to trace this ascension on both creative and practical levels. And new worlds have been exposed to this pursuit at both levels. Miraj Nama refers to a book or booklet in which the event of Miraj is described in prose and verse with its details and parts. The tradition of writing Manzoom (in prose/poetic(Mi'raj in Urdu came from Persian. In the beginning,

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

the poets called "Me'rajyya stanzas" in their Compilations and Masnavis. Syed Balaqi wrote the first regular poem Miraj Nama in the Deccan during the reign of Qutb Shah. Although Urdu Natia poetry has always been rich in terms of Mirajiya subjects and poets in almost all genres of poetry have rarely composed Mirajiya subjects but the number of separately written Miraj Nama is also not small. After the good beginning of Syed Balaqi, Moazzam, Mulla hassanizami@gmail.com Raabi, Mukhtar, Mohiuddin Fatahi, Amen, Gujrati, Miran Hashmi, Muhammad Hussain, Moazzam Qadri, Bijapuri Shah, Abul Hasan Qorbi, Shah Kamaluddin, Qasim Mehri, Mir Qudratullah Khan, Imam Bakhsh Naskh, Mir Muzaffar Hussain Mohsen Kakurvi. Imam Ahmad Raza Khan, Hafiz Mohammad Faizullah, Ghulam Mohammad, Muhammad Daulat Khan, Syed Jafarullah Hussaini Aziz Lucknowi, Khwaja Muhammad Akbar Khan Warsi and Nazar,
scholars like Sabri wrote Miraj Nama

Keywords:

''نامہ 'لفظ اردو میں فارسی سے آیا ہے۔ پہلوی (قدیم فارسی) میں یہ ''نامک'' تھا۔جس
کے معنی'' کتاب' کے ہیں۔فارسی میں ''نامہ'' مکتوب، تعلیق، کتاب اور رقعہ کے معنوں میں مستعمل
رہا ہے۔اردو میں نامہ کے لاحقے کے ساتھ موضوعاتی تنوع کی حامل مختلف کتابیں اور کتابچے منسوب
رہے ہیں ان موضوعاتی نامہ جات میں چکی نامہ، لوری نامہ، پنکھا نامہ، ڈھول نامہ، چرخہ نامہ، قیامت
نامہ، ماں باپ نامہ، فقر نامہ، عبرت نامہ، ظفر نامہ، وصیت نامہ، فالنامہ، خواب نامہ، میلاد نامہ، شمائل
نامہ، وفات نامہ، نور نامہ اور معراج نامہ شامل ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آسمانی سفر جسے
''معراج'' سے موسوم کیا جاتا ہے۔ایک ایسا محیر العقول معجزاتی سفر ہے جس نے انسانی فکر و نظر کے کینوس
پر بہت نمایاں تخلیقی نقوش چھوڑے ہیں۔اس عظیم واقعہ کے بعد انسان نے تخلیقی و عملی ہر دو سطحوں پر اس
معراج کا تتبع کرنے کی شعوری کوششیں کی ہیں۔اور ہر دو سطحوں پر اس پیروی میں نئے جہانوں سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

روشناس ہوتا رہا ہے۔معراج نامے سے مراد ایسی کتاب یا کتابچہ ہے جس میں واقع؟ معراج نثر و نظم میں اپنی تفصیلات اور جزئیات کے ساتھ بیان ہو۔ اردو میں منظوم معراج نامے تحریر کرنے کی روایت فارسی سے آئی۔ابتداء میں شاعروں نے اپنے دواوین اور مثنویوں میں معراجیہ شعر کہے۔قطب شاہی دورِحکومت میں دکن میں سید بلاقی نے پہلا باقاعدہ منظوم معراج نامہ لکھا۔اگرچہ اردو کی نعتیہ شاعری معراجیہ مضامین کے اعتبار سے ہمیشہ ثروت مندرہی ہے اورقریب سبھی اصنافِ سخن میں شاعروں نے معراجیہ مضامین ندرت وخوبی سے منظوم کیے ہیں لیکن علاحدہ سے تحریر کیے گئے معراج ناموں کی تعداد بھی کم نہیں۔سید بلاقی کے حسنِ آغاز کے بعد معظم، ملاوجہی، مختار، محی الدین فتاحی، امین گجراتی، کمتر، میراں ہاشمی، محمد حسین معظم قادری بیجاپوری، شاہ ابوالحسن قربی، شاہ کمال الدین، قاسم مہری، میر قدرت اللہ خان، امام بخش ناسخ، میر مظفرحسین، محسن کاکوروی، امام احمد رضا خان، حافظ محمد فیض اللہ، غلام محمد، محمد دولت خان، سید جعفر اللہ حسینی، عزیز لکھنوی، خواجہ محمد اکبر خان وارثی اور نذر صابری جیسے اصحاب فن نے معراج نامے لکھے ہیں۔یہ معراج نامے اردونعتیہ شاعری کے ماتھے کا جھومر ہیں۔

کلیدی الفاظ:معراج نامہ، اردونعت، شاعری۔

''نامہ'' اردو میں فارسی سے وارد ہوا۔ پہلوی زبان میں یہ ''نامک'' تھا جس کے معنی کتاب کے تھے۔ فارسی میں نامہ ہوا جو مختلف معانی میں مستعمل ہے جن میں مکتوب، تعلیق، کتاب، رقعہ وغیرہ ہیں۔اصلا اس کاغذ یا صفحے کو کہتے ہیں جولکھ کر کسی کی جانب منسوب کیا جائے۔فارسی میں اس ترکیب کے ساتھ رواج پانے والے رسائل ومنظومات میں پندنامہ، شاہ نامہ ہیں۔اردو میں صوفیاء نے اس کو اپنی مخصوص ترکیبی اور معنوی ہیئت میں رواج پذیر کیا۔اور مذہبی نوعیت کی صورت پیدا کر کے نور نامہ، میلاد نامہ، شمائل نامہ، معراج نامہ اور وفات نامہ نامی تصانیف لکھیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کو دلکش انداز میں عوام کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا۔ نامہ نام کی اکثر تصانیف خواتین کو دینی مسائل سکھانے کے لیے بھی لکھی گئیں جیسے چکی نامہ، لوری نامہ، پنکھا نامہ، ڈھول نامہ، چرخہ نامہ، قیامت نامہ، ماں باپ نامہ، فقر نامہ، عبرت نامہ، ظفر نامہ، وصیت نامہ، فالنامہ، خواب نامہ، میلاد نامہ، شمائل نامہ، وفات نامہ اور نور نامہ ہیں۔()

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

معراج نامہ سے مراد وہ تصنیف ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راتوں رات مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا طویل سفر طے کیا اور براق پر سوار ہو کر جبریل علیہ السلام اور دیگر فرشتوں کی ہمنوائی میں آسمانوں کی سیر کی اور اللہ رب العزت کے حرم خاص تک پہنچے۔

معراج کے واقعات اور صورت احوال سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بیان فرمائی اور کتب روایات میں آپ سے منقول بے شمار احادیث ہیں جن میں مختلف جگہوں پر اس واقعہ کی جزوی تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔ معراج پر لکھی گئی پہلی باقاعدہ کتاب ابن عباس کی ''الاسراء والمعراج'' بتائی جاتی ہے۔ یہ کتاب مصر میں ''مكتبة القاهرة الحديثة'' سے اور بیروت میں دار و مکتبہ الہلال نے ۲۰۰۳م میں طبع ہوئی۔ اس کا ذکر جدید مستشرق گربر نے اپنے مضمون '' Timurid Book of Ascension تیموری معراج نامہ'' میں کیا ہے۔ لیکن اس کتاب کی ابن عباس کی طرف نسبت کرنا درست نہیں کیونکہ ابن عباس سے کسی بھی تالیف یا تصنیف کا ثبوت نہیں ملتا۔ عبدالرحمن السلمی کی کتاب لطائف المعراج جس کا انگریزی ترجمہ فریڈرک '' The Subtleties of the Ascension'' نے کیا۔ امام قشیری کی کتاب المعراج اور بایزید بسطامی کی ''کتاب المعراج'' بھی موجود ہے۔ یہ دکتور علی حسن عبدالقادر اور ڈاکٹر نکلسن کی تحقیق کے ساتھ دار بیبلون نے طبع کی۔()

فارسی میں پہلی معراجیہ شاعری کا سراغ چھٹی صدی ہجری میں حکیم سنائی (۵۴۵ھ) کے ہاں ملتا ہے جس نے اپنی مثنوی میں ''در صفت معراجش'' کے عنوان سے معراج کو ذیلی موضوع بنایا ہے۔ شیخ شہاب الدین یحییٰ سہروردی نے مونس العشاق میں ۱۶۱ اشعار پر مشتمل معراج نامہ بعنوان ''فی معراج النبی علیہ الصلوۃ والسلام'' لکھا ہے۔ نظامی گنجوی (۵۹۹ھ) کی مثنوی لیلی مجنوں میں معراج پیغمبر کے عنوان سے معراج نامہ موجود ہے۔

ساتویں ہجری کے فارسی شعراء میں فرید الدین عطار، جلال الدین رومی، سعدی شیرازی جیسے نامور افراد ہیں ان کے ہاں معراجیہ مضامین موجود ہیں لیکن باقاعدہ معراج نامے یا معراج کا تفصیلی احوال نہیں ملتا۔ لیکن دریں چہ شک کہ عطار کی منطق الطیر ہو یا رومی کی مثنوی یہ سماوی ادب کے فن

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پارے ہیں جس کی بنیاد واقعہ معراج ہی ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں اوحدی مراغی، عبدالرحمن جامی کے نعت گو شاعر ہیں جن کے ہاں معراجیہ اشعار ملتے ہیں۔ اسی صدی میں امیر خسرو ہندوستان میں ہوئے جنھوں نے مثنوی مطلع انوار میں معراج کے مضامین کثرت سے بیان کیے ہیں۔ بعد ازاں فغانی شیرازی، محتشم کاشانی، فیضی، عرفی، نظیری، طالب آملی، صائب تبریزی، ابوطالب کلیم، فتح علی صبا، مرزا قا آنی، سروش اصفہانی، اور یغما کے ہاں بھی معراجیہ شاعری ملتی ہے۔ نویں صدی میں شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی (۷۳۰۔۸۳۴ھ) کا ''رسالہ در بیان معراج'' فارسی کی معراجیہ تصانیف میں اہمیت کا حامل ہے۔()

گیارھویں صدی ہجری میں ابوعلی سینا کا معراج نامہ مطبوعہ ملتا ہے۔()

معین نامی ایک نامعلوم شاعر کا معراج نامہ جس کا سن کتابت ۳۰ جلوس عالمگیری ہے۔ ۲۶۰ صفحات پر مشتمل ہے اور لاہور پنجاب پبلک لائبریری میں موجود ہے اس کی کتابت سیالکوٹ میں ہوئی تھی۔()

حمید الدین ناگوری کے معراج نامے کا مخطوطہ دیال سنگ ٹرسٹ لائبریری میں موجود ہے۔()

مبارک بخاری نے ۱۲۰۳ میں معراج نامہ لکھا۔ قصۃ المعراج کے عنوان سے غلام محی الدین بن قطب الدین بن محمد عاقل لاہوری نے ۱۲۵۶ میں معراج نامہ لکھا۔ اسی دور کا ایک اور معراج نامہ ولی المتخلص بہ معین کا ملتا ہے۔()

مولوی جان محمد کا تحریر کردہ معراج نامہ، کتاب خانہ اللہ بخش اسد ملتانی میں موجود ہے اس مخطوطہ پر تاریخ یا سال تصنیف نہیں ہے۔()

البتہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود نسخہ پر ۱۲۸۲ لکھا ہوا ہے۔

دسویں صدی ہجری میں شاہ برہان الدین جانم کی ایک تصنیف ہشت مسائل کا تذکرہ مولوی عبدالحق نے خواجہ بندہ نواز کی تصانیف کے سلسلہ میں کیا ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ آغا حیدر حسن کے کتب خانے میں ہے۔ ہشت مسائل میں کائنات کی ابتدا اور ذات خداوندی کے بارے میں تشریح وتفسیر ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس میں معراج سے متعلق بھی سوال و جواب کے انداز میں کچھ باتیں درج کی گئی ہیں۔ ایک اقتباس درج ذیل ہے:

پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کون معراج ہوا تب محمد رسول اللہ علیہ السلام نے سوال کیے، سات طبق آسمان اور سات طبق زمین کیا قدیم ہے یا جدید۔ جواب: خدا کہیا اے حبیب من این ہمہ جدید آفریدہ شد۔ سوال تو کچھ نہ تھا تو کیا تھا۔ جواب: تجھ سون میں تھا۔()

مرزا غالب کی فارسی مثنوی ابر گہر بار میں معراج کا بیان قریب ۱۴۳۱۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ علامہ محمد اقبال کی فارسی شاعری میں جاوید نامہ مکمل معراج نامہ کہا جاسکتا ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کے تتبع میں ایک امتی اور پیرو کار کی حیثیت سے لکھا گیا ہے۔

اردو معراج نامے فارسی سے متاثر ہو کر لکھے گئے اور ان کی ابتدا ئدسویں صدی ہجری میں دکن سے ہوئی۔ دکنی اردو میں اولین معراجیہ شاعری شاہ علی محمد جیو کی ہے۔ شاہ علی محمد جیو نام اور گام دھنی لقب ہے جس کے معنی گاوں کے مالک کے ہیں۔ میر علی شیر قانع کے بقول شاہ علی محمد، شیخ احمد کبیر رفاعی کی اولاد میں سے تھے۔()ان کا دیوان جواہر اسرار اللہ () کے نام سے ملتا ہے۔ اس کے قلمی نسخے پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور اور حیدر آباد دکن کے عجائب گھر میں موجود ہیں۔ یہ مجموعہ بمبئی سے طبع ہو چکا ہے۔()ان کے چند معراجیہ اشعار درج ذیل ہیں:

آدم آدمی ہور جن سارے، اے نور نبی تھے کیتے/ بھیس بھرا کر آپ دکھایا ہم تم اوپر بول سو دیتے

ڈونگر جیواں ہور نبا تات اے سب نور نبی کا جانوں/ احمد محمد نانوں احد کے دو جامن منہ کوئی نہ آنوں

توریت ماں خدا ایں کہیا مہتر موسی بات/ محمد رسول حبیب خدا کا ساروں کہہ یہ بات

احمد بھی ہے توریت مانہیں محمد کیرا نانوں/ انجیل میں بھی احمد کہیا مکے تھیں تس مولد تہانوں ()

تیرھویں صدی ہجری میں مرزا حبیب اللہ نے ایک قصیدہ میں معراج کا احوال بیان کیا۔ ملک خوشنود گولکنڈہ کا شاہی غلام تھا جو محمد قطب شاہ کی شہزادی خدیجہ سلطان کے ساتھ بیجاپور آیا۔ خوشنود اپنی قابلیت کے سبب ترقی کرتے ہوئے اعلی مدارج پر فائز ہوا۔ یہاں تک کہ ۱۰۴۵ھ میں بیجاپور کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سفیر کی حیثیت سے گولکنڈہ گیا۔ جہاں اس کی بڑی آؤ بھگت ہوئی اور سلطان عبداللہ قطب شاہ نے انعام واکرام سے سرفراز کیا۔ ملک خوشنود اردو فارسی کا زبردست شاعر تھا۔ اس نے کئی قصیدے لکھے جو نایاب ہیں۔ ہشت بہشت اور یوسف زلیخا دو مثنویوں کا پتہ چلتا ہے۔ ہشت بہشت سلطان محمد عادل شہ کے ایماء پر ۱۰۴۱ء میں لکھی گئی۔ جو امیر خسرو کی ہشت بہشت کا ترجم ہے۔ مثنوی میں حمد ونعت کے بعد معراج کا بیان ہے۔ معراج کے بارے اشعار کا نمونہ یہ ہے:

محمد سب نبیاں کے سیس کا تاج / محمد باج بہی کس نہیں ہی معراج

مبارک رات اوجس رات میں شاہ / گئی میں عرش پر جون کیں اپر پاہ ()

اس مثنوی کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں موجود ہے۔()اس کے علاوہ خوشنود کا نور نامہ بھی ہے۔

مفصل اور طولانی قصص و حکایات کے بیان کرنے کے لیے بہترین صنف شعر مثنوی ہے کیوں کہ مثنوی میں دست شاعر کشادہ ہوا کرتا ہے اور وہ مختلف قوافی کے استعمال سے طویل حکایت کو بآسانی بیان کر دیتا ہے۔ قصیدہ بھی دیگر اصناف شعر سے اس معاملہ میں بالاتر ہے کہ اس میں گونا گوں مضامین اور طولانی گفتگو بآسانی ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولاً فارسی میں اور بعد ازاں اردو معراج ناموں کے لیے جس صنف شعر کو عموما اختیار کیا گیا وہ مثنوی یا قصیدہ ہے۔ کیوں کہ معراج کا واقعہ بھی طویل اور مختلف الجہت موضوعات کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی اور صنف شعر اس کے لیے زیادہ موزوں نہیں ہے۔

معراج

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

علی سعد قادری (کوارڈینیٹر/ریسرچ اسسٹنٹ)
شیخ الاسلام انسٹیٹیوٹ، منہاج یونیورسٹی، لاہور

الآثار الحتمية لنعت المحمدية ﷺ

فی حیات القلب و الروحية

حیاتِ قلب میں نعت کے ناگزیر اثرات

The inevitable effects of na'at in the spiritual life of heart

ABSTRACT

Na'at is a beautiful form of expressing the emotions of love attachment with beloved Prophet Syedna Muhammad al-Mustafa P.B.U.H. Is describes the qualities of ever greatest, marvelous completest personality of the universe. The recitation or listening of Na'at delves a deep impacts upon the body, heart spirit to the both reciterlistener. It creates a spiritual divine light (aura(which leads a man to the nearness of Allah Almightypurify the heart cares the soul. It offers a man to complete his spiritual steps towards divinity. The recitation or listening of Na'at is a proven way to the spiritual therapy healing. In this article an attempt has been made to explain prove the spiritual impacts of Na'at in a human existence through some intellectual, religious, spiritualmodern approaches.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Key words :na'at, spiritual, healing, therapy, soul, spirit, aura, vibes, carving, reflection

حرفِ آغاز

اس کائنات میں ہر وہ شے جو اپنا ایک مادی اور ظاہری (materialistic) وجود رکھتی ہے جو آنکھوں کو سامنے نظر آتا ہے، ہر وہ شے اپنا ایک باطنی وجود بھی رکھتی ہے۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ اللہ تبارک وتعالی نے ایسی کوئی چیز تخلیق نہیں فرمائی جسے صرف (materialistic) وجود دیا ہو اور (spiritualistic) وجود نہ دیا ہو۔ ظاہر و باطن ایک ایسا فلاسفہ ہے جس میں کائنات پوشیدہ ہیں۔ اشیاء کی ظاہری شکل ان کے باطن کی خبر دیتی ہے۔ ظاہر باطن کو کیفیات و احوال کا عکاس ہوتا ہے۔ انسان کے وجود کا اگر جائزہ لیں تو اس میں بھی ظاہر و باطن کے حقائق پوشیدہ ہیں۔ یہ جسم جو آنکھوں کو نظر آتا ہے یہ اس کا ظاہر ہے جبکہ ان میں ایک روح کا چراغ جل رہا ہے جو اس جسم کے ڈھانچے کو زندہ رکھے ہوئے ہے وہ اس کا باطن ہے۔ اگر وہ روح کا چراغ جسم کے ڈھانچے سے نکل جائے تو جسم بے جان ہو جاتا ہے جسے میت کہا جاتا ہے۔ اور اگر وہ جسم میں موجود رہے تو وہ انسان آدمی رہتا ہے میت نہیں ہوتا۔ اسی طرح دل کا بھی ایک ظاہر اور ایک باطن۔ دل کا ظاہر گوشت کا لوتھڑا ہے جس میں خون کی آمد و رفت رہتی ہے جبکہ ایک اس دل کا باطن ہے اس کو قلب کہتے ہیں (1)۔ وہ روحانی وجود رکھتا ہے۔ اس قلب کا بھی ایک باطن الباطن ہے اس کو فواد کہتے ہیں۔ خیر۔ وہ زیادہ deep study میں چلا جاتا ہے لحاظہ ہم قلب تک رہیں گے۔ دل کے باطن کو قلب کہتے ہیں۔ یہ فلسفہ ظاہر و باطن ہے۔

حیاتِ قلب کیا ہے؟

یہ قلب کی زندگی کو کہتے ہیں۔ جس دل میں ایمان کا چراغ روشن ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک خاص نورِ قلب کا حامل ہوتا ہے۔ اس کو زندہ دل کہتے ہیں۔ قرآن مجید اس تصور کو بہت خوبصورت انداز میں بیان فرمایا:

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلْكٰفِرِیْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(2)

ترجمہ: بھلا وہ شخص جو مُردہ (یعنی ایمان سے محروم) تھا پھر ہم نے اسے (ہدایت کی بدولت) زندہ کیا اور ہم نے اس کے لئے (ایمان و معرفت کا) نور پیدا فرما دیا (اب) وہ اس کے ذریعے (بقیہ) لوگوں میں (بھی روشنی پھیلانے کے لئے) چلتا ہے اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جس کا حال یہ ہو کہ (وہ جہالت اور گمراہی کے) اندھیروں میں (اس طرح گھرا) پڑا ہے کہ اس سے نکل ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح کافروں کے لئے ان کے وہ اعمال (ان کی نظروں میں) خوش نما دکھائے جاتے ہیں جو وہ انجام دیتے رہتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں مردہ سے مراد جسمانی مردہ نہیں ہے بلکہ مردہ دل ہونا مراد ہے۔ اس مردہ دل شخص کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا فَاَحْیَیْنٰهُ پھر ہم نے اسے زندگی عطا کر دی یعنی اسے حیاتِ قلب عطا کر دی اور دل زندہ ہو گیا۔

حیاتِ قلب کی اہمیت و ناگزیریت

صوفیاء و عارفین نے حیاتِ قلب کی ناگزیریت کو بڑے احسن انداز میں لوگوں تک پہنچایا۔ اس ذیل میں سیدنا امام احمد الرفاعی الکبیرؒ اپنی تصنیف حالۃ اہل الحقیقۃ مع اللہ میں فرماتے ہیں:

فمن ماتت نفسه، بعدت عنه دنياه، ومن مات قلبه وباطنه بَعدَ عنه مولاه(3)

ترجمہ: جس کا جسم مر جائے تو دنیا اس سے دور ہو جاتی ہے، اور جس کا قلب و باطن مر جائے، مولا اس سے دور ہو جاتا ہے۔

گویا جس کا جسم سلامت ہے دنیا اس کے قریب رہے گی۔ اور اگر جسم مر جائے تو اسے قبر کی نظر کر دیا جائے گا۔ اسی طرح دل اللہ کی سلطنت ہے۔ یہ اس کی نگاہ گاہ ہے۔ اگر یہ مردہ ہو جائے تو رب اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔

حیاتِ قلب بطریقِ نقوشِ نعت

یہ تصور ذہن نشین فرما لیں کہ قلب ایک تختی کی مانند ہے جس پر نقش و نگار ثبت ہوتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اگر برائی اور گناہ کا عمل ہو تو نقوشِ بد یعنی بدنما سیاہ نقش دل کی تختی پہ ثبت ہو جاتے ہیں اور اگر اگر نیکی کا عمل کیا جائے تو سفید نورانی نقوش تختیِ دل پہ نقش ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کو تاجدارِ کائنات سیدنا محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس سے اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ اب اگر وہ توبہ کرے تو وہ نقطہ صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ پھر گناہ کرے تو یہ سیاہی بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ یہ سیاہی اسکے پورے دل پر چھا جاتی ہے(4)

یہی سیاہی ابتدائی مراحل میں دل کو قلبِ مریض بناتی ہے اور اگر یہ بڑھ جاتے تو رفتہ رفتہ یہ دل مردہ ہو جاتا ہے۔

اور اگر انسان نیکی اور نورِ ایمان کے نقش و نگار دل کی تختی پہ ثبت کرتا جائے تو دلِ حی یعنی دلِ عارف ہو جاتا ہے جسے زندہ دل کہتے ہیں۔

اب صوفیاء کرام نے اس تختیِ قلب کو جو گناہوں کے باعث سیاہ اور میلی ہو چکی ہوتی ہے اس کو صاف کرنے کے کچھ طرائق اور اصول وضع فرمائے ہیں۔ کتبِ تصوف کا مطالعہ کریں تو اس میں تصوراتِ شیخ اور مراقبہ جیسی activities دی جاتی ہیں جن سے یہ سیاہ نقوش زائل ہوتے ہیں۔ مراقبہ یا تصورا شیخ ایک خاص فکر پہ قائم ہوتے ہیں۔ یعنی کسی پاک و طاہر اور نورانی وجود کا تصور کیا جائے تاکہ اس سے مراقبہ اور تصورِ شیخ کی سے فیض رسانی ممکن ہو سکے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کی ذات تو اس دنیا میں عالمِ حجاب میں ہے۔ جبکہ کہا یہ جو رہا ہے کہ کسی وجودِ قدسی کا تصور کیا جائے تاکہ سیاہ نقش و نگار دھل جائیں اور نورانی نقوش قلب کی تختی کو منور کر دیں۔

اس سوال کا جواب کسی عارف باللہ نے دیا کہ اللہ پاک اس دنیا میں علمِ غیب میں ہے۔ اسے تو کوئی دیکھ نہیں سکتا مگر اس نے اپنے نور کا ظہور ایک ہستی کے ذریعے فرما رکھا ہے جنہیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہتے ہیں۔ ان کا تصور کر لیں تو گویا وہ نورِ قدس کے تصور کی کاملا تکمیل ہو جائے گی۔ اب تو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تصور کہاں سے لیا جائے؟

اس پہ جواب ملتا ہے کہ یہ subject نعت کا ہے اہلِ نعت سے رجوع کریں۔ کیونکہ اہلِ نعت اہلِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے ہیں۔ نعت آپ کو بتائے گی کہ گناہوں کی غلاظت کے نقوش کو ختم کر کے ان کا حسنِ سراپا اپنے دل پہ جمانا کیسے ہے۔

جب کوئی شخص ایک نعت کا سماع کرتا ہے تو ان کلمات کے ذریعے وہ درحقیقت جو نقوشِ حسنِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سراپا، جمالِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور تصورِ طہارت و نورانیتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور محسوساتِ قربتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس گہرے نقوش کو اپنے دل و دماغ کی تختی پہ نقش کر رہا ہوتا ہے۔ وہ تصور اس کی پھر روحانی طہارت دیتا ہے باطن میں ایک خاص خوشبو اور طہارت کا ایک احساس پیدا کرتا ہے جس سے انسان کا تجلیہ قلب ہوتا ہے۔ دل کی صفائی ہوتی ہے اور اس میں نور بھرنے لگتا ہے۔ اس عمل کو تزکیہ نفس کہتے ہیں۔

نورِ قدس اور اثراتِ نعت

ڈاکٹر برق اپنی کتاب (The world inside) میں لکھتے ہیں کہ انسان کا جسم مختلف رنگوں کی شعائیں نکالتا ہے مختلف حالات میں جو جسم کے اردگرد ایک ہالہ سا بنا دیتی ہیں۔ یہ شعاعیں ہر انسان کے وجود میں پیدا ہوتی ہیں خواہ وہ انسان نیک ہو یا بد۔ جسے عام زبان میں AURA بھی کہتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ نیک و بد کی شعاعوں کا رنگ مختلف ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر کرنگٹن (5) کی ایک ریسرچ ہے کہ:

The spiritual light(aura(is an invisible magnetic radiation from the human body which either attracts or repels.

ترجمہ: یہ رنگ ایک خاص مقناطیسی روشنی ہے جو انسانی جسم سے نکلتی ہے۔ یا تو یہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے یا پرے دھکیل دیتی ہے (6)۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اگر صوفیائے کرام کی زندگیوں کا جائزہ لیں تو یہ ہوتے تو ہماری ہی طرح کے عام انسان ہیں مگر ان کے وجود میں کچھ ایسا مختلف ہوتا ہے کہ لوگ ان کی جانب کھنچے کھنچے چلے آتے ہیں۔ ان میں وہ نورِ قدس ہوتا ہے جو لوگوں کو اپنی جانب کھینچتا ہے۔ دنیا امڈی چلی آتی ہے۔

اگر انسان ثابت قدمی اور مداومت کے ساتھ نیک عمل کرتا رہے، نماز تہجد ادا کرے، اللہ کا ذکر کرے اس سے یہ نورِ قدس پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ برے عمل کرتا رہے تو یہ نور زائل ہو جاتا ہے۔

پیکرِ ناسوت کا وصول الی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بذریعہ نعت

نعت گوئی یا نعت سماعی کے اثرات محظ صفائے قلب تک اثر نہیں کرتے بلکہ بندے کو وہ روحانی تقرب اور عروج عطا کر دیتے ہیں کہ وہ عالمِ سمدیت کی کیفیات کو زمیں پہ چلتے پھرتے محسوس کر سکتا ہے۔ نعت میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان، عظمت، رفعت، مقربیت ومحبوبیت معشوقیت، آپ کی تمکنت وتکوینیت، آپ کی تصرفیت واکملیت کی گہری چھاپ ہوتی ہے جو سامع کے کو اسی صفت میں انعکاس پزید ہو کے فیض دیتی ہے۔

اگر آپ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ جود وسخا کا ذکر کر رہے ہیں نعت میں تو وہ آپ نے باطن پہ سخاوت کا چشمہ رواں کر رہا ہے۔ اگر آپ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ تکوینیت کا ذکر کر رہے ہیں تو وہ آپ میں تصرفِ مستجابت پر عکس وارد کر رہا ہے۔ اگر آپ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ تصوفیت پر نعتیہ اشعار پڑھ رہے ہیں تو وہ آپ کے باطن اور روح کو تزکیہ وتصوفیہ عطا کرے گا۔ الغرض جس شانِ صاحب الواء والکمال کا ذکر کریں گے وہ شان اسی کا 'پرتو' بن کر آپ پہ وارد ہو گی اور اس کا اثر قلب کو زندہ کرتا چلا جائے گا۔

نعت-مختلف بیماریوں کے علاج کا ایک ثابت شدہ طریق

انسانی جسم دو طرح کے ہارمونز ہوتے ہیں جنہیں NoceboPlacebo کہتے ہیں۔ اگر انسان کسی خوشی کسی پیریشانی کا شکار ہو، کسی طرح کے سٹریس میں ہو تو انسانی جسم Nocebo ہارمونز پیدا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کرتا ہے۔اور اگر انسان کسی خوشی و مسرت کی کیفیت میں ہوتو اس سے Placebo ہارمونز پیدا ہوتے ہیں جو اس کو بہت ساری ذہنی اور دل کی بیماریوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔

ایک ریسرچ کے ذریعے دیکھا گیا کہ نعت سامعی سے انسانی جسم خاص قسم کے کیمیکلز اور ہارمونز بناتا ہے۔اب ان ہارمونز پہ تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ وہ ہارمونز Placebo تھے جس سے نہ صرف سٹریس اور ذہنی تناؤ دور ہوتا ہے بلکہ ڈپریشن، Psychotic disorder,Melancholia , Bipolar , Dysthymic disorder,Antenatal and postnatal disorder Cyclothymic disorder,disorder جیسی بہت سی بیماریوں ان Placebo ہارمونز میں ہوتا ہے جو نعت سنانے کے عمل کے دوران ایک کیفیت پیدا ہونے سے اندر تخلیق ہوئے تھے۔(7)

ڈاکٹر برق لکھتے ہیں کہ ماہرینِ روحانیت کت ہاں ہر حرف کا ایک خاص رنگ اور اس میں ایک خاص طاقت وسلاحیت ہوتی ہے۔(8)

وہ ایک پادری لیڈ بیٹر کی کتاب the PathThe Master سے ایک تحریر نقل کرتے ہیں:

Each word as it is uttered makes a little form in etheric matter. The word"hate", for instance produces a horrible form, so much so, that having seen its shape I never use the word. When I saw the form it gave me a feeling of acute discomfort.(9)

ترجمہ: ہر لفظ عالمِ اشارات میں ایک خاص شکل اختیار کر لیتا ہے مثلاً لفظ 'نفرت' اس قدر بھیانک صورت میں بدل جاتا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے یہ صورت دیکھ لی، اور اس کے بعد مجھے یہ لفظ استعمال کرنے کی بھی جرات نہ ہوئی۔

اس کو بیان کر کے ڈاکٹر برق کہتے ہیں کہ اگر ایک لفظ نفرت کو بدی کے عمل کو ظاہر کرتا ہے اس کو بیان کرنے سے اگر ایسی سیاہی پیدا ہوتی ہے تو لفظِ محمد ﷺ کو ادا کرنے سے کیسا نورِ قدس پیدا ہو سکتا ہے۔اور پھر مدحِ محمدی ﷺ سے کیا اچھا اثرات پیدا ہو سکتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹر سٹیفن کووی (غیر مسلم سائنس دان) پوری دنیا میں اپنے آئی سی یو میں داخل اپنے مریضوں کوٹھیک کرنے کے لیے آیاتِ قرآنی اور اسمِ محمد ﷺ کو کاغذ پہ لکھ کے اس کو پانی میں ڈال کے بطور دوا مریضوں کو پلایا۔ اس پہ اس نے یہ ریسرچ پیش کی کہ 1 ماہ کے اندر 72 میں سے 55 بیمار لوگوں کی مہلک بیماریوں میں قدرے کمی واقع ہوئی اور دل کے مریضوں کو سب سے بڑھ کے اثر ملا۔

2013 میں چینی سائنسدانوں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے ایک عربی نعتیہ کلام کے اثرات پر ایک تحقیق کی۔ انہوں نے کچھ عربی نعتیہ اشعار کی ریکارڈنگ لگا کر ایک پانی کا برین سامنے رکھ دیا اور مشاہدہ کیا۔ اس نے دیکھا کہ پانی کے موجود Molecules چمکدار ہیروں کی صورت اختیار کرنے لگ گئے اور ان میں نورانی قسم کی چمک پیدا ہو گئی۔ اس پہ اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ پانی کے ہیرے کی شکل کے یہ مالیکیول انسان کے جسمانی نظامِ انہظام اور معدے کے کینسر سے بچاؤ اور انسانی Immune system پر بڑے مثبت اور گہرے اثرات رکھتے ہیں۔

حاصلِ مضمون

نعت ایک ایسا ذریعہ نور ہے جو انسان کو نہ صرف تزکیہ نفس، تصفیہ قلب و باطن اور روحانی ترقی میں ناگزیر اثرات ڈالتی ہے بلکہ یہ بہت سے مہلک جسمانی و روحانی بیماریوں کا بھی ایک ثابت شدہ علاج ہے۔ یہ آقا کریم ﷺ کی بارگاہ سے اکتسابِ فیوضات کے لئے بھی ایک مجرد عمل ہے۔ اس کے ذریعے بارگاہِ رسول ﷺ سے تعلقِ حضوری قائم ہوتا ہے۔ صوفیاء کرام نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کی مدحت و ثنا خوانی کو تزکیہ باطن کی راہ میں ایک ساز گار عمل قرار دیا ہے کہ اس کے ذریعے قلب کی تختی پہ نورانی نقوش ثبت ہوتے ہیں جو انسان کو نورِ باطن اور تصفیہ عطا کرتے ہیں۔ اور یہ یہی امر مقصودِ تصوف و طریقت ہے۔ لحاظہ نعت گوئی اور نعت سماعی حیاتِ قلب و روح کے لئے ایک ناگزیر ذریعہ ہے۔

حوالہ جات و حواشی

1. قادری، محمد طاہر، قلبی حیات و ممات/17

2. الانعام، 6/122

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

3. الرفائی، احمد بن علي، حالة اهل الحقيقة مع الله تعالی، ص8
4. احمد بن حنبل، المسند، الرقم: 7949
5. برق، دکتور غلام جیلانی، منکی دنیا، /24
6. برق، دکتور غلام جیلاني، من کی دنیا، /24
7. https//:medium.com/@awaiskazmi88/naat-a-proven-way-spiritual-healing–and-therapy-44db4600ccf5
8. برق، دکتور غلام جیلانی، من کی دنیا، /25
9. پادری لیڈ بیٹر، the PathThe Masters، ص/136

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ثمینہ شوکت

منہاج یونیورسٹی لاہور

نعت گوئی کی روایت کا اجمالی جائزہ

ملخص:

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی تعریف و توصیف کے ہیں لیکن عربی، فارسی، اردو اور کی دوسری زبانوں میں لفظ نعت صرف بنی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور مدح و ثنا کے لئے مخصوص ہو گیا ہے۔ اب جب بھی نعت کا لفظ استعمال ہو گا تو اس سے مراد وہ پارۂ شاعری ہے جس میں سرورکونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات کی توصیف و مدح کی گئی ہو۔

نعت کے لئے کوئی مخصوص ہیئت مقرر نہیں ہے۔ یہ کسی بھی صنف سخن کی کسی بھی ہیئت میں لکھی جا سکتی ہے۔ یہ صنف سخن قصیدہ اور مثنوی بھی ہو سکتی ہے۔ غزل، قطعہ، رباعی یا کوئی اور صنف سخن بھی ہو سکتی ہے۔

نعت گوئی کا آغاز سب سے پہلے عربی زبان میں ہوا اور عربی سے اس کا رواج فارسی، اردو اور دیگر زبانوں میں ہوا۔ اردو شاعری کے تقریباً تمام ادوار میں شعرا نے نعت کو موضوع فکر بنایا۔ غزل کی ہیئت ہو یا نظم کی کوئی بھی خارجی شکل، نعت کا موضوع اپنے مکمل خدوخال کے ساتھ نمایاں نظر آتا ہے۔

جہاں تک نعت گوئی سے معاشرہ کی اصلاح، تہذیب و معاشرت، سماجی برائیوں کے انسداد، عظمت انسانیت کا فروغ اور اشاعت وتبلیغ دین کا کام لینے کا تعلق ہے، اس بارے میں اردو نعت نگاروں کا وہ طبقہ قابل صد تحسین بھی ہے اور قابل پزیرائی بھی، جن کی مذہبی و دینی موضوعات پر مشتمل فکری کاوشیں بالخصوص نعتیں مذکورہ بالا افادی تقاضوں کی مکمل طور پر آئینہ دار ہیں نعت گوئی اردو شاعری کی اعلیٰ ترین قدروں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کا تعلق چونکہ اس ذات اقدس سے ہے جس ذات اقدس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نے صدیوں کی تاریک دنیا کو انسانیت اور تہذیب کے سورج کا اجالا بانٹا جس کے بارے میں شاعر نے کہا ہے: ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔'' نعت گوئی یوں تو بہت آسان لگتی ہے لیکن جسم و دل وا کر کے دیکھئے تو بہت مشکل کام ہے۔

اس تمام ترکے باوجود حضرت سیدنا ابو طالب سے لے کر عہد حاضر کے شعرا تک ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں نعت نبی مکرم رقم کرنے میں اپنا اپنا کردار اپنے انداز میں ادا کیا۔نعت کی روایت صدیوں سے پوری آب و تاب کے ساتھ زندہ اور موجود ہے اور اب اس نے شاعری میں ایک باقاعدہ صنف سخن کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔

نعت گوئی کی روایت کا اجمالی جائزہ

نعتِ رسول شاعری کی وہ اہم اور نازک صنف ہے جس میں طبع آزمائی کے تقاضے حد درجہ احتیاط اور پاکیزگی فکر کے متقاضی ہیں۔

ہزار بار بشویم دہن زِ مشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بےادبیست

اردو میں لفظ''نعت''ان اشعار کے لئے مخصوص ہے جو نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے گئے ہوں۔عربی میں اس کے لیے ''مدح'' کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔نظم اور نثر دونوں پر اس کا لفظ کا انطباق ہے۔

کسی انسان کی اگر خوبیاں اس کی زندگی میں بیان کی جائیں تو اس کو مدح کہتے ہیں اور اگر اس کے مرنے کے بعد اس کے کمالات وتوصیف کا ذکر کیا جائے تو اس کر مرثیہ کہتے ہیں۔لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اس قاعدے سے مبرا ہے۔رسول ﷺ کی ذات مکمل ہے۔وہ بشری اوصاف کا نہایت اعلیٰ وارفع نمونہ ہیں۔ان کی زندگی مبارکہ کی مثال اعلیٰ اور مکارم اخلاق اسوۂ حسنہ ہیں اُن کی بڑائی خود قرآن کریم میں جابجا بیان کی گئی ہے۔قرآن کریم خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور سیرت طیبہ کا آئینہ ہے۔ایسی شخصیت کے اوصاف وکمالات،فضائل وشمائل کا بیان کرنا کسی معمولی کیا غیر معمولی انسان سے بھی ممکن نہیں۔نعت میں اسی لیے مبالغہ اور غلو کی گنجائش نہیں البتہ غیر محتاط انداز بیان بےادبی اور گستاخی کے ذیل میں آجاتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نعت گوئی کی روایت یعنی رسالت مآب کی مدحت کی ابتدا اللہ کے رسول کے زمانے میں ہی ہوئی تھی بلکہ اللہ کے رسولؐ نے کفار قریش کی ہر سوچی ہوئی سازش کا جواب دینے کے لیے حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ کو جوابی اشعار کہنے کا حکم دیا جن میں مقصود نکتہ مدح رسالت ہی ہوتا تھا۔ آپؐ نے بسا اوقات مسجد نبوی میں بیٹھ کر اشعار کی سماعت فرمائی اور اچھے اشعار پر اظہار پسندیدگی بھی فرمایا۔ کچھ اشعار پر آپؐ ﷺ نے اصلاح بھی فرمائی۔ یہ بھی رسم رہی ہے کہ ممدوح اپنی مدح کرنے والے کو بطور صلہ انعام و اکرام سے بھی نوازتا بلکہ اہلِ جہاں کے لیے تو بے شمار مدحیہ قصیدے صلے کی تمنا میں ہی لکھے گئے ہیں۔ مدح رسول اور مدح شاہ میں بنیادی فرق بھی یہی ہے کہ رسول اللہ کے مدّاح کو دین و دنیا دونوں کی نعمتوں سے سرفراز کیا جاتا ہے جبکہ مدح شاہ میں دنیاوی انعام و اکرام کے سوا کچھ بھی نہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و نعت کا شرف سب سے پہلے جس ہستی کو میسر آیا وہ آنحضرت کے مربی و محسن ابوطالب ہیں۔ سیرۃ النبی میں ابن ہشام نے ایک قصیدہ کے سات شعر نقل کیے ہیں جس میں ابوطالبؓ نے بڑے پرجوش اشعار میں نبی کریم ﷺ کی مدح کی اور اپنے قبیلہ (بنوہاشم) کی خصوصیات کا ذکر کیا۔ اردو عربی کے نامور ادیب و ناقد اور دارالعلوم ندوۃ العلما کے سابق معتمد التعلیم مولانا عبداللہ عباس ندوی نے اپنی کتاب ''عربی میں نعتیہ کلام'' میں دنیائے ادب کے حوالے سے لکھا ہے

"ابوطالب وہ پہلے شخص ہیں جن کی زبان مبارکہ سے سب سے پہلے آپؐ کے لیے مدحیہ اشعار نکلے۔"

مولانا اپنے ایک مضمون ''عربی میں نعت کا ابتدائی سرمایہ، ابوطالب کی نعتیں'' میں ابن ہشام کی کتاب ''سیرۃ النبی'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''سیرۃ النبی میں ابن ہشام نے اس قصیدہ کے سات شعر نقل کئے ہیں جن کو ہم سب سے پہلی نعت قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس قصیدہ سے پہلے کوئی بھی ایسا کلام نہیں ملتا جس میں براہِ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت یا مدحت ہو، اس قصیدے کے ابتدائی تین اشعار یہ ہیں:

اذا اجتمعتْ یوماً قریشٌ لِمُفتخرٍ فعَبدُ منافِ سِرّها وصمیمها

وإن حصلت أشراف عبد منافها — وفي هاشم أشرافها وقديمها

وإن فخرت يوماً فإن محمداً — هو المصطفى من سرّها وكريمها (1)

اس قصیدہ کے بقیہ چار اشعار کا رُخ اہلِ قریش کی طرف ہے:

تداعت قريش غثُّها وسمينُها — علينا، فلم تظفر وطاشت حلومها

وكنَّا قديما لا نقرّ ظلامة — إذا ماثنو صُعرا الخدود نقيمها

ونحمي حماها كل يوم كريهةٍ — وتضرب عن أحجارها من يرومها

بنات النعش العود الذواء وإنما — بأكنافنا تندى وتنمى أرومها (2)

اس قصیدہ کے آخری شعر ''بنات النعش العود الذوائ......'' سے اردو کا یہ شعر لفظ و معنی دونوں میں بہت قریب ہے:ـ

سر سبز ہو جو سبزہ ترا پائمال ہو — ٹھہرے تُو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت میں جناب ابو طالب کے اور اشعار بھی ملتے ہیں، خاص طور سے ایک طویل قصیدہ جس کا مطلع ہے:ـ

وَلَمّا رأيتُ القومَ لاودَّ فيهم — وَقَدْ قطعوا كلَّ العرىٰ و الوسائلِ

(ترجمہ) جبکہ میں نے دیکھ لیا کہ لوگوں میں اُنس و محبت نہیں رہی اور تمام وسائل اور ہر کڑی توڑ چکے ہیں۔''

یہ قصیدہ ۱۹۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

پروفیسر اختر الواسع (سابق ڈائریکٹر ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز) کی کتاب ''قصیدہ بردہ کے اردو تراجم: تحقیق و تجزیہ'' کے پشت پر فنِ نعت اور نعت گوئی کی روایت کے آغاز و ارتقا سے متعلق کچھ یوں گویا ہیں:

''نعت ایک اہم صنف ہے۔ نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز تو حضرت ابو طالب نے کیا بعد میں اصحاب رسولؐ نے بھی نعت گوئی کا سلسلہ شروع کیا جس کی توثیق خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی۔ نعت گوئی کی روایت عہد صحابہ سے موجودہ عہد تک مسلسل قائم ہے صرف تمام مسلم شعرا نے ہی نہیں بہت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے غیر مسلم شعرا نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کا منظوم تذکرہ اس فن کو اعتبار بخشا۔''(3)

شعرانے ہر دور میں اور ہر زبان میں آپؐ کی شان میں اپنے اپنے انداز سے مدح وتوصیف کا نذرانہ پیش کیا ہے اور ثنا خوانانِ رسولؐ کی مبارک فہرست میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت حسّان بن ثابتؓ بارگاہ رسالت میں یوں نذرانۂ پیش کر کے شاعرِ رسولؐ کے خطاب سے نوازے گئے۔

وَاَحۡسَنُ مِنۡكَ لَمۡ تَرَقَطّ عَيۡنِي وَاَجۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدَ النِّسَاء

(آپ سے زیادہ خوب رو میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور نا ہی آپ سے زیادہ صاحبِ جمال کو عورتوں نے کبھی جنا ہے)

خُلِقۡتَ مُبرئاً مِنۡ كُلّ عَيۡبٍ كانَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَما تَشَاءُ

(آپ ہر طرح کے عیوب ونقائص سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ آپ اپنی حسب خواہش پیدا ہوئے ہیں)

ایک اور جلیل القدر صحابی حضرت کعب بن زہیر بن ابی سلمیٰؓ کے طویل قصیدے ''قصیدۂ بردہ'' کے صرف ایک شعر پر ہزاروں شعری مجموعے اور بیاضیں قربان کہ اس شعر پر نبی کریمؐ نے انہیں اپنا پیراہنِ مبارک عطا فرما کر شاعر وشعر دونوں کو حیاتِ جاوداں عطا فرما دی۔ یہ قصیدہ ''قصیدۂ بردہ: بانت سُعاد کے نام سے بھی مقبول ہے دوسرے لفظوں میں اس کو (چادر والا قصیدہ) بھی کہا جاتا ہے۔ بردہ چادر کو کہتے ہیں۔ یہ چادر بعد میں امیر معاویہؓ نے بیس ہزار درہم (دینار) کے بدلے میں ان سے لے لیا تھا اور اموی حکمراں اسے اپنی مسند نشینی کے وقت بطور تبرک پہنا کرتے تھے۔ بعد میں یہی مبارک چادر عثمانی خلفا تک پہنچی۔ اس قصیدے کا ۵۳ واں شعر جو نعت کی بہترین مثال ہے ذیل میں وہ شعر درج کیا جا رہا ہے۔

اِنَّ الرَّسُولَ لَسَيۡفٌ يُسۡتَضَاءُ بِهٖ مُهَنَّدٌ مِنۡ سُيُوفِ اللهِ مَسۡلُولُ(4)

(بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شمشیر ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، وہ شمشیر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جو ہندی لوہے کی بنی ہوئی ہے۔اللہ کی تلوار جو نیام سے نکلی ہوئی ہے۔)

قصیدہ بردہ کے نام سے ایک دوسرا قصیدہ بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلعم نے امام بوصیریؒ کو عالم رویا میں اپنی چادر مبارک سے نوازا تھا اس لیے یہ قصیدہ بھی ''قصیدہ بردہ'' کہلایا۔ جو سیکڑوں برس سے ہر خاص و عام کے زبان پر جاری ہے۔اس کی تاثیر اور کیف میں ہزاروں بار پڑھنے پر بھی کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ وہ قصیدہ اتنا مشہور ہوا کہ عربی اور فارسی شعرا نے اس کی خوب تضمینیں کیں ہیں۔مثال کے طور پر قصیدہ کا مطلع

اَمِنْ تَذَکُّرِ جیرانِ بِذی سَلَمِ مَزَجْتَ دمْعاً جَریٰ مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمِ

اَم هبَّتِ الرِّیحُ مِن تِلْقَاءِ کاظِمَةٍ اَو اَوْمَضَ البَرْقُ فی الظلْماءِ من اِضَمِ (5)

شاعر اپنی ذات کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے:

۱۔(تیری آنکھوں سے یہ خون آلود آنسو کیوں رواں ہیں! کیا ذوسلم کے پڑوسی یاد آرہے ہیں؟)

۲۔(یا کاظمہ کی جانب سے کوئی ہوا لی ہے، یا تاریکی میں اضم کی پہاڑی سے کوئی بجلی چمکتی دیکھ لی ہے؟)

مذکورہ بالا شعرائے رسول کے علاوہ بھی ایک لمبی فہرست ہے جن کی نعت کو خود رسولؐ نے سماعت فرمایا اور اظہار مسرت سے نعت گوئی کو تقدّس و پاکیزگی عطا فرمادی ان میں اعشیٰ، عبداللہ بن رواحہ اور عبداللہ بن مرداس کے اشعار سیرت نبوی کی تمام معتبر کتابوں میں منقول ہیں۔

دیگر زبانوں کی طرح اردو شاعری کو بھی نعت گوئی میں ممتاز مقام حاصل ہے اور اردو شعرا نے اس صنف میں اپنی ایک الگ پہچان بنائی ہے۔ بقول مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ:

''نعت گوئی، عشقِ رسول اور شوقِ مدینہ ہندوستانی شعرا کا پسندیدہ موضوع رہا ہے اور فارسی شاعری کے بعد سب سے بہتر اور سب سے مؤثر اور مقبول نعتیں اردو ہی میں ملتی ہیں۔''(6)

یہ حقیقت ہے کہ اردو کے تمام قدیم اصناف کی شروعات دکن سے ہوئی۔اردو کی قدیم مثنویاں اس کی شاندار مثال ہیں۔ان مثنویوں میں جا بجا نعت گوئی کی کوئی نہ کوئی مثال مل جاتی ہیں۔ نویں صدی سے لے کر گیارہویں صدی تک دکنی مثنویوں میں اردو نعت کا ایک یادگار ماضی ملتا ہے اور یہ سلسلہ دور قدیم سے دور جدید تک چلتا آرہا ہے۔انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ممبئی سے حال ہی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں ڈاکٹر سعیدہ پٹیل کی کتاب '''سید عبد الفتاح اشرفؔ علی گلشن آبادی اور قصیدہ بردہ: ایک تحقیقی مطالعہ' کے مقدمہ میں ماہر لسانیات پروفیسر عبد الستار دلوی اردو کے دکنی ادب میں نعت گوئی کی ابتدا اور اس کی تاریخ سے متعلق کچھ یوں گویا ہیں۔

''اردو ادب میں دکنی عہد کی قدیم ترین مثنویوں میں نعت گوئی کا رواج پایا جاتا ہے۔ نویں صدی ہجری/ پندرھویں صدی عیسویں میں فخر دین نظامیؔ نے اپنی مثنوی' کدم راؤ پدم راؤ' میں نعتیہ اشعار کہے دسویں صدی ہجری/ سولہویں صدی عیسوی میں گجرات کے مشہور صوفی شاعر خوبؔ محمد چشتی نے 'خوب ترنگ' اور اس کی شرح 'امواج خوبی' تصنیف کی۔ اس کے بعد مثنویوں میں حمد کے ساتھ ساتھ نعت اور منقبت لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ گیارہویں صدی ہجری میں ملاّ وجہیؔ اور ملاّ نصرتیؔ سمیت سبھی شعرا نے نعت نگاری پر قلم اٹھایا۔ یہ سلسلہ عہد قدیم سے انیسویں صدی کے آخر تک جاری ہے اور تقریباً ہر شاعر نے چاہے وہ غزل گو رہا ہو چاہے مثنوی نگار، نعت گوئی کے دلکش نمونے چھوڑے ہیں۔''(7)

اردو میں باقاعدہ نعت گوئی کا آغاز سولھویں اور سترھیوں صدی میں ہوا جب اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر سلطان محمد قلی قطب شاہ (۱۵۶۵ئ-۱۶۱۱) نے نعت کی مستقل حیثیت قائم کی۔ ان کے کلیات میں عید میلاد النبی پر چھے، بعثت نبی پر پانچ، شب معراج پر ایک نظم اور پانچ نعتیہ غزلیں اور نعتیہ رباعیاں ملتی ہیں۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں ولیؔ دکنی کا نعتیہ کلام اردو نعت کے ارتقائی سفر میں یک نئ منزل کی نشاندہی کرتا ہے۔ ولیؔ کے معاصرین میں قاضی محمود بحریؔ نے اپنی صوفیانہ شاعری کی بدولت شہرت پائی۔

خواجہ الطاف حسین حالیؔ اردو شاعری کے جدید دورِ کے معروف نعت گو شاعر ہیں اردو میں ا ن سے ہی نعت گوئی کے ایک نئے دور کی ابتداء ہوئی۔ حالیؔ کا نعتیہ کلام تعداد میں دوسروں سے کم ہے لیکن معیار میں کما حقہ ثابت ہوا۔

بقول ڈاکٹر فرمانؔ فتحپوری:

''پرانی غزلوں کو چھوڑ کر ان کی شاعری کا شاید ہی کوئی جز ہو جس میں آنحضرت کی سیرت اور پیغام کا عکس صاف نظر نہ آتا ہو۔''(8)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس کے علاوہ جن شعراء نے اس فن میں مہارت پیدا کی یا کرنے کی کوشش کی ان میں معروف ومقبول عام و خاص امیر مینائی، محسن کاکوروی، جگر مرادآبادی، اقبال سہیلؔ، حفیظ جالندھری، ماہرالقادری، حمید صدیقی، نشور واحدی، ثانی حسنی، عامر عثمانی، تسنیم فاروقی، جلیل مانک پوری، رئیس نعمانی، سید عبدالفتاح اشرفؔ علی گلشن آبادی، امجد حیدرآبادی، ظفر علی خان علیگ، ہمسر قادری، مظفر وارثی، اعجاز رحمانی، ابوالمجاہد، فضا ابن فیضی، ساجد صدیقی، تابش مہدی، افسر امروہوی اور ابرار کرتپوری کا نام خاص طور سے پکارا جاسکتا ہے۔

ماجد دیوبندی کا نعتیہ کلام ''ذکر رسولؐ'' ہر خاص وعام میں مقبول ہے۔ان کا مشہور نعتیہ شعر:

ذکر رسولؐ کر نہیں سکتے زبان سے توفیق جب تلک نہ ملے آسمان سے

اگر ماہر غزلیات جگر مرادآبادی کے مشہور نعتیہ شعر سے موازنہ کیا جائے تو کافی حد تک دونوں میں مطابقت نظر آتی ہے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
پیغام محبت عام سہی، عرفان محبت عام نہیں

نعتیہ شاعری میں نہ صرف شعروسخن کی آزمائش ہوتی ہے بلکہ اس کسوٹی پر عقیدۂ توحیدورسالت اور عشق حقیقی کی پرکھ بھی بدرجہ اتم ہوتی ہے،اس لیے ارباب سخن نعتیہ شاعری کو دودھاری تلوار سے تشبیہ دیتے ہیں کہ اگر اس میں ذرا بھی ترمیم وتنسیخ یا افراط وتفریط کا شائبہ ہوگیا تو سامان بخشش بننے کے بجائے طوق کفر وضلالت بھی بن سکتا ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے:ے

میاں!یہ عشق ہے اور آگ کی قبیل سے ہے کسی کو خاک بنائے ،کسی کو زر کردے

نعت گوئی میں نہ صرف زبان دیکھی جاتی ہے اور نہ بیان پر نظر جاتی ہے، نہ فنی نکات تلاش کئے جاتے ہیں۔اس کی روح صرف اخلاص اور محبت رسولؐ ہے۔اگر بات دل سے نکلی ہے تو دلوں پر اپنا اثر چھوڑتی ہے اور بارگاہِ رسالت مآب میں وہ نذرانہ عقیدت اور محبت قبول ہوجائے تو اشعار کو حیات جاویدانی نصیب ہوجاتی ہے۔جیسے فارسی میں سعدی شیرازیؒ،عبدالرحمان جامیؒ،محمد جان قدسیؒ وغیرہ کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بعض نعتیں اس کی شہادت دے رہی ہیں۔

حوالہ جات:

(1) بحوالہ سیرۃ النبی ابن ہشام، ج۔۱،ص:۱۵۶،طبع بیروت

(2) بحوالہ سیرۃ النبی ابن ہشام، ج۔۱،ص:۲۰۱،طبع بیروت

(3) سعود عالم،قصیدہ بردہ کے اردو تراجم،تحقیق،تجزیہ:(بانت سعاد کے حوالے سے) کورپیج

(4) سعود عالم،قصیدہ بردہ کے اردو تراجم،تحقیق،تجزیہ:(بانت سعاد کے حوالے سے)،ص:۷۶

(5) ردائے رحمت،عبداللہ عباس ندویؒ طبع شدہ،مکتبۂ فردوس،مکارم نگر،لکھنؤ،ص ۶۳

(6) سیدابوالحسن علی ندویؒ،کاروان مدینہ،مجلس تحقیقات ونشریات اسلام،ندوہ،لکھنؤ۔ص:۱۷۶

(7) ڈاکٹر سعیدہ پٹیل،''سیدعبدالفتاح اشرفؒ علی گلشن آبادی اور قصیدہ بردہ: ایک تحقیقی مطالعہ'' طباعت،انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ،ممبئی،ص:۱۰

(8) اردو کی نعتیہ شاعری،فرمان فتحپوری،ص:۷۲

Global Web Creative

~~~~~~~~~~~~~~~

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com
~~~~~~~~~~~~~~~

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شخصی و علاقائی
نعتیہ تناظرات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹر اویس سرور

حضرت کعب بن زہیر کے نعتیہ قصیدہ "بانت سعاد" کا تحقیقی مطالعہ

Abstract:
Poem‘‘Bant Suad’’by Ka'b bin Zuhair (رضی اللہ عنہ)is a masterpiece created in the Prophet's era, which left a deep impression on the later generations. This poem opened the doors of creativity for later poets and scholars of all ages and they made it the subject of their attention. The technical reason for this popularity is that this poem was created by a poet whose entire family was associated with Arabic poetry; the poet inherited this art. Poet's father, Zuhair bin Abi Solmi, is considered one of the best poets of the Arabic language. So, in this poem, there were all the qualities of poetry, which brought him to the height of fame and gave him immortality.In this article, a research study of this poem is presented, in which the background of this poem, its summary, its place and rank in Arabic literature and especially its Prophetic praise section are discussed.
Key Words: Arabic, Ka ab bin Zohair, Poetry, Prophetic Praise, Pre-Islamic poetry.

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت کیعظیم عربی شاعر زہیر بن ابی سلمی کے بیٹے ہیں۔حضرت کعب کے ابتدائی حالات گوشِ خمول میں ہیں۔آپ کی شخصیت پہلی مرتبہ سن 7 ہجری میں سامنیآئی۔راویوں کے متواتر بیان کے مطابق ہدن حدیبیہ کے دوران 7 ہجری میں حضرت کعب اوران کے بھائی بجیر اپنے وطن سے نکل کر مقام ابرق میں آئے اوریہیں سے ان کے قبولِ اسلام کا سفرشروع ہوا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت کعب کے قبول اسلام کی نوعیت اور تاریخ کے بارے میں مختلف روایات ہیں لیکن ایک بات طے ہے کہ انھوں نے قبول اسلام کے موقع پر اپنا شہرآفاق نعتیہ قصیدہ جسے قصیدہ بانت سعاد، قصیدہ اعتذاریہ، قصیدہ بردہ اور قصیدہ لامیہ کہا جاتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا()۔ واقعات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ قصیدہ انھوں نے ارتجالا اور برجستہ نہیں کہا تھا بلکہ وہ اسے تیار کرکے آپ کی خدمت میں پیش ہوئے تھے۔

حضرت کعب کا شاعرانہ مقام

حضرت کعب کی شاعرانہ حیثیت کے متعلق علمائے ادب کا یہ خیال ہے کہ وہ اس سلسلے کے خاتم ہیں، جس کا آغاز ان کے باپ کے استاد اوس بن حجر سے ہوا اور جسے ان کے باپ زہیر بن ابی سلمی نے پروان چڑھایا۔ مشہور نقاد ابن قتیبہ نے کعب بن زہیر کو خوش گو اور قادر الکلام شاعر کہا ہے()۔ طبقات الشعراء کے مصنف محمد بن سلام جمحی نے حضرت کعب کو شعرائے جاہلی کے دوسرے طبقے میں شمار کیا اور انھیں حطیئہ سے مقدم رکھا ہے۔()اس کے خیال میں طبق ?اولیٰ کے چار جاہلی شعرا کے بعد سب سے بڑے شاعر ہیں۔ یہ چار شعرا امرؤالقیس، نابغہ ذبیانی، زہیر اور اعشیٰ ہیں۔ محمد بن سلام جمحی کے اس بیان سے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے شعری مقام کو سمجھنا آسان ہوجاتا ہے اور یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ اب تک جن عرب شعرا نے بھی مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی ہے ان میں فنی اعتبار سے مقدم ترین شاعر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت کعب کو شعرائے مخضر مین میں شمار کیا جاتا ہے، یعنی وہ شعرا جنھوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے پائے اور دونوں زمانوں کی خصوصیات ان کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ شعرائے مخضر مین وجاہلیین کے اشعار میں ایجاز، قوتِ تعبیر، اسلوبِ نظم، اشتراکِ موضوعات و براعتِ وصف کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ شعرائے مخضر مین کے کلام میں جاہلی شعرا کے یہ تمام اوصاف موجود ہیں،، نیز ان کے کلام میں بدلے ہوئے حالات کے تقاضوں کے پیش نظر کچھ نئی باتیں بھی ملتی ہیں، مثلا رقتِ الفاظ، وضاحت معانی، اسلوب قرآنی سے اثر پذیری اور مذہب اسلام کے تعلق سے بعض نئے اور بعض پرانے مگر نئے معنوں میں استعمال ہونے والے الفاظ کی کثرت وغیرہ۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قریشِ مکہ کے شعرا مسلمانوں کے خلاف شعر کہتے تھے اور مسلمان شعرا ان کے جواب دیتے تھے۔ شعرائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم کو یہ امتیاز حاصل ہے۔ حضرت کعب بن زہیر نے اگرچہ اسلام کا زمانہ پایا مگر ان کے اشعار میں ان نئے عناصر کا پتہ نہیں چلتا۔ انھوں نے بدلے ہوئے تقاضوں سے اپنے اشعار میں کام نہیں لیا ہے بلکہ ان کے اشعار میں اسی ماحول کی جھلک نظر آتی ہے جس میں ان کی پرورش ہوئی، جس میں ان کے ذوق شعری کی تربیت ہوئی اور جس میں ان کے فن نے ارتقا کے مدارج طے کیے۔

قرونِ اولیٰ کے دوسرے شعرا کی طرح حضرت کعب بن زہیر کی شاعری بھی غیر مدون تھی، جسے دواوین کی صورت میں مدون کیا گیا ہے۔ آپ کے جن دواوین تک ہماری رسائی ہوئی ہے وہ یہ ہیں:

1۔ دیوان کعب بن زہیر، بتحقیق أبی سعید السکری، الریاض: دار الشواف للطباعۃ والنشر، الطبعۃ الأولی، 1410ھ-1989م
2. دیوان کعب بن زہیر، بتحقیق الأستاذ علی فاعور، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1417ھ 1997م
3. شرح دیوان کعب بن زہیر، صنعۃ الإمام أبی سعید الحسن بن الحسن السکری، القاہرۃ: مطبعۃ دار الکتب والوثائق القومیۃ، الطبعۃ الرابعۃ، 1431ھ?-2010م.
4. دیوان کعب بن زہیر، صنعۃ الإمام أبی سعید الحسن بن الحسن العسکری، بتحقیق الدکتور حنا نصر الحتی، بیروت: دار الکتاب العربی، الطبعۃ الأولی، 1414ھ?-1994م.
5. دیوان کعب بن زہیر، بتحقیق درویش الجویدی، بیروت: المکتبۃ العصریۃ، الطبعۃ الأولی، 1429ھ-2008م.

حضرت کعب کا قصیدہ بانت سعاد

قصیدہ بانت سعاد حضرت کعب کا شاہ کار ہے()۔ آپ کی شہرت کی بڑی وجہ یہ قصیدہ ہی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے۔ ہر دور میں اسے قبولِ عامہ نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور پسندیدگی کی محفل میں اونچا مقام دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس قصیدے کے مدحیہ اشعار اتنے خوبصورت، شاندار اور عمدہ انداز میں ہیں کہ جب حضرت کعب وہ اشعار پڑھ رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ردائے مبارک انھیں عطا فرمادی۔ یہ ایک ایسا اعزاز تھا جس سے پورے عرب میں حضرت کعب کو عزت حاصل ہوگئی اور بعد کے ادوار میں بھی انھیں احترام وعقیدت کے ساتھ یاد کیا جانے لگا۔ اس چادر کو حضرت کعب نے سنبھال کر رکھا۔ حضرت کعب کے انتقال کے بعد ان کے خاندان والوں نے بھی اس کی حفاظت کی ()۔ پھر یہ چادر مسلمان حکمرانوں نے بھاری قیمت ادا کر کے ان سے خرید لی اور روایات کے مطابق خلفا اس چادر کو زیب تن کر کے عیدین کا خطبہ دیا کرتے تھے۔()

قصیدہ بانت سعاد کے تراجم اور شروحات

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کی شاعری کے جو دواوین مرتب کیے گئے ہیں ان کا ذکر تو ہم اوپر کر آئے ہیں، ان تمام نسخوں میں قصیدہ بانت سعاد موجود ہے اور اس قصیدہ کی مختلف جہتوں سے شرح بھی کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں قصیدہ بانت سعاد کے سینکڑوں نسخے اور بیسیوں شرحیں یورپ، ایشیا اور افریقا کے کتب خانوں میں مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔ شروح میں سب سے مشہور ابن درید، تبریزی اور ابراہیم باجوری کی شرحیں ہیں۔()

اردو زبان میں قصیدہ بانت سعاد کا ایک ترجمہ علی محسن صدیقی نے 1968ئمیں کیا ہے۔ جسے کراچی سے مکتبہ اسحاقیہ نے شائع کیا، انھوں نے اپنے دیباچہ میں اس قصیدے کے ایک اور اردو ترجمہ کا ذکر کیا ہے جو مولانا ذوالفقار علی صاحب کا کیا ہوا ہے۔

عربی، اردو، فارسی اور ترکی زبان میں اس قصیدے کی شروحات موجود ہیں۔() سیرتِ نبویہ کے شارحین میں ابن ہشام، عبدالرحمن سہیلی، بدرالدین عینی اور ابوذر خشنی اندلسی نے بھی اس قصیدے کی شرح کی ہے()۔ کہا جا سکتا ہے کہ قدیم عربی قصائد میں شاید ہی کسی قصیدے کی جانب بانت سعاد سے زیادہ توجہ دی گئی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قصیدہ بانت سعاد کی تلخیص

حضرت کعب بن زہیر کا قصیدہ بانت سعاد تین اجزا پر مشتمل ہے۔ یہ اجزا بظاہر ایک دوسرے سے الگ ہیں مگر دراصل ان میں نہایت حسین ترتیب موجود ہے۔ پہلا جز عربی شعرا کے دستور کے مطابق تغزل اور تشبیب پر مشتمل ہے۔ دوسرے جز میں ناقہ اور اس کے لوازمات کا وصف ہے اور تیسرے جز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی گئی ہے۔

قصیدے کا آغاز سعاد نامی محبوبہ کے فراق کے ذکر سے ہوتا ہے۔شاعر اس کی وعدہ خلافیوں کی شکایت کرتا ہے۔اس کے بعد شاعر سعاد کا سراپا بیان کرتا ہے، اس کے درہائے دنداں اور لعابِ دہن کو حلاوت اور خنکی میں اس شراب سے تشبیہ دیتا ہے جس کی حدت کو پانی ملا کر کم دیا گیا ہو۔اس کے بعد اس پانی کی وصف نگاری شروع کرتا ہے۔اس کی خنکی اور صفائی کے بیان میں متعدد تشبیہات لاتا ہے۔اس کے بعد پھر سعاد کی پیمان شکنیوں کا ذکر کرتا ہے۔اس کے خیال میں یہ پیماں شکنی، یہ وعدہ خلافی، یہ سیماب صفتی اور یہ ہر آن بدل جانے کی عادت سعاد کی فطرت کا جز ہے۔سعاد کی پیماں شکنی کے اظہار کے لیے وہ نہایت نفیس حسیاتی وصف نگاری سے کام لیتا ہے وہ کہتا ہے کہ جس طرح چھلنیوں میں پانی ٹھہر نہیں سکتا اسی طرح سعاد بھی اپنے وعدوں پر قائم نہیں رہ سکتی:

وما تمسك بالعهد الذی زعمت
إلا كما يمسك الماء الغرابيل

"محبوبہ نے جو وعدہ کیا ہے اس پر قائم نہیں رہتی مگر ہاں اسی طرح جس طرح چھلنیاں پانی کو روکتی ہیں۔"

اس محرومی نے شاعر پر قنوطیت کے بجائے عقلیت کی راہ کھول دی اور وہ مایوس ہونے کے بجائے ناصح مشفق کے انداز میں کہتا ہے کہ ایسی تمنائیں اور ایسے سہانے خواب جو پیماں گسل نگاروں کے وعدوں سے وابستہ کیے جائیں عموماً باطل اور جھوٹے ہوتے ہیں۔

قصیدے کا دوسرا جز اونٹنی کے وصف پر مشتمل ہے۔ یہاں شاعر کی بدیع نگاری، جدت طرازی اور قوتِ فکر کی داد دینی پڑتی ہے۔اس کی قادرالکلامی کا یہ عالم ہے کہ وہ ایک ماہر فن کار کی طرح

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

الفاظ ومعانی سے کھیلتا ہے اور متعدد لطیف مادی صورتیں تخلیق کرتا ہے۔مگر زورِ بیان میں مشکل اور کم تر استعمال ہونیوالے الفاظ بھی بڑی کثرت سے استعمال کرتا ہے۔نئی نئی تشبیہات سے اپنے بیان کو مزین ومرصع کرتا ہے۔اونٹنی کو صلابت وسختی میں کدال یا مستطیل پتھر سے تشبیہ دیتا ہے۔اس کی دم کو کھجور کے تنے کے مشابہ قرار دیتا ہے۔اس کے کھروں کو سخت نیزوں کے مانند بتاتا ہے۔وہ بیان کرتا ہے کہ یہ کھر ایسے سخت ہیں کہ حفاظت کی غرض سے ان کی نعل بندی کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔اس اونٹنی کے وصف کے ضمن میں گرمی کی شدت کی بھی نہایت نادر تصویر کشی کرتا ہے۔جس سے صحرائے بے برگ وگیاہ میں شدتِ گرما کا منظر نگاہوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

قصیدے کا تیسرا اور اصل جز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدح پر مشتمل ہے۔یہاں بھی حسی تصویر کشی کے مناظر موجود ہیں۔ہیبت وجلال میں بارگاہِ نبوی کی ہیبت کو شیر اور ہاتھی سے زیادہ پر ہیبت ثابت کرتا ہے بلکہ اس مجلس محترم میں ہاتھی جیسا عظیم الجثہ جانور بھی لرزہ براندام ہوتا ہے۔اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتا ہے۔ان کے چہرے مہرے، ان کی شجاعت اور بسالت کی مدح سرائی کرتا ہے اور اس پر قصیدہ ختم ہوجاتا ہے۔اس حصہ میں رقیق الفاظ استعمال کرتا ہے،غریب اور مشکل الفاظ بہت کم لاتا ہے۔ہاں شیر کے وصف کے موقع پر ایسے الفاظ آتے ہیں۔یہ جاہلی شعرا کا اسلوب ہے کہ جب وہ تغزل کرتے ہیں تو سہل اور سلیس الفاظ سے کام لیتے ہیں۔جب فخر ومدح کرتے ہیں تو نہایت شیریں اور زوردار الفاظ استعمال کرتے ہیں اور جب اونٹنی کی تعریف کرتے ہیں یا ویران اور سنسان بیابانوں کا ذکر کرتے ہیں تو نہایت مشکل اور خشونت آمیز الفاظ سے ان کا اظہار کرتے ہیں۔

قصیدہ بانت سعاد کے نعتیہ حصہ کا مطالعہ

تاریخی روایات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت کعب بن زہیرنیقصیدہ بانت سعاد اسلام کے اعلان اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت سیپہلے کہا تھا اور وہ اسے پہلے سے تیار کر کے لائیاور مجلس نبوی میں اسے پیش کیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ اس قصیدے کے اسلوب میں اسلامی شاعری کا وہ رنگ نظر نہیں آتا جو عہدِ نبوی کے دوسرے شعرائے کرام کے کلام میں نظر آتا ہے۔یہ قصیدہ خالصۃ جاہلی شاعری کے اسلوب پر تخلیق کیا گیا شاہ کار ہے، اس لیے اسے سمجھنے کے لیے جاہلی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شاعری کے اسالیب، تعبیرات اور ماحول کو بھی سمجھنا چاہیے۔

سعاد اور اونٹنی کا ذکر کرنے کے بعد شاعر قصیدہ بانت سعاد کے اس شعر سے موضوعِ سخن کو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرتے ہیں:

نبئت أن رسول الله أوعدنی

والعفو عند رسول الله مأمول

()

"مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے قتل کا حکم جاری فرمایا ہے، جب کہ مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عفو و درگزر کی امید ہے۔"

مہلا ھداك الذی أعطاك نافلة ال

قرآن فیھا مواعیظ وتفصیل○

"(اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مجھے مہلت دیں، مجھ پر رحم فرمائیں۔ آپ کو وہ اللہ عفو و درگزر کی راہ دکھائے جس نے آپ کو قرآن، جس میں نصیحتیں اور دینی و دنیوی تفصیلات ہیں، عطیہ زائد کے طور پر عطا فرمایا ہے۔"

شاعر نے قرآنِ مجید کو ایک زائد عطیہ الٰہی اس لیے کہا ہے کہ اصل عطیہ الٰہی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہِ خداوندی سے دیا گیا نبوت و رسالت ہے، قرآن اس پر عطیہ مزید ہے۔

اگلے شعر میں تضرع اور سوال کا انداز اپناتے ہوئے کہتے ہیں:

لا تأخذنی بأقوال الوشاة ولم

أذنب ولو کثرت فی الأقاویل○

"آپ چغل خوروں کی باتوں پر میرا مواخذہ نہ کریں۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے، اگرچہ میرے بارے میں بہت سی باتیں کہی گئی ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے ادب، ہیبت اور دبدبے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لقد أقوم مقاما لو يقوم به
لظل يرعد إلا أن يكون له
أرى وأسمع ما لو يسمع الفيل
من الرسول بإذن الله تنويل

"بخدا میں ایک ایسی مجلس میں حاضر ہوں، وہاں کے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں اور وہاں کی باتیں سن رہا ہوں کہ اگر وہاں ہاتھی جیسا عظیم الجثۃ جانور بھی حاضر ہو اور وہاں کی باتیں سنے تو کانپنے لگے، مگر یہ کہ اسے اللہ کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے امان دی گئی ہو۔"

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں اگر ہاتھی جیسی عظیم اور قوی ترین مخلوق کو بھی امان حاصل نہ ہو تو وہ بھی جلال و ہیبت کی وجہ سے کانپنے لگ جائے۔ ان اشعار کے ضمن میں وہ طلب اعتذار کی درخواست بھی بارگاہِ رسالت مآب میں پیش کر رہے ہیں۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت کا اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

حتی وضعت يميني ما أنازعه
في كف ذي نقمات قيله القيل

"اور میں نے آپ کی مجلس مبارک میں حاضر ہو کر اپنا دایاں ہاتھ عاجزانہ و مطیعانہ بلا کسی اختلاف و نزاع کے ایک ایسی ذات کے ہاتھ میں دیدیا جو کفار سے انتقام لینے والے ہیں اور جن کی ہی بات قابل اعتبار ہے۔"

اگلے چند اشعار میں اپنی کمی کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت، رعب اور جلال کو ایسے شیر کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں جو صبح کے وقت شکار کے لیے نکلتا ہے، دوسرے جانور تو اس کے مقابلے میں کیا آئیں خود شیر بھی اس سے دور بھاگتے ہیں۔ کہتے ہیں:

فلهو أخوف عندي إذ أكلمه
من ضيغم بضراء الأرض مخدره

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یغدو فیلحم ضرغامین عیشهما

إذا یساور قرنا لا یحل له

منه تظل سباع الجو نافرة

ولا یزال بوادیه أخو ثقة

وقیل إنك منسوب و مسئول

فی بطن عثر غیل دونه غیل

لحم من الناس معفور خرادیل

أن یترك القرن إلا وهو مفلول

ولا تمشی بوادیه الأراجیل

مضرج البز والدرسان مأکول

''جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا ہوں اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ اے کعب تیری جانب کچھ باتیں منسوب کی گئی ہیں اور تجھ سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو آپ میرے نزدیک زیادہ بارعب اور پرہیبت ہوتے ہیں ایسی سرزمین کے شیر سے بھی جہاں درخت بکثرت ہوں اور جس کی کچھار مقام عثر کے وسط میں ہو اور جہاں جھاڑیوں کے قریب جھاڑیاں ہوں، جب وہ شیر صبح کو شکار کے لیے نکلتا ہے تو اپنے دو بچوں کو انسانوں کا ایسا گوشت کھلاتا ہے جو خاک آلود اور پارہ پارہ ہوتا ہے۔ جب وہ شیر کسی مدمقابل سے لڑائی کرتا ہے تو یہ بات اسے گوارا نہیں ہوتی ہے کہ وہ اسے شکست دیے بغیر چھوڑ دے۔ اس شیر سے وادیوں اور وسیع صحراؤں کے درندے اور شیر بھی دور بھاگتے ہیں اور اس وادی میں جانے کی جرات نہیں کرتے۔ اور اس شیر کی وادی میں ہمیشہ بہادر شخص کے ہتھیار خون آلود اور اس کے کپڑے پارہ پارہ ہوتے ہیں اور وہ خود اس کی خوراک ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اپنے اس قصیدے کا وہ شعر کہتے ہیں جسے سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی اور حضرت کعب جب اس شعر پر پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ردائے مبارک بطورِ انعام انھیں عنایت فرمائی:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

إن الرسول لنور يستضاء به
مهند من سيوف الله مسلول

''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، آپ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک عمدہ ہندی شمشیر برہنہ ہیں۔''

اہلِ عرب کی یہ عادت تھی کہ جب اپنے قوم کے افراد کو اپنگیر دجمع کرنا چاہتے تھے تو اپنی چمک دار تلوار بلند کرتے تھے۔اس کی چمک دور سے دکھائی دیتی تھی اور لوگ اسے دیکھ کر اس کے گرد جمع ہوجاتے تھے۔شاعر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی ہی تلوار سے تشبیہ دی ہے۔

اس قصیدے کے اختتامی اشعار میں انھوں نے صحابہ کرام خاص طور پر مہاجر صحابہ کی مدح سرائی کی ہے، وہ کہتے ہیں:

فی عصبة من قريش قال قائلهم
زالوا فما زال أنكاس ولا كشف
شم العرانين أبطال لبوسهم
بيض سوابغ قد شكت لها حلق
ببطن مكة لما أسلموا زولوا
عند اللقاء ولا ميل معازيل
من نسج داود فی الهيجا سرابيل
أنها حلق القفعاء مجدول

''آپ قریش کی جماعت میں ہیں کہ جب وہ جماعت وادی مکہ میں اسلام لائی تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہاں سے نقل مکانی کر جاؤ۔ان مسلمانانِ قریش نے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کی۔سوکم زور، بوقت جنگ بے سپر، بے شمشیر، فن شہ سواری سے ناواقف نے ہجرت نہ کی، یعنی یہ تمام مہاجرینِ قریش مضبوط، باسپر وشمشیر، ماہر فن شہ سوار اور مسلح افراد تھے، ان میں سے کوئی بھی کم زور، غیر مسلح اور نا آشنائے فن شہ سواری وسپہ گری نہ تھا۔وہ مہاجرینِ قریش عزت، بلندی منزل اور حسن

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صورت میں بلند ناکوں والے ہیں، وہ ایسے بہادر ہیں کہ ان سے خون کا انتقال نہیں لیا جا سکتا۔ جنگ میں ان کا لباس گویا حضرت داؤد علیہ کے ہاتھ کی بُنی ہوئی زرہیں ہوتی ہیں ان کی زرہیں صیقل کی ہوئی، چمک دار، لمبی اور پوری ہیں۔ ان کے حلقے فقعاء نامی خاردار جھاڑی کے حلقوں کی طرح تنگ ہیں اور وہ مضبوط بناوٹ کی ہیں۔"

ان زرہوں کے لمبے اور بڑے ہونے سے اس بات کا کنایہ ہے کہ ان کے پہننے والے دراز قد اور مضبوط لوگ ہیں، کیوں کہ پست قامت اور کم زور افراد لمبی اور بڑی زرہیں نہیں پہن سکتے۔

صحابہ کرام کی مدح میں مزید کہتے ہیں:

لیسوا مفاریح إن نالت رماحهم

یشون مشی الجمال الزهر یعصمهم

لا یقع الطعن إلا فی نحورهم

قوما ولیسوا مجازیعا إذا نیلوا

ضرب إذا عرد السود التنابیل

وما لهم عن حیاض الموت تهلیل

''اگر ان مہاجرین قریش کے نیزے دشمنوں میں کامیاب ہوں یعنی انھیں زخم لگائیں تو وہ اپنے اس کارنامہ پر بہت زیادہ خوشی کا اظہار نہیں کرتے اور جب انھیں اپنے دشمنوں سے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ بہت جزع فزع نہیں کرتے۔ وہ لوگ سفید اونٹوں جیسی رفتار سے چلتے ہیں، انھیں دشمنوں سے ضربِ شمشیر بچاتی ہے، جب کہ سیاہ فام پستہ قد لوگ بھاگ بھاگ جاتے ہیں۔ دشمنوں کے نیزے ان کی پشتوں پر نہیں بلکہ ان کے سینوں میں گھستے ہیں اور موت کے گھاٹوں پر اترنے میں وہ تاخیر نہیں کرتے۔"

خلاصہ بحث

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا قصیدہ بانت سعاد عہدِ نبوی میں تخلیق کیا گیا وہ نعتیہ شاہ کار ہے جس نے بعد میں آنے والے زمانوں پر اپنی گہری چھاپ برقرار رکھی۔ اس قصیدے نے بعد میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آنے والے شعرا کے لیے تخلیق کے دروازے کھولے اور ہر زمانے کے لیا ہل علم وفضل نے اسے اپنی توجہ کا موضوع بنایا۔ اس مقبولیت کی فنی وجہ تو یہ ہے کہ یہ قصیدہ ایک ایسے شاعر کی تخلیق تھا جس کا پورا گھرانہ شعروادب سے وابستہ تھا، شاعر کو سخن وری کا فن میراث میں ملا تھا۔ شاعر کے والد زہیر بن ابی سلمی کو عربی زبان کے سرفہرست شعرا میں شمار کیا جاتا ہے۔ اہل نقد نے حضرت کعب بن زہیر کو جاہلی شعرا کے طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے، گویا فنی اور شعری کمالات ومہارات میں چند ایک عربی شعرا ہی ایسے ہیں جنھیں ان سے بہتر شاعر کہا جا سکتا ہے۔ سو قصیدہ بانت سعاد کے خمیر میں شعر وسخن کی تمام خوبیاں موجود تھیں جنھوں نے اسے شہرت کی معراج پر پہنچایا اور دوامِ لافانی بخشا۔

کتابیات

1. ابن سلام، محمد بن سلام الجمحی: طبقات الشعراء، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1400ھ-1980م .
2. ابن قتیبۃ، عبداللہ بن مسلم: الشعر والشعراء، تحقیق وشرح أحمد محمد شاکر، القاہرۃ: دار التراث العربی، الطبعۃ الثالثۃ، 1977م .
3. ابن ہشام: السیرۃ النبویۃ، بتحقیق مصطفی السقا وإبراہیم الأبیاری عبد الحفیظ الشلبی، مصر: دار مصطفی البابی الحلبی، الطبعۃ الثانیۃ، 1375ھ?-1955م.
4. جمحی، ابن سلام: طبقات فحول الشعراء، تحقیق محمود محمد شاکر، جدۃ: دار المدنی.
5. زیدان، جرجی: تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ، بیروت: دار مکتبۃ الحیاۃ، الطبعۃ الثانیۃ، 1938م.
6. علی محسن صدیقی: کعب بن زہیر اور قصیدہ بانت سعاد، کراچی: مکتبہ اسحاقیہ۔
7. کعب بن زہیر: دیوان دیوان کعب بن زہیر، بتحقیق الأستاذ علی فاعور، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1417ھ۔1997م .
8. کعب بن زہیر: دیوان کعب بن زہیر، بتحقیق أبی سعید السکری، الریاض: دار الشواف للطباعۃ والنشر، الطبعۃ الأولی، 1410ھ?-1989م .

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

9. كعب بن زهير: ديوان كعب بن زهير، بتحقيق درويش الجويدي، بيروت: المكتبة العصرية، الطبعة الأولى، 1429ه?-2008م.

10. كعب بن زهير: ديوان كعب بن زهير، صنعة الإمام أبي سعيد الحسن بن الحسن العسكري، بتحقيق الدكتور حنا نصر الحتي، بيروت: دار الكتاب العربي، الطبعة الأولى، 1414ھ-1994م.

11. كعب بن زهير: شرح ديوان كعب بن زهير، صنعة الإمام أبي سعيد الحسن بن الحسن السكري، القاهرة: مطبعة دار الكتب والوثائق القومية، الطبعة الرابعة، 1431ه?-2010م.

12. يزيد رزقي: قصيدة بانت سعاد لكعب بن زهير، مذكرة مقدمة لنيل شهادة الماجستير في جامعة العربي بن مهيدي، الجمهورية الجزائرية، تحت إشراف الأستاذة: رزيقة طاوطاو، 2018م.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹر حافظ عرفان اللہ

کلام نصیر الدین گولڑوی رحمہ اللہ میں قرآنی اقتباسات کا تحقیقی جائزہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور:

irfanullah@lgu.edu.pk

نعت عشق نبوی کا ایک خوب صورت اظہاریہ ہے۔ نعت کہنا بلاشبہ ایسا شرف ہے جو ان گنت ابدی سعادتوں کا پیش خیمہ ہے۔ نعتیہ ادب میں اقتباس کی روایت بہت قدیم ہے۔ شعراء نے اپنی شاعری میں آیات قرآنیہ، حدیث نبوی اور اقوال حکماء کو بطور اقتباس استعمال کیا ہے۔ اقتباس سے نہ صرف کلام میں حسن پیدا ہوتا ہے بلکہ شاعر اپنی فکر کے ابلاغ کے لیے تائید بھی حاصل کرتا ہے۔ پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی رحمہ اللہ دور حاضر کی دنیاء نعت کا بہت بڑا نام ہیں۔ وہ بیک وقت ایک مضبوط عالم دین، ایک صاحب مطالعہ محقق و دانشور، ایک بڑی خانقاہ کے سجادہ نشین، ایک نکتہ داں خطیب، کلام اسلاف کے حافظ اور قادرالکلام شاعر تھے۔ آپ کو شاعر ہفت زبان بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے اردو، فارسی، عربی، پنجابی، پوربی، ہندی اور سرائیکی میں خامہ فرسائی کی ہے۔ انہوں نے حمد، نعت، غزل، منقبت اور دیگر کئی اصناف شاعری میں عمدہ نقوش چھوڑے ہیں۔ ''دین ہمہ اوست'' ان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نعت کے لیے مختلف اسلوب نہایت عمدہ پیرائے میں زیب قرطاس کیے ہیں۔ نعتیہ کلام میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ کے بیان کے لیے قرآنی آیات کا استعمال کلام کے حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ کہیں وہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات عالیہ کو ﷺ وحی الٰہی قرار دیتے ہوئے سورہ نجم کی آیت کا اقتباس لیتے ہیں تو کہیں حضور اقدس ﷺ کے پاس ہر طرح کے خزانوں کی کثرت کو بیان کرنے کے لیے سورہ کوثر کا سہارا لیتے ہیں۔ ایک جگہ قرب الٰہی کا نقشہ ''اوادنی'' کہہ کر کھینچتے ہیں تو دوسری جگہ حسن رخ زیبا کے لیے ''واللیل اور والشمس'' کا اقتباس نقل کرتے ہیں۔ الغرض انہوں نے کئی مقامات پر اپنے نعتیہ کلام کو قرآنی آیات کے حسین اقتباسات کے ساتھ مزین کیا ہے۔ مقالہ ہذا میں ان کے نعتیہ کلام میں استعمال ہونے والے قرآنی اقتباس کا تحقیقی جائزہ مقصود ہے۔

نثر اور شعر میں قرآن و حدیث کو بطور اقتباس ذکر کرنے کی روایت بہت پرانی ہے۔ اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حوالے سے با قاعدہ تصنیف علامہ عبدالملک بن محمد الثعالبی کی ہے جو انہوں نے سلطان محمود غزنوی کے بھائی نصر بن ناصرالدین کے لیے تالیف کی اور انہیں بطور تحفہ پیش کی۔ وہ اس وقت خراسان میں سلطان کی طرف سے لشکر کے امیر تھے۔[عبدالملک بن محمد الثعالبی، م 429ھ، الاقتباس من القرآن الکریم، دارالوفاء، بغداد، 1992ء، ج1، ص25] اس کتاب کو ''الاقتباس من القرآن الکریم'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اس کتاب کا سن تالیف 389ھ سے 396ھ کے درمیان کا عرصہ بتایا جاتا ہے۔[ایضاً، ص26] اس کا مطلب ہے کہ اس سے قبل قرآن مجید کی آیات کا بطور اقتباس کثرت سے استعمال اہل علم کے ہاں رائج تھا۔ عربی شاعری میں قرآن مجید کی مقدس آیات کو اقتباس کے طور پر نقل کرنے سے متعلق بھی عبدالھادی الفلیکی کی با قاعدہ تصنیف موجود ہے جسے ''الاقتباس من القرآن الکریم فی الشعر العربی'' کے نام سے منشورات دارالنمیر، شام، دمشق سے 1996ء میں شائع کیا گیا۔

اقتباس کا لغوی و اصطلاحی معنی

لفظ اقتباس عربی لفظ ''قبس'' سے بنا ہے جس کا معنی آگ جلانا اور آگ تلاش کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے ''قَبَسَ النَّارَ قَبْسًا / یَقْبِسُ النَّارَ قَبْسًا'' چنانچہ اقتباس کا لغوی مفہوم آگ یا شعلہ لینا یا کسی سے آگ مانگنا۔[فیروز آبادی، محمد بن یعقوب م 817ھ، القاموس المحیط، (مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 2005) بذیل مادہ: ق ب س، ص564] قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى۔[سورۃ طٰہٰ :10:20]

جب حضرت موسیٰ نے آگ دیکھی تو اپنی اہلیہ سے فرمایا: ٹھہریئے! میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں آپ کے پاس اس میں سے کوئی شعلہ لے آؤں یا آگ کے پاس کوئی راہ بتانے والا پالوں۔

اگر اس کا مفعول علم ہو تو مراد علم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ اقتباس کا لفظ کسی سے علمی استفادہ کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کہتے ہیں'' جِئْتُ لِاَقْتَبِسَ مِنْ اَنْوَارِكَ '' میں آپ کے انوار علمی سے استفادہ کرنے آیا ہوں۔[وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، (ادارہ اسلامیات، لاہور، 2001) بذیل مادہ: ق ب س، ص1268] سورہ حدید میں استفادہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے جہاں اللہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تعالیٰ نے منافقین کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ ۔[القرآن الکریم،الحدید،57:13]

جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں اہل ایمان سے کہیں گے کہ ہماری طرف دیکھیے! تا کہ ہم تمہارے نور سے کچھ استفادہ کرسکیں۔ کہا جائے گا واپس لوٹ جاؤ اور کوئی اور نور تلاش کرلو۔

اہل علم کے ہاں اصطلاحی طور پر نثر یا شعر میں قرآن مجید کی کوئی آیت یا حدیث شریف کا کوئی جملہ ذکر کرنا اقتباس کہلاتا ہے۔''البلاغۃ الواضحۃ'' میں اقتباس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

الاقْتِباسُ تَضْمِينُ النَّثْر أو الشِّعر شَيْئاً مِنَ الْقُرآن الكريم أو الحديثِ الشريفِ مِنْ غَيْرِ دلالةٍ عَلَى أَنَّهُ منهما، ويَجُوز أنْ يُغَيِّرَ فِي الأَثَرِ المُقْتَبِس قَليلاً۔

[علی جارم،مصطفیٰ امین،البلاغۃ الواضحۃ،دارالمعارف س ن،ص269]

نثر یا شعر کے ضمن میں قرآن کریم یا حدیث شریف میں سے کچھ کلام ذکر کرنا اس بات کا تذکرہ کیے بغیر کہ یہ کلام قرآن کریم یا حدیث نبوی سے لیا گیا ہے۔نقل کیے گیے اقتباس میں تھوڑی سی تبدیلی کر لینے کی بھی گنجائش ہوتی ہے۔

اقتباس کی شرعی حیثیت

شعراء اور نثر نگار اہل ادب کے ہاں قرآن مجید اور حدیث نبوی کے اقتباس کی روایت بہت پرانی ہے۔بعض اہل علم نے اقتباس کے عدم جواز پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کیونکہ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں التباس کا شائبہ پیدا ہوجاتا ہے لیکن اہل علم کی ایک تعداد اس کا جواز نقل کرتی ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے لکھا ہے کہ

''الاقتباس من القرآن جائزعندنا تنبيه قولهم أن تضع الحرب أوزارها اقتباس من القرآن وبه يستدل على جوازه عندنا كما بسطه الشارح في الدر المنتقى''۔

[محمد بن عابدین شامی،ردالمحتار علی الدرالمختار(دارالفکر بیروت2000ھ،)ج4،ص152]

قرآن مجید سے اقتباس ہمارے ہاں جائز ہے اہل علم کا قول ''أن تضع الحرب أوزارها''

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہ قرآن مجید کا اقتباس ہی ہے۔ ہمارے نزدیک اس سے اقتباس کے جواز پر استدلال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ''الدر المنتقیٰ'' میں شارح نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اقتباس کی شرعی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے الموسوعۃ الفقہیۃ میں جمہور فقہاء کرام کی رائے یوں بیان کی گئی ہے:

يَرَى جُمْهُورُ الْفُقَهَاءِ جَوَازَ الِاقْتِبَاسِ فِي الْجُمْلَةِ إِذَا كَانَ لِمَقَاصِدَ لَا تَخْرُجُ عَنِ الْمَقَاصِدِ الشَّرْعِيَّةِ تَحْسِينًا لِلْكَلَامِ، أَمَّا إِنْ كَانَ كَلَامًا فَاسِدًا فَلَا يَجُوزُ الِاقْتِبَاسُ فِيهِ مِنَ الْقُرْآنِ، وَذَلِكَ كَكَلَامِ الْمُبْتَدِعَةِ وَأَهْلِ الْمُجُونِ وَالْفُحْشِ۔

[ھیئۃ کبار علماء الاسلام، الموسوعۃ الفقہیۃ، (المکتبۃ الحقانیہ، کوئٹہ، ۱۴۲۹ھ) ج، ص]

جمہور فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ جملہ میں اقتباس کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ ایسے مقاصد کے لیے ہو جو شرعی مزاج کے خلاف نہ ہو نیز اس کا مقصد تحسین کلام ہو۔ لیکن اگر کلام بے ہودہ ہو تو پھر قرآن مجید سے اقتباس جائز نہیں ہوگا۔ جیسا کہ بدعتی، بے حیا اور فحش گو لوگوں کی باتیں ہوتی ہیں۔

لہٰذا درست نیت اور پاکیزہ مقصد کے لیے اقتباس قرآنی نہ صرف جائز ہے بلکہ موقع ومحل کی مناسبت سے مستحسن ہوتا ہے جس سے کلام میں حسن بھی پیدا ہوتا ہے اور جملہ کے مضمون میں تاکید بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

نظم ونثر میں اقتباس قرآن مجید کی روایت

نظم ونثر سے تعلق رکھنے والے اہل علم کی ایک کثیر تعداد نے اپنے علمی ماہ پاروں میں قرآن مجید کی آیات کو بطور اقتباس ذکر کیا ہے۔ علامہ ثعالبی نے نظم ونثر کی کثیر مثالیں ذکر کی ہیں۔ سیدنا عمر فاروقؓ پر جب ابولولؤ فیروز نے قاتلانہ حملہ کیا تو آپ نے اپنی گفتگو میں قرآن آیت کو بطور اقتباس بیان فرمایا علامہ ثعالبی لکھتے ہیں:

لما طعن ابولؤلؤۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وھو فی المحراب یصلی بالناس صلاۃ الصبح جمع ملحفتہ علی بطنہ وقال ''وکان امر اللہ قدرا مقدورا۔

[عبدالملک بن محمد الثعالبی، الاقتباس من القرآن الکریم، ج1، ص62]

جب ابولؤلؤ نے حضرت عمر بن خطابؓ کو خنجر مارا آپ محراب میں تھے اور لوگوں کو نماز فجر پڑھا رہے تھے ۔آپ نے اپنے کپڑوں کا پیٹ (کے زخم) پر لپیٹا اور یہ فرمایا ''وکان امر اللہ قدرا مقدورا''۔

نثر میں آیت قرآنی کے اقتباس کی مثال عبدالمؤمن الأصفھانی کے اس پیغام میں ہے جو اس نے اپنے مخالف کو بھیجا اس میں آیت قرآنی کو ذکر کرتے ہوئے اس میں تھوڑی تبدیلی بھی کی اور کہا:

لا تَغُرَّنَّكَ مِنَ الظَّلَمَةِ كثرة الجيوش والأنصار إنما نُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الأَبصَارُ ۔[علی جارم، مصطفیٰ امین، البلاغۃ الواضحۃ، ص269]

یعنی تجھے سپاہیوں اور مددگاروں کی کثرت ظالموں سے متعلق دھوکے میں نہ ڈالے ہم انہیں ایک ایسے دن کے لیے مہلت دے رہے ہیں جس میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

عبدالمؤمن اصفہانی نے اس عبارت میں قرآن مجید کی آیت مبارکہ ذکر کی لیکن قرآن مجید میں ''يُؤَخِّرُهُمْ'' ہے جبکہ عبدالمومن نے ''ی'' کو ''ن'' سے تبدیل کر دیا۔آیت مبارکہ یوں ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ط اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ۔

[القرآن الکریم، ابراہیم، 42:14]

اور تم اللہ کو قطعاً ان اعمال سے بے خبر نہ جاننا جو ظالم لوگ کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں ایک ایسے دن کیلئے مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

امام شافعیؒ کے اشعار میں بہت سارے مقامات پہ قرآن مجید کے اقتباس نقل کیے گیے ہیں۔عبدالهادی الفلیکی نے اپنی کتاب میں ان اشعار کا ذکر کیا ہے۔امام شافعی ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:

قضاة الدهر قد ضلوا — فقد بانت خسارتهم

فباعوا الدين بالدنيا — ''فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ''

[عبدالهادی الفلیکی، الاقتباس من القرآن الکریم فی الشعر العربی (منشورات دار النمیر، شام، دمشق، 1996)، ص24]

یعنی زمانے کے قاضی گمراہ ہو گئے اور ان کا خسارہ واضح ہو گیا۔انہوں نے دین کو دنیا کے بدلے فروخت کر دیا لہٰذا ان کی تجارت میں خسارہ ہو گیا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

امام شافعی نے اپنے شعر میں سورہ بقرہ کا اقتباس نقل کیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے منافقین کا تذکرہ فرمایا اوران کے نقصان کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے ایمان کے بدلے میں گمراہی اختیار کی لہذا ان کا یہ سودا ان کے لیے نفع بخش نہیں ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے:

أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ۔

[القرآن الکریم، البقرۃ، 16:2]

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی تو ان کی تجارت نے کوئی نفع نہ دیا اور یہ لوگ راہ جانتے ہی نہیں تھے۔

پیر نصیر الدین گولڑویؒ کے نعتیہ کلام میں اقتباس

پیر نصیر الدین گولڑویؒ ایک قادر کلام شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ متبحر عالم دین بھی تھی قرآن و حدیث پر ان کی گہری نظر تھی۔ آیاتِ قرآنیہ کے مضامین و مفاہیم آپ کے اشعار میں واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ مقالہ ہذا میں ان کے معروف نعتیہ کلام کے مجموعہ ''دین ہمہ اوست'' سے ان اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے جن میں انہوں نے قرآن مجید کی آیات یا الفاظ کو بطور اقتباس شعر کا حصہ بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بے شمار فضائل کو خصائل سے نوازا۔ آپ کی شان یہ ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىO اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ [القرآن الکریم، النجم: 4،3:53]

اور وہ کوئی بات بھی اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔

اگر الفاظ اور معانی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوں تو انہیں وحی متلو کہا جاتا ہے اور اگر مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو تو اسے وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔ بہر حال سب کو وحی ہی کہا جاتا ہے۔ پیر نصیر الدینؒ نے اپنی پنجابی رباعی میں یوں لکھتے ہیں:

ہے سرکار دا اوہ ہک بوہا حق دی جتھے ہر ویلے ہوہا
آپ دا ہر اک لفظ زبانوں اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

[دیں ہمہ اوست ص، 20]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسی آیت مبارکہ کو ایک اور جگہ اپنے اشعار کی یوں زینت بناتے ہیں:

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا دارد — ہر بشر کے لیے ممکن نہیں ان سب کا حصول
اس کی ہر بات بنی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ — اس کا ہر فعل بنا حجتِ برہان واصول

[دیں ہمہ اوست ص،53]

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کو ہر طرح کی خیر عطا فرمائی اور پھر اس خیر میں کثرت سے نوازا، آپ کو تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی، حسن ظاہری و باطنی میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہیں، علم بھی کثرت سے عطا فرمایا، امت بھی کثیر عطا فرمائی الغرض ان گنت فضائل وکمالات عطا فرمائے۔ چنانچہ اس کثرت کو بیان کرنے اور کفار تنگ کرنے پر حوصلہ افزائی کے لیے قرآن مجید میں سورہ کوثر نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔

اے حبیب! بیشک ہم نے آپ کو ہر خیر کی کثرت عطا فرمادی ہے۔ بس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔ بیشک آپ کا دشمن ہی بے نام ونشاں رہے گا۔

پیر نصیر الدینؒ اپنی ایک رباعی میں اس مفہوم کو یوں زیب قرطاس کرتے ہیں:

مرجائیں حاسد جل جل کر — تنگ نہ ہوا ے میرے پیمبر!
دیتا جا بھر بھر کے ساغر — اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

[دیں ہمہ اوست ص،21]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حسن کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ان جیسا حسین ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔ قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے اکثر مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کے حسن کو بیان کرنے کے لیے مختلف مقامات پر تشبیہ ذکر کی ہے۔ مثلاً جہاں رات کی قسم کھائی تو اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معنبر زلفوں کی قسم ہے اور جہاں سورج کی قسم کھائی تو وہاں مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ زیبا ہے۔ پیر نصیر الدین نصیر گولڑویؒ نے اسی مفہوم کو بیان کرنے کے لیے ماہیے کا سہارا لیا۔ آپ لکھتے ہیں:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دو ابرو ہیں او ادنیٰ   واللیل تو گیسو ہیں، والشّمس رخ زیبا

[دیں ہمہ اوست ص،62]

دیں ہمہ اوست میں ایک اور نعت کے اشعار لکھتے ہوئے انہوں نے نبی کریم ﷺ کے حسن زیبا کو بایں طور نظم کیا:

والشّمس جمال ہوشربا، زلفیں وَاللَّیْلِ إِذَا یَغْشٰی
القاب سیادت قرآن میں یٰسین ، طٰہٰ ، سبحان اللہ

[دیں ہمہ اوست ص،194]

عمومی طور پر مذکورہ بالا اشعار میں قرآنی الفاظ سے نبی کریم ﷺ کا حسن ظاہر مراد لیا جاتا ہے۔ پیر صاحب نے ان سے مراد حسن ظاہر بھی لیا ہے جیسا کہ درج بالا اشعار میں ہے اور ان سے مراد حسن کردار بھی لیا ہے۔ جیسا کہ ذیل کے شعر میں بیان کرتے ہیں کہ والشّمس میں نبی کریم ﷺ کے کردار کی پاکیزگی پر بھی قسم کھائی گئی ہے:

والشّمس کی یہ واو قسم کہتی ہے مڑ کر   بے داغ رہا شاہ کے کردار کا چہرا

[دیں ہمہ اوست ص،320]

مشرکین مکہ نے نبی کریم ﷺ کو تنگ کرنے کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی کبھی وہ پتھر مارتے ، کبھی آوازے کستے ، رستے میں کانٹے بچھاتے ، یہاں تک کہ قتل کرنے کی دھمکی تک دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تو یہاں یہود نے ریشہ دوانیوں کی انتہا کر دی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا:

فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ ج وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ [القرآن الکریم، البقرہ،2:137]

اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو ان کے مقابلہ میں کافی ہو جائے گا۔ وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

پیر صاحب نے اپنے شعر میں اس آیت مبارکہ کو ذکر کرتے ہوئے کیا حسین مضمون باندھا ہے۔ فرماتے ہیں:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فَسَیَکْفِیْکَہُمُ اللّٰہُ سے یہ بات کھلی تو ہے اللہ کا ، اللہ تعالیٰ تیرا

[دیں ہمہ اوست ص،64]

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی آپ سے حسد کرتے تھے،آپ کو زدوکوب کرتے اور آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی یہاں تک کہ کنویں میں پھینک دیا۔ جب حضرت یوسف مسند آرائے حکومت ہوئے اور آپ کے وہ بھائی آپ کے سامنے پیش ہوئے تو آپ نے انہیں معاف کر دیا اور درگزر سے کام لیا۔اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں یوں بیان فرمایا:

قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ؕ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

[القرآن الکریم، یوسف،92:12]

فرمایا: آج تم لوگوں پر کوئی ملامت نہیں ، اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

اسی طرح فتح مکہ کو موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طرح طرح کی تکالیف دینے والے وہی مکہ کے باسی جب پیش ہوئے تو آپ نے حضرت یوسف کی طرح ان سب کو معاف فرما دیا اور قرآن کی مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔ پیر نصیر الدین نصیرؒ نے اسی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے شعر کہا:

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ کہہ کر بخش دیا ہر مجرم کو فتح مکہ کے دن اپنی رحمت کا اعلان کیا

[دیں ہمہ اوست ص،66]

واقعہ معراج بہت سارے معجزات کا حسین مرقع ہے۔اس ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کائنات کی مختلف مقامات کے مشاہدے بھی کیے، جنت و دوزخ کو بھی دیکھا،مسجد اقصیٰ میں انبیاء کرام کی امامت بھی کروائی،آسمانوں کی سیر بھی ہوئی۔لیکن اس سارے سفر میں تمام سیر و مشاہدات سے بڑھ کر رب ذوالجلال سے ملاقات اور دیدار باری تعالیٰ کا انفرادی شرف ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی نبی و رسول بھی شرک نہیں۔قرب و دیدار کے ان پر کیف لمحات کو سورہ نجم میں بیان کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰیO فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔[القرآن الکریم، النجم،9،8:53]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پھر وہ جلوہ قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہو گیا۔ تو دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

پیر صاحبؒ نے شب معراج کی عظمتوں کو بیان کرتے ہوئے اپنی نعت کے ایک شعر میں قرب خداوندی کو بیان کرنے کے لیے انہی آیات کا سہارا لیا۔ فرماتے ہیں:

قاب قوسین کی صورت میں ہوا قرب نصیب کھل گیا فلسفہ ثُمَّ دَنَا آج کی رات

[دیں ہمہ اوست ص، 97]

محبوب کے ساتھ تعلق کی گہرائی اس وقت زیادہ شدت سے محسوس ہوتی ہے جب محبوب کے افعال کو اپنی طرف منسوب کیا جائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس شرف سے بھی مشرف فرمایا ایک جگہ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ مقام حدیبیہ پر صحابہ کرام سے بیعت لے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ درج ذیل آیت نازل فرمائی اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ج فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ج وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ [القرآن الکریم، الفتح، 10:48]

بلا شبہ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں تو حقیقت میں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے وعدہ خلافی کی تو وہ اپنے آپ کا ہی عہد نقصان کرے گا۔ اور جس نے اللہ سے کئے ہوئے اپنے وعدے کو پورا کیا تو عنقریب اللہ اسے اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

اسی طرح غزوہ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے مٹھی بھر خاک کفار کی طرف پھینکی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ مٹی آپ نے نہیں پھینکی بلکہ وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ص وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج۔

[القرآن الکریم، الانفال، 17:8]

تو تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور اے حبیب! جب آپ نے خاک پھینکی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تو آپ نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔

اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق جمہور مفسرین کا مختار قول یہ ہے کہ جب کفار اور مسلمانوں کی فوجیں ایک دوسرے کے سامنے ہوئیں تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی خاک کافروں کے چہرے پر ماری اور فرمایا ''شَاهَتِ الْوُجُوْه'' یعنی ان لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں۔ وہ خاک تمام کافروں کی آنکھوں میں پڑی اور صحابہ کرامؓ بڑھ کر انہیں قتل اور گرفتار کرنے لگے۔ کفارِ قریش کی شکست کا اصل سبب خاک کی وہ مٹھی تھی جو تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھینکی تھی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ [مفتی محمد قاسم، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، مکتبہ المدینہ کراچی، ج3، ص537]

پیر نصیر الدین نصیرؒ نے اس آیت کا ذکر اپنے شعر میں یوں کیا ہے:

شاہد ہے مَا رَمَیْتَ کی آیت ، اس امر پر
یعنی نبی کے ہاتھ ہیں بے شک خدا کے ہاتھ

[دیں ہمہ اوست ص،109]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسعت علم پر قرآن مجید کی بہت ساری آیات شاہد و عادل ہیں اسی طرح احادیث مبارکہ کی کثیر تعداد سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے علوم عطا فرمائے ہیں جو کائنات میں کسی اور کو نہیں دیے گئے۔ ان علوم کے عطا کیے جانے کی نسبت اللہ تعالیٰ خود اپنی طرف فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔

[القرآن الکریم، النساء، 113:4]

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (وہ تمام علوم) سکھا دیے جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے۔

پیر صاحبؒ نے مذکورہ بالا آیت کا سہارا لیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کی وسعت کو یوں بیان کیا ہے:

نصیر کہتی ہے یہ آیت وَعَلَّمَكَ — وہ ہیں علیم و خبیر، ان کو کیا نہیں معلوم

[دیں ہمہ اوست ص،162]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللہ جل مجدہ کی تخلیق میں سب سے زیادہ جس ذات کا ذکر خیر چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا ہے وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے۔ زمین کی وسعتیں تو ایک طرف آسمان کی رفعتوں میں بھی انہیں یاد کرنے والے موجود ہیں۔ آدم خاکی کے لیے باعث شرف ہے کہ وہ ان اذکار سے زبان کو معطر کرے اور ان کی فکر سے ذہن کو جلا بخشے۔ وگرنہ فرشتے ہر آن ان کی خدمت ہدیہ درود لے کر حاضر ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو ان کے ذکر کی رفعت کا وعدہ خود خالق کائنات نے فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ [القرآن الکریم، الم نشرح، 4:94]

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کے ذکر خیر کو آپ کی خاطر بلند کر دیا۔

جب ذکر بلند کرنے والی ذات مالک کائنات اور خالق شش جہات ہے تو پھر کون و مکاں کا کون سا ایسا گوشہ ہوگا جہاں آپ کا ذکر نہ ہوتا ہو۔ سیدنا ابوسعید خدری روایت فرماتے ہیں:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال ﷺ أتاني جبريل، فقال إن ربي وربك يقول لك كيف رفعت ذكرك ﷺ قال الله أعلم قال إذا ذكرت ذكرت معي ﷺ۔ محمد بن حبان بن أحمد، صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، كتاب الزكوة، باب ذكر الإخبار عن إباحة تعداد النعم للمنعم على المنعم عليه في الدنيا۔

(مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، 1993ء)، رقم الحدیث: 3382]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل آئے اور عرض کی کہ میرے اور آپ کے پروردگار نے آپ سے پوچھا ہے کہ (کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے۔ تو جبریل امین نے بتایا (کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے آپ کا ذکر اس طرح بلند کیا ہے کہ) جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا ذکر بھی میرے ذکر کے ساتھ کیا جائے گا۔

پیر نصیر الدین گولڑوی رحمہ اللہ ایک مقام پر آیت مذکورہ بالا کو اپنے نعتیہ شعر میں یوں رقم فرماتے ہیں:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہ صراحت وَ رَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ میں ہے تیری تعریف کرنا تجھے اونچا کرنا

[دیں ہمہ اوست ص،327]

پیر صاحب اپنے قاری کو یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ جب محبوب کریم ﷺ کی رفعت ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لی ہے تو ان کی بلندی ذکر ہماری محتاج نہیں بلکہ یہ ہمارے لیے باعث شرف ہے کہ ہم ان کے ذکر سے اپنے مقدر سنوارنے کی سعی کریں اپنی ایک نعتیہ رباعی میں لکھتے ہیں:

سیرت لکھیں کہ شعر تصنیف کریں ہر رنگ میں اہتمام توصیف کریں

شرح وَ رَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ یہ ہے محبوب خدا کی کھل کے تعریف کریں

[دیں ہمہ اوست ص،354]

ایک اور نعت میں اسی آیت مبارکہ کو یوں شعر کی زینت بناتے ہیں:

وَ رَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ کا تصور لے کر ہم نظر گنبد خضرا پہ جمائے ہوئے ہیں

[دیں ہمہ اوست ص،296]

گزشتہ صفحات میں گزرا ہے کہ معراج کی رات قرب خداوندی کو بیان کرنے کے لیے سورہ نجم کی آیت '' '' کو بیان کیا جاتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کے رخ زیبا کو سورہ ''والشّمس''، ''سورہ واللیل'' اور ''سورہ والضحیٰ '' کی آیات کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اسی طرح سورہ بنی اسرائیل کی درج ذیل پہلی آیت کو واقعہ معراج بیان کرنے کے لیے لیا لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔

[القرآن الکریم، بنی اسرائیل،1:17]

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ لمحات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

درج ذیل نعت کے اشعار میں پیر صاحبؒ نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ ان آیات کو زیب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قرطاس کیا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

شرف یاب معیت واقف آداب او ادنیٰ
شہ واللیل مو ،والشّمس طلعت ، والضحیٰ سیما
گئے تھے نیم شب وہ عرش پر شاید اسی خاطر
بشارت وسط قرآن میں ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی

[دیں ہمہ اوست ص،309]

پیر نصیر الدین نصیرؒ نے مذکورہ بالا نعت کے ایک اور شعر میں قرآنی آیت کا اقتباس نقل فرمایا ہے۔ وہ آیت اصل میں حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں بیان ہوئی ہے کہ جب حضرت نوح علیہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو اس میں سوار کیا اور کشتی چلانے کا وقت آیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک سے آغاز فرمایا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ ارْکَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

[القرآن الکریم،ھود،41:11]

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اس میں سوار ہو جاؤ! اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ ہی کے نام سے ہے۔ بلاشبہ میرا رب بہت زیادہ بخشنے والا اور بہت زیادہ مہربان ہے۔

پیر نصیر الدین گولڑوی رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا آیت کو نبی کریم ﷺ کی نعت کے سفر کے ضمن میں کس عمدگی کے ساتھ نظم کیا ہے۔ملاحظہ ہو:

ترے بحرِ ثنا میں زورقِ افکار کو ہم نے چلایا پڑھ کے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا

[دیں ہمہ اوست ص،309]

یعنی ہم نعت کے سمندر کی غواصی کرنے والے جب اپنی فکر کو ثنائے احمد مجتبیٰ ﷺ کے موتی تلاش کرنے کے سفر روانہ کرتے ہیں تو حضرت نوح علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ دعا پڑھ لیتے ہیں تا کہ ہمارے افکار کی کشتی بے ادبی کے بھنور میں پھنس نہ جائے ،فکری کج روی کی موجوں کے ٹکرا نہ جائے اور منزلِ مقصود سے بھٹک کر کہیں اور نہ نکل جائے۔ کیونکہ نعت رسول وہ نازک کا سفر تلوار کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دھار پر چلنے کے مترادف ہیں۔شان و مقام نبوی میں کوتاہی بھی روا نہیں اور اس قدر افراط بھی جائز نہیں کہ مقام ربوبیت لحاظ فکر سے اوجھل ہو جائے۔

خلاصہ کلام

نظم و نثر میں اقتباس کی روایت قرن اول سے ہی چلی آ رہی ہے۔دور صحابہ سے ہی قرآن مجید کی آیات کو بطور اقتباس اپنے خطابات و اشعار میں استعمال کیا گیا ہے۔یہ تسلسل آج تک جاری ہے۔دور حاضر کے نامور شاعر و ادیب ممتاز عالم معقولات و منقولات پیر نصیر الدین نصیر رحمہ اللہ نے اپنے علمی ماہ پاروں کے ذریعے معاصر اہل فکر پر بہت گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔عہد نصیر کے اثرات ایک زمانہ تک مرتب رہیں گے۔آپ نے جہاں شاعری کی دیگر اصناف میں خامہ فرسائی فرمائی وہیں مدحت سرور کائنات کے میدان میں بہترین نعتیں زیب قرطاس کی۔''دیں ہمہ اوست'' نے نام سے آپ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ منصۂ شہود پر موجود ہے۔اسلاف کی طرح آپ نے بھی اپنے نعتیہ کلام میں قرآن مجید کے اقتباسات نقل کیے ہیں۔نبی کریم ﷺ کی زبان حقیقت ترجمان سے نکلے تمام الفاظ کو وحی الٰہی بتانے کے لیے سورہ نجم کا اقتباس نقل کیا، نبی کریم ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی کثرت کو بیان کرنے کے لیے سورہ کوثر پہلے آیت مبارکہ کو ذکر کیا، سرور کائنات ﷺ کے حسن رخ زیبا کو بیان کرنے کے لیے سورہ اللیل، سورہ الشّمس اور سورہ والضحیٰ کا سہارا لیا۔الغرض پیر صاحبؒ نے نبی رحمت ﷺ کی شان اقدس میں نازل ہونے والی بہت ساری آیات کو اپنے نعتیہ اشعار کی زینت بنایا جس سے نہ صرف آپ کے کلام کے حسن کا نہ صرف چار چاند لگے گئے بلکہ اپنے مدعا کو بیان کرنے میں آسانی بھی پیدا ہوئی اور اپنا مؤقف زیادہ مضبوطی سے پیش کیا جا سکا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پروفیسر سلمہ خان

قصیدہ حسان کا فنی اور موضوعاتی مطالعہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ عظیم صحابی رسول اور بارگاہ رسالت مآب کے مقبول ترین شاعر تھے۔آپ رضی اللہ عنہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت وتوصیف کیا کرتے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ کو یہ عظیم ترین اعزاز حاصل تھا کہ آپ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوکر نعت سنایا بھی کرتے تھے۔ بلکہ نبی کریم ﷺ آپ کی شاعری فرمائش کر کے سنا کرتے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ نے نعت خوانی اور نعت گوئی کی بدولت سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی انعامات واعزازات حاصل کیے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ صاحب دیوان شاعر ہیں۔آپ کا دیوان کئی مکتبات سے چھپ کر منصۂ شہود پر آ چکا ہے جبکہ اس کا اردو ترجمہ وتشریح بھی طبع ہو چکی ہے۔

اس وقت راقمہ کا موضوع حضرت حسان رضی اللہ عنہا کا قصیدہ ہمزیہ ہے۔جس کا مطلع یہ ہے:

عفت ذات الاصابع فالجواء الی عذراء منزلها خلاء

دراصل حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ قصیدہ اس قصیدے کا جواب ہے جو ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے قبولِ اسلام سے پہلے حضور مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو میں کہا۔ یہ ابوسفیان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا نہ تھے بلکہ چچازاد اور رضاعی بھائی تھے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ قصیدہ فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہے۔ یہ محاسن بیانیہ وبدیعیہ سے مالا مال ہے۔تشبیہات،مجازات،کنایات اور استعارات سے مزین ہے۔اس کے موضوعات کا تنوع بھی منفرد نوعیت کا حامل ہے۔ مدح،ہجو،حماسہ،وصفِ خمر اور غزل اس قصیدہ کی شعری اغراض ہیں۔

یہ قصیدہ بتیس اشعار پر مشتمل ہے۔اس کے پہلے دس اشعار حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں لکھے جبکہ بقیہ اشعار قبولیتِ اسلام کے بعد لکھے۔

اس کے شعر نمبر ایک تا دس میں تغزل اور وصفِ خمر ہے۔شعر نمبر گیارہ تا پندرہ میں فتح مکہ کی پشین

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گوئی کی گئی ہے۔شعر نمبر سولہ تا انیس میں کفار کو دعوتِ اسلام دی گئی ہے۔شعر نمبر بیس تا بتیس میں دشمنانِ رسول بالخصوص ابوسفیان بن الحارث کی مذمت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت بیان کی گئی ہے۔

ذیل میں قصیدہ حسان مع اردو ترجمہ اوراس کا فنی جائزہ پیش خدمت ہے:

۱- عفت ذات الأ صابع فالجواء

إلی عذراء منزلها خلاء

ترجمہ

ذات الأ صابع اور جواء سے لے کر عذرا تک کے مقامات مٹ گئے اور ان میں اترنے کی جگہ خالی ہوگئی۔

تبصرہ

حضرت حسان بن ثابتؓ نے قصیدے کا آغاز محبوبہ کے اجڑے دیار کے ذکر سے کیا ہے۔یہ دورِ جاہلی کے اسلوب کے عین مطابق ہیں۔آپ کہتے ہیں کہ:-

''ذات الأ صابع سے لے کر عذراء تک تمام مقامات کے آثار مٹ چکے ہیں اور خالی ہو چکے ہیں۔''

۲- دیار من بنی الحسحاس قفر

تعفیها الروامس و السماء

ترجمہ

بنی حسحاس کے گھر خالی ہو گئے ہیں اور تیز آندھیاں اور بارش (ان کے) آثار مٹا رہی ہے۔

تبصرہ

ان مقامات میں آباد سخی لوگ بھی منزل عدم کیمسافر بن چکے ہیں اور آندھیاں اور بارشیں ان کے نشانات مٹا رہی ہیں۔بنوحسحاس عرب کا ایک قبیلہ ہے۔اس سے مراد حسحاس بن مالک بن عدی بن نجار کی اولاد ہے۔

یہاں السماء یعنی آسمان سے مراد بارش ہے۔چونکہ آسمان سے بارش نازل ہوتی ہےاوروہ اس کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سبب بنتا ہے۔اس اسلوب کو بلاغت میں اسناد الفعل الی السبب کہا جاتا ہے۔

۳- وکانت لا یزال بھا أ نیس
خلال مروجھا نعم و شاء

ترجمہ:

ان گھروں میں محبت کرنے والے لوگ رہا کرتے تھےلیکن اب ان کی چراگاہوں میں اونٹ اور بکریاں (چر رہے) ہیں۔

تبصرہ

ان گھروں میں ہمیشہ ہی محبت کرنے والے لوگ آباد رہے تھےلیکن اب تو ان کی چراگاہیں اونٹ اور بکریوں کی آماجگاہ بن چکی ہیں۔

۴- فدع ھذا و لکن من لطیف
یؤ رقنی إذا ذھب العشاء

ترجمہ

اس بات کو چھوڑ لیکن اس خیال کا ذمہ دار کون ہے جو رات کا ابتدائی حصہ گزر جانے کے بعد مجھے بیدار رکھتا ہے؟

تبصرہ

آپ خود سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں: ان درو دیوار کے ذکر کو چھوڑ و یہ بتاؤ کہ اس خیال کا ذمہ دار کون ہے جو مجھے نیند میں آتا ہے اور بیدار کر دیتا ہے پھر شب بیدار ہی رکھتا ہے۔ یہاں تجاہل عارفانہ کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

۵- لشعشاء التی قد تیمته
فلیس لقلبه منھا شفاء

ترجمہ

یہ تو شعشاء کا خیال ہے جس نے اسے غلام بنا رکھا ہے اور اس کے دل کو شعشاء کی جانب سے آرام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نصیب نہیں ہوتا۔

تبصرہ

دراصل یہ شعثاء کا خیال ہے جس نے عاشق کو غلام بنالیا ہے اور اس کے دل کی شفایابی کی امید نظر نہیں آتی۔

۶۔ كأن سبيئة من بيت رأس

يكون مزاجها عسل وماء

۷۔ على أنيابها أوطعم غض

من التفاح هصره الجناء

ترجمہ

یوں لگتا ہے جیسے اس کے دانتوں پر بیت راس کی شراب ہے جس میں شہد اور پانی ملایا گیا ہے یا اس تر وتازہ سیب کا ذائقہ ہے جسے توڑنے کے لیے درخت کو نیچے جھکایا جائے۔

تبصرہ

آپ شعثاء کے لعاب دہن کو شراب سے تشبیہہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ شعثاء کے دانتوں پر لعاب دہن نہیں بلکہ بیت راس کی شراب لگی ہوئی ہے جس میں شہد اور پانی کی آمیزش ہے یا پھر اس کا ذائقہ پکے ہوئے تازہ توڑے گئے سیب کی مانند ہے۔ بیت راس اردن کے ایک مقام کا نام ہے۔

۸۔ إذا ما الأشربات ذكرن يومًا

فهن لطيب الراح الفداء

ترجمہ

جب کسی روز مختلف مشروبات کا ذکر کیا جائے تو وہ عمدہ شراب پر قربان کرنے کے قابل ہیں۔

تبصرہ

شراب کو تمام مشروبات پر ترجیح دی جاسکتی ہے۔ کوئی مشروب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ سب مشروبات اس پر فدا کیے جاسکتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۹- نولیها الملامة إن ألمنا
إذا ماکان مغث أولحاء

ترجمہ

جب کبھی ہم سے ہاتھا پائی یا گالی گلوچ صادر ہو اور ہم کوئی بھی لائق ملامت کام کریں تو اس کا ذمہ دار اسے (شراب کو) ٹھہراتے ہیں۔

تبصرہ

شراب نوشی کا فائدہ یہ ہے کہ شراب پینے کے بعد لوگ لڑائی جھگڑے، گالی گلوچ اور قابل مذمت اعمال کا ذمہ دار اسے ہی قرار دے دیتے ہیں۔

۱۰۔ ونشربها فتترکنا ملوکاً
وأسدًا ما ینهنهنا اللقاء

ترجمہ

ہم شراب پیتے ہیں تو وہ ہمیں بادشاہ اور شیر بنا دیتی ہے پھر ہمیں جنگ سے بھی خوف نہیں آتا۔

تبصرہ

یہی شراب ہی تو ہے جس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ ہمیں بادشاہ اور شیر بنا دیتی ہے پھر ہم کسی قسم کی لڑائی سے نہیں گھبراتے یعنی ہم شیر کی طرح حملہ آور ہوتے ہیں۔ یہاں بھی تشبیہ کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

۱۱- عدمنا خیلنا إن لم تروها
تثیر النقع موعدها کداء

ترجمہ

خدا کرے ہم اپنے گھوڑے کھو دیں۔ اگر تم انہیں غبار اڑاتے نہ دیکھو اور ان کے وعدے کا مقام کداء ہے۔

تبصرہ

حضرت حسان فتح کی پشین گوئی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے قریش مکہ! اگر تمہارے خلاف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جنگ میں ہمارے گھوڑے گردوغبار نہ اڑائیں اور کداء کی گھاٹی کے راستے مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کرے وہ مرجائیں۔

۱۲۔ یبارین الأ عنة مصعدات
علی أکتافها الأسل الظماء

ترجمہ

وہ گھوڑے اوپر چڑھتے ہوئے اپنی لگاموں سے کھینچا تانی کرتے ہوں گے اوران کے کندھوں پر پیاسے نیزے ہوں گے۔

تبصرہ

ہمارے گھوڑوں کو کوئی بھی رکاوٹ روک نہیں پائے گی حتیٰ کہ اگر ان کے سوار بھی انہیں روکنا چاہیں گے تو وہ نہیں رکیں گے اوران کے کندھوں پر تمہارے خون کے پیاسے نیزے رکھے ہوں گے۔

۱۳۔ تظل جیادنا متمطرات
تلطمهن بالخمر النساء

ترجمہ

ہمارے عمدہ گھوڑے بارش کی طرح تیز ہو جائیں گے اور عورتیں ان کے مونہوں پر اپنی اوڑھنیاں ماریں گی۔

تبصرہ

ہمارے گھوڑے بارش کی طرح تیزی سے آئیں گے اور تمہاری عورتیں اپنی اوڑھنیاں ان کے مونہوں پر مار کر انہیں روکنے کی کوشش کریں گی لیکن ناکام رہیں گی۔یہاں گھوڑوں کو برق رفتاری میں بارش سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۱۴۔ فإما تعرضوا عنا اعتمرنا
وکان الفتح وانکشف الغطاء

ترجمہ

اگر تم نے ہم سے اعراض کیا تو ہم عمرہ ادا کریں گے، فتح ہوگی اور پردہ کھل جائے گا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تبصرہ

اے قریش! اگر تم لوگوں نے ہمیں نہ روکا تو ہم عمرہ ادا کریں گے۔ فتح ہمارا مقدر بنے گی اور حق و باطل میں امتیاز ہو جائے گا۔

۱۵۔ وإلا فاصبروا لجلاد یومٍ
یعزاللہ فیه من یشاء

ترجمہ

بصورت دیگر تلوار زنی تک صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا عزت عطا فرمائے گا۔

تبصرہ

اگر تم نے ہمیں روکا تو پھر روزِ جنگ کے لیے تیار رہنا۔ اللہ تعالیٰ اس دن جسے چاہے گا عزت بخشے گا۔

۱۶۔ وجبریل رسول الله فینا
وروح القدس لیس له کفاء

ترجمہ

حضرت جبریل ہم میں اللہ تعالیٰ کے پیامبر اور روح القدس ہیں جن کے ہم پلہ کوئی نہیں۔

تبصرہ

ہمارے مددگار روح القدس حضرت جبریل بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیام رساں بنایا ہے اور وہ بے مثال ہیں۔

۱۷۔ وقال الله قد أرسلت عبدًا
یقول الحق إن نفع البلاء

ترجمہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک ایسے بندے کو بھیجا ہے جو سچ بولتا ہے۔ اگر امتحان نفع دے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تبصرہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے ایسے بے مثال عبد کو رسول بنا کر بھیجا ہے جو ہمیشہ حق بات کہتا ہے۔ جو آپؐ پر ایمان لائے گا کامیاب و بامراد ہوگا اور جو ایمان نہ لائے گا ناکام و نامراد ٹھہرے گا۔

۱۸۔ شهدت به فقوموا صدقوه

فقلتم لا نقوم ولا نشاء

ترجمہ

میں نے ان کی (سچائی کی) گواہی دی ہے تو تم بھی اٹھو اور ان کی تصدیق کرو لیکن تم نے کہا ہم نہیں اٹھیں گے اور نہ یہ چاہتے ہیں۔

تبصرہ

یہاں حضرت حسان کفار سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں کہ میں تو آپؐ کی حقانیت کی گواہی دے چکا ہوں تم بھی گواہی دو مگر کیا کیا جائے کہ تم تو کہہ چکے کہ ہم یہ کام نہیں کریں گے۔

۱۹۔ وقال الله قد سيرت جندًا

هم الأنصار عرضتها اللقاء

ترجمہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک لشکر مقرر کر دیا ہے اور وہ انصار ہیں جن کا مقصد جنگ کرنا ہے۔

تبصرہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے انصار کا لشکر تیار کر دیا ہے جس کا مقصد حضورؐ کے منکروں سے جنگ کرنا ہے۔

۲۰۔ لنا في كل يومٍ من معد

سباب أو قتال أو هجاء

ترجمہ

معد اور ہمارے درمیان ہر روز ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے یا لڑائی جھگڑا کرنے یا ہجو کرنے کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

معاملہ ہوتا ہے۔

تبصرہ

ہجو گوئی، لڑائی اور ایک دوسرے کو طعن و تشنیع کرنے کا معاملہ ہمارے اور قبیلہ بنی معد کے درمیان آئے دن ہوتا رہتا ہے۔

۲۱۔ فنحكم بالقوافى من هجانا
و نضرب حين تختلط الدماء

ترجمہ

اپنی ہجو کرنے والوں کو ہم شاعری سے روکتے ہیں اور جب خون خلط ملط ہو جاتے ہیں تو ہم شمشیر زنی کرتے ہیں۔

تبصرہ

کفار میں سے اگر کوئی شخص بصورت شعر ہماری ہجو کرے تو ہم بھی اس کو شعروں میں جواب دیتے ہیں مگر جب ہم میدانِ جنگ میں ہوں تو شمشیر زنی کرتے ہیں۔

۲۲۔ ألا أبلغ أبا سفيان عنى
فأنت مجوف نخب هواء

ترجمہ

سنو! ابوسفیان کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ تو کھوکھلا، بزدل اور بے وقوف ہے۔

تبصرہ

حضورؐ کی ہجو گوئی کرنے والے ابوسفیان کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ تو تو کھوکھلا، بزدل اور بے وقوف ہے۔

۲۳۔ بأن سيوفنا تركتك عبدًا
وعبد الدار سادتها الإماء

ترجمہ

بے شک ہماری تلواروں نے تمہیں غلام بنا ڈالا اور عبدالدار کی لونڈیاں تمہارے سردار ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تبصرہ

ابوسفیان کو پیغام پہنچادو کہ ہماری تلواروں نے تمہیں غلام بنادیا ہے اور تمہاری سرداری تو عبدالدار کی لونڈیوں کے پاس ہے۔ تمہارے مرد اس قابل نہیں کہ میدانِ جنگ میں قیادت کرسکیں۔

۲۴۔ هجوت محمداً فأجبت عنه
وعند الله فی ذاك الجزاء

ترجمہ

تو نے حضرت محمدؐ کی ہجو کی تو میں نے ان کی طرف سے جواب دیا اور اللہ کے پاس اس بات کا اجر ہے۔

تبصرہ

اے ابوسفیان! تو نے نبی کریمؐ کی ہجو کی تو میں نے تمہیں ان کی طرف سے جواب دیا۔ مجھے اس کی جزا اللہ رب العزت عطا فرمائے گا۔

۲۵۔ أتهجوه ولست له بکفء
فشرکما لخیر کما الفداء

ترجمہ

کیا تو آپؐ کی ہجو کرتا ہے حالانکہ تو ان کے برابر کا نہیں تو جو تم دونوں میں سے برا ہے، وہ اس پر قربان ہوجائے گا جو تم دونوں میں اچھا ہے۔

تبصرہ

اے ابوسفیان! تو اس عظیم الشان ہستی کی ہجو کرتا ہے جس کے برابر تو نہیں، کہاں وہ اور کہاں تو۔ برا (ہجو کرنے والا) اچھے (جس کی ہجو کی جارہی ہے) پر قربان ہوجائے۔ یقینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی سب سے اچھے ہیں۔

۲۶۔ هجوت مبارکاً براً حنیفاً
أمین الله شیمته الوفاء

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ترجمہ

تو نے اس بابرکت، معتدل اور اللہ کے اس امین کی ہجو کی ہے جس کی عادت وفا کرنا ہے۔

تبصرہ

نبی کریمؐ انتہائی بابرکت اور معتدل ہستی ہیں۔ آپ کی طرف جو نازل کیا گیا وہ سب آپ نے بغیر کسی کمی پیشی کے لوگوں تک پہنچا دیا۔ آپؐ نے کبھی کسی سے بے وفائی نہیں کی بلکہ وفا کرنا آپ کی عادت کریمہ ہے۔ ایسی عظیم الشان ہستی کی ہجو کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

۲۷۔ فمن یهجو رسول الله منکم
ویمدحه و ینصره سواء

ترجمہ

تو تم میں سے جو رسول اللہؐ کی ہجو کرے یا مدح کرے یا مدد کرے، سب برابر ہیں۔

تبصرہ

کوئی بھی شخص حضورؐ ہجو کرے یا مدحت و نصرت تو آپ کی شان نہ گھٹے کی نہ بڑھے گی۔ آپؐ کسی کی تعریف کے محتاج نہیں اور کسی کے ہجو کرنے سے آپ کی شان میں کمی نہیں ہوتی۔

۲۸۔ فإن أبي و والده و عرضي
لعرض محمد منکم وقاء

ترجمہ

میرا باپ اور اس کا باپ اور میری آبرو تم سے ناموس محمد بچانے کے لیے ڈھال ہے۔

تبصرہ

اے حضورؐ کی ہجو کرنے والو! سن لو میں آپ کی عزت و عظمت کی حفاظت کی خاطر اپنی اور اپنے آباؤ اجداد کی عزت قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس شعر میں تشبیہ کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے حضرت حسان نے اپنی ذات اور اپنے آباء و اجداد کی ذوات کو ڈھال سے تشبیہ دی ہے، جس طرح ڈھال جنگجو کا دفاع کرتی ہے اور اس کی جان کی حفاظت کرتی ہے اسی طرح حضرت حسان ناموس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نبوی کی حفاظت کیا کرتے تھے۔

۲۹۔ فإما تثقفن بنولؤی
جذیمة إن قتلهم شفاء

ترجمہ

تو اگر بنی لوئ جزیمہ کو کہیں پالیں تو ان کا قتل شفاء ہے۔

تبصرہ

بنی لوئ ی بن جزیمہ کو جہاں بھی دیکھیں انہیں قتل کر دیں۔ یہ لوگ دشمنانِ اسلام ہیں۔

۳۰۔ أولئك معشر نصروا علینا
ففی أظفارنا منهم دماء

ترجمہ

یہ وہ گروہ ہے جنہوں نے ہمارے خلاف مدد کی تھی چنانچہ ہمارے ناخنوں میں ان کے خون اب تک ہیں۔

تبصرہ

بنی جزیمہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے خلاف قریش کا ساتھ دیتے رہے اور غزوہ احد میں بھی ہمارے مقابلے میں آئے لیکن ہم نے بھی غزوہ بنی مصطلق میں ان سے انتقام لے لیا تھا۔

۳۱۔ وحلف الحرث بن أبی ضرار
و حلف قریظة منا براء

ترجمہ

حارث بن أبی ضرار اور قریظہ کے عہد سے ہم بری الذمہ ہیں۔

تبصرہ

یہودیوں کے دو قبیلے حارث بن ابی ضرار اور بنی قریظہ اپنے عہد توڑ چکے ہیں اس لیے ہم لوگ بھی اب ان سابقہ وعدوں کا لحاظ نہیں کرتے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۳۲۔ لسانی صارم لا عیب فیه
وبحری لا تکدره الدلاء

ترجمہ

میری زبان تیز تلوار ہے جس میں کوئی عیب نہیں اور ڈول نکالنا میرے سمندر کو گدلا نہیں کرتا۔

تبصرہ

میری زبان تلوار کی طرح کفار کے دلوں پر وار کرتی ہے۔ میری شاعری سمندر کی طرح بے کنار ہے۔ اگر لوگ اس سمندر سے میرے تخیلات اپنی طرف منسوب بھی کر لیں تو مجھے فرق نہیں پڑتا۔ اس شعر میں حضرت حسان نے اپنی زبان کو تلوار سے اور اپنی شاعری کو بے کنار سمندر سے تشبیہ دی ہے۔

نوٹ: مذکورہ قصیدہ کے لیے اس کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے:

شرح دیوان حسان بن ثابت الأنصاري، ضبط الدیوان وصححہ عبدالرحمن البرقوقي، بدون رقم الطبع (بیروت: دارالأندلس ۱۹۶۶م)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میاں ساجد علی

چیئر مین۔علامہ اقبال سٹمپ سوسائٹی، لاہور

پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق میں نعت کا پہلو

علامہ محمد اقبال کی شخصیت کے جو مختلف پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں اُن میں اُن کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت ومحبت کا پہلو سب پر غالب ہے۔اِسی وجہ سے آپ کو عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔آپ نے اپنی شاعری اور نثر میں اس محبت کا اظہار جس انداز میں کیا وہ سب پر عیاں ہے۔آپ کی کوئی بھی تصنیف محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی نہیں۔ ہر تصنیف کا انداز بھی اپنا ہے اور زمانہ بھی اسی طرح ہر تصنیف میں حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداز بھی بے نظیر ہے۔ڈاکٹر جاوید اقبال اپنی تصنیف زندہ رُود میں فرماتے ہیں کہ:

''پس اگر بقول خود اُن کے وہ شاعر تھے، نہ فلسفی، نہ عالمِ دین، تو آخر کیا تھے! انہیں اُن کے اپنے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ان کا خاتمہ ایک عاشقِ رسول ﷺ کی حیثیت سے ہوا، جس نے اسی عشق کی نسبت سے اُمتِ محمدیہ یا ملتِ اسلامیہ کے تحفظ اور احیا کے عمل کو جاری وساری رکھنے کی کوشش میں اپنی تمام عمر صرف کردی''۔(۱)

اقبال کی شاعری کا بالاستیعاب مطالعہ کرتے ہوئے اُن کے فکر وفن کی ایک جہت قدرے اختصاص کے ساتھ روشن نظر آتی ہے اور وہ ہے اُن کی نعت گوئی۔حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ والا صفات سے اقبال کا عشق جدید وقدیم فکری زاویوں سے روشناس لوگوں میں سب سے زیادہ نمایاں ہے اور مبنی بر اخلاص بھی۔علامہ اقبال پوری قوم کو حبِ رسول ﷺ اور اتباعِ رسول ﷺ کی دعوت دیتے ہیں۔شاعرِ مشرق کے کلام میں جہاں کہیں بھی حضورِ اکرم ﷺ کا ذکرِ مبارک آیا ہے اس میں عمومیت سے زیادہ محرکاتِ عشق کا اختصاصی پہلا جھلکتا ہے۔مولانا عبدالسلام ندوی اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ؛

''ڈاکٹر صاحب کی شاعری کے عنوانات میں سب سے زیادہ پُرجوش، پُرسوز اور پُردرد عنوان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نعتیہ شاعری کا ہے۔۔۔سچ پوچھیے تو نعتیہ شاعری ڈاکٹر صاحب کی پوری شاعری کا خلاصہ ہے''۔(۲)

حکیم الامت نے اپنی شاعری اور نثر کے ذریعے اپنی قوم کو یہ باور کروایا کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع اور ان سے عشق و محبت ہی میں کامیابی و کامرانی کا راز مضمر ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام کے علاوہ جہاں کہیں نثر میں بھی حضور اکرم ﷺ کو مخاطب فرمایا تو وہ ایسا ہی تھا جیسے ظاہری حیات میں کسی کو براہِ راست مخاطب کیا جاتا ہے۔ ان کا پختہ عقیدہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ زندہ ہیں۔ اس کا ثبوت وہ خط ہے جو خان نیاز الدین خان کو مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۲ کو تحریر کرتے ہیں:

''میرا عقیدہ ہے کہ نبیؐ کریم زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی ان کی صحبت سے اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس زمانے میں تو اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی اکثر دماغوں کو ناگوار ہوگا''۔(۳)

ضربِ کلیم کی اشاعت کے بعد علامہ اقبال کی مثنوی اکتوبر ۱۹۳۶ء میں پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق شائع ہوئی۔ اس مثنوی کے متعلق آپ خود سید راس مسعود کے نام اپنے ایک مکتوب مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۶ کو تحریر کرتے ہیں:

''۳ اپریل کی شب کو جب میں بھوپال میں تھا میں نے تمہارے دادا رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ مجھ سے فرمایا کہ اپنی علالت کے متعلق حضور رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں عرض کر۔ میں اُسی وقت بیدار ہو گیا اور کچھ شعر عرض داشت کے طور پر فارسی زبان میں لکھے۔ کل ساٹھ شعر ہوئے۔ لاہور آ کر خیال ہوا کہ یہ چھوٹی سی نظم ہے اگر کسی زیادہ بڑی مثنوی کا آخری حصہ ہو جائے تو خوب ہے۔ الحمدللہ کہ یہ مثنوی بھی اب ختم ہو گئی ہے۔ مجھ کو اس مثنوی کا گمان بھی نہ تھا۔ بہر حال اس کا نام ہوگا 'پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'۔ ضربِ کلیم کی طباعت کے بعد اس کی کتابت شروع ہوگی''۔(۴)

یہ مثنوی علامہ اقبال کی دوسری مثنویوں کی طرح طویل نہیں بلکہ مختصر ہے۔ میرے خیال میں اقبال کی آخری عمر کے پختہ خیالات و افکار اور گہری بصیرت کے لحاظ سے پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق کی ایک خاص اہمیت ہے۔ مثنوی کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا' علامہ اقبال کی شاعری میں دینی و قرآنی حقائق کے اظہار کا رُجحان بھی بڑھتا رہا۔ اس مثنوی میں ملی جہت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کا تعین بہت واضح ہے۔مثنوی کا آغاز ہی عشق کی بنیاد پر رکھا گیا جس میں علامہ اقبال نے واضح کہا کہ میں عشق کی مملکت سے ایک نیا لشکر حرکت میں لا رہا ہوں کیوں کہ حرم میں عقل کی بغاوت کا خطرہ ہے:

سپاہ تازہ برانگیزم از ولایتِ عشق　　　　که در حرم خطرے از بغاوت خرد است(۵)

درحرم خطرے،جیسی ترکیب ہی واضح کر رہی ہے کہ مثنوی پر اسلامیات کا رنگ کس قدر غالب ہے۔علامہ اقبال اِسی مثنوی میں 'حکمتِ کلیمی' میں نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہیں۔اُن کے خیال میں نبوت' انقلاب آفریں پیغام ہے جو سلطانی وحکمرانی کوٹھکرا کر زمانے کو ایک نئی زندگی کے ولولے سے سرشار کرتا ہے اور اس پر الوہیت کے راز ظاہر کرتا ہے۔نبوت ملت آفریں بھی ہے۔نبی کی آہِ صبح گاہی میں ایک نئی زندگی ہے اور اس کے وجود سے کائنات کو نئی تازگی ملتی ہے۔نبوت کی مختلف خصوصیات و کیفیات پر روشنی ڈالنے کے بعد اقبال' مومن کو اپنا مقام پہچاننے اور اپنی مراد کے مطابق ایک نئی دُنیا تعمیر کرنے کی تلقین کرتے ہیں:

در رضائے حق فنا شو چوں سلف　　　　گوہرِ خود را بروں آر از صدف(۶)

حکمتِ فرعونی' جو کہ علامہ اقبال کے نزدیک ملوکیت کا ایک سفاکانہ نظام ہے جس نے اہلِ مشرق کو سیاسی' ذہنی اور فکری غلامی کا شکار بنا کر اُن کی رُوح کو پاش پاش کر دیا تھا۔عنوان 'لا الہ الا اللہ' کے تحت اقبال نے کلمۂ توحید کی تفسیر کی ہے۔'فقر' کے عنوان میں اقبال نے فقر کو خود شناسی' ذوق وشوق اور تسلیم ورضا کا نام دیا ہے جس کا سارا ساز وسامان قرآن کریم ہے۔اس کے بوریا کے شکوہ سے بڑے بڑے سلاطین ڈرتے ہیں۔فقر کی دل نوازی کا نام حکمتِ دین اور اس کی بے نیازی گویا قوتِ دین ہے۔اقبال واضح کرتے ہیں کہ یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث ہے اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔

فقر ذوق وشوق وتسلیم ورضاست　　　　ما امینیم ایں متاعِ مصطفی ست(۷)

'دراسرارِ شریعت' کے عنوان میں علامہ اقبال شریعت کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ زندگی کی گہرائیوں سے اُبھرتی اور اس سے کائنات کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے۔یہ زندگی کو ظلم اور آزار سے محفوظ رکھتی ہے اور حلال وحرام میں تمیز سکھاتی ہے۔عدل اور تسلیم ورضا کا جذبہ پیدا کرتی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے۔شریعتِ نبوی ﷺ کو سمجھ کر انسان بلندی کے اعلیٰ ترین مدارج پر پہنچتا ہے۔اس کی تعلیم کو سمجھنے کے بعد دُنیا میں کوئی کسی کا محتاج نہیں رہتا۔

از شریعت احسنُ التقویم شو　　وارثِ ایمانِ ابراہیم شو(۸)

'حرفے چند با اُمتِ عربیہ' کے عنوان کے آغاز میں حضورِ اکرم ﷺ کی شان میں پُرسوز اشعار ہیں۔جن میں اقبال فرماتے ہیں کہ خدا کرے تیرے دشت وصحرا اور درے تاابد قائم رہیں' لا قیصر اور لا کسریٰ کا نعرہ کس ہستی نے بلند کیا تھا؟ زمان ومکاں کی حامل اس دُنیا میں قرآن کریم کی اولین قاری کون ذات والا صفات تھی؟ الا اللہ کی رمز کس مبارک ہستی کو سکھائی گئی؟ یہ چراغ پہلے پہل کہاں جلایا گیا؟ علم وحکمت کس کے دسترخوان کا ریزہ ہے؟ فَاصبَحتُم کی آیت کس کی شان میں نازل ہوئی؟ اس اُمی لقب ذات گرامی کے سیراب کرنے والے دم سے عرب کے صحرا کی ریت میں لالہ کھل اُٹھے۔حریت نے اسی عالی مقام ہستی کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔مطلب یہ کہ اقوام' کو جو مقام آج حاصل ہے وہ حضور ﷺ کے کل کی طفیل ہے۔اس ذاتِ گرامی نے آدمی کے پیکر کو دل کی دولت سے نوازا'اور اسی محترم ہستی نے انسان کے چہرے سے نقاب اُٹھایا۔

مثنوی کا آخری عنوان'درحضور رسالت مآب ﷺ' ہے۔اس میں سرکارِ دوعالم ﷺ سے خطاب ہے۔اس کا ہر بند عشق ومحبت اور سوز وگداز سے لبریز ہے۔جذبات کی پاکیزگی،خیالات کی طرفگی،مودبانہ اسلوب اور دلنشیں طرزِ اظہار نے پوری مثنوی کو لالہ زار بنا دیا ہے۔اس عنوان کے تحت اقبال نے عام نعت گو شعرائے کرام سے مختلف انداز اختیار کیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلندترین مقام اور اعلیٰ مرتبے کا تذکرہ بڑے والہانہ انداز میں کیا ہے اور آپ کے پیغمبرانہ مشن کے نتائج وثمرات کو خصوصیت کے ساتھ اُجاگر کیا ہے۔وہ اپنے ممدوح کو کہیں "ماویٰ وملجا" کہتے ہیں تو کہیں اُن کو نمازِ صبح اور بانگ اذاں کہہ کر پکارتے ہیں۔کہیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے کسوں کا سرمایہ اور مسافروں کی منزلِ مقصود سے مخاطب کرتے ہیں اور کہیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ مسعود کو کائناتِ کہنہ کو تازگی فراہم کرنے والے سے تعبیر کرتے ہیں۔غرض کہ نوع بہ نوع آداب والقاب سے حضور کو یاد کر کے اپنہ غلامی اور عشق وعقیدت کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس کے آخر میں اقبال نے اپنی بیماری اور ناتوانی کا ذکر کیا ہے۔ یہ اشعار سوز و گداز کی مجسم تصویر ہیں۔ ہر شعر اور ہر لفظ عشق و محبت کی ایک تازہ حکایت اور وارفتگی و شیفتگی کی ایک نئی داستان کا حامل ہے۔ اس میں اُنہوں نے اپنی ذاتی پریشانی کے ذکر سے پہلے ملت کی زبوں حالی کا ذکر کیا ہے اور اس کی سیاست اور معاشرے کے زوال و انحطاط پر اپنے گہرے دکھ درد اور رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ مسلمانوں کی مغرب پرستی پر خون کے آنسو بہائے ہیں۔ اس قسم کی تمام افسوس ناک باتوں کے بیان کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اپنی بیماری کا ذکر کر کے امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بیماری سے نجات کی درخواست کی ہے۔ وجہ اس کی یہ کہ میں (اقبال) ظلمت و تاریکی کی قوتوں سے برسرِ پیکار رہوں' پھر یہ کہ بیماری کے باعث میرے بے کراں وسعت والے نالے دَب گئے ہیں۔ آخر میں ان میں اپنی ذمہ داری کا شدید احساس پھر عود کر آیا ہے۔ تنہائی کا جاں گسل احساس ہونے کے باوجود' آنکھ دشت و دَر پر لگی ہوئی ہے کہ شاید پھر کوئی تازہ قافلہ اس رہگذر پر آ نکلے۔ گویا کہ مثنوی کے اِس حصہ میں اقبال نے اپنی شہرۂ آفاق نظم 'جوابِ شکوہ' اور مولانا الطاف حسین حالی کی 'مسدس' کے انداز میں مسلمانوں کی حالتِ زار پر آنسو بہائے ہیں اور حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس صورتِ حال پر فریاد کی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

ذکرِ تُو سرمایۂ ذوق و سرور — قوم را دارد بہ فقر اندر غیور
در عجم گردیدم و ہم در عرب — مصطفیٰ نایاب و ارزاں بولہب
ایں مسلماں زادۂ روشن دماغ — ظلمت آبادِ ضمیرش بے چراغ
ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی — کشتی و دریا و طوفانم توئی
چوں بصیری از تو می خواہم کشود — تا بمن باز آید آں روزے کہ بود (۹)

نعت گوئی کا کمال اور اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ شاعر، ممدوحِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور کمالات کے تذکرہ جمیلہ کے ساتھ اُمت کو آپ کی سیرت و سنت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین بھی کرے۔ اقبال اُمت کو تنبیہ کرتے ہیں کہ ذوق و شوق اور سوز و درد سے تمہارا وجود خالی ہو چکا ہے۔ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ عصرِ حاضر نے جو مغربی تہذیب کی نمائندہ ہے تمہارے ساتھ کیسا بُرا سلوک کیا ہے۔ عصرِ حاضر نے تمہیں خود سے بیگانہ کر دیا ہے اور خود شناسی کے ساتھ خدا شناسی اور جمالِ مصطفیٰ کی آشنائی کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جو ہر تم سے چھین لیا ہے اور یہی چیز مسلمانوں کی ذلت و پستی اور عالمی سطح پر ان کے انحطاط کا بنیادی سبب ہے۔مثنوی میں اقبال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں تو میرا وجود شرم کے مارے پانی پانی ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ اغیار کی کاسہ لیسی و محکومی سے میرا سینہ بت خانہ بنا ہوا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ السلام سے سچا عشق اور سچی وابستگی نہیں ہے تو پھر رسمی درود بھیج کر حضور کے اسمِ گرامی کے تقدس کو پامال کرنا مناسب نہیں۔

چوں بہ نامِ مصطفیٰ خوانم درود　　　　از خجالت آب می گردد وجود(۱۰)

غرض کہ مثنوی "پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق" اپنی نوعیت کی ایک منفرد مثنوی ہے جو اُمتِ مسلمہ کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتی ہے اور بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل، والی بات دہراتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رُود، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان/ سنگِ میل پبلی کیشنز، بار دوم، ۲۰۰۸ء)، ص ۷۰۵

۲۔مولانا عبدالسلام ندوی، اقبالِ کامل، لاہور: طٰہٰ رحیم پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء)، ص ۳۸۷

۳۔مظفر حسین برنی، سید، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد دوم، (جہلم: بُک کارنر، فروری ۲۰۲۶ء)، ص ۳۱۴

۴۔مظفر حسین برنی، سید، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد چہارم، (جہلم: بُک کارنر، فروری ۲۰۱۶ء)، ص ۳۴۳۔۳۴۴

۵۔محمد اقبال، علامہ، پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز، طبع نہم ۱۹۸۵ء)، ص ۵

۶۔ایضاً، ص ۱۴

۷۔ایضاً، ص ۲۰

۸۔ایضاً، ص ۳۱

۹۔ایضاً، ص ۴۸ تا ۵۱

۱۰۔ایضاً، ص ۵۲

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شگفتہ جبین (پی ایچ ڈی سکالر)
ڈاکٹر الماس خانم (ایسوسی ایٹ پروفیسر) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

ریاض حسین چوہدری کی نعتیہ شاعری کے موضوعاتی وفنی رجحانات

Themes and linguistics (Poetic genere) of Naat Poetry of Riaz Hussain Chaudhry

اُردو تحقیق وتنقید کے ماہرین کے مطابق ادبیات واصطلاحات شاعری میں۔۔۔نعت۔۔۔ کا لفظ اپنے مخصوص معانی ومخارج رکھتا ہے یعنی یہ لفظ حرف اور حرف مدحتِ خیر البشر ﷺ کیلئے موسوم بہ معنی والفاظ مستعمل ہے۔

یہ لفظ بلحاظ لغت (معنی) تعریف وتوصیف کا ہم معنی ہے لیکن اسلامی ادب کی اصطلاح میں اس سے مراد حبیب کبریا، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نبی آخر کی مدح وثنا مراد لی جاتی ہے۔

انسانی زندگی میں مذہب ہمیشہ بنیادی اہمیت کا حامل رہا ہے دین اسلام کا عکس مرکزی بنی نوع انسان کی رہنمائی ہے۔

اس کے پیغام رساں بنی نوع انسان کے وہ پیغمبر ذی وقار ہیں جن کی مدح وثنا خود قادر مطلق کرتا دکھائی دیتا ہے۔یوں اہل ایماں کیلئے اُن کی تعریف وثنا خوانی تقلیدِ خدا اور حکم ناطق ٹھہری۔اُس گل چیدہ کے وصف (اوصاف) حمیدہ کا بیان بصورتِ نعت کرنے والے خوش نصیب ثنا گو یانِ مصطفی کہلائے۔ابتدائے کائنات تا ابد دنیا میں جو ہستی مستحق پاکیزہ ٹھہری جس کیلئے یہ مخصوص ہیئت شاعری یعنی نعت وضع کی گئی وہ بصد عقیدہ صدق ویقین محمد رسول اللہ کی ذات والا صفات ﷺ ہے۔

فکرِ اسلامی کے مطابق سچا مسلمان محض توحیدِ ربانی پر یقین وایمان نہیں رکھتا بلکہ وہ مقصودِ کائنات پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ محبت وعقیدت اور رسالت کا اقرار بھی کرتا ہے کہ یہی حکمِ خداوندی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

"اے ایمان والو! اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو میری اطاعت کرو"۔(القرآن)

"تم میں سے کوئی اسوقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے ماں باپ اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرنے لگے"۔(الحدیث)

"اور پیغمبر تو مومنوں کو اُن کی جانوں سے زیادہ عزیز ہیں"۔(القرآن)

اس تقاضائے محبت کو پورا کرنے کیلئے اہل محبت عقیدت کے پھول بصورت نعت پیش کرتے ہیں۔ یہی اظہار عقیدت وارادت مرکز نگاہ رکھتے ہوئے شعرائے کرام شعر وسخن کا گلشن سجاتے ہیں۔ نعت کا اطلاق اُس کلام پر ہوتا ہے جو حبیب کبریا، خاتم الانبیا کی تعریف وتوصیف والہانہ محبت اور مخلصانہ ارادت بر التزم دائرہ ادب واحترام منظور لکھا گیا ہو۔ یہ شاعر کا مزاج ہے کہ وہ اپنے گلہائے عقیدت، احساسات وجذبات کسی بھی شعری/موضوع کے قلب میں سموتا چلا جاتا ہے۔

نعت ہی یہ منفرد اعزاز رکھتی ہے کوئی صنف سخن یا شعری ہیئت ہو جب اُس میں نعت رقم ہو جائے تو اُسے بھی تقدس و پاکیزگی کا رنگ کر کے اعلیٰ وارفع اثر کمال پر پہنچا دیتا ہے کہ وہ ادب کیلئے بھی باعثِ ناز بنا دیتا ہے۔نعتِ رسول کے سلسلے میں جب رب العالمین کے کلام کو دیکھیں تو ایسی تشبیہات، استعارے وزن وبحور، موضوع استعمال کیے ہیں کہ فکرِ انسانی کی حدود ختم ہوجائیں مگر اس کی تفسیر نہ بیان ہوسکیں۔

ان ارسلنك شاهدا و مبشرا و نذيرا	(القرآن)
وما ارسلنك الا رحمت للعالمين	(القرآن)
و رفعنا لك ذكرك	(القرآن)

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب۔56)

گویا رب کریم نے خود نعت کے موضوعات اور فنی رجحانات کو طے کر دیا۔

عربی و فارسی ادب کے بعد اردو نعت کی روایت کا حرف آغاز صنف شاعری میں آٹھویں صدی ہجری میں دکھائی دیتا ہے اور بلاشبہ اردو ادب کے اول دن سے تا حال شاید ہی کوئی شاعر چاہے وہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سید محمد حسینی بندہ نواز ہوں یا میر و غالب انشا و جرات ہوں، درد و سودا ہوں یا امیر مینائی، ماہر القادری امامِ نعت گویاں مولانا احمد رضا خاں، انجمن قمر الدین احمد، عاصی کرنالی، مظفر وارثی خ، خالد محمود نقشبندی، سرور حسین نقشبندی ہوں یا صبیح رحمانی جنہوں نے نعت کو باقاعدہ فن کی شکل دی یا نعت گوئی اور اُردو شاعری کو نئے موضوعات سے نہ صرف آشنا کیا بلکہ بامِ عروج تک پہنچانے میں اہم وظیفہ انجام دیا۔ اُردو شاعری کی بات کریں تو اس میں نعت مذہبی اور ادبی دونوں رجحانات کی عکاس ہے۔

ان دونوں رجحانات کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو ہمیں ریاض حسین چودھری کی نعت گوئی میں موجود عشق و عقیدت، ہجر و ناصبوری کے جذبے، نبی کریم ﷺ کے محامد و محاسن کا تذکرہ مجلیٰ، عصرِ حاضر میں نعت کے مضامین (استغاثہ، استمداد، ذات و اجتماعیت، اسوہ حسنہ اور سیرت کاملہ کا بیان وغیرہ) کو پختگی، روانی و عقیدت و ادب کے گراں قدر دائروں میں لکھا۔

ریاض کی نعت گوئی نگاری میں موضوعات اور فن کے رجحانات ہمیں حقیقت آشنائی، عقیدت محبت ادب میں گندھی، جوش کے ساتھ ہوش، الفاظ کی ندرت، تخیل کی اثر آفرینی، منفرد مئودب آہنگ، نیاز کے ساتھ گداز، سادگی بھی پرکاری بھی، اچھوتی فکر و ہیئت، تشبیہات، استعارے نادر لفظیات، بھرپور اور تازہ کاری، متانت و سلاست شاعر کی جودتِ تبع کا اظہار مختصر اور طویل بحروں میں وارداتِ قلبی کے انوکھے رنگ، روانی برجستگی اور آمد بلندی افکار، قدرت اظہار اور حسن تغزل کا شاہکار کلام قادر الکلامی، حسن تغزل کا شاہکار کلام قادر الکلامی، حسن بیاں (عقیدت و خستگی) اور لطافت، علمی دیانت، ادبی متانت، روایت کی پاسداری، جدت کی سپرداری کیف و سرور کا ایک جہانِ معنی آباد، ترکیبات، جذبات و مشاہدات (مواجہ شریف کے سامنے نعت گو کی نعت خوانی کی ساعتِ مسعود کے سعد) کا تسلسل اکثر کتابوں میں اوج کمال پر کھائی دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے حضور امت کے زبوں حالی کے باب میں اُن کی نعت نگاری ایک اثاثہ ہے۔

ریاض حسین چودھری کی نعت نگاری میں موجود موضوعات وفنی رجحانات پر اُن کے معاصرین کے تاثرات پر ایک نظر ڈالتے ہیں جو اس تحقیق کو ایک اہم منظر نامہ دینے کے باب میں اہم کردار ادا کریں گے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

احمد ندیم قاسمی یوں لکھتے ہیں بحوالہ زرِ معتبر ریاض حسین چودھری پڑھتے ایک بھرپور نعت نگاری ہے۔ بھرپور کا لفظ میں نے جان بوجھ کر استعمال کیا ہے۔ اس نعت نگاری کے کلام میں محبت کی سرشاری بھی ہے لفظ اور لہجے کی موسیقی بھی ہے اور پھر وہ حد ادب بھی جو نعت نگاری کی اولین اور بنیادی شرط ہے۔

حفیظ تائب کے الفاظ میں:

ریاض حسین چودھری کی نعت کے تمام استعاروں کا خمیر دین و آئین رسالت کے ساتھ ساتھ، عہد جدید کے معتبر حوالوں سے اُٹھا ہے ان میں تقدس بھی ہے اور تازہ کاری بھی، اس کا اسلوب اُردو شاعری کے تمام تر جمالیات سے مستیز ہے اور اسے جدت و شائستگی کا معیار قرار دیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر عاصی کی نالی لکھتے ہیں:

آج کی نعت جہاں روایت کے مذکورہ بالا اجزا و صفات سے پر دامن ہے وہیں مت کے اجتماعی احوال و مسائل کی عکاس اور ترجمان بھی ہے یعنی عصرِ حاضر کی نعت میں ذات اور اجتماعت دو پہلوؤں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ابوالخیر کشفی کے بقول مجھے تو ریاج حسین چودھری کا پورا جود مصروف نعت گوئی نظر آتا ہے۔ اُن کا تخیل اور مشاہدہ پر جلوہ رنگ و نور میں نبی اکرم ﷺ کے خدوخال تلاش کرتا ہے۔ ان کے ہاں الفاظ ار ترکیبیں (پازیب زر، ارض شعور، ذرہ ارض) ائن کا شعور نغمہ ایک غیر ارضی استعارہ بن گیا ہے۔

زاہد بخاری کا قلم کہتا ہے:

ریاض حسین چودھری کا شمار جدید اُردو نعت کے نمائندہ شعراء میں ہوتا ہے۔ نصف صدی کے تخلیقی سفر کے بعد آپ کسی رسمی تعارف کے محتاج نہیں۔ زرِ معتبر سے طلوع فجر تک کا سفر دل نواز مدحتِ رسول ﷺ کی جو خوشبوؤں سے مہک رہا ہے۔ منفرد اسلوب اُن کی تخلیقی پہچان کی بنیاد بنائے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی:

نعت ایک توفیق ہے جس کو بھی مل گئی محترم قرار پایا، ہاں یہ ضرور ہوا کہ کسی کو توفیق جزواً حاصل ہوئی کہ وہ دیگر اضاف کے ساتھ نعت کا حق بھی ادا کرتا رہا تو کسی کو اس توفیق نے کلیتہً اپنے دامن کرم میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لے لیا اور وہ سراپا مدح رسول ﷺ بن گیا۔ ایسے خوش قسمت ہر لمحہ کے ذوق سے مسرور رہتے ہیں۔ کس قدر خوش قسمت ہے وہ انسان جو ہر وقت حسنِ تمام کے حصار مین رہے! مقام مسرت ہے کہ ہمارا ممدوح شاعر جسے لوگ ریاض حسین کہتے ہیں۔ لوگ ریاض حسین چودھری کہتے ہیں مگر میں تو انہیں نقش حسان کہنا پسند کرتا ہوں۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے کہا:

نعت گوئی کے حوالے سے میں نے ریاض حسین چودھری کے دل نشیں اسلوب سے گہرا اثر لیا ہے اور اس اثر سے جو وجدانی طور پر جو کلمات نعت انہیں سپردِ قلم کر رہا ہوں۔

ریاض حسین چودھری کو شرفِ نعت گوئی منجانب اللہ ملا ہے یہ عطیہ خداوندی اور توفیق الٰہی ہے۔ کسب و ربط منت سے کیا کچھ حاصل نہیں ہوسکتا مگر شرفِ نعت گوئی نہیں۔

وجدان و عشق کی کارفرمائی۔۔۔۔شعر گوئی خصوصاً نعت گوئی کے باب میں یہ شرف اُن کیلئے مسلم ہے۔

ڈاٹر سلیم اختر کہتے ہیں:

انہوں نے تو نعت گوئی داخلی کیفیات کے زیر اثر اختیار کی ہے اسلیے وہ مدحتِ رسول کو مقصودِ فن اور ثنائے رسول ﷺ ہی کو قبلہ فن جانتے ہیں۔ یہ مختصر ترین جائزہ انہیں جدید منفرد لہجے کا باادب نعت نگار ظاہر کرتا ہے۔

پروفیسر محمد اکرم رضا:

شاعر خلد سخن کو رب کریم نے محبوب علیہ الصلوۃ کی ثناء گوئی کیلئے جہاں پر دور میں ڈھل کر جدت طرازی کا سلیقہ وافر عطا کیا ہے وہاں یہ امر خاص طور پر قابل تحسین ہے کہ جدت ادا اور رفعت زبان کوئی سا پیرایہ اختیار کرتے ہوئے بھی انہوں نے مخصوص نظریاتی اور روحانی تقاضوں کو فراموش نہیں کیا جن سے نعت عبارت ہوتی ہے۔ تشبیہات، استعارات اور تراکیب میں جدت بیانی اپنی جگہ مگر ریاج کے ہاں نع ت کے حوالے سے وہی سوز و گداز، ادب و احتیاط، والہانہ پن، خودسپردگی، عجز و نیاز مندی اور نام رسول پر مر مٹنے کے جذبات پوری شان سے ملتے ہیں ج اوّل ہی سے اُن کی نعت کا امتیاز

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رہے ہیں۔

پروفیسر عبدالعزیز کا کہنا ہے:

حقائق کائنات کے تنوع، حوادثاتِ زمانہ کی حشر سامانیوں اور انسان کے نفسِ خلاق کے فروغ نے گریباں چاک کرے کے بجائے نمودفن کے تتبع میں قبائے شعر ہی کو وسعتِ داماں سے ہم کنار کر دیا اور یوں عمل تخلیق کا دریا حسن شعر کی جملہ رعنا عیوں کو اپنے پہلو میں سمیٹتے ہوئے اچھل کر سمندر ہو گیا اور اس طرح حسن شعریت کے نئے معیار وجود میں آئے۔

احمد ندیم قاسمی نے ان الفاظ میں ریاض حسین چودھری کی نعت پر بات کی ہے:

گزشتہ ربع صدی میں ہمارے ہاں نعت نگاری نے بہت فروغ پایا ہے۔ جن شعرا نے اس صنفِ سخن میں ہمیشہ زندہ رہنے والے اضافے کیے ہیں ان میں ریاض حسین چودھری کا نام بوجوہ روشن ہے۔ وہ جب نعت کا آغاز کرتے ہیں ان پر وارفتگی اور سپردگی کی ایسی کیفیت چھا جاتی ہے جسے وہ ہر ممکن حد تک جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ کیفیت حضور ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ انتہائی محبت کی غماز ہے اور اس حقیقت پر شاید ہی کسی کو شبہ ہو کر ریاج حسین چودھری اس دور کا ایک بھر پور نعت نگار ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی یوں رقم طراز ہیں:

ریاض حسین چودھری کا شمار ہمارے عہد کے نمائندہ شعراء میں ہوتا ہے۔ نعت گوئی اُن کے تاج فن کا ایک ہمیشہ سے ایک تاب ہوتی ہے جس کی درخشانی اور صوریزی کے دائرے میں محدود نہیں۔ ریاض حسین چودھری کی نعت میں اہتمام فنی اور معوی تلازمات ہمیں نظر آتے ہیں جو روایت سے جدت کی جانب سفرِ ارتقا کرتے ہوئے عصری نعت میں ہونے چاہئیں۔

حفیظ تائب کے بقول:

ریاض حسین چودھری بھی کئی دوسرے شاعروں کی طرح غزل سے نعت کی دنیا میں آئے۔ ترنم بحریں، حسن گویائی بخشتے ہوئے مصرعے، رعنائی تغزل لٹاتے ہوئے اشعار حسین تر قوافی، طویل اور مختصر بحروں کا انتخاب کہیں ایجاز و اختصار کہیں بلاغت کی جہاں افروزیاں مضمون آفرینی کی رفعتیں،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سمندر کو کوزے میں سمیٹتے ہوئے مضامین غرض انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہاں کی غزل گوئی نے گلستان نعت کی نکہتوں کا لبادہ اوڑھ کر دامان توصیف رسول ﷺ کو زرنگار بنانے کیلئے اپنے شب و روز کی تمام تجلیات فکر نذر کر دی ہیں۔

ابوالامتیاز، ع،س مسلم کا قلم لکھتا ہے:

ریاض حسین چودھری نعتیں آبشار نور کی طرح فکر و نظر کو منور، قلب و روح کو سیراب اور متاثر۔۔۔۔۔کو نغمگی عطا کرتی ہوئی ایمان و یقین کو تازگی بخشتی جاتی ہیں جو حیات نو کی نوید ہے۔ وہ جب نعت لکھتے ہیں تو گویا کنول کے پھول کی طرح ہوتے ہیں۔ جو سطح آب پر بہار عقیدت محبت کا پیامبر ہے لیکن اس کی روح عشق رسول ﷺ کی گہرائیوں سے نمو کشید کر رہی ہے۔

سید صبیح رحمانی نے الفاظ کا چناؤ کچھ یوں کیا:

اُن کے کلام میں بے کراں وارفتگی، والہانہ پن سرشاری، تازہ کاری اور گہری ارادت کا سمندر موجزن ہے۔ان کا قومی و ملی احساسات سے لے کر انسانی اور آفاقی تصورات اور نظریات پیش کر نے کا سلیقہ بھی خاصا مختلف ہے۔

واضح رہے مندرجہ بالا آرار ریاض حسین چودھری کے مجموعہ ہائے نعت کے پیش لفظ یا فلیپ پر درج ہیں یا منتخب ویب سائٹ سے لی گئی ہیں۔

ریاض حسین چودھری کی نعت میں موجود موضوعات اور فنی رجحانات پر ایک تحقیق نذر منصفین ہے۔

<u>حصارِ فکر:</u> ریاض حسین چودھری کی فکر کا محیط و حصار آقا ﷺ کی مدح و ثناء ہے۔

فضائے نعت میں اُڑتا ہوا نہیں تھکتا مرا قلم بھی ہے جبریلؑ کے پروں کی طرح میری اوقات کا پوچھتا ہے تو حسن اک فقیر رہ عشق و مستی ہوں میں آنکھیں میری جھک جھک کر جالی سے لپٹی ہیں کیا وجد کا عالم ہے کیا کیف نرالا ہے۔

<u>فضائل مصطفیٰ ﷺ:</u> ریاض حسین چودھری نے آپ ﷺ کی ذات جو سرمایہ دو جہاں، بعد از خُدا بزرگ توئی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مجھے ایک تیرا ہی چہرہ نظر آرہا ہے
میری کورآنکھوں کو میرے خدانے سربزم اذن نظارا دیا ہے
میں نے قرآن پڑھا، تیرے محاسن دیکھے
ہر صحیفہ ہے حقیقت میں قصیدہ تیرا
ہر لفظ میں ہے کس کے محاسن کا تذکرہ
قرآن کی آتیوں کا خلاصہ تمہی تو ہو
علم وفن کا وہی ہیں پیکر، صداقتوں کے وہی ہیں مظہر
تمدنوں کیلئے ابد تک ہے حرف نظام اُن کا
تیرے قدموں کی مٹی کی رعنائیاں
نسل آدم کو خاک شفاء یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
ہر دائرے کا مرکزی نقطہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں
انسانیت کا خواب ہے ہستی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی
وہ مساوات حقیقی کی مثال آخر
کون ہے؟ اُن کے سوا صدق و صفا کی صورت
بعد از خُدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لب پہ نام آتا ہے
ہمارے نائب رب قدیر ہیں

تعمیل حکم خُدا کرتے ہوئے وہ اسوہ حسنہ کے مختلف پہلوؤں کو موضوع سخن بناتے ہوئے لکھتے ہیں:

زمین مکہ سے پوچھو، حدود طائف میں جا کے دیکھو
مثال انجم چمک رہا ہے عدو سے بھی انتقام اُن کا
جہاں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کی کہکشاں آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
شب سیاہ کا قصہ تمام کرتی ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دشمن کو بھی اماں ملی تو یہیں ملی
جس کا ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے در پر بھلا ہوا

محدود کب ہے بخشش حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی
اُن کے کرم کی حد ہے نہ کوئی حساب ہے

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے
توحید کا جہاں میں ڈنکا بجا دیا ہے

سرکار کی چوکھٹ ہے مساوات کا مرکز
ہر عدل کی بنیاد ہے ایوان مدینہ

اُن کی تعظیم سکھاتی ہے کتاب اقدس
اُن کی تقلید ہے اللہ کی رضا کی صورت

آؤ تعظیم نبی کی مشعلیں روشن کریں
روز و شب کی ساعتوں کو رت جگا کرتے ہوئے

ایک نعت نگار تاریخ سے بہت سے موضوع اخذ کرتا ہے:

ہر صدی ہے اُن کی چوکھٹ پہ ہے سرنگوں
آج بھی ہم اُن کے زمانوں میں ہے

صدیوں کے انحراف حقائق کے باوجود
اُمت کے سر پہ ہاتھ رہے گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا

کھڑے تھے احتراماً اہل دُنیا کتنی صدیوں سے
ہتھیلی پر لیے اپنے ہنر کل شب جہاں میں تھا

مشام جاں ہے معطر صدی صدی کا ریاض
ہزار خُلد مدینہ کی نکہتوں کو سلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شمائل مقدسہ بھی اُن کا موضوع سخن رہا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مہکا ہے لب پہ ذکر جمال شہہ مجاز
اک کیف سرمدی مرے نطق و بیاں میں ہے
یہ روشنی ہو چہرہ انور کی کیا مثال
یہ روشنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین کی دھول ہے
کہکشاں تو کہکشاں ، افلاک میں چاروں طرف
یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے آپ کے نقش قدم کی روشنی

شمائل آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کی ذات سے تعلق قلبی، وہبی اور عشقی ایک زنجیر میں پروئے دکھائی دیتے ہیں۔

سرمایہ حیات ہے توصیف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ممنون ہوں آج بھی عمر رواں تیرا
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بے نوا سا شاعر عنایتوں کے کہاں ہوں قابل
ندامتوں کے جبیں پہ قطرے ،ضمیر زخمی ، بدن بھی گھائل
بے چہرگی ہی اپنی تھی پہچان ان دنوں
تو نے نشاں دیا ہے مجھے بے نشاں تھا میں

مدینہ کا ذکر اس دل کی جڑت اور ادب روشنی کا استعارہ تمام لہجے دکھائی دیتے ہیں۔

یہ شہر پیمبر ہے لے سانس بھی آہستہ
رحمت کی گھٹائیں ہیں انوار کا ہالہ ہے
یا رب مری ! قسمت میں ہو سر خاب مدینہ
دے تشنہ زمینوں کو خنک آب مدینہ
شہر نبی تو شہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ترے رفیق
ہوائیں سبز کٹورے ادب سے رکھیں گی
در نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ہے شاداب موسموں کا ہجوم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ثنا کے پھول لے کے میں بھی جاؤں مدینے میں
پڑھوں میں بھی نعت مصطفےٰ ﷺ طیبہ کی گلیوں میں
جواز ڈھونڈتے پھرتے ہیں اپنے ہونے کا
نیاز عجز سے شمس و قمر مدینے میں

گنبد خضرا کا بیان ایک مسلمان کی محبت وحسرت کا محور ومرکز ہے ریاض حسین کے قلم کا لفظوں کو پیرہن دینا دیکھئے۔

قصیدے سے غزل تک گنبد خضرا کی ہریالی
خزاں نا آشنا کیوں نہ ہو گلزار ادب میرا
حسن و جمال گنبد خضرا گماں میں ہے کب سے
ہجوم لالہ وگل آشیاں میں ہے
تصویر کھینچ گنبد خضرا کی آج بھی
آنکھوں میں جب شبیہہ گنبد خضرا بنی
میری پلکوں پر بھی رحمت کی گھٹا چھا نے لگی

میلا د مصطفےٰ ﷺ کا ذکر جلی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

نسل انسان پر ہے احساں آپ کا آنا حضور ﷺ کا
باعث تکمیل انسان آپ کا آنا حضو ر ﷺ کا
اک تحیر میں ہے گم ارض جہالت آج بھی
معجز ہ اللہ کا ہے آپ کا آنا حضو ر ﷺ کا
اے ہلال عید خوش آمدید
حشر تک تیرا رہے گا ہر اُفق پر اقتدار
شہر شب کے مقفل در یچے کھلے عید میلا د پر
پرفشاں رنگ و بو کا ہر قافلہ تیرے ہونے سے ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

محفل میلاد ہے یہ آمنہ کے لال کا
ہر طرف سے ٹھنڈی ہوا آنے لگی

سورۃ الحجرات میں آداب/تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات اور ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں ادب واحترام کی مذہبی حد بندیوں کے ساتھ محبت کا بیان ملاحظہ ہو۔

ادب کا ہے مقام عالی! وہ سامنے ہے سنہری جالی
دیارِ طیبہ میں ہم نشینو آہستہ بولو بڑے ادب سے
یہ اضطراب کہیں سوئے ادب نہ ہو
شہرِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قریب ہے اے دل سنبھل ذرا

اُن کے نعتیہ مجموعہ میں ادب ادب کی ردیف پر مشتمل 24 اشعار کا نذرانہ ادب ہے۔

آقا کے در پہ کھڑی ہے بصد ادب
کل تک شریر بچی کی مانند تھی ہوا
اے کاسۂ شعور و ہنر سر جُھکا رہے
مرضی ہے ان کی جتنا بھی چاہے کرم کریں
لکھنے لگا ہوں نعت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی
میرے قلم کو چومتے لفظو! ادب ادب
خوشبو کے لب پہ نعت ہے میری کہی ہوئی
اشکوں میں بھیگتے ہوئے جذبو! ادب ادب

درود وسلام لکھنا، پڑھنا تقلید وتعمیل حکم خدا ہے اسی لیے ریاض حسین کے موضوعاتی رجحان کا نمایاں حصہ رہا۔

میرا خدا، خدا کے فرشتے، بشر تمام
بھیجیں میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ مل کر سبھی درود وسلام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میرا قلم بھی صورت توصیف مصطفےٰ ﷺ
لوحِ ادب پہ ہر گھڑی لکھتا رہا درود
لب پر ورق ورق کے درودو سلام ہے
لاریب لفظ لفظ خدا کا کلام ہے

پیش کش استمدادیہ واستغاثہ ریاض حسین چودھری کی نعت کا سب سے نمایاں اور ممتاز کام ہے۔عصری شعور، حساسیت، اپنوں اور غیروں کی ریشہ دوانیاں، اُمت کی بے بسی سب نے مل کر انہیں نبی کریم ﷺ کے حضور انفرادی واجتماعی استغاثہ پیش کرنے کا حوصلہ دیا۔

آج بھی چاروں مخبر بکف ہیں لشکری
گھر کا گھر جلنے لگا ، چشمِ کرم، چشمِ کرم
ہر لحظہ ہدف بنتا ہے اعداد کے ستم کا
کشمیر و فلسطین کے مسلماں پہ نظر ہو
کبھی تو تشنہ کے عذاب سے نکلوں
زمینِ کرب و بلا سے ہو انخلا میرا
ہمیں پھر سیادت کی خلعت عطا ہو
ہمیں پھر جہاں کی ملے سار بانی
بہت ہو چکی اب زمانے میں ذلت
ہوئی تیز تر چشمِ تر کی روانی
حصارِ جبر میں نسلیں جوان کیا ہو گی
سحر طلوع ہو پھر خوش نصیبوں کی طرح
سروں پہ آج کرب و بلا کا سورج ہے
اُمڈ رہے ہیں حوادث قیامتوں کی طرح

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دانش مشرق نے گل کھلائے ہیں
چتا کی آگ میں اُڑتی سی سسکیوں کی طرح

فنی رجحانات کے حوالے سے دیکھا جائے تو ریاض حسین غزل، دونعتیہ، سہ نعتیہ، چہار نعتیہ اور ہشت نعتیہ، قطعات، ثلاثی، فردیات کی اصناف استعمال کرتے ہیں۔

اول الذکر اقسام غزل اُن کے مجموعہ نعت غزل کا سہ بکف میں مستعمل ہیں غزل کو محققین نعت کے مضمون کیلئے سب سے زیادہ موزوں قرار دیتے ہیں۔ اسی بناء پر ریاض حسین نے اس صنف کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے ہشت نعتیہ، آٹھ نعتیں، 50 اشعار ہر ایک میں لکھے اور 400 اشعار کی طرح کی ردیف کے ساتھ ہیں۔ چہار نعتیہ، چار نعتیں، 10,10 اشعار کے ساتھ سہ نعتیہ، تین نعتیں ہیں جن میں سے ہر ایک میں 12 شعر، 18 اشعار روشنی کی ردیف کے ساتھ ہیں 15 اشعار ہوا کی ردیف کے ساتھ ہیں۔ دونعتیہ 2 نعتیں ہیں جن میں 12 شعر کی ردیف کے ساتھ ہیں۔ اس کے علاوہ نعتیہ غزلیات ان کے مجموعہ ہائے نعت میں شامل ہیں۔

قطعات:

ساتوں دھنک کے رنگ بڑے غور سے سنیں — خلد نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سمت رواں ہوں قدم قدم
اب حشر تک تک بہار کرے میرا انتظار

ثلاثی:

مجھے پیاس ثنائے رسول کی یارب — ہماری تشنہ لبی کو سدا سلامت رکھ

نعتیہ گیت:

شہر طیبہ کو جاتی ہواؤ! میرے سینے سے بھی لگ جانا
پیش کر کے سلاموں کی ڈالی! میرا سب حال بتانا

مندرجہ بالا اصناف کے خدوخال اُالنے کیلئے تخیل، علم البیان والبدیع کو مہارت سے استعمال کیا۔

تغزل: ریاض حسین چودھری بھرپوری غزل گوشاعر ہونے کے ناتے نعت میں بھی غزل کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رنگ جماتے ہیں۔

طلوع مہر حرا سے ٹوٹا حصار شب کا نظام باطل
تمدنوں کی جبیں کی کالک اُسی کے قدموں کو ڈھونڈتی ہے۔
سخن ور فصاحت کے دریا بہائے
سر عرش جبریل مصرع اٹھائے
کراں تا کراں، آگہی کا اُجالا، زماں تا زماں روشنی کا حوالہ
افق کے افق، صبح روشن کا منظر سراجاً منیرا سراجاً منیرا
یہ کسارت جگا ہے میری غزلوں کے شبستان میں
میرے کشکول فن میں یہ غبار نقد جاں ہے
چراغاں ہے دیار غزل میں
قصید لکھتا ہوں خیر الوری کا

استعارہ مستقل صورت اختیار کر لے تو اس کا تعلق علامت نگاری سے جڑ جاتا ہے علامتی پیرا یہ صنف غزل کو وسیع کینوس دیتا ہے۔ معنوی حسن کو جلا بخشتا ہے۔

تھکی ہوئی ساعتوں نے آنچل میں بھر لیے ہیں تازہ گلاب
لُٹی ہوئی منزلوں سے کہہ دو مرا اثاثہ ہے نام اُن کا
جس میں ازل سے چہرہ اقدس ہے خوفشاں
اس قصر آرزو کا جھروکہ بھی روشنی
مصرع اٹھا رہے ہیں نئی نعت کا ریاض
شبنم، دھنک، چراغ، شفق، چاندنی، ہوا
میری بیاض نعت میں ہیں آئینے بہت
اشک رواں سے میرا قلم دھلا ہوا

تراکیب کا استعمال: متضاد یا مترادف تراکیب شاعر کے تخیل کے بیانیے کو امیر کا فریضہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انجام دیتی ہیں۔ ریاض حسین نئی تراکیب وضع کر کے گہرے شعری شعور کا ثبوت دیتے ہیں۔

طشت الماس میں آنکھوں کے نگینے جڑ دوں
اُن کے دربار میں سوغات نرالی جائے
سخن ابہام کے کوپے میں آنکلا ہے، ہم نفسوا
عروس شعر کو نعت نبی ﷺ کے سرخ گہنے دو
صبا طشت ہنر میں پھول رکھے ان کی مدحت کے
خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں بے نواؤں میں

مراعاۃ النظیر : لوح و قلم، حرف و ورق، عقل و آگہی
میلہ سا اُن کی ثناء کا لگا رہے
وہ حرفِ آخر نصاب ارض و سما کی ساری عبارتوں کا
جہانِ فکر و نظر کی ندرت، فنون دانش کی نغمگی

تکرار لفظی: لفظوں کا مکرر استعمال:

قلم روشن، ورق روشن، سخن روشن، زباں روشن
بفیض نعت احمد ﷺ ہیں میرے نطق و زباں روشن
روشنی ہی روشنی ہے حرفِ قرآن حضور ﷺ
ضابطہ ہر زندگی کا ہے دبستان حضور ﷺ

قوافی: ہم آواز، ذوالقافشین کا استعمال
بحر سخاوت، ابر شفاعت، مقطع شب کی صبح سعادت
اسم مقدس، روح تمدن، نقش کف پا، جان ثقافت
الوداع! اے نازش پیغمبراں
الوداع! اے حامی بے چارگاں
شام و سحر ثنائے امیر ہم کریں
دُنیا میں ایک کام ہی، ہم قلم کریں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ردیف: ہم شکل لفظ بعد از قافیہ در غزل

وہ فنا ذات خدا میں ہو نہیں سکتا کبھی
جس کی قسمت میں نہ ہونا ہو فنائے مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یا خدا! اب اپنی خوشنودی کی دے تو سند
میری معراج طلب بھی ہے رضائے مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت کا منظوم مفہوم:

نعت کیا ہے مدحت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خیر الوریٰ
نعت کیا ہے، دونوں عالم میں محمد کی ثناء

استعارہ:

زمین وآسماں کا بے نتیجہ تھا خبر نامہ
شراکت سے تری تکمیل کو پہنچا بشر نامہ

تمام شہر ہے ڈوبا ہوا اندھیرے میں
تمام شہر مدینے کے چاند کو ڈھونڈے ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آیہ رحمت
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ابر کرم

میں تشنہ لب سر ساحل
تلاش میں ہوں ابھی
طلب ہے مجھے اُسی سیپ کی سمندر سے
کہ جس میں حمد وثناء کے ہزار موتی ہوں

صنعت تضاد:

جو پرکاہ سے کم تر تھا وطن میں
وہ در شاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ بال ہما کی صورت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ابھی تشکیک کی گردانا میں لوگ ہیں آقا
مسلسل چشمِ حیرت پر یقیں کی دولتیں برسیں

صنعت لف ونشر:

(غیر مرتب) ہمارے سر پر عمامہ ہے ان کی مدحت کا
غریب گرچہ ہیں جاہ وجلال رکھتے ہیں

(مرتب) وفا شناسی کے اسلوب جاں نثاری میں
رفیق غار کی روشن مثال رکھتے ہیں

تلمیح: ابھی تک ہے ہوائے وادی طائف بھی شرمندہ
غضب کی سنگ باری میں دعائیں آپ ﷺ دیتے ہیں
اُحد کے دامن صد رنگ میں گلاب کھلے
ہوائے پاک ہے شبنم فشانیوں کی طرح
سجا رہے ہیں نئے بولہب نئے مقتل
حضور ﷺ، مکہ وطائف کے سرکشوں کی طرح

حُسنِ تعلیل:

رنگشت پیمبر کے تصدق سے رہے گی
تا حشر خنک چاندنی سامانِ قمر میں

حوالہ جات

1- القرآن، الاحزاب
2- الحدیث
3- القرآن، الاحزاب
4- القرآن، الفتح
5- القرآن، الانبیاء

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

-6 القرآن،الم النشر اح

-7 القرآن،الاحزاب

-8 ریاض حسین چودھری،غزل کاسہ بکف،لاہور،کتبہ تعمیر انسانیت،اردو بازنو2013 ص:51

-9 ریاض حسین چودھری،رزق ثناء،لاہور،خزینہ علم وادب،اردو بازار1999 ص:147

-10 ایضاً ص:130

-11 ریاض،زرمعتبر،لاہور،خزینہ علم وادب،اردو بازار66:1995

-12 ریاض حسین چودھری خلد سخن،تعمیر انسانیت،اردو بازار2009 ص:59

-13 ریاض حسین چودھری زرمعتبر،خزینہ علم وادب،اردو بازار1995 ص:113

-14 ایضاً ص:52

-15 ریاض حسین چودھری،نصاب غلامی نعت ریسرچ سنٹر کراچی2021 ص:102

-16 ایضاً ص:52

-17 ایضاً ص:70

-18 ایضاً ص:116

-19 ریاض حسین چودھری،زرمعتبر،لاہور،خزینہ علم وادب،اردو بازار1995 ص:70

-20 ریاض حسین چودھری،نصاب غلامی،کراچی،نعت ریسرچ سنٹر2021 ص1970

-21 ایضاً ص:116

-22 ایضاً ص:235

-23 ریاض حسین چودھری،خلد سخن،لاہور،تعمیر انسانیت2009 ص:220

-24 ریاض حسین چودھری،غزل کاسہ بکف تعمیر انسانیت،2013 ص:152

-25 ریاض حسین چودھری،خلد سخن نصاب غلامی،کراچی نعت ریسرچ سنٹر2021 ص:152

-26 ریاض حسین چودھری،خلد سخن،لاہور،تعمیرات انسانیت،اردو بار2009 ص:52

-27 ریاض حسین چودھری،نصب غلامی،کراچی،نعت ریسرچ سنٹر2021 ص:218

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

-28 ریاض حسین چودھری،غزل کاسہ بکف،تعمیرات،اردو بازار 2009 ص:118

-29 ایضاً ص:174

-30 ریاض حسین چودھری،آبروئے ما،لاہور،القمر،انٹر پرائزز،اردو بازار 2014 ص36

-31 ریاض حسین چودھری،رزق ثناء،لاہور،خزینہ علم وادب،اردو بازار 1999 ص:93

-32 ریاض حسین چودھری،نصاب غلامی،کراچی،نعت ریسرچ سنٹر 2021 ص:146

-33 ایضاً ص:152

-34 ایضاً ص:192

-35 ریاض حسین چودھری،زرمعتبر،لاہور،خزینہ علم وادب،اردو بازار 1995 ص:272

-36 ریاض حسین چودھری،خلد سخن،لاہور،تعمیر انسانیت،اردو بازار 2009 ص:164

-37 ریاض حسین چودھری،رزق ثنا،لاہور خزینہ علم وادب،اردو بازار 1999 ص:130

-38 ریاض حسین چودھری،غزل کاسہ بکف،لاہور تعمیر انسانیت،اردو بازار 2009 ص:189

-39 ایضاً ص:132

-40 ریاض حسین چودھری،زرمعتبر،لاہور،خزینہ علم وادب،اردو بازار 1995 ص:164

-41 ایضاً ص:141

-42 ریاض حسین چودھری زرمعتبر ص:

-43 ایضاً ص:60

-44 ریاض حسین چودھری،خلد سخن،لاہور،تعمیر انسانیت،اردو بازار 2009 ص:59

-45 ریاض حسین چودھری،رزق ثناء،لاہور،خزینہ علم وادب،اردو بازار 1999 ص:73

-46 ایضاً ص:46

-47 ایضاً ص:72

-48 ایضاً ص:72

-49 ریاض حسین چودھری،خلد سخن،لاہور،تعمیر انسانیت،اردو بازار 2019 ص:103

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

-50 ایضاً ص:47

-51 ریاض حسین چودھری، رزق ثناء، لاہور، خزینہ علم ادب، اردو بازار 1999 ص:99

-52 ریاض حسین چودھری، غزل کاسہ، بکف لاہور، کتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار 2013 ص:196

-53 ریاض حسین چودھری، برستی آنکھو! خیال رکھنا، لاہور، منہاج القرآن پریس 2014

-54 ریاض حسین چودھری، ،متاع قلم

-55 ریاض حسین چودھری، رزق ثناء، خزینہ علم وادب، اردو بازار لاہور 1999 ص:195

-56 ریاض حسین چودھری، غزل کاسہ بکف، لاہور تعمیر انسانیت، اردو بازار 2013 ص:197

-57 ایضاً ص:197

-58 ایضاً ص:159

-59 ایضاً ص:169

-60 ایضاً ص:169

-61 ایضاً ص:171

-62 ریاض حسین چودھری، نصاب غلامی، کراچی نعت ریسرچ سنٹر 2021 ص:172

-63 ریاض حسین چودھری، غزل کاسہ بکف، لاہور، تعمیرات انسانیت، اردو بازار 2013، ص:118

-64 ریاض حسین چودھری، رزق ثناء، لاہور خزینہ علم وادب، اردو بازار 1999 ص:83

-65 ریاض حسین چودھری، زرمعتبر، لاہور، خزینہ علم وادب، اردو بزار 1995 ص:218

-66 ریاض حسین چودھری، غزل کاسہ بکف، لاہور، تعمیر انسانیت اردو بزار 2013 ص:95

-67 ایضاً ص:95

-68 ایضاً ص:104

-69 ریاض حسین چودھری، ابروئے ما، لاہور، القمر انٹر پرائزز، اردو بازار، 2014 ص:69

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

-70 ایضاً ص:143

-72 ایضاً ص:44

-73 ریاض حسین چودھری، رزق ثناء، لاہور، خزینہ علم وادب، اردو بازار لاہور 1999 ص:75

-74 ایضاً ص:42

-75 ایضاً ص:51

-76 ایضاً ص:47

-77 ایضاً ص:253

-78 ایضاً ص:69

-79 ریاض حسین چودھری، غزل کاسہ بکف، تعمیر انسانیت، اردو بازار لاہور 2013 ص:139

-80 ایضاً ص:146

-81 ریاض حسین چودھری، نصاب غلامی، کراچی، NRC، 2021 ص:218

-82 ریاض حسین چودھری، زرمعتبر، خزینہ علم وادب، اردو بازار لاہور 1995 ص:82

-83 ریاض حسین چودھری، دردِ مسلسل، لاہور، القمر انٹر پرائز ز، اردو بازار 2009 ص:207

-84 ایضاً ص:218

-85 ریاض حسین چودھری، خلد سخن، لاہور، تعمیرات انسانیت، اردو بازار لاہور 2009 ص:93

-86 ریاض حسین چودھری، زرمعتبر، لاہور، تعمیر انسانیت، اردو بازار لاہور 1995 ص:49

-87 ایضاً ص:84

-88 ریاض حسین چودھری، نصاب غلامی، کراچی نعت ریسرچ سنٹر 2021 ص:112

-89 ریاض حسین چودھری، زرمعتبر، لاہور، خزینہ علم وادب، اردو بازار لاہور 2009 ص:120

-90 ایضاً ص:128

-91 ریاض حسین چودھری، نصاب غلامی، کراچی نعت ریسرچ سنٹر 2021 ص:121

-92 ریاض حسین چودھری، خلد سخن، لاہور، تعمیر انسانیت، اردو بازار 2009 ص:120

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

93- ایضاً ص:128

94- ریاض حسین چودھری، رزق ثناء، لاہور، خزینۂ علم وادب، اردو بازار 1999 ص:70

95- ریاض حسین چودھری، زر معتبر، لاہور، خزینۂ علم وادب، اردو بازار لاہور 1995 ص:183

96- ریاض حسین چودھری، خلد سخن، لاہور، تعمیر انسانیت، اردو بازار لاہور 2009 ص:218

97- ایضاً ص:145

98- ریاض حسین چودھری، نصاب غلامی، کراچی نعت ریسرچ سنٹر 2021 ص:154

99- ریاض حسین چودھری، درد مسلسل، القمر انٹر پرائزز لاہور، اردو بازار 2009 ص:62

100- ریاض حسین چودھری، نصاب غلامی، کراچی نعت ریسرچ سنٹر 2021 ص:147

101- ریاض حسین چودھری، نصاب غلامی، کراچی نعت ریسرچ سنٹر 2021 ص:147

102- ریاض حسین چودھری، درد مسلسل، لاہور، القمر انٹر پرائز ز، اردو بازار لاہور 2009 ص:200

103- ریاض حسین چودھری، غزل کاسہ بکف، لاہور، تعمیر انسانیت، اردو بازار 2013 ص:105

104- ایضاً ص:107

105- ریاض حسین چودھری، درد مسلسل، لاہور القمر انٹر پرائز ز، اردو بازار لاہور 2013 ص:181

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مومنہ شکیل، معلمہ شعبہ اُردو

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، منڈیاں ایبٹ آباد

رابطہ نمبر: 03364386169

برقی پتا: shakilramla27gmail.com

ڈاکٹر نذر عابد کی نعتیہ شاعری کا موضوعاتی مطالعہ

تیسری قومی ادبی کانفرنس

ملخص

سرکارِ دو عالم، نبی محترم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ ان کی یاد اور محبت وعقیدت سے وابستہ شاعری (نعت) ہمیشہ سے اردو ادب کا خاصا رہی۔ پہلے نعت گو شاعر حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شروع ہونے والے یہ نعتیہ سلسلہ عربی زبان سے فارسی میں اور پھر اردو زبان میں اپنے قدم مضبوط کرتا چلا گیا اور تا حال نعت گوئی میں تجربات کے ان گنت اور بیش بہا اضافے ہوئے ہیں۔ اردو نعت گو شعراء نے نبی محترم ﷺ سے عقیدت و محبت کا جو ثبوت پیش کیا، وہ قابلِ ستائش ہے۔ اس صنف کے ارتقاء میں علماء اور صوفیاء کرام کا اہم کردار ہے۔ پنجاب کی سرزمین کو خداوند تعالیٰ نے بہت سی ذہنی اور علمی زرخیزی سے نوازا ہے۔ وطن عزیز کے دیگر خطوں کی طرح اس خطے میں بھی نعت گوئی کی روایت چلی آ رہی ہے۔ اس حوالے سے ایک معروف ومشہور نام ڈاکٹر نذر عابد صاحب کا بھی ہے۔ اس تحقیق میں زیر نظر موضوع ”ڈاکٹر نذر عابد کی نعتیہ شاعری کا موضوعاتی مطالعہ“ پر اظہار خیال کیا جائے گا اور اس تحقیق کا بنیادی مقصد قارئین کو اردو ادب میں نعت گوئی کی روایت اور ڈاکٹر نذر عابد کی شاعری کے موضوعاتی مطالعے سے روشناس کرانا ہے۔ اس تحقیق کے لیے بیانیہ اور تجزیاتی طریقہ استعمال کیا جائے گا۔ راقم الحروف کی بہترین کوشش رہے گی کہ اس تحقیق میں موجود مخفی نکات کو قارئین کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ یہ ایک وسیع موضوع ہے۔ یہاں صرف مختصر جائزہ پیش کیا جائے گا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مقالہ

ہمیشہ سے فنونِ لطیفہ انسانی خیالات، جذبات اور نظریات کا بہترین وسیلہ ہے۔ اس معاملے میں ادب بالخصوص شاعری کو خاص مقام حاصل ہے۔ جس کے ذریعے انسان اپنے احساسات وجذبات کو بیان کرتا ہے۔ فلسفہ، اخلاقیات، تصوف، وارداتِ قلبی اور مظاہرِ فطرت الغرض انسانی زیست سے وابستہ ہر موضوع کو اصناف شاعری میں جگہ دی۔ ان اصناف میں حمد ونعت، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، نظم اور غزل وغیرہ شامل ہیں۔ ادب زندگی کا آئینہ ہے۔ ادب میں سب سے پہلے نظم کا حوالہ ملتا ہے۔ کیونکہ جوشِ جذبات سے جو الفاظ سب سے پہلے انسان کے منہ سے نکلے تھے، وہ نظم ہی کے تھے۔ نعت بہ لحاظ موضوع نظم ہی کی ایک قسم ہے۔ نعت اردو شاعری کی بے حد مقبول صنفِ سخن ہے۔ تاریخی اعتبار سے نعت گوئی کی روایت بہت قدیم ہے۔ تقریباً ہر شاعر نے نعت گوئی میں طبع آزمائی کی۔ بعض نے طویل نعتیہ قصیدے اور مثنویاں لکھیں تو بعض نے مختصر نعتیہ غزلیں اور رباعیات کہہ کر اپنے ادبی ذوق کو تسکین بخشی۔ نعت گوئی کا اصل محرک رسول اکرم ﷺ سے بے پناہ عقیدت ومحبت اور ثوابِ دارین کی جستجو ہے۔

نعت اردو ادب کی ایک معروف ومشہور صنف ہے۔ اس کے لغوی معنی تعریف، توصیف، وصف، خوبی، صفت، ثنا یا مدح کے ہیں۔ نعت کا موضوع بہت وسیع ہے۔ نعت کی تعریف وتوضیح اور آغاز و ارتقا کے بارے میں اس قدر لکھا جا چکا ہے کہ اس بارے میں مزید لکھنا، انہی عوامل کو دہرائے جانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ بہرحال نعت کی کوئی بھی قسم ہو، میرے نزدیک نعت صرف اور صرف نبی محترم ﷺ کی ذات اور محبت وعقیدت سے مشروط ہے۔ نعت سے متعلق ابتدائی مباحث آج بھی اتنے ہی گھمبیر ہیں جتنا کہ پہلی نعت کے وقت تھے۔ محققین اس معاملے میں جتنا آگے بڑھتے ہیں یا مسائل کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ الجھاؤ مزید بڑھتا چلا جاتا ہے۔ خیر اردو نعت کی روایت اتنی قدیم جتنی کہ خود انسانیت یا پھر انسان کی پیدائش سے بھی قبل نعت موجود تھی۔ ہاں لیکن نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت سے متعلق لکھی جانے والی تحریر کے لیے نعت کا لفظ بہت بعد میں اردو والوں نے ایجاد کیا اور نبی ﷺ کی ذات وصفات کے لیے مخصوص کر دیا۔ اور خود قرآن میں بھی نبی ﷺ کی تعریف بارہا ملتی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے۔بقول شاعر:

ممدوحِ ربّ! میں کیا کہوں بابِ صفات میں قرآن بولتا ہے تری بات بات میں(۱)

اس صنف کے ارتقاء میں علماء اور صوفیاء کرام کا اہم کردار ہے۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور سے لے کر اب تک اردو ادب میں کئی شعراء نے نعت کی صنف کو اپنایا-حضرت حسان بن ثابت اور میمون بن قیس سے لے کر تا حال نعت گوئی میں تجربات کے ان گنت اور بیش بہا اضافے ہوئے ہیں۔ اردو میں نعت گوئی کی ابتداء اور روایت کی بجائے میں اصل موضوع یعنی"ڈاکٹر نذر عابد کی نعتیہ شاعری کا موضوعاتی مطالعہ"کی طرف آنا چاہوں گی۔

جب زبان وادب کی بات ہوتو ملک کے دیگر خطوں کی طرح صوبہ پنجاب کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔صوبہ پنجاب ہمیشہ سے علم وادب کا گہوارہ رہا۔پنجاب کی سرسبز وشاداب اور زرخیز مٹی نے علمی وادبی میدان ایسی شخصیات کو جنم دیا ہے،جنہوں نے اس میدان میں گراں قدر اضافے کیے۔ان ادب دوست شعراء میں ایک توانا اور بھرپور آواز نذر عابدؔ کی ہے۔جن کی فکر وفن سے اردو ادب میں تغزل وترنم کے زمزمے جاری وساری ہیں۔نذر عابدؔ نے اپنی نعت گوئی میں رسولِ محترم حضرت محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی رمزیت کو پورے آب وتاب کے ساتھ پیش کیا۔اس مقالے میں ان کی نعت گوئی کا موضوعاتی مطالعہ"برگِ نعت"کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔

نذر عابدؔ صاحب کا اصل نام نذر محمد عابد ہے اور قلمی نام نذر عابد ہے۔آپ ۱۱ اپریل ۱۹۶۷ کو ضلع اٹک کی تحصیل حضرو میں پیدا ہوئے۔ان کے والدِ محترم کا نام دوست محمد تھا۔انہوں نے ایم فل لیڈنگ ٹو پی ایچ ڈی کی ڈگری ۲۰۱۰ میں قرطبہ یونیورسٹی لاہور سے حاصل کی۔ ۲۰۱۰ سے ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ میں بطور صدرِ شعبہ اُردو درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ اپریل ۲۰۲۳ میں ریٹائرمنٹ لے لی۔ادب سے لگاؤ ان کی فطرت میں شامل ہے۔لیکن اگر ادبی حوالے سے ان کے خاندانی پسِ منظر کو دیکھا جائے تو ان کے آباؤ اجداد میں کوئی ادیب یا شاعر نہیں ملتا۔لیکن کتاب دوستی نے انہیں ادب کے بہت قریب کر دیا۔یہی وجہ ہے کہ وہ بینک کی ملازمت چھوڑ کر اردو ادب کی طرف واپس آ گئے۔وہ بہت سی ادبی تنظیموں سے بھی وابستہ رہے،جن میں مجلسِ نظم ونثر،چھچھی پشتو ادبی جرگہ،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کچھوچھی چوراسی، مجلسِ فکرِ جدید اور بہارِ نو وغیرہ۔ اس کے علاوہ انہیں حلقہ اربابِ ذوق راولپنڈی اور حلقہ اربابِ ذوق اسلام آباد کے اجلاس میں شرکت کرنے کا موقع بھی ملا۔ ان کے دو شعری مجموعے اور ایک نعتیہ مجموعہ منظر عام پر آ چکا ہے۔ اس کے علاوہ بیشتر ادبی رسائل و جرائد میں ان کی تحقیقی و تنقیدی مضامین بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے نعتیہ مجموعے کا نام" برگِ نعت" اپریل ۲۰۲۲ میں رمضان المبارک میں منظرِ عام پر آیا۔ یہ مجموعہ ادارہ حُسنِ ادب فیصل آباد نے شائع کیا۔ اس نعتیہ مجموعے کا نام ایک نعت کی ردیف پر ہے، نعت ملاحظہ فرمائیں:

نمو کی سمت بتانے کو برگِ نعت آیا
کہ شاخِ فکر بچانے کو برگِ نعت آیا
گناہِ کردہ کی پاداش میں جب عریاں تھا
مرے عیوب چھپانے کو برگِ نعت آیا
سخن کی شاخ کہیں سوکھتی ہی جاتی تھی
سو اس کو سبز بنانے کو برگِ نعت آیا
ہوائے شہرِ دل و جاں بہت مکدر تھی
کدورتوں کے مٹانے کو برگِ نعت آیا
یہ میری روح کی بالیدگی کا ضامن ہے
کہ شاخِ ذات سجانے کو برگِ نعت آیا
اُجڑ چلی تھی ہتھیلی مرے مقدر کی
پھر اِس میں رنگ رچانے کو برگِ نعت آیا
عجیب کانٹے سے اُگنے لگے تھے رستے میں
پھر اِس میں پھول کھلانے کو برگِ نعت آیا (۲)

جملہ حق بحقوق شاعر محفوظ ہیں۔ سرِ ورق عارف حسین نے اور دیباچہ معروف و مشہور نعت گو ڈاکٹر عزیز احسن نے" برگِ سبز است تحفۂ درویش" کے نام سے لکھا۔ فلیپ پروفیسر ڈاکٹر منور ہاشمی نے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تحریر کیا۔ اس کے علاوہ عارف حسین عارف اور پروفیسر ڈاکٹر نثار ترابی کی آرا گرد پوش کے دونوں اطراف موجود ہیں۔اس نعتیہ مجموعے میں ۳۶ نعتیں، ایک قطعہ (دو اشعار)، مثنوی سیرتِ رسولِ مقبول ﷺ (۱۶۳ اشعار) اور آخر میں درود و سلام (۲۴ اشعار) شامل ہیں۔ان کے اس نعتیہ مجموعے کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر منور ہاشمی یوں رقم طراز ہیں:

"ان کا نعتیہ مجموعہ" برگِ نعت" دراصل ایک گلستان ہے جس میں انہوں نے طرح طرح کے پھول یوں کھلائے ہیں کہ پڑھنے والا پل بھر میں معطر و معنبر ہو جاتا ہے۔انہوں نے اپنی نعت میں عصری مسائل بھی بیان کیے ہیں۔ یہ مسائل بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہیں کہیں استغاثے کی صورت پیدا کر دی ہے، جس کے مطالعے سے آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔"(۳)

نعت کا ایک بڑا حصہ آپ کی حیاتِ طیبہ، تعلیمات، فضیلت و برتری، اعلانِ نبوت، ہجرت مدینہ، آپ کی فتوحات، واقعہ معراج شریف، انسانی ہمدردی، حسنِ بیان، حسنِ معاملہ، عدل وانصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، سادگی، درویشی، شجاعت، صداقت و مساوات، عزم و استقلال، ایفائے عہد اور آپ سے والہانہ محبت پر مبنی بہت سارے موضوعات پر مشتمل ہے۔ ذیل میں ڈاکٹر نذر عابد کی نعت گوئی کے چیدہ چیدہ موضوعات پیش کیے جاتے ہیں:

ا۔شہر مدینہ کا تذکرہ:

اردو ادب کے شعراء نے اپنی نعتیہ شاعری کے موضوعات کے چناؤ میں واقعہ معراج اور مدینے کے ذکر کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ بالکل اسی طرح ڈاکٹر نذر عابد نے بھی نعت گوئی میں مدینے کا تذکرہ بار بار کیا۔اشعار ملاحظہ ہوں:

آنکھوں میں جو رقصاں ہوئے آثارِ مدینہ
ہر سمت برسنے لگے انوارِ مدینہ
اب تک ہیں بدستور دل و جان معطر
سانسوں میں گھلی تھی کبھی مہکارِ مدینہ
دل ہے کہ دھڑکتا ہے بہت نامِ نبی ﷺ پر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آنکھوں میں نمی لاتا ہے تذکارِ مدینہ
اپنے ہوں پرائے ہوں بٹے فیض برابر
تاریخ کو معلوم ہے معیارِ مدینہ
جو ابنِ اُبی کے ہیں مقلد کبھی اُن پر
کھلنے ہی نہیں پاتے ہیں اسرارِ مدینہ
تعمیر کیا ایک نیا عالمِ اقدار
معمارِ جہاں اصل ہیں معمارِ مدینہ
رحمت کا حصار ایک بناتی ہے مکمل
عالم کو لیے باہوں میں پرکارِ مدینہ(۴)

ممدوحِ ربِ ارض وسماوات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بےکس پناہ میں حاضری کی تڑپ اور حضور کی متاعِ آرزو غلامانِ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلوں کی ہر دھڑکن کا منتہائے عزیز ہے۔ڈاکٹر نذر عابد بھی مدینہ حاضری کے لیے گہری طلب اور تڑپ کا جذبہ رکھتے ہیں۔اس حوالے سے اشعار درج ذیل ہیں:

حاضری ہو کبھی روضہ پاک پر لے کے دیوان یہ مختصر نعت کا(۵)

تڑپ رہے آہوں بلاوا مگر نہیں آتا مدینے جاؤں یہ اذنِ سفر نہیں آتا(۶)

شہر مدینہ سے ان کی محبت وعقیدت بہت گہری ہے۔اپنے نعتیہ مجموعے" برگِ نعت" میں جا بجا انہوں نے مدینہ کا تذکرہ کیا ہے۔

تذکرۂ اہلِ بیت اور صحابہ کرام:

لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

ترجمہ: لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنے اموال اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جانوں سے جہاد کیا۔ساری بھلائیاں انہی لوگوں کے لیے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔(۷)

اہلِ بیت اور اصحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ پاک باز ہستیاں ہیں، جن کو رب العالمین نے اپنے نبی کی صحبت کے لیے چنا۔جن کی آنکھوں نے رخِ انور کا دیدار کیا،جنھوں نے مشکوۃ نبوت سے براہِ راست استفادہ کیا۔لہٰذا جس طرح نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کا لازمی جزو ہے، بالکل اسی طرح صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت بھی ایمان کا جزو ہے، جس کے بغیر ایمان ناقص ہے۔نعت گوئی میں تقریباً تمام شعراء نے اصحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بارہا تذکرہ کیا۔ڈاکٹر نذر عابد کی نعت گوئی میں بھی ان کا تذکرہ ملتا ہے۔

کیسے کروں میں آیۂ تطہیر کا بیاں دھرتی کو پھر ویسا گھرانا نہ ملا(۸)

درج بالا شعر میں ڈاکٹر نذر عابد نے اہل بیت کی عظمت کو بہت خوبصورت انداز میں بیان کیا۔اس طرح وہ بارہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر بھی کرتے ہیں۔شعر بطورِ مثال حاضر ہے:

دلوں کا حال بدلتا ہے میرا رب لیکن بغیر تری دعا کے عمر نہیں آتا(۹)

اس کے علاوہ انہوں نے اپنی نعت گوئی میں مدینے کے انصار و مہاجرین کا تذکرہ، جبرئیلِ آمین کا تذکرہ اور اصحاب کرام سے محبت کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ذیل میں ایک نعت کے چند بطورِ مثال پیش کیے جاتے ہیں:

شہری ہوں مدینے کے یا اعرابِ مدینہ ہیں قابلِ رشک آپؐ کے اصحابِ مدینہ
قربان ہوئے آپؐ کی اک ایک ادا پر مکے کے مہاجر ہوں کہ احبابِ مدینہ
دہلیز پہ آقاؐ کی کھڑے ہیں کہ طلب ہو سیکھے کوئی جبریلؑ سے آدابِ مدینہ
بجھنے نہیں دیتا ہے کسی منظرِ جاں کو آنکھوں کے دریچوں میں سجا خوابِ مدینہ(۱۰)

درود و سلام:

ساری عبادتوں میں قبول ہونے یا نہ ہونے کا احتمال رہتا ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پر درود بھیجنا ایسی عبادت ہے جو ہر حال میں قبول ہوتا ہے۔ یہ ایسی دعا ہے جس کے ذریعے ہم آپ سے محبت اور عقیدت کا اظہار کر سکتے ہیں۔ اس کا حکم خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن پاک میں بڑے پیارے اور مؤثر انداز میں دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی، یا یھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما۔

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اس پیغمبر پر، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر رحمت بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو"۔(۱۱)

حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت سے احکامات ارشاد فرمائے۔ بہت سے انبیائے کرام کی توصیفیں اور تعریفیں بھی قرآن پاک میں ملتی ہیں۔لیکن نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کریم کے محبوب رسول تھے۔ ان کے بارے تو اللہ مومنوں سے بھی فرماتا ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اے مؤمنوں! تم بھی صلوٰۃ وسلام بھیجو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ مؤمنین کی شرکت ہے۔

اردو نعتیہ شاعری میں نعت گو شعراء نے نبی ﷺ کی خدمت میں درود و سلام پیش کیا۔ ڈاکٹر نذر عابد نے بھی اپنے نعتیہ مجموعے" برگِ نعت" میں درود و سلام پیش کیا:

سلام ربّ کے رسولؐ پر ہو   سلام زہرا بتولؓ پر ہو
سلام عمّ رسولؐ پر ہو   سلام اُن کے اصول پر ہو
سلام صدیقِؓ بے ریا پر   سلام فاروقِؓ باصفا پر
سلام عشرہ مبشّرہ پر   سلام مولا کی اِس رِضا پر

سلام اُمّت کے اولیا پر   سلام اُمّت کے اتقیا پر
سلام اُمّت کے بحر و بر پر   سلام اُمّت کے ہر بشر پر(۱۲)

ایک اور جگہ درود و سلام کی مثال پیش کی جاتی ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تمام انسانیت کے محسنؐ ، سلام اُنؐ پر درود اُنؐ پر
سماں ہو راتوں کا یا کہ ہو دن، سلام اُنؐ پر درود اُنؐ پر
یہ بوندا باندی جو ہو رہی ہے، ہمارے اشکوں کو دھو رہی ہے
اُنہی کی رحمت کی ہے یہ کن مِن، سلام اُنؐ پر درود اُنؐ پر

ہزار اپنی ریاضتیں ہوں، ہزار عابدؔ عبادتیں ہوں
ہمارا کوئی نہیں ہے اُنؐ بن، سلام اُنؐ پر درود اُنؐ پر (۱۳)

وہ کہتے ہیں کہ اگر دعا کے شروع اور آخر میں درودِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہ پڑھوں تو دعا میں اثر نہیں ہوتا۔ مثال دیکھیے:

درود گر نہ پڑھیں اس کے اول و آخر دعائے نیم شبی میں اثر نہیں ہوتا (۱۴)

نعت لکھتے ہوئے گریز و عقیدت:

تمام اصنافِ سخن کے مقابلے میں نعت نہایت مشکل صنفِ سخن ہے۔ نعت کا موضوع بظاہر بڑا آسان اور عام فہم لگتا ہے لیکن اگر فنِ نعت کی باریکیوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ نعت کا فن بہت نازک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نعت گوئی آسان بھی ہے اور مشکل سے مشکل تر بھی۔ نعت کا راستہ پلِ صراط سے زیادہ کٹھن ہے اور اس پر بڑی احتیاط اور ہوش سے چلنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں عارف حسین عارف لکھتے ہیں:

"نعت ایک ایسا شعری اظہار ہے جس میں عقیدت و احترام کے ساتھ ساتھ احتیاط کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ احتیاط فن کار کی پختگی اور قادرالکلامی کی غماز ہوتی ہے۔ ایک غزل گو کے لیے زیادہ مشکل ہو جاتا ہے کیوں کہ وہ غزل میں جس قدر کھل کھیلنے کا عادی ہوتا ہے، نعت میں وہ تمام رموز بروئے کار لاتے ہوئے احتیاط اور عقیدت، احترام اور احتیاط کا پتا چلتا ہے۔"(۱۵)

اس حوالے سے چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

یہ شہرِ نعت ہے اس میں ادب تو لازم ہے نہیں کھیل تماشا یہاں قدم رکھنا (۱۶)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹر نذر عابد نعت گوئی کو بہت نازک کام تصور کرتے ہیں۔ان کے مطابق اس صنف میں بہت ادب اور احتیاط کی ضرورت ہے۔وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے کئی بار نعت لکھنے کا ارادہ کیا لیکن ہمیشہ ایک جھجک ہی رہی:

نعت لکھتے ہوئے اک جھجک سی رہی　　گو ارادہ کیا بارہا نعت کا(۱۷)

ایک اور مثال دیکھیے:

لفظ آتا ہے تو اذنِ سرکار سے　　ایک ایک لفظ معتبر ہے نعت کا(۱۸)

وہ لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس بہت اعلیٰ وارفع ہے۔اس بات کے پیشِ نظر وہ خود اپنی کم مائیگی کو سامنے رکھ کر نعت لکھتے ہوئے کانپنے لگتے ہیں اور بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں:

خطائیں اپنی سوچوں تو کانپ اٹھتا ہوں
زمیں کے بیچ گڑا ہوں میں نعت لکھتے ہوئے (۱۹)

مطلعاتی نعت:

مطلعاتی نعت ایسی نعت ہوتی ہے جس میں ہر شعر بطور مطالعہ کے ہو۔اس سے قبل اس طرح کی کوئی صنف یا نعت نہیں لکھی گئی اور نہ ہی اس کی کوئی تعریف وتوصیف کہیں ادب میں ملتی ہے۔بے شک یہ ڈاکٹر نذر عابد کی نئی تخلیق ہے۔اس کا سہرا ڈاکٹر نذر عابد کو جاتا ہے۔مطلعاتی نعت بطورِ مثال پیش کی جاتی ہے:

سنہری جالیوں سے نور چھنتا ہے رسالت کا
یہی عرفان کا ماخذ ، یہی منبع ہدایت کا
ثوبیہ نے دیا تھا شوق سے مژدہ ولادت کا
صلہ اس کو یقیناً مل گیا تحدیثِ نعمت کا
اس کی سمت جاتا ہے ہر رستہ سعادت کا
کھلا ہے گل جہاں کے واسطے اک بابِ رحمت کا
شبِ معراج ہو یا ہو کوئی منظر قیامت کا
انہی کو تاج سجتا ہے نبوت کی امامت کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انہی کے صحن سے پھوٹا شجر امن و محبت کا
انہی کے گھر سے نکلا ہے علم رسمِ شہادت کا
قیامت تک رہے گا معتبر تختہ شریعت کا
کہ یہ منشور ہے حسنِ فلاحِ آدمیت کا
اِدھر نکلے، اُدھر سے اک اشارہ ہو شفاعت کا
سن اے عابدؔ! مزاتب ہے ترے اشکِ ندامت کا(۲۰)

عصری مسائل کا بیان اور ان کا حل:

ڈاکٹر نذر عابد کی نعت گوئی میں عہدِ حاضر کے مسائل کی ترجمانی بھی ملتی ہے۔اس حوالے سے پروفیسر ڈاکٹر نثار ترابی رقم طراز ہیں:

"ان کے نعتیہ کلام میں روحِ عصر کی ترجمانی بھی ملتی ہے۔ یہ ترجمانی دو سطح پر ہوتی نظر آتی ہے۔ان کی نعت میں ایک طرف عصری مسائل کا بھرپور سماجی شعور کے ساتھ تذکرہ ملتا ہے جبکہ دوسری طرف ان مسائل کے حوالے سے دربارِ رسالت میں فریاد اور استغاثے کی صورت نمایاں ہوتی ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ مذکورہ ہر دو سطح پر شاعر کے داخلی اضطراب کا اظہار دلکش شعری اسلوب میں ہوا ہے۔"(۲۱)

مثال دیکھیے:

گھرا ہو مصائب کے گھپ اندھیرے میں نبی کے صدقے میں مولا! بہت کرم کرنا(۲۲)

نذر عابد کی شاعری میں عصری مسائل کا بیان بھی ملتا ہے اور ساتھ ہی ان کا حل بھی بتایا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ مادیت پرستی کے اس دور میں سیرت النبی ﷺ کے پیغام کو پھیلانے، اس کی تبلیغ کرنے اور اس کو اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔یہی تمام مسائل کا حل ہے۔

دشتِ شعروسخن کی کڑی دھوپ میں سایہ دیتا رہے گا شجر نعت کا(۲۳)

وہ نبی ﷺ سے فریاد اور استغاثہ کرتے ہیں کہ یہ زندگانی سیہ رات کی مانند ہے۔اے نبی ﷺ آپ میری زندگانی میں سحر کی روشنی عطا فرمائیں اور وہ یہ بے اختیار کہتے ہیں:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سیہ رات لہو میں دوڑتی ہے اب　　　　من آنگن میں کبھی آ کر سحر کر دے (۲۴)

مختصراً یہ کہ ان کی شاعری میں جہاں ایک طرف دعا ک اذکر ملتا ہے تو دوسری طرف نبی ﷺ سے فریاد بھی ملتی ہے۔ان کی اس نعت میں وارداتِ قالب کا حال بھی اور دنیاوی مسائل کا بیان بھی ہے۔ان کی نعتیہ شاعری میں بے شمار موضوعات مثلاً واقعی معراج کا ذکر، غار حرا: منبع علم و ہدایت، وحی کی اہمیت، محراب و منبر کا تذکرہ، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت، وجۂ تخلیقِ کائنات، قرآنی آیات کا ذکر، امت کے مسائل، گنبدِ خضریٰ کا ذکر اور بے شمار اور بھی لیکن مقالے کے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے حضورِ اقدس ﷺ کی مدح سرائی اور ان کی نعتیہ موضوعات میں سے چند ایک کا ذکر اس تحقیق میں کیا گیا ہے۔ وگرنہ ان موضوعات کی طویل فہرست جس میں نعت گو نے نبی ﷺ سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا اور بیش بہا اور انمول خزینہ نعت گوئی کی شکل میں امت کے سامنے پیش کیا، تو مقالہ بہت طویل ہو جائے گا۔

نعت گوئی عشق رسول اللہ ﷺ کے فروغ کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہی ایک ذریعہ ہے جو ہمارے مسائل کا حل اور جہنم سے نجات ہے۔ہم نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کو نعت گوئی میں بیان کر کے اور اس پر عمل کر کے ہی دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ سے رہنمائی لے کر ہی ہم اپنے انفرادی اور اجتماعی مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ نبی کریمؐ کے ساتھ محبت و عقیدت کا لازمی جز وان کی مکمل اتباع ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنَ۔

حوالہ جات

۱۔ڈاکٹر نذر عابد، ”برگِ نعت“، حسنِ ادب، فیصل آباد، ۲۰۲۲ء، ص:۲۹
۲۔ڈاکٹر نذر عابد، ”برگِ نعت“، حسنِ ادب، فیصل آباد، ۲۰۲۲ء، ص:۷۹ تا ۸۰
۳۔ڈاکٹر نذر عابد، ”برگِ نعت“، حسنِ ادب، فیصل آباد، ۲۰۲۲ء، فلیپ۔
۴۔ڈاکٹر نذر عابد، ”برگِ نعت“، حسنِ ادب، فیصل آباد، ۲۰۲۲ء، ص: ۴۳
۵۔ایضاً، ص:۱۸
۶۔ایضاً، ص:۳۵

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۷۔القرآن،صورۃ التوبہ،آیت نمبر:۸۸
۸۔ڈاکٹر نذر عابد،" برگِ نعت"،حسنِ ادب،فیصل آباد، ۲۰۲۲،ص:٦٦
۹۔ایضاً،ص:۳۵
۱۰۔ایضاً،ص:۵۱
۱۱۔القرآن،سورۃ الخزاب،آیت نمبر:۵٦
۱۲۔ڈاکٹر نذر عابد،" برگِ نعت"،حسنِ ادب،فیصل آباد، ۲۰۲۲،ص:۱۱۹
۱۳۔ایضاً،ص:۷۷
۱۴۔ایضاً،ص:۳٦
۱۵۔ڈاکٹر نذر عابد،" برگِ نعت"،حسنِ ادب،فیصل آباد، ۲۰۲۲،فلیپ۔
۱٦۔ڈاکٹر نذر عابد،" برگِ نعت"،حسنِ ادب،فیصل آباد، ۲۰۲۲،ص:۱۲
۱۷۔ایضاً،ص:۱۵
۱۸۔ایضاً،ص:۱۷
۱۹۔ایضاً،ص:۳۳
۲۰۔ایضاً،ص:۸۱
۲۱۔ڈاکٹر نذر عابد،" برگِ نعت"،حسنِ ادب،فیصل آباد، ۲۰۲۲،فلیپ۔
۲۲۔ڈاکٹر نذر عابد،" برگِ نعت"،حسنِ ادب،فیصل آباد، ۲۰۲۲، ص:۱۲
۲۳۔ایضاً،ص:۱۸
۲۴۔ایضاً،ص:۲۷

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹر عادل سعید قریشی

ہزارہ میں اردو نعت بالاختصاص سہیل احمد صمیم کی نعت گوئی

ملخص:

دریائے سندھ کے کناروں پر آباد ہزارہ ڈسٹرکٹ، برصغیر کی ادبی و علمی روایات کا امین ہے۔تاج برطانیہ کی فوجی چھاونی، 1944ء میں گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد کے قیام نے یہاں کے علمی و ادبی فضا کو فروغ دیا۔ پاکستان کے معرض وجود میں آجانے کر بعد یہاں پاکستان ملٹری اکیڈمی اور ایبٹ آباد بار ایسوسی ایشن نے بھی اس روایت کو مزید محکم کیا۔ادبی و علمی سرگرمیوں کے تسلسل اور باقاعدگی میں چند ادبی تنظیموں کا کردار بھی خاص ہے۔اس مقالے میں ہزارہ میں نعت گوئی کی روایت اور ارتقا کو زیر بحث لایا جائے گا،اس کے ساتھ ہر صاحبِ کتاب نعت گو شعرا کا تعارف ان کے کلام کی خصوصیات اور خصوص سے سہیل احمد صمیم کے فنِ نعت گوئی کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ان کی کتاب "الی النور" کے اسلوب،موضوعات وصنف نعت کے تقاضوں کی کامل برت کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔

Abstract:

In Khyber Pkahtunkhwa along with the river indus the Hazara Division is situated. According to the geopolitical importance, for to provide support the formation of a military cantonment in 1853 to British government in Kashmir and erstwhile Tribal areas. In the Post Partition era, it was also chosen to host the Pakistan Military Academy. In 1944, then- Hazara district' s first Govt College was also established in Abbottabad. These two educational organizations resulted in the formation of an ideal environment for literary and cultural activities to prosper. Existence of Abbottabad Bar Association also influenced the pace of cultural and literary advancements. In this article, the traditon and contiuity of Urdu Naat in Hazara, the books of Naat and the

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Naat and art of Sohail Ahmed sameem is discussed at length.

Key Words:

نعتیہ شاعری۔تحسین و قدر۔شمائل وفضائل۔غلو۔نعتیہ رباعیات۔عصری شعور۔ترکیب سازی۔اخذ واستفادہ۔

کہا جاتا ہے کہ 'ہزارہ پھلاں دا کھارا' یعنی ہزارہ کی دھرتی پھولوں کی ٹوکری ہے، یہ علاقہ اپنی شادابی اور ہریالی کی سبب خاص شہرت رکھتا ہے، جغرافیائی اور ثقافتی اعتبار سے بھی اس علاقے کو اہل تاریخ نے خاص اہمیت دی ہے، کسی دور میں یہ علاقہ کشمیر ریاست کا حصہ رہا اور پھر ترک قبیلے قارلغ ہزارہ کے زیر تسلط رہا، سکھوں کی حکومت میں زیر عتاب بھی آیا اور پھر مختلف پٹھان قبیلوں کے قبضے میں چلا گیا۔ مقامی آبادی کی اکثریت مسلمان تھی، انیسویں صدی میں جب سارا ہندوستان فرنگی تسلط میں آ گیا تو ہزارہ کو ڈسٹرکٹ کا درجہ دے کر ایبٹ آباد میں 1853ء میں فوجی چھاونی قائم کی گئی اور یوں تاریخ کا نیا دور شروع ہوا۔ پاکستان بننے کے بعد یہاں ایبٹ آباد مرکزی مقام بن کر سامنے آیا۔ 1944ء میں گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد کا قیام عمل آیا اور پھر پی ایم اے کاکول (1947ء) قائم ہوا، یوں اس علاقے کی تاریخی دھارے نے نیا موڑ لیا۔ پروفیسر صوفی عبدالرشید مئے طہور' کے دیباچے میں اس ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد کے علمی و ادبی فضا کا تفصیل سے ذکر کرتے ہیں (1) اور ان تمام عوامل کو مذکور کرتے ہیں جن کے سبب اس خطہ کا نصیب جاگتا ہے اور ہزارہ ایک اردو ادب میں نئے دبستان کے طور پر سامنے آتا ہے۔ "ہزارہ میں نعت" از پروفیسر بشیر احمد سوزؔ (2009ء) کی کتاب اپنی نوع کی ایک جامع و مانع کتاب ہے۔ ہزارہ میں نعت کے فروغ میں سہ ماہی شعر وسخن ' کا کردار بھی لائق تحسین ہے، یہ رسالہ گذشتہ 25 سالوں سے اہل ہزارہ کی تخلیقات کو شایع کر رہا ہے اور نعتیہ شاری کے حوالے سے خاص نام رکھتا ہے۔نعت نمبر ' بھی شایع کر چکا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہزارہ کی اردو نعتیہ روایت بھی اسی طرح مستند و معتبر ہے جیسے کہ برصغیر پاک وہند کے باقی خطوں میں ہے، ہر شاعر نے سرکار دوعالم کی مدحت کا حق ادا کیا ہے۔ وہ کسی عرب شاعر نے لکھا تھا:

ما اَن مدحت محمد ﷺ بمقالتی ولکن مدحت، مقالتی بمحمد

ترجمہ: ہم اپنی تحریروں اور لفظوں سے حضور اکرم ﷺ کی تعریف نہیں کر سکتے البتہ اپنی تحریروں کی شان، ان کے ذکرِ مبارک سے بڑھایا کرتے ہیں۔ طوطی ہند امیر خسرو علیہ رحمت کا ایک نعتیہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

خدا خود میرِ مجلس بود اندر لا مکاں خسروؔ   محمد شمعِ محفل بود شب جائے کہ من بودم

یہی میرا موضوع ہے کہ ہزارے کے تمام شعرا اور نثر نگاروں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی مدحت کا حق ادا کیا ہے، نعت کیا رتقا اور تاریخ باب میں سب سے پہلے ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی کتاب "عہد رسالت میں نعت" مجلس ترقی ادب لاہور کا ذکر کروں گا۔ یہ کتاب بنیادی طور پر حضرت استاذی کا تحقیقی و تنقیدی مقالہ تھا، جس کا عنوان نعت گوئی کے اصول تھے، انھوں نے تاریخی اور ادبی حوالوں سے نعت رسول مقبول ﷺ کو عہد رسالت میں دکھایا اور یہ بھی کہ اس دور میں کن حوالوں سے نعت کہی گئی اور مبالغہ و غلو کا معیار کیا تھا، شمائل اور فضائل کے بیان کی کیا صورت تھی اسی طرح انھوں نے اردو نعت کے حوالے سے بھی فن نعت کو دیکھا۔ ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی کتاب ''عہد رسالت میں نعت'' ہزارہ کی ادبی روایت کے حوالے سے نثر میں لکھی جانے والی مستند اور موقر کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔ یہاں اگر پروفیسر سید یونس شاہ گیلانی کی کتاب "تذکرہ نعت گویانِ اردو" ذکر نہ کیا جائے تو یہ بھی بے محل ہوگا، یہ کتاب دو جلدوں میں لکھی گئی۔ یہ کتاب گو کہ ہزارہ کے شعرا سے متعلق نہیں لیکن اس کتاب سے یہ حقیقت ضرور مترشح ہوتی ہے کہ ہزارہ میں نعت کی تاریخ اور ارتقا کا مطالعہ کن زاویوں سے کیا جا سکتا ہے، یہ دونوں نثر کی کتابیں ہزارہ میں نعت کے ارتقا اور نعت کی تاریخ کا حوالہ ہیں۔

ہزارہ میں اردو نعت گوئی کی روایت اردو زبان کی ہی شعری روایت کا تسلسل ہے۔ اہل ادب نے نعت رسول مقبول کو ہمیشہ جانا ہے، جیسا کہ یہ معلوم حقیقت ہے کہ نعت کبھی بھی صرف روایت نہیں رہی ہے، مسلمانوں نے شعر گوئی میں نعت کو ایک مشکل فن اور محتاط راستہ قرار دیا ہے، ایسے شعرا بھی موجود ہیں جنھوں نے نوافل پڑھ پڑھ، اور درود و سلام کے بعد نعت لکھی ہے۔ شعرا کا ماننا یہ ہے کہ نعت عشقِ رسول ﷺ کے بنا ممکن نہیں، گو اردو میں کئی غیر مسلم شعرا نے بھی نعتیہ اشعار کہے ہیں، ہزارہ میں میکا□ی میرٹھی ایک ایسے ہی شاعر ہیں جنھوں نے غیر مسلم ہوتے ہوئے نعت کہی ہے۔ ہزارہ کے چند شعرا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے نعتیہ اشعار لکھے جاتے ہیں اور پھر اس کے بعد نعتیہ صاحبِ کتاب شاعروں کا تعارف ہوگا جو کہ اس مقالے کا اصل موضوع ہے۔

گوہر امان خان

ساقی شرابِ عشقِ محمد ﷺ پلا دے آج
سرشار کر کے پردہ دوئی کا اٹھا دے آج
یارب! اگر نصیب زیارت نبی کی ہو
لے جا نہیں تو آتشِ ہجراں جلا دے
آجالطاف پرواز بندگی کا وہ کسی کو جو صلا دیتے ہیں
ذرہ خاک سے خورشید بنا دیتے ہیں جو ہوا
ان کے غلاموں کا غلام مرتبہ اس کا زمانے میں بڑھا دیتے ہیں

حفیظ اثر

برسوں سکونِ قلب ونظر تک بہم نہ تھا　　　پہنچا درِ رسول پہ تو کوئی غم نہ تھا

عرفان رضوی

بزمِ ہستی میں ہے ہر سو جلوہ آرائی تری　　　تیرے جلووں کی ہے تابش عالم، کن کی ضیا

سلطان سکون

خداوندا! مجھے اک بار پھر لے جا مدینے　　　جو ملتے ہیں وہاں دل کو سہارے یاد آتے ہیں

صوفی عبدالرشید

کاش یوں ہو کہ میں یثرب کی فضا کو دیکھوں
روضۂ اطہرِ محبوبِ خدا کو دیکھوں
حاضر وغیب کی تفریق ہو یکسر موقوف　　　جلوہ گر آپ ہوں جب دل کے حرا کو دیکھوں

آصف ثاقب

بلندیوں کے مکیں احترام کرتے ہیں　　　کہ اس زمیں کو ستارے سلام کرتے ہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسی مقام پہ سب رحمتیں مقیم ملیں جہاں ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام کرتے ہیں

قاضی سعید ناز

زمانے میں رسول اللہ، نہیں تجھ سا حسیں کوئی نہ تجھ سا مہ لقا کوئی، نہ تجھ سا مہ جبیں کوئی

اب ہزارہ کے ان شعرا سے تعارف ہوگا جنھوں نے نعتیہ مجموعے ترتیب دیے ہیں، سب پہلی نعتیہ مجموعہ پاکستان کے سب سے بڑے گیت نگار قتیلؔ شفائی کا ہے، جس کا نام ''نذرانہ' ہے۔

تعلق ہے مرا اہلِ نظر کے اس قبیلے سے
خدا کو جس نے پہچانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے
قتیلؔ اسمِ محمدؐ ہے مرے ہونٹوں کا سرمایہ
یہ دولت چھین کر دکھلائے کوئی مجھے ہٹیلے سے

ایک اور نعت کے چند اشعار دیکھیے:

میری تمام شاعری، پھول ہی پھول ہوگئی
میں نے کہی تھی جو غزل، نعتِ رسول ہوگئی
اب مجھے آ گیا یقیں، جانتے ہیں وہ دل کی بات
لب جو نہ آئی جو دعا، وہ بھی قبول ہو گئی
بن کے خدا کے مہمان، جب سے گئے وہ عرش پر
چاندنی تب سے آپ کے پاؤں کی دھول ہو گئی
تھپکیاں دینے آ گیا، آپ کا سایہ ِ کرم
ان کے گناہ گار سے جب کوئی بھول ہو گئی
داد مرے ضمیر نے دی، مری نعت پر مجھے
یوں میری قیمت سخن، مجھ کو وصول ہوگئی

قتیلؔ شفائی کی نعت بھی ان کی دیگر اصنافِ شعر کی طرح رواں، سر اور لے کے سبھی تقاضوں کو نبھاتی ہوئی ملتی ہے۔ ان کی نعت بوبصیری علی رحمتہ کے ہی نعتیہ خمیر سے اٹھتی معلوم ہوتی ہے جہاں عشق

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رسول کی رعنائیاں اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔قتیلؔ کی نعت اپنے خاص اسلوب اور رنگ کے سبب باقی نعت گوشعرا سے الگ اور جدا اس حوالے سے بھی ہے کہ قتیلؔ کا اصل شعبہ گیت تھا اور گیت ایک ہندی الاصل صنفِ شعر ہے لہٰذا قتیلؔ کی نعت میں بھی مقامیت اور ہندی کی چاشنی اپنے قاری کو خوش گوار حیرت سے ہم کنار کرتی ہے۔

عبدالغفور ملک، ہزارہ کا ایک معتبر شاعر تھے،جنھوں نے قران مجید کا ہندکو منظوم ترجمہ بھی کیا ہے،اس کے علاوہ عارفانہ شاعری میں بھی نام رکھتے ہیں۔ مئے طہور،(1988ء)ان کی نعتیہ شاعری کا مجموعہ سامنے آیا ہے۔پیش لفظ' کے عنوان سے پروفیسر محمد یونس شاہ گیلانی نے اس کتاب کا تعارف لکھا ہے۔اس کتاب کا دیباچہ پروفیسر صوفی عبدالرشید صاحب نے لکھا اوران کا انداز بیان شیریں ہے،وہ اس کتاب کے حوالے سے بھی خاصا معلوماتی دیباچہ ہے۔نیاز سواتی نے بھی مئے طہور ' اور صاحب کتاب کا تعارف کروایا ہے۔ جہاں تک اس کتاب کے نعتیہ شاعری کا تعلق ہے تو یہ نعتیہ مجموعہ بلا شبہ ہزارہ کی نعتیہ روایت کا اولین نقش اس حوالے سے ہے کہ ملک عبدالغفور نے اس مجموعے کوایبٹ آباد سے ہی شایع بھی کرایا ہے۔ملک عبدالغفور خود اپنی تخلیق کے بارے میں لکھتے ہیں:

'مئے طہور ' مری زندگی کا حاصل ہے
بیانِ جذب و محبت صحیفہ ء دل ہے
قلم کو جنبشِ اظہار بخشنے والے
خدائے پاک کا انعام اس میں شامل ہے
شفیع ہو گا ملکؔ !عاسیوں کا محشر میں
یہ مرتبہ ِ شفاعت اسی کو حاصل ہے
وہ قلب، قلب نہیں ایک سنگ ریزہ ہے
درود و حمد و ثنا سے جو قلب غافل ہے
حقیقتوں کو زباں شعر عطا کی ہے
مرا خلوص و محبت بھی اس میں شامل ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پیامِ دعوتِ توحید ہے زمانے کو
'مئے طہور' حقیقت میں رد باطل ہے

ملک صاحب کی شاعری ان تمام اوصاف کی حامل ہے جن کا اساتذہ کرام نے تعین کیا ہوا ہے۔نعت کے باب میں بالخصوص شاعر پر خاصی پابندیاں عائد ہوجاتی ہیں تو اس حوالے سے بھی ملک صاحب نے کمال فنی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔اس کتاب کے بارے میں سید یونس شاہ یوں رقم طراز ہیں:

''زیر نظر حمد ونعت کا مجموعہ اردو شعروادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے اور امید ہے کہ تشنگان علم وادب اس کما حقہ سیراب ہوں گے،اس اعتبار سے بھی کہ اس مجموعے کلام میں روح ودل دونوں کے لیے مسرت و بالیدگی سامان فراہم کردیا گیا ہے۔سچی بات تو یہ ہے کہ شاعر کے کلام میں ہمہ رنگی پائی جاتی ہے۔یہاں اقبال کا پیغام،حالی کی حقیقت پسندی اور سادگی،مولانا جامی اور قدسی کی شیریں سخنی،شہیدی کی طویل اور مترنم بحریں اور مولانا کافی کا جذبہ شوق کے ساتھ ساتھ ظفر علی خاں کی قادرالکلامی اور محسن کاکوروی کے فن کے نمونے بھی ملیں گے۔''(2)

ملک عبدالغفور کی نعت اپنے مذاق اور مزاج میں اردو نعت گوئی کی روایت کا ہی ایک جان دارا ور شان دار تسلسل مانی جاتی ہے۔یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ ملک صاحب کی نعت میں جذبے کی شدت اور بیان کے ٹھہراو نے ایک نیا رنگ اور اسلوب جنم لیا ہے جو کہ ان ہی کا خاص وصف مانا جاتا ہے۔

عرفان رضوی کا تعلق مانسہرہ کے معروف گاؤں کھواڑی سے ہے اور ان کے والد صاحب علاقے کی زمین دار اور عالم دین بھی تھے۔عرفان رضوی نے پنجاب محکمہ تعلیم میں اعلیٰ عہدے پر ملازمت کی اور سبک دوش ہونے کے بعد گاؤں واپس آ گئے،چوں کہ عرفان رضوی صاحب لاولد تھے لہٰذا یہاں گاؤں میں ان کے بھتیجوں نے ساتھ زندگی کے آخری ایام گزارے۔پروفیسر بشیر احمد سوز ان کی نعت گوئی کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عرفان رضوی کی بھی شاعری میں سادگی،جذباتی اور وجدانی کیفیتوں میں کبھی عشق الٰہی اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کبھی حبِ رسول جھلملاتے نظر آتے ہیں، اور پھر انہی جذبوں سے ان کی حمد ونعت مرتب ہونے لگتی ہے، اور وہ تخلیق کے اس مقام پر نظر آتے ہیں جہاں سے صرف ایک صدا کھواڑی کی وسعتوں میں پھیلتی چلی گئی۔۔۔ جناب عرفان رضوی نے متاعِ زیست کا بیشتر حصہ حمد ونعت لکھنے میں صرف کر دیا اور جب انہیں مدون اور مرتب کرنے لگے تو کئی مجموعے ان کے سامنے تھے۔"(3)

عرفان رضوی کے سارے کلام تک رسائی ممکن نہیں ہوئی وہی دو نعتیں پیش نظر ہیں جو پروفیسر بشیر احمد سوز نے اپنی کتاب ہزارہ میں نعت' میں مذکور کی ہیں ان کے ہی چند اشعار ہدیہ تبریک جانتے ہوئے، پیش کرتا ہوں:

تیری نگاہِ لطف سے نازشِ حسن عشق خیز
سرمہِ چشمِ دوجہاں ذرہ ِ خاک ِ پا ترا
دہر ظلام میں ترا نورِ مبیں ہے جلوہ گر
بزم ِ جہاں میں عطر بیز تیری عروس ارتقا
ہے ادھر بزمِ جہاں میں حسن کا چرچا ترا
غرقِ بحر عشق و مستی ہے ادھر بجرا مرا
بزم ِ ہستی میں ہے ہر سو جلوہ آرائی تری
تیرے جلووں کی تابش عالم ِ کن کی ضیا

محبوب الٰہی عطا، ہزارہ میں نعت اور عارفانہ کلام کے حوالے سے بڑا اور قابل افتخار نام ہے، 23 جولائی 1945 کو پیدا ہوئے اور 15 نومبر 2023ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ محبوب الٰہی عطا کی شاعری کا اصل شعبہ عارفانہ کلام ہے اور نعتیہ رباعیات میں انھوں نے نام کمایا ہے، اردو ادب میں نعتیہ رباعیات کا مجموعہ لانے والے وہ پہلے اردو نعت گو شاعر ہونے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ صوفی باعمل انسان تھے اور ساری زندگی راہ سلوک پر سفر کرتے گزار دی۔ پہلا مجموعہ "عطائے رسول" کے نام سے منظر عام پر آیا، جس میں حمد ونعت کے علاوہ منقبت، اور عارفانہ کلام موجود تھا۔ نعتیہ رباعیات کا مجموعہ "چرخ اطلس' نے اردو ادب میں خوب داد وتحسین پائی۔ اس رباعیات کے نعتیہ مجموعے پر ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

"رباعی ایک مشکل صنفِ سخن ہے۔شاعر سے خصوصی موزونِ طبع کے ساتھ مہارتِ عروضی و مشاقی سخن گوئی کا تقاضا کرتی ہے۔اگر اسے کسی موضوع کے لیے پابند کرلیا جائے تو پھر رباعی نگار کی مشکلات دو چند ہو جاتی ہیں۔بحمداللہ محبوب الٰہی عطؔا کو رباعی گوئی کی خصوصی توفیق عطا ہوئی ہے۔تبھی تو انھوں نے نعت جیسے لطیف و نازک موضوع پر کمال مہارت کے ساتھ "چرخِ اطلس" کے نام سے ایک پورا مجموعہ اردو کو دے دیا ہے۔"(4)

محبوب الٰہی عطؔا کی نعت ہزارہ کی ثروت مند نعتیہ روایت کا سب سے مستند حوالہ ہے اور یہ بھی کہ انھوں نے اردو کے لسانی اور عروضی حوالوں کو برت کر اردو شاعری کا بالعموم اور اردو نعت کا بالخصوص ایک نیا باب تخلیق کیا ہے۔عطؔا کی نعتیہ شاعری میں مبالغہ اور غزلیہ تشبیہات و استعارات سے حتی المقدور احتراز ملتا ہے اور ساتھ ہی ان کی نعت امیر مینائی،محسن کاکوروی اور مولانا کافی کی نعت کا تسلسل معلوم ہوتی ہے۔ڈاکٹر محمد سفیان صفی،محبوب الٰہی عطا کی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ عطا ایک نابغہ روزگار رہے،اور اس کی فنی عظمت کو بہرحال ادبی دنیا میں وہ پذیرائی حاصل ہونی چاہیے کہ وہ اس کا حق دار ہے۔مجھے صوبہ خیبر پختون خوا میں اس پائے کا نعت گو اور مناقب گو شاعر کہیں دکھائی نہیں دیتا،نہ ہی ماضی میں کوئی ایسی مثال سامنے آتی۔"(5)

محبوب الٰہی عطا کی نعت ہزارہ کی نعت گوئی کی روایت میں ایک بڑا مینارہ ہے،جو ہزارہ بھر کے علاوہ بھی نعت لکھنے والے شعرا کے لیے ایک مثالی نمونے کی حیثیت رکھتی ہے،یاد رہے کہ محبوب الٰہی عطا ایک صوفی منش انسان تھے اس لیے بھی ان کی نعت میں ایک کیفیت جذب و کشف کی ملتی ہے جو ان کی نعت کو ایک الگ گداز اور سوز سے آشنا کرتی ہے۔

نیاز سواتی ضلع مانسہرہ کے گاؤں بھوگڑ منگ میں پیدا ہوئے۔29 اپریل 1941ء کو پیدا ہوئے اور 13 اگست 1995 کو ایک حادثے میں جان جانِ آفریں کی سپرد کردی۔نیاز سواتی کا اصل نام نیاز محمد خان تھا،ان کا پہلا حوالہ ان کی مزاحیہ شاعری ہے،گو انھوں نے سنجیدہ شاعری میں بھی نام کمایا ہے،نعت گوئی بھی ان کا خاص میدان ہے کہ نعتیہ مجموعہ "مدحت پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" کے منصۂ شہود پر آجانے کے باوجود،بہت کم لوگ ان کی نعت گوئی کا جانتے ہیں۔اس کتاب کا بیک فلیپ آصف ثاقب نے لکھا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے اور اندرونی فرنٹ فلیپ پر وفیسر صوفی عبدالرشید نے لکھا، پروفیسر یونس شاہ نے نیاز سواتی کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے ایک مبسوط مضمون لکھا جو اس کتاب میں شامل ہے۔ مولانا الطاف الرحمان کا ایک مختصر مضمون بعنوان نیاز سواتی کے نعتیہ کلام پر ایک نظر' بھی شامل کتاب ہے۔ نیاز سواتی کا یہ مجموعہ اردو نعت گوئی کی روایت ہی کا تسلسل ہے اور انھوں نے مدحتِ رسول میں اپنے جذبات و احساسات کو بڑی احتیاط اور مہارت سے لفظوں میں ڈھالا ہے۔ ان کی ایک نعت دیکھیے:

وجہ تخلیق کون و مکاں آپ ہیں
رونقِ محفل دوجہاں آپ ہیں
یہ جہاں ہے بنا آپ ہی کے لیے
یہ حقیقت ہے جانِ جہاں آپ ہیں
آپ کی شان سب سے بڑی شان ہے
کرسی و عرش کے رازداں آپ ہیں
تا ابد یہ سلامت رہے گی یونہی
ملتِ پاک کے پاسباں آپ ہیں
آپ کے ذکر سے دل کو تسکین ہے
رات دن میرے وردِ زباں آپ ہیں

دوسری نعت ملاحظہ فرمائیے:

نگاہِ لطف ہو مجھ پر گناہ گار ہوں میں
حضور اپنی خطاؤں پر شرم سار ہوں میں
قریبِ شہر ہوں حسرتِ دید ہے طیبہ کی
فراقِ دردِ محمد میں بے قرار ہوں میں
کہاں نیازؔ، کہاں مدحتِ رسولِ خدا
وہ تاج دارِ عرب، خاکِ راہ گزار ہوں میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نیاز سواتی کی نعت گوئی کے بارے میں ڈاکٹر محمد سفیان صفی لکھتے ہیں:

''رسول پاک ﷺ کی ذات مبارکہ کو وجہ تخلیقِ کائنات قرار دینا اور روزِ ازل سے آپ کی نیابت کا اثبات نیاز سواتی کا محبوب موضوع ہے۔ یہ سرشاری عشقِ محمد ﷺ کا تقاضا ہے کہ قرآنی تعلیمات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مدحِ رسولِ پاک کے جملہ لوازمات اپنے خامہ انگشت بدنداں کو متصف کیا جائے۔ حضور اکرمؐ کی مدح سرائی کے جتنے بھی انداز ہیں، ان سب کو اختیار کرنے کے باوصف نیاز سواتی کو اپنی تشنگی احساس قدم قدم پر ہوتا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں:

بیاں ہم عمر بھر توصیف ان کی کر نہیں سکتے
بیان کرنے سے نعتِ مصطفیٰ الفاظ عاجز ہیں (6)

نیاز سواتی کی مجموعہ نعت میں شامل تمام نعتیں ان کی حبِ رسول ﷺ اور اردو فارسی کلاسیکی نعت کی روایت سے کامل آگاہی اور آشنائی کا پتا دیتی ہیں۔ نعت میں روایتی موضوعات کے ساتھ ان کا عصری شعور بھی اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک سچے عاشق رسول کے طور پر بھی وہ دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی نعت ہزارہ کی نعتیہ روایت کا ایک خوب صورت رخ ہے۔

ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی نعت گوئی ان کے تبحر علمی اور دینیات کے علم سے کامل آگاہی کا پتا دیتی ہے۔ ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کو اردو زبان کا وہ نعت گو شاعر مانا جانا چاہیے جس نے نعت لکھنے سے قبل اس نعت کے اصل ماخذ اور عہد رسالت میں اس کے اصل رنگ کو تلاش کر کے نعت گو شعرا کے لیے راہ عمل وضع کیا ہے۔ ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی کتاب کہ جس کا کامل تعارف اس مضمون کے آغاز میں کرا دیا تھا، درحقیقت ان کی نعت گوئی کی ترجیحات اور منشور کا اعلان بھی ہے۔ خواجہ الطاف حسین حالی کی طرح کہ جنھوں نے دیوان حالی کا مقدمہ لکھا اور پھر انہی اصولوں اور تقاضوں کو پیش نظر رکھ کے دیوان مکمل کیا ہے۔ ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان بھی نعت کے باب میں ایک مجتہد کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں۔ ڈاکٹر نثار ترابی، ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی نعت پر بات کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''2016ء میں منعقد ہونے والی قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر ''نعت دریچے' کی پیش کاری پر انھیں قومی سیرت نگاری کے اول انعام کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ ''نعت دریچے'' کے روپ میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سیرتِ نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو اپنے اندر جذب کر کے جس طرح انہوں نے نعتیہ اشعار میں ڈھالا ہے وہ ان کے باتوفیق سخن ور ہونے کا ایک واضح ثبوت ہے۔ جدید نعتیہ شعری روایت میں ان کے شاعرانہ رویے کی انفرادیت اپنی مرکزی موضوعاتی وحدت، تخلیقی شادابی اور اسلوب کی جدت کے اعتبار سے منفرد حیثیت کی حامل ہے۔"(7)

مہ کامل کی ٹھنڈی چاندنی روئے محمدؐ سے
نسیمِ صبح خوش بو لائی، گیسوئے محمدؐ سے
بھلا کیسے مٹے دل سے خیالِ کوچہ انور
کہ اپنا دل بھی کب باہر رہا کوئے محمدؐ سے
فدا ان کے لبوں پر کوثر وتسنیم کی موجیں
ملا قطرہ محبت کا جنھیں جوئے محمدؐ سے
زمانہ نقشِ پا ڈھونڈے انھی کا، خُلق اپنائے
کہ خالق آپ راضی ہو گیا خوئے محمدؐ سے
مہکتے تھے، مہکتے ہیں، مہکنا ہے قیامت تک
زمانے بھر کے گلزاروں کو خوش بوئے محمدؐ سے
سرِ محشر کہ ساری نسبتیں معدوم ٹھہریں گی
ابوبکر و عمر اٹھیں گے پہلوئے محمدؐ سے
ستارے آپؐ کی نظروں سے کسبِ نور کرتے ہیں
اجالے لے کے صبحیں آئی ہیں روئے محمد سے
ہلال و بدر کی شاکرؔ مثالیں خلق لائے گی
کہ یہ روئے محمدؐ سے،وہ ابروئے محمدؐ سے

ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی نعت اپنے تمام حوالوں سے اردو نعت کا ایک تازہ اور جدید لب و لہجہ رکھتی ہے،ان کی نعت میں جہاں تلمیحات،تشبیہات اور استعارات کی بالغ و بالیدہ برت ہے وہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انھوں نے عربی اور فارسی تراکیب سے بھی نعت کو مزین کیا ہے، شاکر کی نعت ان کے وسیع مطالعے کی عکاس بھی ہے اور ان کے عربی اور فاسی نعتیہ ادب سے براہ راست اخذ و استفادے کی غماز بھی ہے۔ ڈاکٹر ارشاد شاکر کی نعت کو ہزارہ کی نمائندہ نعت قرار دیا جا سکتا ہے۔

بہ فیضِ مصطفیٰ اللہ اکبر — زبان مدحت سرا اللہ اکبر
تری معراج، معراجِ بشر — تو مہمانِ خدا اللہ اکبر
گئے آگے تخیل کی پہنچ سے — محمدِ مصطفیٰ اللہ اکبر
فدائے قسمتِ اہلِ مدینہ — جنھیں تو مل گیا اللہ اکبر
عروجِ منتہیٰ جس کی بدایت — مقامِ اودنیٰ اللہ اکبر
یہ نکتہ اہلِ دل ہی جانتے ہیں — محمد کی ثنا اللہ اکبر
کرشمے ہیں یہ ذکرِ مصطفیٰ کے — وظیفہ ہے مرا اللہ اکبر
جو آئے انبیا کی انتہا میں — رہے بے انتہا اللہ اکبر

اسی کتاب ’نعت دریچے ‘ میں ڈاکٹر نذر عابد اپنے استاد ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی نعت گوئی کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''نعت گوئی کے ان زاویوں کے پیشِ نظر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعون کی نعتیہ شاعری کا جائزہ لیا جائے تو اطمینان کی کیفیت ابھرتی ہے کہ انھوں نے رسالت مآب سے اپنی تمام تر عقیدتوں کی سرشاری کے باوصف نعت گوئی کے حوالے سے مطلوبہ احتیاط کا دامن ہاتھ نہیں چھوڑا، اور اپنے تخلیقی رویوں میں کہیں بھی جذباتی افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوئے۔ ایسے میں ان کے ہاں پائے جانے والے متوازن جذبوں کی تہذیب و شائستگی کے پس منظر میں ان کے راسخ عقائد اور علمی روایت کی واضح جھلک محسوس کی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی نعت میں بعض نازک مسائل کو نہایت عمدگی اور سہولت کے ساتھ پیش کیا ہے:

یہی خطاب ہوا ہے حضورِ رب سے لکھو
بشر ہیں، آپ کو خیر البشر ادب سے لکھو
وہی چراغ ِ ہدایت ہیں ہرزماں کے لیے
لکھو جو نور انھیں تو اسی سبب سے لکھو (8)

ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی نعت ہزارہ میں نعت کا ایک نیا باب ہے، انھوں نے نعت کے روایتی چلن کے ساتھ ایک اپنے انداز کو پیش کیا جہاں غلو کو نہ برتا گو کہ مبالغہ شاعری کا حسن ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ نعت شاعری سے ایک قدم بڑھ کر ہے، شاکر کی نعت کا ایک خاص وصف غزلیہ لفظیات سے احتراز ہے گو اردو غزل کی لفظیات سے دوری بڑی مشکل اور محنت کی طالب ہے لیکن ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان نے نعت میں غزلیہ تشبیہات اور استعارات کو حتی الوسع نہیں برتا ہے۔ نعت کہ جو ایک مشکل فنِ شعر مانا جاتا ہے، شاکر صاحب نے نعت گوئی میں ایک استادانہ شان کو قائم رکھا ہے۔ یہاں یہ امر بھی لائق لحاظ ہے کہ ڈاکٹر ارشاد شکر اعوان دینیات کے عالم تھے اور مدرسے سے فارغ التحصیل تھے لہذا ان کی شاعری میں عربی وفارسی تراکیب بھی ملتی ہیں:

آیہ وحدت اثر ہے، حرف ِ مازاغ َالبصر
یا کہ تادیبی خبر ہے، حرف ِ مازاغ َالبصر
عبدہ کے روبرو تھی عین ذات ِ حق مگر
مدحت خیر البشر ہے، حرفِ مازاغ َالبصر
ماطغیٰ وما غویٰ ہی تو ہے بالافق ِ المبین
شرحِ ما زاغ َالبصر ہے حرفِ مازاغ َالبصر
کمالِ شوق فاوحیٰ بھی ماعرفنا بھی
مقامِ اوج ہے ما زاغ و ما طغیٰ والا
حرف ِ لولاک لما اس پہ دلیل
کرسی و لوح و قلم آپؐ کے نام
ھل اتیٰ، تذکرہ عز و شرف
کہ وجود اور عدم آپؐ کے نام
السلام اے مبدءِ فیضان و احسان السلام
السلام اے مرکزِ عرفان و ایقان السلام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

واسطہِ فرمان استغفرلہم کا یارحیم
مشکلیں امت کی اب ہو جائیں آسان السلام
لا ترفعوا بصوتِ نبی سرِ ما غویٰ
ادراک سے ورا ہیں مقاماتِ عبدہ
شاکرؔ اک ایک سانس بھی وقفِ ثنا رہے
'' لا یمکنُ الثنا کما کانَ حقه ''
ثانی اثنین هما فی الغار دیکھ
الفتِ صدیق الفت آپ کی

ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی نعت گوئی ہزارہ نعت گوئی میں ایک سنگ میل کی حیثیت اس لحاظ سے بھی رکھتی ہے کہ ان کی نعتیہ شاعری رجحان ساز شاعری ہے جس نے ایک نئے فکری اور اسلوبی دبستان کے لیے راہ ہموار کر دی ہے، اردو نعت کو بھی ایک الگ اور جدا طرز سے روشناس کرایا ہے، مجموعی اعتبار سے شاکر کی نعت اردو نعت کا ایک تازہ اور نادر نمونہ ہے۔

ڈاکٹر کاشف ضیا کا تعلق ایبٹ آباد کے ایک علمی اور مذہبی گھرانے سے ہے، کاشف ضیا نے ایم اردو کے بعد ہزارہ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی، پیشے کے اعتبار سے مدرس ہیں، شاعری کے حوالے سے ایک معتبر نام جانے جاتے ہیں۔ ''حرف ثنا'' کے نام سے ان کا پہلا نعتیہ مجموعہ منصۂ شہود پر آیا۔ حرف ثنا، میں انھوں نے نعتیہ کلام پیش کیا جس کو اپنی سادگی، روانی اور جذبے کی شدت کے باعث علمی ادبی حلقوں میں سراہا گیا ہے۔ کاشف ضیا کا نعتیہ مجموعہ ہزارہ کی نعتیہ روایت کا ایک خاص اور مستند حوالہ ہے۔ ان کی نعت میں سلاست اور سادگی کے دو وصف ان کو نہ صرف ہزارہ کی نعتیہ روایت میں الگ مقام پر لائے ہیں بلکہ اردو شعری روایت میں بھی ان کی نعت گوئی الگ دکھائی دیتی ہے۔ عبدالوحید بسمل کا دیباچہ لیے یہ کتاب ''اظہار تشکر'' کی سرخی میں ڈاکٹر محمد کاشف ضیا کا مختصر سا مضمون بھی رکھتی ہے۔ کاشف ضیا کی نعت کی بابت عبدالوحید بسمل لکھتے ہیں:

''قاضی صاحب کے ہاں مدحت رسولِ مقبول کے لیے خوب صورت الفاظ، قوافی، عمدہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تراکیب اور اچھوتی ردائف کی موجودگی کے ساتھ ساتھ نعتیہ شاعری کے لیے مخصوص حوالوں اور واسطوں کی ایک منفرد فضا قائم ہے جس میں رہ کر قاری نہ صرف نعت شریف کی شیرینی اور حلاوت محسوس کرتا ہے بلکہ مدحت اور عقیدتِ رسول مقبول جناب محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جذبے سے مسرور و مسحور ہو جاتا ہے۔ ان کی نعت گوئی میں نسبتِ رسولی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عنصر بھی نمایاں ہے اور قرآنی حوالوں سے نمو پانے والی شعری فضا بھی۔"(9)

قاسم و طاہر و مجتبیٰ ہیں ۔۔۔ سید الانبیاء مصطفیٰ ہیں
مرتبہ ان کا پوچھو خدا سے ۔۔۔ مجتبیٰ، مصطفیٰ، مرتضیٰ ہیں
سب سے اونچا مقام آپ کا ہے ۔۔۔ صاحب سدرۃ المنتہیٰ ہیں
اے ضیاؔ! سب ضیا ان سے پائیں ۔۔۔ بحرِ زخار و جودوسخا ہیں

مل گئی مجھے منزل نعت کے وسیلے سے ۔۔۔ اب ٹھکانے آیا دل نعت کے وسیلے سے
میرا تو عقیدہ ہے وہ ضرور سنتے ہیں ۔۔۔ ٹل گئی ہر اک مشکل نعت کے وسیلے سے

آپؐ خوش طور و فرخندہ خو، یا نبیؐ ۔۔۔ آپؐ رشکِ قمر، خوب رو، یا نبیؐ
دو جہاں میں نہیں کوئی بھی آپؐ سا ۔۔۔ آپؐ رب کے ہوئے روبرو، یا نبیؐ

چلی طیبہ کی جانب سے نسیمِ خلد زیبائی ۔۔۔ محمد مصطفیٰ آئے، بہار آئی، بہار آئی
کسی منظر میں اتنی دل کشی میں نے نہیں پائی ۔۔۔ جو دیکھا گنبدِ خضریٰ تو اتری دل میں زیبائی

ڈاکٹر کاشف ضیا کی نعت ہزارہ کی نعتیہ روایت کا ایک روشن حوالہ ہے اور ان کی نعت کے حوالے سے ایک اور کتاب بھی زیرِ ترتیب ہے۔ یقیناً وہ کتاب بھی "حرف ثنا" کی طرح اربابِ فکر و نظر میں پسندیدگی پائے گی اور کاشف ضیا کے لیے توشۂ آخرت بھی بنے گی۔

اب اپنے موضوع کے دوسرے حصے کی جانب گریز کرتا ہوں۔ سہیل احمد صمیم 12 اپریل 1989ء میں ایبٹ آباد میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مختلف سکول و کالجوں سے حاصل کی اور ایل ایل بی کے بعد ایم اے اردو بھی کیا۔ شاعری سے شغف تھا اور اس حوالے سے ابتدا میں قاضی ناصر بخت یار خان سے رہنمائی حاصل کی۔ سہیل صمیم کا شاعری میں رجحان نظم کی جانب ہے لیکن غزل بھی خوب کہتے ہیں۔ ان کا نعتیہ مجموعہ "الی النور" (2023ء) کے نام سامنے آیا ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری اپنے اسلوب اور انداز میں اپنی مثال آپ ہے۔ ناقدینِ فن کا ماننا یہ بھی ہے کہ سہیل صمیم روحانی طور پر ڈاکٹر ارشاد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شاکر اعوان کا معنوی شاگرد ہے کہ اس کی نعت گوئی میں وہ اوصاف نمایاں ہیں جن کو ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان نے اپنی کتاب ''عہد رسالت میں نعت'' میں مذکور کیا اور پھر خود بھی انہی اصولوں کی پاس داری کرتے ہوئے نعت لکھی اور ارباب فکر ونظر کو ''نعت دریچہ '' کی صورت میں پیش کیا۔ سہیل احمد صمیم کا نعتیہ مجموعہ بھی مبالغہ سے پاک ہے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل اور منصب کی بیان پر مشتمل ہے۔

اس مقالے میں سہیل احمد صمیم کے فن نعت کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں سہیل احمد صمیم کی یہ کتاب تین خاص حوالوں کے سبب سے اپنے متاخرین جدا ہے:

الف۔نظمیہ اسلوب ب۔عصری شعور ج۔سادہ بیانی

سہیل احمد صمیم کی نعت گوئی میں اس کا نظمیہ اسلوب اس کو اپنے معاصرین شعرا میں نمایاں کرتا ہے۔ صمیم کی نعت میں اردو شاعری کا کلاسیکی رنگ ملتا ہے اور اس کا آہنگ نظم والا ہے، وہ اپنی نعت میں روایتی نعت گوئی کے اسالیب کی پیروی بھی کرتا ہے اور ان سے احتراز بھی برتتا ہے۔ صمیم کی نعت کسی صورت بھی روایتی نعت گوئی نہیں کہا جاسکتا کیوں کہ اس کی نعت میں حسن بیان اور پیشکش کی ندرت قاری کو ایک الگ ہی لطف سے ہمکنار کرتی ہے۔ اس کی نعتیہ نظم ایک الگ انداز میں آغاز کرتی ہے کہ سننے والا اس کی کہانی کے ساتھ ساتھ اپنے تصور میں ایک تصویر بناتا جاتا ہے اور وہ موضوعات کی ماہرانہ برت اور فن چابک دستی سے اپنے سامع اور قاری دونوں کو ایک ایسی کیفیت میں رکھتا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ وہ کوئی سیاسی معاملہ، معاشی قضیہ، کوئی سماجی سوال، کسی ثقافتی ناہمواری، دینی نکتہ یا کوئی اور بات کرنے جا رہا ہے کہ یک دم وہ قای و سامع کو دربارِ نبی میں باریابی کرادیتا ہے اور اپنا معاملہ، قضیہ، سوال، ناہمواری اور اپنا نکتہ اس تکوینِ عالم اور ذات اکمل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ اس کی نعت ''حل''، ''چلو چلیں''، ''جنت کا راستہ''، ''دلدل''، ''دروازہ''، ''آزادی'' میرے پیش نظر ہیں۔ نظمیہ اسلوب کا سب سے بڑا لطف اور سب سے بڑی سہولت ہی یہ ہے کہ شاعر اپنے فکر کو مصلوب و پابند کیے بنا ایک وسیع فکری کینوس تیار کرتا ہے اور پھر اس میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ بھرتا ہے، اس میں سپردگی کی قوسیں کھینچتا ہے، توصیف کے پھول کاڑھتا ہے، حسن طلب کے سلیقے برتتا ہے، عشق کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تجربوں کو رنگوں میں گھولتا ہے، نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوس قزح بناتا ہے، رنگوں کی ایسی رنگولی خلق کرتا ہے کہ جس میں اپنے کومل جذبوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے پائیدار رنگوں سے جوڑ کر ابدیت حاصل کر لیتے ہیں۔ نظمیہ اسلوب میں شاعر کو یہ بھی سہولت ہوتی ہے کہ بیان کے قرینوں کی برت میں وہ نیا تجربہ کر سکتا ہے اور سہیل احمد صمیم کے مزاج میں یہ خصوصیت موجود ہے کہ وہ روایتی ڈگر سے بچ کر اور عمومی راہ سے مجتنب رہتے ہوئے فکری جولانیاں دکھاتا ہے اور نظم کے وسیلے سے ملنے والی چھوٹ اور سہولت کو برت کر خیال کی ارفعیت اور بیان کی ندرتا کے خوب مظاہرے کرتا ہے، جن کو فرداً فرداً یہاں مذکور کرنا ممکن نہیں ہوگا، لہٰذا اس کی کتاب کے ہر ہر صفحے کا مطالعہ میری اس بات کا ثبوت فراہم کرے گا۔

عصری شعور، ایک ایسا جوہر ہے جس کے بغیر تخلیق کار بانجھ ہوتا ہے اور اگر کوئی تخلیق کار کسی تخلیقی سطح پر کوئی فن پارہ تخلیق کر بھی لے تو وہ تخلیق نہایت بودی اور کمزور ہوگی۔ سہیل احمد صمیم کا عصری شعور اس کو ایک بانکپن اور اس کے نظریۂ فن کو فعالیت سے نوازتا ہے۔ اس کی نعتیہ کلام میں اس عصری شعور کی جھلک اس قدر برجستہ اور بے ساختہ ہے کہ سامع اور قاری دونوں ایک ادبی شیرینی کا لطف لیتے ہیں، ادبی شیرینی کی یہ اصطلاح میں یہاں میتھیو آرنلڈ سے اس لیے مستعار لے رہا ہوں کہ مادیت پرستی کی جس دوڑ کا رونا اس نے اپنے مضامین اور شاعری میں رویا ہے وہی مادیت آج کے عہد کا بھی المیہ ہے اور ہمارا اس شاعرِ رعنا کا عصری شعور اس کے نعتیہ کلام میں اسی مادیت پرستی، دنیا کے دہرے معیار، بین الاقوامی مسائل کا بیان، اپنی قومی بیانیے کی کمزوری، امت کی زبوں حالی، جسمانی اور ذہنی غلامی اور فکری غلامی میں گرفتاری، جدید عہد کی جدیدیت کا نوحہ، ان سارے مسائل اور معاملات کا دفتر ''حضورِ شاہِ کل جہاں'' میں پیش کرتا ہے اور شاعر کا عصری شعور ملاحظہ فرمائیے:

نظم

''حضورِ شاہِ کل جہاں کی بات کرتے ہیں''
وہ چاند سے حسین ہیں
وہ مشرقِ آفتابِ علم و دین ہیں
بلاشبہ وہ آخری مبین ہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وہ سید الانام ہیں
وہ مقتدائے کل جہان ہیں
یقینِ حق کی جان ہیں

وہ امت ستم زدہ پہ سائبان تھے، وہ سائبان ہیں
سنو کہ سائبان کی بات کرتے ہیں
حضورِ شاہِ کل جہاں کی بات کرتے ہیں۔

نظم ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''

حضور اکرمؐ تمام امت
مصیبتوں میں پڑی ہوئی ہے
انا کی طاقت، ہوس کی لالچ
سبھی کے دل میں بھری ہوئی ہے
فلک بھی سارا دھواں دھواں ہے
زمیں بھی ساری لہو لہو ہے
نظام سارے ادھڑ چکے ہیں

وہ اپنی نعت میں نعت روایتی اسلوب سے ہٹ کر عالمی سیاسیات، معاشیات، سماجیات، دینیات، دہشت گردی، قدروں اور روایتوں کی شکست وریخت غرض دنیا کے ہر موضوع کو برتتا ہے اور اس کا مسلک یہ ہے کہ اسی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے یہ دنیا بنی ہے اور اسی کے طفیل امتِ وسط کو توقیر اور شان ملی ہے اور اسی نبی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے اسوہ حسنہ سے نواز کر آلِ آدم کو دنیاوی اور اخروی کامرانی سے نوازا ہے تو پھر ہم کیوں نہ ان کے دربار سے رہنمائی پائیں اور اپنا حال دل ان کے سوا کسی اور کو سنائیں۔ مسائل آج کے ہوں یا مسائل آنے والے کل کے رہبر کامل ایک ہی ہیں اور صمیم ان سے حل کا خواہش مند ہے، عصری شعور کی ایک جھلک دیکھیں:

نظم ''چلو چلیں''

بدن کے کھوکھلے نظام نے

شب سیاہ کے طویل تر قیام نے
جدیدیت کے ہر امام نے
مرے شعور و آگہی کے راستے میں بے شمار اژدھے بٹھا دیے
اسی لیے خدائے لاشریک سے ملانے والے راستے ہوئے جدا جدا
نہ پیر ہے زمین پر، نہ سر پہ کوئی آسمان ہے
ہر ایک شخص دوسرے سے بد گمان ہے

مرکزی بیانیہ بھی عالمی دباؤ میں بغیر مصلحت خموش ہے
جگہ جگہ ہے روشنی مگر کہیں بھی علم و آگہی کی روشنی نہیں رہی
چلو چلیں

دیارِ بد گمان سے یقین کی طرف
مکان سے مکین کی طرف
کسی مباحثِ حسین کی طرف
چلو چلیں!
سوال سے جواب کی طرف
سراب سے گلاب کی طرف
گناہ سے ثواب کی طرف
چلو چلیں! فریبِ وقت سے شعور کی طرف
چلو چلیں حضور ﷺ کی طرف
چلو چلیں حضور ﷺ کی طرف

یہ ایک نمونہ میں یہاں اس لیے پیش کیا کہ اس کا عصری شعور اس کی نعتوں کو ایک الگ بانکپن اور ندرت عطا کرتا ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کو ہر دور اور ہر قوم کا امام جانتا اور مانتا ہے اور اس کا ماننا یہ بھی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی نعت لکھنا صرف سعادت کی بات ہے انسان کے اپنی منشا اور اپنی کاوش کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دخل اس میں نہیں چلتا:

جن کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے اجازت نہ ملی
لکھ نہ پائے وہ کبھی نعت ہنر ہوتے ہوئے
اسے خدا بھی مل گیا جو گدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
خوشا! مجھے بھی نعت لکھنے کا ہنر عطا ہوا

تیسری خوبی سہیل احمد صمیم کی نعت میں جو مجھے لبھائی وہ اس کی سادہ نگاری یا سادہ بیانی کہیے۔ اس کی زبان دانی کا کمال آپ کو اس کے مجموعۂ نعت میں دکھائی دے گا وہ اس کی سادہ بیانی ہے۔ اس کی نعت سہل ممتنع کی اعلیٰ مثال ہے، وہ اپنے ارفع خیال اور علمی نکتہ کو بھی بڑی سہولت سے بغیر ثقالت اور مشکل الفاظ وتراکیب کے بیان کر جاتا ہے۔ اردو شاعری میں سہل ممتنع کی خوبی کوئی نایاب یا کمیاب نہیں رہی لیکن اساتذہ کرام اس خوبی شاعری کی جان اور آن قرار دے چکے ہیں۔ صمیم کی عمومی شاعری بھی اس وصف سے مالا مال ہے لیکن نعت ایک ایسا شعبہ ہے کہ جہاں شاعر پر شاعری کی شرائط کی پابندیوں کے علاوہ اس ہستیَ بے مثال کی شان وشوکت کا رعب اور احترام بھی لازم ہوتا ہے۔ اس لیے ایک شاعر کا اس دو دھاری تلوار پر چلنا خاصا مشکل اور جان گسل کام ہوتا ہے۔ اس کے باوجود صمیم کی نعت سادہ بیانی کا وصف لیے ہوئے ہے۔ گو اس کے کلام میں ترکیب سازی، صنائع بدائع کا استعمال ہے لیکن مجموعی شاعری کا مزاج سادہ اور رواں ہے۔ یہاں یہ امر بھی لائق لحاظ ہے سہیل کی شاعری گائیکی کی شرائط بھی پوری کر رہی ہے، جیسا کہ یہ معلوم حقیقت ہے کہ شاعری گائے جانے کی چیز ہے:

یہ رونقیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، یہ قمقمے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خدا کی قسم
خدا کے سارے سلسلے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
یہ روشنی، یہ چاشنی، یہ زندگی، یہ راگنی
یہ چاندنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، یہ زمزمے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
دکھوں میں جان ہے صمیم کی حضور کیجیے کرم
کرم ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، کرم کے فیصلے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شاعری میں سادہ بیانی ایک خوبی ہے لیکن ساتھ یہ دھیان بھی رہے کہ خیال کی کامل ترسیل کے لیے بعض اوقات زبان کی سادگی رکاوٹ بھی بن جاتی ہے لیکن ایسا کوئی معاملہ صاحب کتاب کو لاحق نہیں، اس لیے وہ اپنے کلام میں ابلاغ تام کے سارے تقاضے پورے کرتا ہے۔

الی النور، مجموعہ نعت، کا آغاز حمد سے ہے جس میں شاعر نے اپنے رب سے دل کی باتیں کی ہیں۔ اس مجموعے میں مسدس کی ہیئت میں بھی نعت لکھی ہے، مسدس کو اصنافِ شعر میں سب سے زیادہ موسیقیت کی حامل صنف جانا جاتا ہے اور اس نظم کا نام "مسدس در مدحِ رسول ﷺ" ہے جس کے قریباً سترہ اٹھارہ بند ہیں، جو بعثت نبویؐ سے شروع ہو کر عہد حاضر کے حالات کو موضوع بناتی ہے، اس کے علاوہ سرکار دو عالم ﷺ کی زندگی میں عددی نسبتوں کا اہتمام کرتے ہوئے تئیس سالہ نبوت کے عرصے کی نسبت سے تئیس نظمیں شاملِ کتاب ہیں، دس سالہ مکی زندگی کی نسبت سے دس قطعات اور تیرہ سالہ مدنی زندگی کی نسبت سیتیرہ فردیات شامل ہیں۔ یہ اہتمام اظہارِ محبت کے سوا کچھ اور نہیں۔ صمیم اپنی اس کتاب میں اپنے ذوق وشوق اور جذب ومستی کے ساتھ رسالت مآب کے دربار میں کھڑا دکھائی دیتا ہے، اس نے اپنی نعت میں کہیں بھی "تو، تیرا، تم، تمہارا" کا لفظ سرکار عزت مآب کے لیے نہیں برتا۔ یہ احتیاط اس صنف شعر کا حقیقی تقاضا بھی ہے اور صاحب کتاب کا شوق تمنا بھی ہے۔

مجھے حاصل سکونِ زندگی ہو بس مجھے دنیائے شہرت سے جدا کر دیں

غرض سہیل احمد صمیم کی نعت عہد حاضر کی نمائندہ نعت تسلیم کی جا رہی ہے جہاں صمیم نے نعت کے تقاضوں اور شعری ضرورتوں کو اپنی زیرکی، فنکارانہ فہم اور شاعرانہ مہارت سے نبھایا اور "الی النور" جیسا نادر نعتیہ مجموعہ منظر عام پر لائے۔

ہزارہ میں نعت گوئی کا سفر جاری وساری ہے، اہل قلم نہایت جاں فشانی اور لگن سے اس ہستی اکمل کے دربار میں باریابی کے اور اللہ کی سنت کو زندہ رنے کے لیے نعت کہہ رہے ہیں اور یہ کسی روایت کی نری پاس داری نہیں ہے بلکہ یہ دل کا معاملہ ہے۔ حدیث پاک کچھ مفہوم رکھتی ہے کہ جب تک اللہ کا رسول اہل ایمان کو دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر عزیز نہ ہو تب تک تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوگا۔ یہ نعت دراصل درود پاک ہے اور تا قیامت سخن ور لکھتے اور پڑھتے رہیں گے۔ یہی نعت گو شعرا کا مشن اور یہی منشور ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حوالہ جات:

1۔ پروفیسر صوفی عبدالرشید، دیباچہ، مۓ طہور، مصطفائی پریس ایبٹ آباد، 1988ء

2۔ پروفیسر سید یونس شاہ، پیش لفظ، مۓ طہور، ص9

3۔ پروفیسر بشیر احمد سوز، ہزارہ میں نعت، ادبیات ہزارہ، ایبٹ آباد، 2009ء، ص78

4۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری، قول، مشمولہ، ہزارہ میں نعت از پروفیسر بشیر احمد سوز، ص88

5۔ پروفیسر محمد سفیان صفی، مضامین وتقاریظِ صفی، مسودہ ملکیت اہل خانہ صفی ہری پور، ص52

6۔ ڈاکٹر محمد سفیان صفی، تقریظ، نیاز سواتی کی نعت، ص33

7۔ ڈاکٹر نثار ترابی، نعت دریچہ۔۔۔ایک تجزیاتی مطالعہ، مشمولہ تحقیقی و تخلیقی زاویے، NBF پاکستان، 2023ء، ص10

8۔ ڈاکٹر نذر عابد، ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی نعت گوئی، مشمولہ نعت دریچہ، ص24

9۔ عبدالوحید بسمل، ڈاکٹر کاشف ضیا کی نعت گوئی، مشمولہ حرفِ ثنا، نستعلیق مطبوعات لاہور، 2023ء، ص9

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بین الاقوامی
نعتیہ تناظرات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مقالہ نگار: ڈاکٹر حافظ غلام محی الدین

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی، گورنمنٹ رضویہ اسلامیہ گریجوایٹ کالج ہارون آباد۔موبائل:03338250992

ای میل:gmail.commuhyudin0073:

اردو نعتیہ شاعری میں قضیہء فلسطین

نعت کا لفظ عربی میں معروف و مستعمل ہے،اس کی جمع نعوت ہے،نعت کا لغوی معنیٰ" بہت عمدہ شئے" کے ہیں،عربی لغت کے عظیم محقق ابن منظور افریقی بیان کرتے ہیں،نعت:النعت وصفك الشئ تنعة لما فيه وتبالغ فی وصفه والنعت ما نعت به نعته ینعة نعتاً وصفه(ابن منظور الافریقی،محمد بن کرم،لسان العرب:2/ 99،دارصادر بیروت،لبنان) کسی شے کی تعریف وتوصیف کرنا،اس میں موجود خصلت وخوبی کو بیان کرنا اوراس کی تعریف میں مبالغہ کرنا،گویا کہ نعت وہ ہے جن الفاظ سے کسی کی مدح سرائی کی جائے۔ماہر لغاتِ عرب علامہ مرتضیٰ الحسینی الزبیدی لکھتے ہیں:" النعت من کل شیءٍ جیدہ وکل شیء کان بالغاً تقول هذا نعت ای جید" جو چیز عمدہ ترین حد تک پہنچی ہوئی ہو اس عمدہ حصے کو نعت کہتے ہیں۔(الزبیدی،محمد مرتضیٰ الحسینی،تاج العروس،5/ 124،دارالکتب العلمیہ ،بیروت،1998ء)

نعت کی اصطلاحی تعریف:

نعت کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ہر وہ عمدہ کلام جو نظم ونثر میں مدح نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ مشتمل ہو نعت کہلاتا ہے،مولانا فیروز الدین لکھتے ہیں"نعت مدح،ثنا،تعریف وتوصیف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں مدحیہ اشعار کو کہتے ہیں۔"(فیروز الدین، فیروز اللغات،صفحہ:1366، فیروز سنز لاہور،لبنان،2016ء) غیاث الدین لکھتے ہیں" اکثر استعمال ایں لفظ ستائش وثنائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدہ است بمعنیٰ صیغہ اسم فاعل واسم مفعول وصیغہ صفتِ مشبہ نیز می آید،(غیاث الدین،غیاث اللغات،صفحہ:212،رزاق پریس کان پور،انڈیا،1332ھ)اس لفظ کا اکثر استعمال تعریف وتوصیف رسول کریم میں آتا ہے،اسم فاعل ومفعول وصفت کے صیغے کے اعتبار سے مدح نبوی ہی کے معنیٰ میں مستعمل ہے،ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی کے بقول نعت کا لفظ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلاً شمائل ترمذی وغیرہ میں اپنی مختلف نحوی وصرفی صورتوں میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تقریباً 50 مقامات پہ استعمال ہوا ہے۔

(ڈاکٹر مشاہد حسین رضوی، نعت، آدابِ نعت اور لوازماتِ نعت، رحمانی پبلی کیشنز، مولیگاؤں، انڈیا، 2016)

حدیثِ رسول ﷺ میں صراحتاً لفظ نعت بھی موجود ہے، امام بیہقی روایت کرتے ہیں:
"حضرت انس سے مروی ہے ایک یہودی لڑکا حضور پاک ﷺ کی خدمت کرتا تھا، بیمار ہو گیا، نبی پاک ﷺ اس کے سرہانے تشریف لے گئے اس کا باپ سرہانے بیٹھا تورات پڑھ رہا تھا، آپ نے پوچھا اے یہودی! هل تجد فی التوراة نعتی؟ کیا تم تورات میں میری نعت پاتے ہو؟ اس نے جھوٹ بولتے ہوئے نفی میں جواب دیا تو اس کا بیمار بیٹا بولا: بلیٰ واللہ یا رسول اللہ، انّا نجد لك فی التوراة نعتك، ہاں اللہ کی قسم، یا رسول اللہ ﷺ ہم تورات میں آپ کی نعت پاتے ہیں" (ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، 6 / 171، صفحہ: 08، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2016) علوم ہوا کہ یہ لفظ عہدِ نبوی میں بھی مدحِ مصطفیٰ کے لیے بولا جاتا تھا۔

سلسلہ نعت ابتدائے آفرینش سے ہی جاری ہے، حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن زہیر، حضرت عبداللہ بن رواحۃ، حضرت عباس، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت آمنہ، حضرت کعب بن مالک رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عربی میں جبکہ حافظ، سعدی، رومی، جامی اور خسرو نے فارسی میں خوب نعتیں کہیں، امام بوصیری کا قصیدہ بردہ شریف اور امام احمد رضا فاضل بریلوی کا مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ساری دنیا میں معروف ہوئے، محبت رسول کے اظہار کے لیئے اردو شعراء نے بھی خوب نعتیہ قصائد کہے، اردو نعتیہ شاعری میں جہاں دیگر بہت سے مضامین ملتے ہیں، وہیں اردو نعتیہ شاعری میں قضیہ فلسطین کو بھی بیان کیا گیا ہے، اردو شعر و نثر میں جہاں فلسطین، غزہ اور مسجدِ اقصیٰ کا ذکر ملتا ہے وہیں اردو نعت میں بارگاہِ نبوی ﷺ میں استغاثہ، استمداد و توسل و التجا و التماس بھی نمایاں ہے، شاعر یا ادیب اپنے عہد کے غم و احزان اور کروب و تکالیف کو نہ صرف بیان کرتا ہے بلکہ ان کے اسباب و علل اور ان مصائب و آلام سے نکلنے کے طرق بھی بیان کرتا ہے۔

عصرِ حاضر میں مسئلہ فلسطین نہایت شدت اختیار کر چکا ہے، غزہ پہ چہار اطراف سے بمباری ہو رہی ہے، کتنی ہی بستیاں اجڑ چکی ہیں، لاکھوں لوگ بے گھر ہو چکے ہیں، صرف 4 ماہ میں 50 ہزار کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لگ بھگ اموات ہو چکی ہیں، غزہ ایسی جیل ہے جس کے تمام دروازے مقفل ہیں، ہسپتال بھی محفوظ نہیں رہے، فضائی حملوں نے دیوہیکل عمارات ملیا میٹ کر دی ہیں، ہزار ہا افراد ملبے تلے دبے ہیں، عفت مآب بیٹیاں بے گھر اور دربدر ہیں، شدید سردی اور سامانِ خورد ونوش کی قلت سے سینکڑوں بچے شہید ہو چکے ہیں، حفاظتی کیمپ بھی صہیونی ٹینکوں اور میزائلوں کے حملے سے محفوظ نہیں رہے، میڈیا، بجلی، پانی، انٹرنیٹ سب کئی ماہ سے بند کر دیا گیا ہے تاکہ ظلم وستم کے مناظر دنیا کو دکھائے نہ جا سکیں۔

ایسے احوال میں جہاں عربی شعراء نے غمزدہ قصائد واشعار میں اپنے غم اور دکھ کو بیان کیا ہے وہیں اردو شعراء اور ادباء بھی اظہارِ خیال سے پیچھے نہیں رہے، وہ جہاں فلسطین اور غزہ وخانیونس ورفح کی بات کرتے ہیں وہیں بارگاہِ نبوی ﷺ میں استغاثہ واستمداد بھی کرتے ہیں، مسئلہ فلسطین پہ لکھنے والے اردو ادباء میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال، انتظار حسین، احمد ندیم قاسمی، ابن انشاء، احمد فراز، حبیب جالب، مستنصر حسین تارڑ، قدرت اللہ شہاب، ادا جعفری، منظور عارف، محمود شام، بلقیس محمود، ہارون الرشید اور آصف محمود معروف نام ہیں۔ شعراء میں بھی بہت سے نام ہیں جنھوں نے فلسطین کے درد کو شعروں کی زبان دی اور پھر اسی کرب کو بیان کرتے ہوئے، بارگاہِ نبوی ﷺ میں التماس واستغاثہ کرنے لگے، گویا یہ بین الاقوامی تناظرات میں نعت کا وجود ہے جو ساری دنیا کو اپنے ساتھ جوڑے ہوئے ہیں۔

اردو نثر میں انتظار حسین کے افسانے ”کانے دجال“ کو دیکھیے کس طرح فلسطین کا ذکر کرتے ہوئے تذکارِ رسالت مآب کرتے ہیں، ایک مثال ملاحظہ ہو” پلنگ پہ بیٹھی اماں جی چھالیاں کاٹتے رونے لگیں۔ انہوں نے سروتا تھالی میں رکھا اور آنچل سے آنسو پونچھنے لگیں۔ ابا جان کی آواز بھر آئی تھی مگر ضبط کر گئے۔ اپنے پروقار لہجے میں شروع ہو گئے: آنحضور ﷺ دریاؤں، پہاڑوں، صحراؤں سے گزرتے چلے گئے۔ مسجد اقصیٰ میں جا کر قیام کیا، حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا حضرت ﷺ تشریف لے چلیے، آپ ﷺ نے پوچھا کہاں؟ بولے یا حضرت ﷺ! زمین کا سفر تمام ہوا۔ یہ منزل آخر تھی، اب یہ عالم بالا کا سفر درپیش ہے، تب حضور ﷺ بلند ہوئے اور بلند ہوتے چلے گئے، ابا جان سر جھک گیا، پھر انہوں نے ٹھنڈا سانس بھرا، بولے” جہاں ہمارے حضور ﷺ بلند ہوئے تھے، وہاں ہم پست ہو گئے“۔ (بحوالہ، انتظار حسین کے سترہ افسانے ”کانے دجال“ صفحہ:115، ماڈرن پبلیشرز ہاؤس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

،گولڈ مارکیٹ ،دریا گنج نئی دہلی ،1981ء)(ناچیز کا ایک ضخیم مقالہ"اخبار النبی ﷺ قبل بعثت فی الشعر الجاھلی"اس موضوع پہ موجود ہے جس میں سیکنڑوں نعوت ومداع وہ موجود ہیں جو قبل از بعثتِ مصطفیٰ کہی گئیں۔)

اردو نعتیہ ادب میں بھی اس کی امثال موجود ہیں،جن میں سے چند پیش خدمت ہیں،

احمد ندیم قاسمی:

احمد ندیم قاسمی مرحوم پاکستان کے معروف شاعر،ادیب ،افسانہ نگار،صحافی اور مدیر تھے، آپ کا شمار ترقی پسند تحریک سے تھا،آپ کی ولادت 20 نومبر 1916ء جبکہ وفات 10 جولائی 2006ء میں ہے 50 سے زائد کتب کا سرمایا چھوڑا،آپ نے میدانِ نعت میں عمدہ طبع آزمائی کی،آپ کی اولین نعتوں کا مجموعہ" جمال" کے نام سے طبع ہوا،آپ کی وفات کے بعد آپ کی صاحبزادی محترمہ ناہید قاسمی صاحبہ نے آپ کی وہ نظمیں اورغزلیہ اشعار جن کا تعلق نعت یا مناقب وسلام سے تھا وہ سب اکٹھا کر کے "انوارِ جمال" کے نام سے چھپوایا ہے،احمد ندیم قاسمی صاحب مرحوم کے نعتیہ کلام پہ بہت کچھ لکھا جا چکا ہے،آپ کا معروف کلام:

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا　　　　اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا

(قاسمی،احمد ندیم قاسمی،انوار جمال،صفحہ:48،مرتبین،ڈاکٹر ناہید قاسمی،نفیسہ حیات قاسمی،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،2011ء)

زبان زدِ خاص وعام ہے،قضیہ فلسطین بیان کرتے ہوئے آپ نے جس انداز میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں استغاثہ پیش کیا ہے،وہ بعد میں آنے والے شعراء کے لیے بھی راہنما بنا،آپ کا معروف شعر انوارِ جمال میں موجود ہے،

ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ　　　　راستہ دیکھتی ہے پھر مسجد اقصیٰ تیرا

(قاسمی،احمد ندیم قاسمی،انوار جمال،صفحہ:50،مرتبین،ڈاکٹر ناہید قاسمی،نفیسہ حیات قاسمی،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،2011ء)

اس شعر میں احمد ندیم قاسمی مرحوم نے قضیہ فلسطین کو نہ صرف بیان کیا ہے بلکہ اردو شعر میں مزاحمتی ادب کی داغ بیل ڈالی ہے۔

ادا جعفری:

ادا جعفری اردو زبان وادب کی معروف شاعرہ تھیں،آپ کی ولادت 22 اگست 1924ء کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بدایوں، انڈیا جبکہ وفات 12 مارچ 2015ء کو کراچی میں ہوئی، 1991ء میں آپ کے اعزاز میں حکومتِ پاکستان نے انہیں تمغہ امتیاز سے نوازا، ان کی غزلیں اور نظمیں سماجی اور انسانی مسائل کا بھر پور احاطہ کرتی ہیں، ایک نظم ملاحظہ کیجئے جس میں وہ قضیہ فلسطین کا کرب بھی بیان کر رہی ہیں اور اس میں مدحِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے،

ایسا اندھیرا تو پہلے نہ ہوا تھا لوگو!
لو چراغوں کی تو ہم نے بھی لرزتے دیکھی
آندھیوں سے کبھی سُورج نہ بُجھا تھا لوگو!

آئینہ اتنا مکدّر رہو کہ اپنا چہرہ
دیکھنا چاہیں تو اغیار کا دھوکا کھائیں
ریت کے ڈھیر پہ ہو محملِ اَرماں کا گماں
منزلیں کاسۂ دریوزہ گری بن جائیں
قافلے لُٹتے ہی رہتے ہیں گزرگاہوں میں
لُوٹنے والوں نے کیا عزمِ سفر بھی لُوٹا؟
دَجلۂ خوں تو نئی بات نہیں ہے، یہ کہو
وہ جو ڈُوبا ہے، سفینہ ہے کہ ساحل ڈوبا
جادۂ شوق ہے کہ مسجدِ اقصیٰ پہلے
دل بھی قبلہ ہے، یہ قبلہ نہ ڈھہا تھا پہلے
نامناسب تو نہ تھا شعلہ بیاں بھی ہوتے
تم مگر شعلہ بہ دل، شعلہ بہ جاں بھی ہوتے
تم تو خورشید بکف تھے سرِ بازارِ وفا
کیوں حریفِ نگہِ چشمِ تماشا نہ ہوئے
کِس کی جانب نگراں تھے کہ لگی ہے ٹھوکر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تم تو خود اپنے مُقدر کی عَناں تھامے تھے
اِس صحیفے میں ندامت کہیں مفہوم نہ تھی
اِس خریطے میں ہزیمت کہیں مرقوم نہ تھی
رَن سے آتے تھے تو باطبلِ ظفر آتے تھے
ورنہ نیزوں پہ سجائے ہوئے سر جاتے تھے
مِٹ نہ پائے تھے بگوُلوں سے نقوُشِ کفِ پا
اِن راہوں میں ہیں رسوُلوں کے نقوُشِ کفِ پا
محترم ہے مجھے اِس خاک کا ذرہ ذرہ
ہے یہاں سرورِ کونینؐ کے سجدے کا نشاں
اِس ہوا میں مِرے آقا کے نفس کی خوشبوُ
اِس حَرم میں مِرے مولا کی سواری ٹھہری
اِس کی عظمت کی قسم اَرض وسما نے کھائی
تم نے کچھ قبلہَ اوّل کے نگہبان! سُنا؟
حُرمتِ سجدہ گہہِ شاہ کا فرمان سُنا؟
زندگی مرگِ عزیزاں کی تو سَہہ جاتی ہے
مرگِ ناموُس مگر ہے وہ دھکتی بھٹی
جس میں جل جائے تو خاکسترِ دل بھی نہ مِلے
اور تپ جائے تو کندن ہے وجودِ انساں
پھر یہ پگھلے ہوئے لمحاتِ کراں تابہ کراں
آپ منارہَ انوار میں ڈھل جاتے ہیں
عرش سے خاک نشینوں کو سلام آتے ہیں
خارزاروں کو کسی آبلہ پا کی ہے تلاش

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وادیٔ گل سے ببولوں کا خریدار آئے
دلق پوش آئے، غلاموں کا جہاندار آئے
پا پیادہ کوئی پھر قافلہ سالار آئے
ریگ زاروں میں کوئی تشنہ دہن آ جائے
ہوش والو! کوئی تلقینِ جُنوں فرمائے

(اداجعفری، موسم موسم، کلیاتِ اداجعفری، صفحہ:315، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر نئی دہلی، 2002ء)

نعیم صدیقی:

آپ اردو کے عظیم ادیب اور شاعر تھے 4 جون 1916ء کو چکوال کے گاؤں خانپور میں پیدا ہوئے اور 25 ستمبر 2002ء کو وصال ہوا، 20 سے زائد کتب کے مصنف تھے، آپ کی معروف کتاب "محسن انسانیت" ہے شعری مجموعہ افشاں کے نام سے طبع ہوا آپ کی معروف نظم یروشلم ملاحظہ کریں جس میں آپ قضیہ فلسطین کو بھی بیان کرتے ہیں اور مدحِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت بھی حاصل کرتے ہیں۔

لہو اگل رہا ہے آج، میرا پرفنون قلم
شکست آرزو کا کیا فسانہ ہو سکے رقم
خیال پرزے پرزے ہیں، کروں میں کس طرح بہم
یروشلم، یروشلم! یروشلم، یروشلم
تو اک حریمِ محترم
ترے ہی سنگِ در پہ آج منہ کے بل گرے ہیں ہم
تجھے دیا ہے ہاتھ سے بہ زخم دل بہ چشم نم
یروشلم، یروشلم!
جہاں کی ساری راحتیں سپردِ سیلِ نار کیں
کئی ہزار میتیں، گلی گلی نثار کیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ترے وقار کے لیئے، لہو دیا قدم قدم
یروشلم، یروشلم!
یہیں سے ہو کے عرش کو، سواری نبی گئی
ابھی تک اِن فضاؤں میں ہے اک مہک بسی ہوئی
یہاں کی خاک پر ٹکے، براقِ نور کے قدم
یروشلم، یروشلم!
نمازِ بے مثال یاں، وہ کی گئی ہے اک ادا
بہ اقتدائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حبیبِ خاص کبریا
کھڑے تھے اک قطار میں ملا کے انبیاء قدم
یروشلم، یروشلم!
تسلط یہود یاں، رہے؟ نہیں، کبھی نہیں
یہ ظلم ایسا ظلم ہے کہ جس کی تاب ہی نہیں
میں دیکھتا ہوں آج پھر "صلاحِ دین" کا علم
یروشلم، یروشلم!
بہ راہِ داستانِ دل، مہیب حادثوں کے موڑ
صدارتوں کی سازشیں، سفارتوں کے جوڑ توڑ
مثالِ زلف یار ہیں، سیاستوں کے پیچ وخم
...... یروشلم، یروشلم! (نعیم صدیقی، افشاں، صفحہ:35، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، انڈیا، 2005ء)

ریاض حسین چودھری:

ریاض حسین چودھری رحمۃ اللہ علیہ اردو کے عظیم نعت گو شاعر تھے آپ کی ولادت 8 نومبر 1941ء کو سیالکوٹ میں ہوئی اور وصال 6 اگست 2017ء کو ہوا، سیالکوٹ میں دفن ہوئے، آپ کے 14 نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں، ان میں 3 مجموعے سیرت ایوارڈ بھی حاصل کر چکے ہیں، کل کتب کی تعداد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

23 سے زائد ہے، آپ نے نعت کے بے شمار موضوعات پہ قلم اٹھایا ہے، قضیہ فلسطین کا ذکر بھی بہت سے مقامات پہ کرتے ہیں، بارگاہِ رسالت مآب میں استغاثہ بھی پیش کرتے ہیں، اس کی مثال ملاحظہ فرمائیں:

گرتی ہوئی دیوارِ گلستاں پہ نظر ہو
سرکارؐ، مرے حالِ پریشاں پہ نظر ہو
ہر لحظہ ہدف بنتا ہے اعدا کے ستم کا
کشمیر و فلسطیں کے مسلماں پہ نظر ہو
کشکولِ گدائی لئے در در پہ کھڑی ہے
بے مول بکی امتِ ارزاں پہ نظر ہو
دامن میں کوئی پھول بھی کھلتا نہیں، آقاؐ
جلتے ہوئے صدیوں سے، گریباں پہ نظر ہو
کس قعرِ مذلت میں بنائے گی نشیمن
سرکارؐ! شبِ گردشِ دوراں پہ نظر ہو
اے چشمِ کرم! جنتِ ارضی کے افق پر
بیٹوں کے جمے خونِ رگِ جاں پہ نظر ہو
تم روضۂ اطہر پہ ریاضؔ آپؐ سے کہنا
خیموں میں جلی شامِ غریباں پہ نظر ہو

(ریاض حسین چوہدری، غزل کاسہ بکف، صفحہ:75، فکرِ نو پبلی کیشنز، 17 اوپل روڈ، کارپوریشن چوک، سنت نگر، لاہور، 2013ء)

اشفاق احمد غوری:

اشفاق احمد غوری 11 / 02 / 1970 کو جلال پور پیر والا میں پیدا ہوئے شاعری کا آغاز 1988 میں کیا۔ غزل پسندیدہ صنفِ سخن رہی بعد ازاں کہانیاں لکھتے رہے۔ پیروڈی اور طنز و مزاح میں خوب نام کمایا۔ 2011 گوشۂ درود و سلام جلال پور پیر والا جوائن کیا تو نعت کی طرف راغب ہوئے تو باقی تمام اصنافِ سخن سے کنارا کش ہو گئے اور 2017 میں پہلا نعتیہ مجموعہ، صراطِ نور، شائع ہوا اسی سال

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حکومتِ پاکستان کی طرف سے، صراطِ نور کو قومی سیرت ایوارڈ سے نوازا گیا۔ جنوری 2019 میں دوسرا نعتیہ مجموعہ، صراطِ خلد، منظرِ عام پر آ چکا ہے تیسرا نعتیہ مجموعہ، صراطِ عشق، طباعت کے مراحل میں ہے۔ ملک بھر میں اشفاق احمد غوری کو مشکل قوافی میں آسانی سے نعت کہنے والے نعت گو شاعر کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اشفاق غوری نے بہت خوب صورت انداز میں نعت میں قضیہ فلسطین بیان کیا ہے:

اے فاتحِ غزوات! کریں آپ ہی امداد! فریاد ہے فریاد!
نبیوں کی زمیں کر دی ہے بارود نے برباد، فریاد ہے فریاد!
اقصیٰ کی زمیں آپ کی آمد کی ہے خواہاں، اے سرورِ شاہاں!
معراج کی شب آپ کی آمد ہے اسے یاد، فریاد ہے فریاد!
امیدِ کرم رکھتا ہے مجبور فلسطین، محصور فلسطین!
فرما دیں اسے پنجہ شیطان سے آزاد، فریاد ہے فریاد!

(اشفاق غوری، دیوانِ اشفاق، صفحہ:112، نعت آشنا ریسرچ سینٹر، جلال پور پیروالا، 2023ء)

علامہ شہزاد احمد مجددی:

علامہ محمد شہزاد مجددی تصوف و روحانیت اور نعتیہ ادب کے عظیم محقق ہیں، 4 نومبر 1970ء کو لاہور میں پیدا ہوئے، چار مجموعہ کلام شائع ہو چکے ہیں، کلیاتِ شہزاد کے نام سے ان کا بہت سا کلام یکجا بھی کیا جا چکا ہے، آپ اپنے نعتیہ قصائد میں قضیہ فلسطین بھی بیان کرتے ہیں، آپ کی ایک نظم" کچھ آنسو نذرِ بیت المقدس" ملاحظہ کیجئے،

کچھ آہیں کچھ آنسو۔۔۔
"نذر بیت المقدس"
اے مرے قبلہ اول تری عظمت کو سلام
تیری ندرت، تری ہیبت، تری شوکت کو سلام
تیری چوکھٹ کی رسولوں نے غلامی کی ھے
سارے نبیوں نے تجھے آ کے سلامی دی ھے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ارضِ القدس تری شان جلالت کو سلام
اے مرے قبلہ اول تری عظمت کو سلام
تیری ندرت، تری ہیبت، تری شوکت کو سلام
قبلہ جاں تجھے حق نے شب معراج کیا
سب مذاہب کو ترے امر کا محتاج کیا
گنبد مسجد اقصی تری حرمت کو سلام
اے مرے قبلہ اول تری عظمت کو سلام
تیری ندرت، تری ہیبت، تری شوکت کو سلام
تیرے اطراف میں اللہ نے برکت رکھی
منسلک تجھ سے سدا روح نبوت رکھی
معبد مریم و عیسی تری سطوت کو سلام
اے مرے قبلہ اول تری عظمت کو سلام
تیری ندرت، تری ہیبت، تری شوکت کو سلام
خضر و یحی و زکریا ترے درباں ٹھہرے
تیرے معماروں میں داؤد و سلیماں ٹھہرے
قصر تقدیس تری شان امارت کو سلام
اے مرے قبلہ اول تری عظمت کو سلام
تیری ندرت، تری ہیبت، تری شوکت کو سلام
کون جانے تری محراب کا رتبہ اقصی
سرور دیں نے تری سمت کیا ہے سجدہ
کعبہ روح تدین تری رفعت کو سلام
اے مرے قبلہ اول تری عظمت کو سلام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تیری ندرت، تری ہیبت، تری شوکت کو سلام
شہرِ جاں رہتا ہے آباد تصور میں ترے
سر بہ خم رہتا ہے شہزاد تصور میں ترے
اے ادب گاہ رسولاں تری حشمت کو سلام

(علامہ محمد شہزاد مجددی، کلیاتِ شہزاد مجددی، صفحہ: 425، نعت مرکز لاہور، 2017ء)

منصور آفاق:

منصور آفاق ایک معروف ادیب شاعر اور کالم نگار ہیں، طویل عرصہ سے روزنامہ جنگ میں "دیوار پہ دستک" کے عنوان سے کالم لکھتے ہیں، آپ کی ولادت 17 جنوری 1962ء کو میانوالی میں ہوئی، 1984ء میں ان کا نعتیہ مجموعہ "آفاق نما" شائع ہوا، نمسکار پبلیشرز میانوالی سے شائع ہوا، آپ کا الگ دیوان بھی چار سو غزلیات پہ مشتمل مطبوعہ ہے، منصور آفاق نعت مصطفیٰ ﷺ لکھتے ہیں اور پھر دورانِ نعت قضیہ فلسطین بھی بیان کرتے ہیں، ایک نعت ملاحظہ کیجئے، عنوان ہے، بارگاہِ رسالت میں آنسو:

ہوا کہ اشک مسلسل بکھیرتی آئی
اداسیوں بھرے بادل بکھیرتی آئی
چراغِ دین کی ظلمت نصیب بجھی پر
شبِ سیہ بھی کاجل بکھیرتی آئی
لرز لرز کے کہا میں نے یا رسول اللہ!

دماغ درد کے بولوں سے اٹ گیا اپنا
بدن تمام پھپھولوں سے اٹ گیا اپنا
لکیریں ہاتھ کی بارود لے گیا چُن کر
نصیب توپ کے گولوں سے اٹ گیا اپنا
لرز لرز کے کہا میں نے یا رسول اللہ!

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لبِ فرات کی گفت وشنید گلیوں میں
اجل بدست ہے نسلِ یزید گلیوں میں
پڑی ہیں شہر میں لاشیں مدینہ والوں کی
ہوئے حسین کئی پھر شہید گلیوں میں
لرزلرز کے کہا میں نے یارسول اللہ!

(فلسطین سے چند آنسو)

طلسمِ شہرِ نگاراں حصارِ شب میں ہے
مقامِ صبحِ بہاراں حصارِ شب میں ہے
گرائے کون ستم کی بلند دیواریں
ہر ایک دیدہء یاراں حصارِ شب میں ہے
لرزلرز کے کہا میں نے یارسول اللہ!

یہ سرزمین سسکتی بلکتی رہتی ہے
قدم قدم پہ قیامت دھڑکتی رہتی ہے
یہ آسمان بھی دیتا نہیں ہے چھت کا کام
سروں پہ ظلم کی بجلی کڑکتی رہتی ہے
لرزلرز کے کہا میں نے یارسول اللہ!

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لہو سے خاک کی تزئین زندگی کے لئے
یہ روز کی نئی تدفین زندگی کے لئے
حصارِ موت میں تیرا ہے قبلۂ اول
تڑپ رہا ہے فلسطین زندگی کے لئے
لرزلرز کے کہا میں نے یارسول اللہ!

چراغ اپنے سروں کے جلا کے مجبوراً
گزارتے ہیں برس ابتلا کے مجبوراً
سرنگ دونوں طرف سے ہے بند جیون کی
ضمیر کرتے ہیں خودکش دھما کے مجبوراً
لرزلرز کے کہا میں نے یارسول اللہ!

(منصور آفاق، دیوانِ نعت، صفحہ:122، نمکسار پبلیشرز، میانوالی، 1984ء)

ڈاکٹر سرور حسین نقشبندی:

سرور حسین نقشبندی عظیم نعت گو شاعر اور ادیب ہیں اللہ کریم نے انہیں زبان و بیان کی صلاحیتوں سے بھی خوب نوازا ہے، آپ 24 اپریل 1976ء کو دھرم پورہ لاہور میں پیدا ہوئے، کم عمری میں ہی نعت گوئی اور نعت خوانی میں بہت شہرت حاصل کی، آپ کی معروف نعت "حدودِ طائرِ سدرۃ حضور جانتے ہیں" زبان زد خاص و عام ہے، حضرت حفیظ تائب مرحوم کی صحبت نے آپ کو مزید نکھار دیا، اپریل 2023ء میں آپ نے پی-ایچ-ڈی کی تکمیل کی، تیسری قوم ادبی نعت کانفرنس 2024ء بھی کروا رہے ہیں، 2001ء میں نعت فورم انٹرنیشنل کی بنیاد رکھی، خدمتِ نعت کے لیے ایک نہایت تحقیقی و علمی جریدۃ "مدحت" کا آغاز کیا آپ کا کام پاکستان سے یورپ، افریقہ اور امریکہ تک پہنچ چکا ہے، آپ بھی اپنے نعتیہ قصائد میں قضیہ فلسطین اور امتِ مسلمہ کا غم بیان کرتے ہیں، بارگاہِ نبوی ﷺ میں استغاثہ واستمداد کرتے ہیں، ملاحظہ کیجئے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے!

گم سم ہیں پریشان ہیں حیران ہیں سارے
معلوم ہے سب کچھ مگر انجان ہیں سارے
موجود یہاں خیر کے امکان ہیں سارے
درکار ہمیں آپ کی رحمت کی ردا ہے

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے!

کیسی یہ عجب صورت حالات ہوئی ہے
دنیا میں اجالا ہے یہاں رات ہوئی ہے
ہر شخص کی مشکل گزر اوقات ہوئی ہے
رنج و غم و آلام میں ہر کوئی گھرا ہے

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے!

چہروں پہ ہے امید نہ رونق نہ خوشی ہے
اک ایک گھڑی ہم کو قیامت کی گھڑی ہے
جانے میری دھرتی کو نظر کس کی لگی ہے
اس ڈولتی کشتی میں ہر اک چیخ رہا ہے

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے!

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اپنے ہیں مقابل تو ہیں اپنے ہی نشانہ
ہنستا ہے ہمیں دیکھ کے اب سارا زمانہ
آتا نہیں کیوں کر ہمیں روٹھوں کو منانا
حائل ہے جو رستے میں دیوار انا ہے

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے!

اک تمغۂ خیرات ہے جو زیب گلو ہے
ارزاں ہے جو سب سے وہ مسلماں کا لہو ہے
اب چاروں طرف برسرِ پیکار عدو ہے
جس جا بھی مسلماں ہیں بہت آہ و بکا ہے

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے!

رہ دیکھتی ہے وادیٔ کشمیر ہماری
اغیار کے ہاتھوں میں ہے تقدیر ہماری
دنیا میں نہیں عزت و توقیر ہماری
غیروں کی نظر میں یہ عطن دشت بلا ہے

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے!

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لکھوں بھی تو کیا قبلۂ اول کا میں نوحہ
یہ ارض فلسطیں ہے کہ ہے خون کا دریا
دیتی ہے صدا روز ہمیں مسجد اقصیٰ
بجھتا ہوا ایمان کی غیرت کا دیا ہے

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے!

ہم جائیں کہاں لے کے یہ فریاد نبی جی
جا کر یہ سنائیں کسے روداد نبی جی
امداد ہو امداد ہو امداد نبی جی
ہر شخص کے ہونٹوں پہ یہی ایک صدا ہے

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے!

ممکن نہیں سرور کہ ہمیں شک ہو ذرا بھی
یہ عہد کی آواز ہے اور حکم خدا بھی
اس مصرعے میں دونوں ہیں دعا اور دوا بھی
کس درد کی شدت میں یہ حالی نے کہا ہے

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے!

ابوالحسن خاور:

محمد خاور صدیقی عظیم نعت گو شاعر اور ادیب ہیں، آپ کی ولادت 11 مئی 1973 کو لاہور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں ہوئی، نعتیہ ادب پہ آپ گہری نظر رکھتے ہیں، اردو نعتیہ ادب پہ نقد کی مناسبت سے آپ کا بہت کام ہے، لطافتِ خیال اور عمدگیِ تخیل ان کے کلام میں عمدہ درجہ کی ہے، مضامین سیرت کو بھی نعت میں بیان کرتے ہیں، ان کا ایک مصرع" ہر شعبہِ حیات میں امکانِ نعت ہے" بہت معروف ہوا اور اس پہ تین سو تئیس نعتیں لکھی گئی ہیں، ڈاکٹر ریاض مجید صاحب، ڈاکٹر خورشید رضوی صاحب، سعود عثمانی صاحب کے ساتھ بھی آپ کو کام کرنے کا موقع ملا، نعت کائنات کے عنوان سے نہایت مفید اور ثمر آور ویب سائیٹ بھی بنائی ہے، اللہ کریم ان سے مزید کام لے، ابوالحسن خاور صاحب اپنے نعتیہ کلام میں قضیہ فلسطین کو بھی بیان کرتے ہیں، ملاحظہ کیجئے،

شہر انوار میں گذرے ہوئے دن رات سنا لوٹنے والے مدینے کی کوئی بات سنا

میں سناتا ہوں تجھے ہجر کے ماروں کا غم تو حضوری میں ڈھلے وصل کے نغمات سُنا

دل پہ کیا گذری جب اس خاک پہ پاوں رکھا سانس لیتی ہوئی مٹی کی کرامات سنا

اجنبی کو بھی بلائیں جو "محمد" کہہ کر ایسے لوگوں کی مجھے اور روایات سنا

درد کے مارے وہ کشمیر و فلسطین کے لوگ کیسے کرتے ہیں مدینے میں مناجات سُنا

https:www.facebook.com/naatvirsa/posts/pfbid02Tie1aYqgH6bFWo3gmxvujepz1N1NGVUFXWiJo2er5dfGhEVtagoqFvqHQQnj2SY4l

خلاصہ

ان تمام قصائد واشعار سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اردو نعتیہ شاعری میں قضیہ فلسطین کی مناسبت سے اردو شعراء نے نہ صرف بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استمداد و استغاثہ پیش کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نہایت احسن انداز میں دنیا کے سامنے صہیونی مظالم کا ذکر کر کے رائے عامہ کو فلسطین کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مظلوم مسلمانوں کے حق میں ہموار کرنے کا فریضہ بھی سرانجام دیا ہے، یہی نعت کا آفاقی و عالمی تناظر میں خوب صورت ادبیٰ اظہار ہے، عالمی تناظرات میں دیکھا جائے تو نعت ہی وہ احسن پیرائیہ ہے جو تمام حدود و قیود سے بالاتر ہو کر امتِ مسلمہ کو وحدت کی لڑی میں پرو رہی ہے، یوں اس مرحلے میں عرب و عجم شعراء ایک ہی نکتہ پہ متفق نظر آتے ہیں۔

مصادر و مراجع

1۔ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، البدائیہ والنھایۃ، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، لبنان، 2016۔

2۔ابن منظور الافریقی، محمد بن کرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، لبنان۔

3۔الزبیدی، محمد مرتضیٰ الحسینی، تاج العروس، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، 1998ء۔

4۔ادا جعفری، موسم موسم، کلیاتِ ادا جعفری، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر نئی دہلی، 2002ء۔

5۔بحوالہ، انتظار حسین کے سترہ افسانے "کانے دجال"، ماڈرن پبلیشرز ہاؤس، گولڈ مارکیٹ، دریا گنج نئی دہلی، 1981ء۔

6۔اشفاق غوری، دیوانِ اشفاق، نعت آشنا ریسرچ سینٹر، جلال پور پیر والا، 2023ء۔

7۔ڈاکٹر مشاہد حسین رضوی، نعت، آدابِ نعت اور لوازماتِ نعت، رحمانی پبلی کیشنز، مولیگاؤں، انڈیا، 2016۔

8۔ریاض حسین چوہدری، غزل کاسہ بکف، فکرِ نو پبلی کیشنز، 17 اوپل روڈ، کارپوریشن چوک، سنت نگر، لاہور، 2013ء۔

9۔علامہ محمد شہزاد مجددی، کلیاتِ شہزاد مجددی، نعت مرکز لاہور، 2017ء۔

10۔غیاث الدین، غیاث اللغات، رزاق پریس کان پور، انڈیا، 1332ھ۔

11۔فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز لاہور، لبنان، 2016ء۔

12۔قاسمی، احمد ندیم قاسمی، انوار جمال، مرتبین، ڈاکٹر ناہید قاسمی، نفیسہ حیات قاسمی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2011ء۔

13۔قاسمی، احمد ندیم قاسمی، انوار جمال، مرتبین، ڈاکٹر ناہید قاسمی، نفیسہ حیات قاسمی، سنگ میل پبلی کیشنز،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لاہور،2011ء۔

14. منصور آفاق، دیوانِ نعت، نمکسار پبلیشرز، میانوالی، 1984ء۔

15. نعیم صدیقی، افشاں، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، انڈیا، 2005ء۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مقالہ نگار: عابد رشید۔ شکاگو

امریکہ میں نعت نگاری

شکاگو میں نعت نگاری کا ارتقا اور امریکہ میں نعت کی تاریخ

امریکہ میں نعت کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ امریکہ میں برصغیر سے تارکینِ وطن کی آمد۔ لگ بھگ چالیس سال سے نعت گوئی امریکہ میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔ جوں جوں شعراء کرام کی امریکہ میں آمد ہوتی گئی نعت گوئی بھی توں توں امریکہ میں اپنا مقام بناتی گئی۔ وہ شعراء جو غزل لکھتے تھے انہوں نے خوبصورت نعتیں بھی لکھیں • نعت گوئی آہستہ آہستہ گھروں کی محفلوں سے نکل کر باقاعدہ مشاعروں میں داخل ہوگئی۔

آج امریکہ کی تمام مرکزی ریاستوں میں شعراء نعت لکھ رہے ہیں اور مشاعروں میں اپنا کلام سنا رہے ہیں۔

تقریباً تمام ہی بڑے شہروں میں حمد و نعت کی محافل منعقد ہوتی ہیں اور ان میں نعت خواں حضرات کے ساتھ ساتھ نعت گو بھی شامل ہوتے ہیں اور اپنی تخلیقات پیش کرتے ہیں۔

نعت گوئی کے مرکزی مقامات میں شکاگو، نیویارک، کیلفورنیا، ڈیلاس اور ہیوسٹن شامل ہیں۔ یہاں ہر سال پاکستان سے نامور نعت خواں اور ترنم سے پڑھنے والے نعت گو شعراء تشریف لاتے ہیں۔ بڑی بڑی اور پروقار محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور حمد و ثناء سے دلوں کو گرمایا جاتا ہے۔ یہ محفلیں خاص طور پر ربیع الاول کے مہینے میں منعقد ہوتی ہیں اور تقریباً تین ماہ تک جاری رہتی ہیں۔

امریکہ کچھ تنظیمیں صرف حمد و نعت کے لئے مخصوص ہیں اور اس کارِ ثواب میں مصروف ہیں۔

امریکہ میں کئی ادبی تنظیمیں بھی سال میں ایک دو بار نعتیہ مشاعرہ منعقد کرتی ہیں اور اور اس نیک کام میں اپنا حصّہ ڈالتی ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شکاگو میں نعت

شکاگو حمد و نعت کے حوالے سے ایک مرکزی اہمیت کا حامل شہر ہے ۰ یہاں کئی تنظیمیں ہیں جو باقاعدگی سے حمد و نعت کی محفلیں منعقد کرتی ہیں۔ بزمِ نعت، گریٹر شکاگو انسٹیٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ، مجلسِ قادریہ اور حریمِ نعت وہ تنظیمیں ہیں جو باقاعدگی سے محافلِ حمد و نعت منعقد کرتی ہیں اور ان میں نعت خواں اور کبھی کبھار شعراء حضرات بھی شامل ہوتے ہیں اور اپنی تخلیقات خدا اور اس کے نبیؐ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ ان تنظیموں میں ''حریمِ نعت'' کو یہ انفرادیت حاصل ہے کہ وہ زمینی اور آنلائن نعتیہ مشاعرے منعقد کرتی ہے اور امریکہ میں نعتیہ شاعری کی ترویج میں مصروف ہے۔ احقر عابد رشید اس تنظیم کا بانی اور روحِ رواں ہے اور تقریباً عرصہ بیس سال سے اس کارِخیر میں مصروف ہے۔ کووڈ ۱۹ کے بعد مشاعرے آن لائن ہونے لگے اور حریمِ نعت نے امریکہ کا پہلا آن لائن نعتیہ مشاعرہ اپریل ۲۰۲۰ میں منعقد کیا۔ اب حریمِ نعت کے زیرِ اہتمام دوسرے تیسرے مہینے آن لائن یا زمینی نعتیہ مشاعرے کی باوقار محافل منعقد ہوتی ہے۔ یہ محافل بہت اہتمام کے ساتھ منعقد ہوتی ہیں۔ حریمِ نعت کی محافل میں دنیا بھر سے نامور شعرائِ کرام شرکت کرتے ہیں۔ ان مشاعروں کی رپورٹیں شعراءِ کرام کے کلام کے ساتھ امریکہ کے مرکزی اخبارات میں شائع ہوتی ہیں۔

شکاگو ہی کی غوثیہ سلطانہ جو انجمنِ علم و ادب کی روحِ رواں ہیں اُنہوں نے دسمبر ۲۰۲۰ میں ایک روزہ آنلائن نعتیہ کانفرنس منعقد کی جس میں دنیا بھر سے ممتاز شعراء اور سکالرز نے شرکت کی اور نعت کے حوالے سے اپنے مقالے پڑھے گئے۔ اس کانفرنس میں انڈیا سے کچھ ہندو شعراء بھی شامل ہوئے جنھوں نے اپنی نعتیں اس عالمی فورم پر پیش کیں۔

امریکہ میں نعت کے حوالے سے بہت سی شخصیات کا بہت قابلِ ذکر کام ہے۔

شکاگو کی خوش قسمتی ہے عبدالرؤف امروہوی کے خانوادے کی ایک نہایت معتبر اور بلند شخصیت جناب حامد امروہوی تقریباً تیس سال سے شکاگو میں رہائش پزیر رہے۔ ان کا کچھ ماہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قبل انتقال ہوا وہ شکاگو کی نعتیہ محفلوں کی جان تھے۔اُن کے کئی نعتیہ مجموعے منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ان کا نعتیہ شاعری کے حوالے سے ایک بلندِ عالمی مقام ہے۔

ڈاکٹر افضال الرحمن افسر نے بزمِ اربابِ سخن کا زیرِ اہتمام نعتیہ مشاعرے کا ۲۰۲۰ میں اہتمام کیا جس میں نعت کی تاریخ پر مقالہ پیش کیا گیا۔

ڈاکٹر توفیق انصاری احمد جن کا تعلق شکاگو سے ہے شکاگو کی ایک مقتدر ادبی ہستی ہیں اور عرصہ چالیس سے شکاگو میں ادب کی شمع جلائے ہوئے ہیں،اُن کا نعتیہ مجموعہ اورادِ ارادت ۲۰۱۹ میں منظرِ عام پر آیا۔انہوں نے شیخ سعدی کی گلستان بوستان کا منظوم ترجمہ گُل بُو کے نام سے کیا ہے۔

شکاگو کے دیگر نعت کے شعراء میں جناب غلام مصطفیٰ انجم،ڈاکٹر افضال الرحمان افسر،ڈاکٹر منیر الزماں منیر، جناب محبوب علی خان، جناب، ساجد چودھری، جناب نذر نقوی، محترمہ غوثیہ سلطانہ،محترمہ سیما عابد،محترمہ طاہرہ ردا اور عابد رشید کا نام شامل ہے

نیو یارک میں نعت

نیو یارک ایک بڑی تعداد میں شعراء کا مسکن ہے جو نعت بھی لکھتے ہیں۔سید شمیم رجز مرحوم کا نام نہایت اہمیت کا حامل ہے۔وہ باقاعدگی سے نعت حمد منقبت۔سلام کے الگ الگ مشاعروں کا انعقاد کیا کرتے تھے۔انہوں نے کلام پاک کا منظوم ترجمہ ’’آبِ رواں‘‘ کے نام سے کیا اور احادیث کا ترجمہ ’’میرِ کارواں‘‘ کے نام سے کیا۔

نیو یارک کے نمایاں نعتیہ شعراء

میں شہاب کاظمی، پروفیسر عبدالرحمن عبد،تنویر پھول صاحب، جناب رئیس وارثی، جناب مامون احمد، جناب خالد عرفان، جناب مشیر طالب اور جناب محسن رضی علوی کا نام شامل ہے۔

ریاست نیو یارک کے شہر نیو یارک میں نعتیہ مشاعروں کا آغاز ۱۹۹۲ میں ہوا۔ڈاکٹر تقی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عابدی، جناب کوثر چشتی، ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد اور جناب صلاح الدین ناصر صاحب نے نعتیہ مشاعروں کی بنیاد ڈالی ۱۰ اسکے بعد مشاعرے مزید بڑے پیمانے پر ہونے لگے۔

نیویارک میں انجمن تبلیغ الاسلام، مسجد خضریٰ سالانہ نعتیہ عالمی مشاعرہ منعقد کرتی ہے۔ تقریباً سال ۲۰۱۱ تک امریکہ کے نامور شاعر جناب صلاح الدین ناصر صاحب یہ نعتیہ مشاعرے منعقد کرتے رہے، انکی ورجینیا میں منتقلی کے بعد یہ فرائض جناب کوثر چشتی اور انکے ساتھیوں نے سنبھال لیئے ہیں۔ کوثر چشتی صاحب ایک خوبصورت نعتیہ شاعر ہیں۔

مفتی اولادِ رسول چشتی جو مسجدِ خضریٰ سے متعلق ہیں خود ایک صاحبِ طرز نعتیہ شاعر ہیں اور نعتیہ مشاعرے کی آرگنائزنگ ٹیم کا حصہ ہیں۔ نیویارک کی ایک اور تنظیم دائرہِ ادب ہے جو تقریبًا ایک سال سے باقاعدگی سے حمد و نعت کے مشاعرے منعقد کررہی۔

ڈیلاس ٹیکساس میں نعت

ریاست ٹیکساس کے شہر ڈیلاس میں جناب نور امروہوی ۲۰۰۳ سے اپنی آرگنائزیشن النّور انٹرنیشنل کے تحت باقائدگی سے سالانہ نعتیہ مشاعرے منعقد کررہے ہیں جن میں دنیا بھر سے نامور شعراء شرکت کرچکے ہیں • مارچ ۲۰۲۱ میں کووڈ ۱۹ کے ماحول میں بھی انہوں نے کامیاب نعتیہ مشاعرے کا انعقاد کیا۔ ان کی امریکہ میں نعت کے حوالے سے خدمات قابلِ ذکر اور قابلِ ستائش ہیں۔ ڈیلاس میں حنیف اخگر اور اقبال حیدر کا نام نعتیہ تاریخ میں ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔

ہیوسٹن ٹیکساس میں نعت

ہیوسٹن کی ادبی تنظیم تقدیسِ ادب کے زیرِ اہتمام مشاعروں میں نعتیہ شعراء بھی اپنا کلام پیش کرتے ہیں۔

ہیوسٹن میں بہت سے شعراء کرام رہائش پزیر ہیں جو حمد و نعت میں بھی امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ سید ایاز مفتی نعتیہ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خوبصورت لہن کے نعت خواں بھی ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انہوں نے مکہ اور مدینہ کے قیام کے دوران قصیدہ بردہ شریف کا منظوم اردو ترجمہ کیا۔ انکا نعتوں کا مجموعہ ''رہبر و رہنما'' ۲۰۰۷ میں شائع ہوا۔ جناب غضنفر ہاشمی بھی خوبصورت نعت لکھتے ہیں۔ امان خان دل جن کا ہیوسٹن میں قیام ہے، اُن کا دیوانِ غالب کی زمین میں نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔

کیلفورنیا میں نعت

کیلیفورنیا بہت سے قابلِ ذکر شعراء کا مسکن ہے۔ جناب اسلم قریشی، جناب تقی حیدر، جناب اشرف ِگل اور بہت سے اور شعراء نعت کہتے ہیں۔ نعتیہ مشاعروں کا انعقاد بہت اہتمام سے کیا جاتا ہے۔

ورجینیا میں نعت

محترمہ نورین طلعت عروبہ جو ورجینیا میں قیام پزیر ہیں نعت کا بڑا نام ہیں، انکے تین نعتیہ مجموعے پاکستان میں صدارتی ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں۔ جناب نور جرال کا نام نعت گوئی اور نعت خوانی کے حوالے سے نمایاں ہے۔

میری لینڈ میں نعت

جناب ظفر نوری کا نام نعت کے حوالے سے قابلِ ذکر ہے۔

امریکہ کے بہت سے شہروں میں نعت کے حوالے سے بہت قابلِ قدر کام ہو رہا ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں اس کا احاطہ ممکن نہیں۔ کہیں کوئی غلطی سہواً ہو گئی ہو تو ناچیز معذرت خواہ ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سمیعہ ناز اقبال (نعت محقق۔samianaziqbal9@gmail.com)

برطانیہ کے (صاحبِ کتاب) نعت گو شعرا کا تذکرہ

Abstract

Naat the praise of last prophet Muhammad (SAW) in poetry is a genre which is beyond the limitation of time space, because the first praiser of prophet Muhammad (SAW) is the omnipotent and eternel almighty Allah Himself. This is the reason why the Sun of Urdu Naat has also shone brightly in the West. All the Urdu poets in U.K have had the opportunity to write Naat and a lot of Naat literature has been created till now, but there are few of these poets who spend their whole literarty efforts in this regard and published their poetic collections of Naat. This article has been written to show a little regard gratitutde keep the record of the holly efforts of those people whom purifyrefine their art with holly colors in the shining rays of the the sun of Naat as Talat Saleem, Naseem Akhtar, Safia Razzaq, Samia Naz Iqbal, Doctor Mukhtar Al-Din, Syed Maqsood Ali Shah, Khwaja Muhammad Arif, Malik Fazal Hussain, Abd Al-Rab Saqib Haiderabadi, Muhammad Farooq Naseem, Ishtiaq Mir, Doctor Qaisar Zaidi, Tipu Arsal, Muhammad Habib Amrat and Muhammad Yusuf Mirza.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Keywords: Naat, Poetry, Muhammad(SAW),U.K.

نعت ایسی صنفِ سخن ہے جو حدودِ زمان ومکان سے ماورا ہے، کیوں کہ اولین نعت گو خود خالقِ لم یزل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو نعت کا مہرِ درخشاں بھی سرزمینِ مغرب میں بھی پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے۔ یہ مختصر مقالہ نعت کے اُسی مہرِ تاباں کی چمکتی دمکتی کرنوں میں رنگ ونور سے اپنے فن کا تزکیہ وتصفیہ کرنے والوں کا مختصر تعارف کروانے کے لیے لکھا گیا ہے۔ دیارِ مغرب یعنی برطانیہ اور یورپ کے دیگر علاقوں میں موجود ہندوستان و پاکستان کے سبھی اردو شعرا کو نعت کی توفیق میسر ہوئی ہے اور بہت سا نعتیہ ادب تخلیق کیا گیا اور کیا جا رہا ہے لیکن ان شعرا میں سے چند ایسے ہیں جو نعت کو حرزِ جاں بنائے ہوئے ہیں اور باقاعدہ نعتیہ مجموعوں کے خالق ہیں۔ ان نعت گو شعرا میں طلعت سلیم، نسیم اختر، صفیہ رزاق، سمیعہ ناز اقبال، ڈاکٹر مختار الدین، سید مقصود علی شاہ، خواجہ محمد عارف، ملک فضل حسین، عبدالرب ثاقب حیدر آبادی، محمد فاروق نسیم، اشتیاق میر، ڈاکٹر قیصر زیدی، ٹیپو ارسل محمد حبیب امرت اور محمد یوسف مرزا شامل ہیں۔

کلیدی الفاظ: برطانیہ، نعت گو شعرا، نعت، برطانیہ میں نعت۔

برطانیہ میں نعتیہ تقدیسی ادب کے سلسلہ میں کافی سارے خواتین وحضرات نے نعتیں لکھیں اور ان کے نعتیہ مجموعے بھی منظرِ عام پر آئے جن میں سے کچھ چنیدہ معروف خواتین وحضرات نعت گو شعرا کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ نعتیہ مشاعرے اور نعتیہ کتابوں کی تقریبِ رونمائی بہت زیادہ تو نہیں لیکن سال میں ایک دو ضرور منعقد ہو جاتے ہیں اس ضمن میں کچھ ہی تنظیمیں فعال نظر آتی ہیں جن میں سرفہرست یارکشائر ادبی فورم برطانیہ اور کاروانِ ادب مانچسٹر ہیں۔

طلعت سلیم: طلعت سلیم صاحبہ 1948 میں گجرات (پنجاب) میں پیدا ہوئیں۔ کراچی اور کوئٹہ کے تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کی۔ برطانیہ کے شہر برمنگھم میں مقیم ہیں۔ برمنگھم کے تعلیمی اداروں میں ایک طویل عرصہ تک اردو تدریس کی خدمات انجام دیں۔ وہ ایک معروف افسانہ نگار اور نعت گو شاعرہ ہیں ان کی ایک نعتیہ کتاب منظرِ عام پر آ چکی ہے" یا نبی یا نبی یا نبیؐ" کے نام سے۔ مختلف اخبارات اور رسائل میں نثری اور شعری ادب پارے مسلسل شائع ہوتے رہے۔ اس کے علاوہ اپنی علمی خدمات کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وجہ سے برطانیہ کی ملکہ الزبتھ سے M.B.E ایوارڈ بھی حاصل کرچکی ہیں۔

لیے دل میں تمنا دید کی سوئے حرم نکلے
مدینے میں ترے روضے کے آگے میرا دم نکلے
محمد کی محبت میں ہیں ہم سرشار یوں طلعت
جو سینہ چیر کر دیکھیں محمد ہی رقم نکلے
فتح مکہ پہ کھلے دل سے اماں ان کو دی
ظلم جو رکھتے رہے ان پہ روا کیا کیا کچھ
اپنی کم مائیگی آ جاتی ہے آڑے آقا
ورنہ مدحت میں لکھوں صبح و مسا کیا کیا کچھ

(یا نبی یا نبی یا نبی)

نسیم اختر: نسیم اختر (مرحومہ) معروف شاعرہ تھیں اور شاعری میں ان کے کئی مجموعے شائع ہوئے جن میں حمد و نعت ضرور شائع کرواتیں تھیں۔ ان کا ایک نعتیہ مجموعہ "طائرِ مدینہ" کے نام سے بھی منظر عام پر آیا۔

محمد کی جن کو محبت ملی ہے
انہیں مغفرت کی بشارت ملی ہے
نظر میں بسی ہیں مدینے کی گلیاں
سفر کی مجھے پھر اجازت ملی ہے
چھائے ہیں مرے دل پہ تو انوار مدینہ
پھیلاتے ہیں خوشبو گل و گلزارِ مدینہ
بھاتا ہی نہیں کچھ بھی نسیم اپنی نظر کو
جب دیکھ لیا آنکھوں نے دربارِ مدینہ

صفیہ ناز صابری: صفیہ ناز صابری (مرحومہ) کا تعلق برطانیہ کے شہر مڈلز برو سے تھا وہ ایک

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صوفی منش، دردمند دل رکھنے والی خاتون تھیں، نعت ہی نعت ان کی زندگی کا حاصل تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت رکھتی تھیں انہوں نے اپنی حیات کو نعت کے لیے وقف کر دیا تھا ان کی چار نعتیہ کتابیں، "گلدستۂ نعت"، "نورِ بطحا" "عجز" اور "شرف" منظرِ عام پر آئیں۔

مرے جزبوں کو نسبت ہے فقط اسمِ محمد سے
مری سانسوں میں حرکت ہے فقط اسمِ محمد سے
نامِ احمد سے ملی ہے میرے دل کو روشنی
بھیک ان کے نام کی ہے استعارہ نور کا
ہر لمحہ خیالوں میں مدینے کی فضا ہے
جینے کا سہارا مرے آقا کی ثنا ہے
ہونٹوں پہ سجائی ہیں مناجات کی کلیاں
آنکھوں میں بسی گنبدِ خضرا کی ضیا ہے

سمیعہ ناز اقبال: سمیعہ ناز اقبال پاکستان کے شہر سرائے عالمگیر میں پیدا ہوئیں۔ اپنے قلمی نام سمیعہ ناز سے جانی جاتی ہیں اور پچھلے 35 برسوں سے برطانیہ کے شہر لیڈز میں مقیم ہیں۔ وہ ایک معروف ریڈیو اینڈ ٹی وی پریزنٹر، نعت گو شاعرہ، نعت ریسرچر ہیں۔ وہ کئی سالوں سے یو کے میں نعت کی مختلف حوالوں سے مختلف پلیٹ فارم پر، کئی تنظیموں کے ساتھ مل کر نعتیہ خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ جن میں سرفہرست: نعت ریسرچ سینٹر یو کے (وائس چیئر مین اینڈ ممبر)، اکادمی فروغِ نعت، یو کے (بانی و چیئر مین)، یارکشائر ادبی فورم برطانیہ (وائس چیئر مین اینڈ بورڈ ممبر) شامل ہے۔

مارچ 2023 کو "نعت فورم انٹرنیشنل" اور حسان بن ثابت سینٹر فار ریسرچ ان لٹریچر منہاج یونیورسٹی لاہور کے باہمی اشتراک سے ہونے والی قومی ادبی نعت کانفرنس میں دیارِ غیر میں نعت کے فروغ پر، نعت میں ان کی نمایاں خدمات پر "قومی ادبی نعت ایوارڈ" سے بھی نوازا گیا۔

ان کے تین نعتیہ مجموعۂ کلام "خزینۂ نور"، "خزینۂ رحمت" اور "سائبانِ کرم" منظر عام پر آ کر پزیرائی حاصل کر چکے ہیں ان کی ایک تحقیقی کتاب حال ہی میں منظرِ عام پر آئی ہے" یو کے اور یورپ میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نعت کی روایت" جس میں پہلی مرتبہ یو کے اور یورپ کے نعت گو شعرا پر ایک تحقیقی کام ہوا ہے۔

سجدۂ شکر میں ہے میرا قلم کاغذ پر
صاحبِ نعت کی ہونے لگی تائید طلوع
دور ہو جائیں سبھی حرص و ہوا کے سائے
کاش اب عشقِ بلالی کی ہو تقلید طلوع

(خزینۂ رحمت)

ان کی سیرت کے چمن زار نے بخشی وہ مہک
میرے کردار سے گفتار سے خوشبو آئی
مداحِ پیمبر کی بہ ہر گام ہے توقیر
یوں اس کے لیے وا ، درِ فیضانِ کرم ہے
دلائی مصطفٰے نے عظمت و توقیر عورت کو
کوئی عزت نہ تھی اُس کی خدا کی اِس خدائی میں

(سائبانِ کرم)

فرحت خان فرحت: فرحت خان فرحت ریڈنگ میں مقیم ہیں۔انہوں نے ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جو اردو زبان و ادب کا گہوارہ رہا۔شعر کہنے کی صلاحیت والدین سے وراثت میں ملی۔بچپن میں ریڈیو پاکستان لاہور کے بچوں کے پروگراموں میں باقاعدہ شرکت کی۔شاعری کے مقابلے میں صدرِ مشاعرہ صوفی غلام مصطفٰی تبسم نے انعام اور سند سے نوازا۔

پاکستان اور انگلستان میں شعبہ تدریس سے منسلک رہ کر بھی اردو زبان و ادب کی خدمت کی۔مشاعروں کا انعقاد اور نظامت کے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دینا انکے لئے باعثِ تسکینِ جاں رہا۔انکا شعری مجموعہ "نوا□ فرحت" نعتیہ اور حمدیہ کلام کا مجموعہ "دعا□ فرحت" منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔

جہاں میں آئے تھے جو رحمت للعالمیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن کر
انہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہبری کو ہی، مکمل رہبری کہیئے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کتابِ آخری جو آپ ﷺ پہ نازل ہوئی، اس کو
نصابِ زندگی کہیے، نجاتِ دائمی کہیے
وہ رحمتہ للعالمیں ﷺ، آقائے کائنات ﷺ
آئے تو اس جہان میں امن و اماں ہوا
دل کو سکون، روح کو فرحت بھی مل گئی
کلمہ زباں پہ آپ ﷺ کا جب بھی رواں ہوا

سید مقصود علی شاہ: سید مقصود علی شاہ برمنگھم برطانیہ میں مقیم ہیں اور ان کا آبائی شہر میانوالی ہے ۔ ایم اے، ایل ایل بی)(شریعہ اینڈ لاء) کیا۔ ان کے نعتیہ مجموعوں میں پہلا نعتیہ مجموعہ"مطاف حرف" ہے جس کو"الحسنات" ایوارڈ ملا۔ دوسرا نعتیہ مجموعہ"قبلہ مقال"جس کو قومی سیرت ایوارڈ اور صوبائی سیرت ایوارڈ ملا۔ تیسرے نعتیہ مجموعے"احرام ثنا" (نعتیہ دیوان) کو قومی سیرت ایوارڈ دیا گیا۔"میزاب عطا"اسمائے نبی کے ردائف میں شائع ہوا۔"حطیمِ شوق"غیر مردف نعتیہ مجموعہ ہے۔

لفظ خاموش ہے اور دیدۂ حیرت چُپ ہے — میرے محبوب مرا صیغۂ مدحت چُپ ہے

"مطافِ حرف"

وہ بے نشان کا طلعت نشاں سراجِ منیر — جہاں ہے صبحِ حقیقت وہاں سراجِ منیر
اے نائبِ رزّاقِ کریم، احسنِ تقویم — تھاما ہے ترا دستِ نعیم، احسنِ تقویم

"قبلہ مقال"

معدنِ لطف سے، انعام سے وابستہ ہیں
للّٰہِ الحمد! ترے نام سے وابستہ ہیں
خیال میں بھی جب رسولِ ذی حَشَم کا نام پڑھ
تو دست بستہ، سر بہ خَم درود پڑھ، سلام پڑھ

"احرامِ ثنا، نعتیہ دیوان"

جہانِ اسم کی تمہید" اِسمۂ احمد" — کمالِ معنیٔ تحمید" اِسمۂ احمد"

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صاحبِ منصبِ محمود، رسولِ مشہود　　　بے نہایت ہے ترا جود، رسولِ مشہود

"میزابِ رحمت"

خواجہ محمد عارف: خواجہ محمد عارف صاحب 1960 میں میرپور آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ برطانیہ کے شہر برمنگھم میں سکونت پزیر ہیں۔ نثری مضامین اور شعری تخلیقات اخبارات و رسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے دو نعتیہ مجموعے منظرِ عام پر آ کر پزیرائی حاصل کر چکے ہیں "سعادت" اور "شہادت" کے نام سے۔

ذکرِ نبی کی برکتیں، بختِ بشر بدل گئیں　　　صدقۂ نامِ مصطفٰے، آئی بلائیں ٹل گئیں

نعتِ نبی کی محفلیں، ابرِ کرم کی بارشیں　　　دل کی تمام حسرتیں شعر و سخن میں ڈھل گئیں

"سعادت"

مجھ گنہگار کو جو نعت کی توفیق ہوئی　　　آپ کی شانِ کریمی کی یہ تصدیق ہوئی

دیکھنے آپ کا میں روضۂ انور آیا　　　تشنہ لب ایک ازل کا لبِ کوثر آیا

"شہادت"

ڈاکٹر قیصر عباس زیدی: ڈاکٹر قیصر عباس زیدی برطانیہ کے شہر شیفیلڈ میں رہائش پزیر ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے نفسیاتی معالج ہیں۔ وہ ایک معروف شاعر اور نقد نگار ہیں، ان کی چار شعری تخلیقات ہیں اور پانچویں تخلیق "اعلانِ حق" ہے جس میں نعت، نعتیہ قطعات، منقبت، سلام اور مرثیہ شامل ہیں۔

بزمِ سخن ساؤتھ یارکشائر برطانیہ کے سرپرست ہیں اس کے علاوہ تخلیقی زاویے یوکے کے چیئرمین ہیں۔ پاکستان، یوکے، یوایس اے اور یورپ میں محافلِ مشاعرہ، محافلِ مسالمہ و منقبت کا انعقاد کرواتے رہتے ہیں۔ انہیں اب تک سفیرِ اردو ایوارڈ ۲۰۱۸ سے نوازا جا چکا ہے۔

ہوائے شہرِ مدینہ سے گفتگو ہو گی
جو ہو گی گفتگو، وہ ہو کے با وضو ہو گی
مدینے تری فضاؤں سے خوشبوئیں لے کر
مرے لہو کی ہر اک بوند مشکبو ہو گی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

چاہیے سارے سہاروں کو سہارا اس کا
اس لیے خوش ہیں سہارے کے نبی آتے ہیں
کہکشاں نور سے ان کے ہے منور قیصر
جگمگاتے ہیں ستارے کے نبی آتے ہیں

ٹیپوارسل: ٹیپوارسل کا تعلق راولپنڈی سے ہے۔ کئی سالوں سے لندن میں مقیم ہیں۔ ابتدائی تعلیم راولپنڈی سے حاصل کی۔"آئی سی ایم اے"کا امتحان پاکستان سے پاس کر کے برطانیہ چلے آئے اور "اے سی سی اے" کی ڈگری برطانیہ سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ اکاؤنٹنٹ کے طور پر ملازمت کی اور پھر اپنا کاروبار شروع کیا۔ ٹیپوارسل کی شاعری کی ابتدا نعت کہنے سے ہوئی۔ ان کے دو نعتیہ مجموعے منظر عام پر آ کر پزیرائی حاصل کر چکے ہیں۔"سب سے اعلیٰ ذات مدینے میں" 2016، "موسمِ دل نشیں مدینے میں" 2021

زندگی میں جو عنایت ہے ، عنایت ان کی
جو ملا ہم کو سہارا ، ہے سہارا ان کا
اک نظر آپ کی جن پر بھی پڑی ہے ارسل
پھر چمک اٹھا ہے قسمت کا ستارہ ان کا

جاوید اقبال ستار: جاوید اقبال ستار برطانیہ کے شہر بریڈفوڈ میں مقیم ہیں۔ پاکستان میں ان کا تعلق گوجر خان شہر سے اور وہ 13 جون 1952 میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک معروف شاعر ہیں، شاعری میں جن استاد شعرا سے استفادہ کیا ان میں موج فرازی، انجم خیالی، مختار الدین احمد مختار اور اسد ضیا شامل ہیں۔ ان کے دو رسائل چنیدہ، فن اور فنکار کے نام سے ہیں۔ ان کی دو مطبوعہ تخلیقات کے علاوہ "رحمتِ بے کراں" کے نام سے ایک نعتیہ مجموعہ بھی منظرِ عام پر آیا۔

ہر دم مری نگاہ میں عفتِ رسول　　یوں کر رہا ہوں پیرویِ سنتِ رسول
ماہ و نجوم جھک گئے معراج کی گھڑی　　ستار کیا بیان کرے عظمتِ رسول

"رحمتِ بے کراں"

ڈاکٹر خادم حسین خامس: ڈاکٹر خادم حسین خامس 1936 میں راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ابتدائی تعلیم راولپنڈی سے حاصل کی۔ ایم ایس سی لاہور ایف سی کالج کی۔ 1967 میں برطانیہ چلے آئے، یہاں محکمہ تعلیم سے منسلک ہو گئے۔ 1984 میں انہوں نے امریکہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، اور اسی سال انہوں نے دو فنڈز بھی قائم کیے،" مکہ کینسر فنڈ" اور" مدینہ تعلیمی اور رفاہی فنڈز" دونوں کو اپنے والد کے نام وقف کیا۔ کئی برسوں سے برطانیہ کے شہر ہکمنڈ وائک میں مقیم ہیں۔ ان کی کئی کتابیں منظرِ عام پر آ ئیں۔

1978 میں"خطوطِ خامس" شائع کروائے، ان خطوط میں مادرِ وطن اور بین الاقوامی شخصیات کو ان کے فرائض یاد کروائے۔ اس کے علاوہ ایک نظموں کا مجموعہ"مخمسِ خامس" ایک نثری کتاب" جرات کے وارث" اور 1997 میں پنجابی شاعری کی دو کتابیں" دل و دماغ""خوشبوئے حرم" اور آخر میں اردو میں ایک نعتیہ مجموعہ" وَردِ مدحت" کے نام سے شائع ہوا۔

اگر اپنا لیں یہ اہلِ جہاں اسوہ محمد کا　　　اخوت کی ضیا پھیلے، مٹیں قومیں، مٹیں ذاتیں
نماز و روزہ و قرآں زکوۃ و حج اے خامس　　　محمد نے یہی دی ہیں مسلمانوں کو سوغاتیں

محمد یوسف مرزا: محمد یوسف مرزا رہبر پاکستان بننے سے کچھ عرصہ قبل کپورتھلہ مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ 1947ء میں خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ بعد میں انگلینڈ میں نیو کاسل میں مقیم رہے۔ ایک طویل عرصہ تک جدہ میں شعبہ تدریس سے وابستہ رہے۔ نیو کاسل میں (غالباً 2000ء سے 2005ء کے درمیان) وفات پائی۔"عقیدت" نعتیہ مجموعہ ہے۔ مختلف موضوعات پر نثر و نظم میں ان کی تقریباً ایک درجن کتابیں ہیں۔ تحریر کا معیار بہت اعلیٰ ہے۔

نہ ہو جب شعورِ پیامِ محمد　　　سمجھ میں نہ آئے مقامِ محمد
ملی ہر غلامی سے اس کو رہائی　　　بڑا محترم ہے غلامِ محمد
اگر دل میں سمائی ہو محبت شاہِ بطحا کی　　　تو معیارِ عمل ہوتی ہے سیرت شاہِ بطحا کی

(عقیدت)

ملک فضل حسین: ملک فضل حسین 1935 میں پاکستان کے شہر چکوال میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بی اے ایل ایل بی کی سند پشاور یونیورسٹی سے حاصل کی کچھ عرصہ راولپنڈی میں وکالت کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بعد 1963 میں برطانیہ کے شہر برطانیہ کے شہر برمنگھم میں آ گئے۔ انجمن ترقیٔ اردو برمنگھم اور اردو فورم برمنگھم کے پلیٹ فارم سے کم و بیش نصف صدی تک علوم ادب کے فروغ کے لیے کام کرتے رہے۔ دین دار شخصیت کے مالک ہیں۔ کلام کا اکثر حصہ حمد، نعت، منقبت اور ملی منظومات پر مشتمل ہے۔ ان کی دو کتابیں منظر عام پر آئیں"ابیات ابجد""کلیات ابجد"

ملی روشنی جن کی رحمت کے صدقے　　دل و جان ان پر فدا کر رہا ہوں
ترے فضل سے نعت ورد زباں ہے　　تری حمد صبح و مسا کر رہا ہوں

اللہ کی عنایت سے جس دم شاعر کو ارادت ملتی ہے
تب نعتِ پیمبر کہنے کی سعادت ملتی ہے
بس ختمِ نبوت آپ پہ ہے، تکمیلِ انساں آپ سے ہے
ہر باب میں جامع اور اکمل آقا کی فضیلت ملتی ہے

ڈاکٹر عبدالرب ثاقب: ڈاکٹر عبدالرب ثاقب حیدر آباد دکن میں ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بھارت کے مختلف دینی مدارس سے دینی تعلیم حاصل کی۔ اب وہ برطانیہ کے شہر برمنگھم میں مقیم ہیں اور برمنگھم کے ایک قریبی شہر ڈڈلی میں ایک مسجد میں امام، خطیب اور مدرس کے طور پر خدمات انجام دیتے ہیں۔ دو شعری مجموعے"فیضانِ ربانی" اور"شہابِ ثاقب"منظر عام پر آئے جو حمد، نعت اور منقبت پر مشتمل ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے معاشرتی مسائل پر نثر میں ایک کتاب زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔

تھے جہالت میں جو ان کو علم والا کر دیا
آپ کی تعلیم نے پتھر کو ہیرا کر دیا
صرف منہ سے دعوائے عشقِ نبی ثاقب نہ کر
چل کے سنت پر سلف نے بول بالا کر دیا
خدا کی ذاتِ واحد منبعِ دریائے رحمت ہے
محمد رحمۃ للعالمیں، کیا ان کی عظمت ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نبی کی ذاتِ اقدس مرکزِ فہم و فراست ہے
نبی کی ذاتِ اقدس مصدرِ علم و فصاحت ہے

محمد فاروق نسیم: محمد فاروق نسیم بھارت کے مشہور صنعتی شہر جمشید پور میں پیدا ہوئے۔ برطانیہ آ کر برمنگھم شہر میں سکونت اختیار کی۔ دینی علوم و اقدار کے حامل گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ دینی اور عصری علوم کی مختلف زبانوں میں لکھی گئی کتب کی ایک بڑی لائبریری کے مہتمم و منتظم ہیں۔ حمد و نعت اور مسلم ملی جذبات و احساسات پر مشتمل منظومات کہتے ہیں۔ ان کے دو شعری مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں جو حمد، نعت اور منقبت پر مشتمل ہیں" عکاسیاں" اور "تابانیاں" کے نام سے

بازارِ مدینہ کی فضا اور ہی کچھ ہے　　پر کیف و پر انوار ہوا اور ہی کچھ ہے
اللہ کی عنایات تھیں ہر ایک نبی پر　　سرکارِ دو عالم پہ عطا اور ہی کچھ تھی
امت اسی لیے تو ہے بھٹکی رسول کی　　راہِ فلاح اس نے جو چھوڑی رسول کی
کرنا ہے گر نسیم تمہیں رب کی پیروی　　طاعت کرو ضرور تم امی رسول کی

محمد حبیب امرت: محمد حبیب امرت چشتی کا آبائی تعلق ڈڈیال آزاد کشمیر سے ہے۔ حالیہ سکونت برمنگھم برطانیہ ہے۔ زیادہ تر پنجابی میں لکھتے ہیں لیکن کلام کا کچھ حصہ اردو میں بھی ہے۔ "نعتِ حبیب" کتاب کا غالب حصہ نعت پر مشتمل ہے۔ باقی کلام بھی صوفیانہ اور دینی اقدار و افکار کا حامل ہے۔ دوسرا مجموعہ "افکار حبیب" بھی اسی رنگ میں لیکن مکمل طور پر پنجابی زبان میں ہے۔

آنکھوں سے ہیں اشک رواں، جاؤں تو میں جاؤں کہاں
آپ ہی ہیں آسرا، یا محمد صلِ علیٰ
سنتے ہو فریاد سبھی کی، کرتے ہو امداد سبھی کی
سن لو میری بھی صدا، یا محمد صلِ علیٰ
موت امرت سر پہ کھڑی ہے، لب پہ ہچکی آخری ہے
ہو کرم راہِ خدا، یا محمد صلِ علیٰ

(نعتِ حبیب)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹر مختار الدین احمد: ڈاکٹر مختار الدین احمد 1932ء میں بھوپال میں پیدا ہوئے اور 1949 میں پاکستان آ گئے۔ کراچی کے ڈو میڈیکل کالج سے میڈیسن کی ڈگری لی۔ ڈاکٹر مختار الدین نے لیور پول اور مانچسٹر شہر میں Anaesthesia ٹریننگ لے کر رائل کالج لندن سے امتحان پاس کیا اور بطور متخصصِ بے ہوشی کے ایران کی آئل کمپنی میں ملازمت اختیار کی۔ انقلابِ ایران کے بعد انگلستان واپس آ گئے اور 1996 میں بریڈفورڈ رائل انفرمری سے ریٹائرڈ ہو گئے۔

ڈاکٹر مختار الدین ایک وضع دار دھیمے مزاج کے متحمل شخصیت والے انسان ہیں ان کی شخصیت علم و حلم دانش اور درد مندی کا آمیزہ ہے۔ چند سال پہلے نثری مضامین کی دوسری جلد اور عکسِ آواز کے نام سے شعری مجموعۂ کلام بھی شائع ہوا جس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنی حمد یہ اور نعتیہ رباعیات کے ساتھ چند نعتیں بھی شامل کیں۔

ڈاکٹر صاحب کا شمار انگلستان کے قابلِ قدر، سینئر استاد شعرا میں ہوتا ہے وہ ایک قادر الکلام شاعر ہیں اور انگلستان کی کئی فعال تنظیموں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ جن میں تقریبا 12 سال سے ''یارکشائر ادبی فورم برطانیہ'' سرِ فہرست ہے۔

اک نور ہیں اک نور کا ہالہ ہیں رسول　　انسان ہیں انسان سے بالا ہیں رسول
تکمیل مدارج میں ہے ممکن مختار　　دنیا میں ہر اک چیز سے اعلیٰ ہیں رسول

وہ چلتے ہیں تو کچھ ایسے زمیں پر پاؤں رکھتے ہیں
بچھی ہیں ہر طرف آنکھیں انہیں پر پاؤں رکھتے ہیں
تفکّر فلسفہ منطق بھی پابوسی پہ ہیں نازاں
وہ اس حکمت سے دل کی سرزمیں پر پاؤں رکھتے ہیں
مبارک ہو ثنا مختار آقائے دو عالم کی
کہ اب ہم جادۂ عین الیقیں پر پاؤں رکھتے ہیں

اشتیاق میر: اشتیاق میر لیڈز میں مقیم ہیں۔ 10 جون 1957 کو کراچی میں پیدا ہوئے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مارکیٹنگ میں ڈگری حاصل کر رکھی ہے۔ اب تک ایک شعری مجموعہ"زندگی اتنی تو ہو" اشاعت آشنا ہوا جس میں انہوں نے اپنی دس نعتیں شامل کیں۔ 1981 میں انہوں نے" بزمِ ادب لیڈز" کی بنیاد رکھی۔ 2010 میں" یارکشائر ادبی فورم برطانیہ" کے نام سے اپنے چھ مزید ساتھیوں کے ساتھ مل کر تنظیم کی بنیاد رکھی اور اسے منظم کیا۔ کئی تنظیموں کے ساتھ منسلک ہیں اور اردو ادب کی ترویج کے لیے کام کر رہے ہیں۔ کئی نعتیہ ادبی محافل و مشاعروں کا انعقاد بھی کر چکے ہیں۔

میرے حضور سوئے ہوؤں کو جگا گئے — مٹی کو اس جہان کی سونا بنا گئے

بوبکر اور عمر، علی، عثمانِ با حیا — ہیروں کو آپ اپنا خلیفہ بنا گئے

ڈاکٹر سکینہ راسمیلی بہادر

موریشس میں نعتیہ شاعری کا فروغ

اردو میں فنِ نعت گوئی عربی و فارسی زبان کی دین ہے۔ درحقیقت اردو میں نعت گوئی کی روایت اردو شاعری کی طرح قدیم ہے۔ اردو کے مایہ ناز اور معتبر شعراء نے اس صنف میں طبع آزمائی کر کے نہ صرف اس عظیم فن کی توسیع کی بلکہ نعتیہ شاعری کو ہمدوشِ ثریا کر دیا۔

موری شس میں جب ہمارے اسلاف تشریف لائے تو وہ اپنے ساتھ مذہب اور تہذیب کا بیش قیمت سرمایہ لے آئے۔ وہ غریب اور ناخواندہ تھے لیکن جن اشیاء سے ان کے دل روشن اور چہرے تابناک تھے وہ ان کے مذہب اور تہذیب تھیں۔ البتہ انہوں نے ماریشس میں اسلام کے نخلِ بالیدہ کی آبیاری کر کے اس جزیرے کو ایک ضوفشاں افق فراہم کیا۔

ہمارے آباءاجداد پرانے زمانے میں جب مذہبی محفلوں کا انعقاد کرتے تھے تو قرآن خوانی کے ساتھ ساتھ نعتیں بھی پڑھتے تھے۔ اس وقت وہ نعتوں کو قصیدہ کہا کرتے تھے۔ اختتام سلام ودعا سے ہوتا تھا۔ اسی طرح، حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی مناسبت سے دس مجلس، غوثِ پاک کی گیارہ مجلس اور حضورؐ کی آمد کی مناسبت سے بارہ مجلس کا اہتمام کرتے تھے۔ ان محافل میں حمد وقصیدہ ومنقبت والہانہ محبت وعقیدت کے ساتھ پڑھی جاتی تھی۔ یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ اس جنت نما جزیرے کے مدارس میں تعلیم وتدریس کے ساتھ نعت سیکھنے پڑھنے کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ جو لوگ اردو رسم الخط سے نابلد ہیں وہ Roman رسم الخط میں نعت پڑھتے ہیں۔

ستّر اسّی دہے کے بعد موریشس میں نعت پڑھنے کا شوق لوگوں میں بڑھنے لگا۔ بالخصوص نوجوانوں میں۔ یہ نوجوان مختلف تنظیموں، اداروں اور مذہبی مراکز میں نعت پڑھنے کے لیے مدعو کیے جاتے ہیں۔ یہ زیادہ تر پاکستان کے نعت خوانوں کی پیروی میں اور انہیں کی طرز پر نعت پڑھتے ہیں۔ دراصل ماریشس میں برصغیر بالخصوص پاکستان کے معروف نعت خوانوں کی آمد سے یہاں نعت خوانی کا جس تیزی کے ساتھ فروغ حاصل ہوا، وہ بلاشبہ قابلِ تحسین ہے۔ حضورؐ سے اپنی بے پناہ محبتوں کا اظہار

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہاں کے لوگوں میں حدِ دیوانگی تک پایا جاتا ہے۔ جب میڈیا کی بات کریں تو ریڈیو اور ٹی وی نے نعت کے فروغ میں جو اہم کردار ادا کیا اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ نوے کے دہے کے بعد ٹی وی پر نعت خوانی کے مقابلے کے انعقاد سے بچّوں، لڑکیوں اور عوام میں اس ضمن میں مزید دلچسپی بڑھی ہے۔ جب ۲۰۰۲ء میں اردو اسپیکنگ یونین کا قیام ہوا تو نعت کے میدان میں بہت ترقی ہوئی۔ اس غیر سرکاری ادارے نے مقامی ٹیلیویژن (ایم۔ بی۔ سی ٹی وی) کے اشتراک سے عقیدت کے پھول نامی نعتیہ مقابلے کا انعقاد وقفے وقفے سے کیا جو ہر اعتبار سے کامیاب رہا۔

ہے خدا خود مصنفِ نعت ہم تو تالیف کرنے والے ہیں

(ابرار کرتپوری)

اگر خدا خود مصنفِ نعت ہے تو نہ صرف برِصغیر ہند و پاک میں بلکہ اہلِ ماریشس بھی بڑی شان سے بارگاہِ رسالت میں اپنے جذباتِ عالیہ کا اظہار کرتے ہیں۔ بارہ ربیع الاول کو باشندگانِ ماریشس تزک و احتشام سے جشنِ عید میلاد النبی مناتے ہیں۔ مقامی مساجد اور مدارس میں مردانہ اور زنانہ محفلِ میلاد منعقد کی جاتی ہے جس میں لوگ جوق در جوق شریک ہوتے ہیں۔ بیشتر جگہوں پر جلوس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ہر ایک کے لبوں پر نعتِ مصطفی ہوتا ہے اور روشنیوں سے ملک کے گوشے گوشے کو بقعۂ نور بناتے ہیں۔ تاہم خدا نے بنی نوع انسان کو لاتعداد نعمتوں سے سرفراز کیا ہے لیکن ان نعمتوں پر کبھی احسان نہیں جتایا۔ ایک ہی نعمت جس پر خالق اعصار و نگارندۂ آنات نے احسان جتایا ہے وہ محبوب کبریا ہے۔

ماریشس میں بھی محبانِ رسول بارگاہِ رسالت میں گل ہائے عقیدت پیش کرتے ہیں اور یہاں بھی چند نعت گو شعراء کی کاوشوں سے نعت گوئی کے چشمے ابلنے لگے اور نعت گوئی کی ایسی کائنات معرضِ وجود میں آئی جو قابلِ تحسین ہے۔ ان میں مبلغِ اسلام حضرت علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی، طاہر دومن، قاسم علی محمد، صابر گودر اور سعید میان جان جیسے شعراء کرام قابلِ ذکر ہیں۔

سب سے پہلے پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی کے نعتیہ کلام کا جائزہ لیتے ہیں۔ مولانا مفتی محمد ابراہیم خوشتر صدیقیؒ کی برگزیدہ شخصیت عالمِ اسلام میں تعارف کے محتاج نہیں۔ کشورِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

علم وفضل کے یہ شہنشاہ نہ صرف برِصغیر ہندو پاک میں معروف ہیں بلکہ قطبِ اعظم ماریشس اور برِاعظم افریقہ میں آپ کے شائقین موجود ہیں۔اسلام کی تبلیغ واشاعت میں آپ نے قابلِ قدر خدمات انجام دئے ہیں اور دینِ حق کی راہ میں اپنی جان صرف کر دی۔آپ ایک بین الاقوامی شخصیت کے مالک تھے۔آپ کی جائے ولادت ہندوستان ہے۔آپ ماریشس میں پورٹ لوئس کے جامعہ مسجد کے خطیب کی حیثیت سے تشریف لائے تھے۔ آپ بیک وقت ''مبلغ ومفکر ومدبر اور محدث ومفسر وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم عاشقِ رسول تھے''۔آپ کو صنفِ نعت سے بہت شغف تھی۔شعروشاعری سے دلچسپی اور عشقِ نبیؐ کا جذبہ آپ کو وراثت میں ملا تھا۔آپ کی شاعری کا مرکز حمد ونعت ومنقبت اور درودو سلام ہے۔آپ کا مجموعۂ کلام ''قسیم بخشش'' ہے۔اس کے علاوہ 'خوشبوے خوشتر' نام سے بھی ایک مجموعۂ کلام شائع ہوا ہے۔ اس کی ابتدائی دوغزلیں حمدیہ ہیں۔یہ شعری مجموعہ پانچ منقبت اور ایک صلاۃ وسلام پر مشتمل ہے۔بقیہ بارہ نعتوں کا حصہ مدحتِ رسولؐ پر محمول ہے۔آپ کے شعری مجموعے میں غزل کی ہیئت کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔عالمِ دین ہونے کے موجب آپ کی بیشتر نعتیں قرآنی آیات کا ترجمہ معلوم ہوتی ہیں۔آپ کے نعتیہ کلام میں معنی خیز ابہام مستعمل ہیں نیز ان میں ذومعنویت کا عنصر غالب ہے تاہم عشقِ رسول میں لبریز جذبات جب آپ کے دل پر ٹھاٹھیں مارتے ہیں تو آپ کا قلم کہیں کہیں رو گردانی کرتا نظر آتا ہے مثلاً

اپنے دامن میں چھپالیں تو بہت اچھا ہو — خوفِ محشر سے بچالیں تو بہت اچھا ہو
تیرے ہی در پہ رہوں تیرے ہی ٹکڑوں پہ پلوں — سگ مجھے ایسا بنالیں تو بہت اچھا ہو
(اپنے دامن میں چھپالیں)

مندرجہ بالا اشعار کے پیشِ نظر شہِ قونینؐ سے آپ نے دعائیہ اندازِ تخاطب اختیار کیا ہے ۔ آپ کے رگ و پے میں اسلامی تصورات رقصاں نظر آتے ہیں اور یہ وصف آپ کی نعتیہ شاعری میں منعکس ہے۔آپ کی نعتوں میں حضور اکرمؐ سے والہانہ محبت کے باعث داخلیت کا وفور پایا جاتا ہے۔ آپ کے باوقار قلم سے نکلے ہوئے اشعار سوز وگداز میں ڈوبے ہوئے ہیں۔آپ بخوبی واقف تھے کہ جب صفحۂ ہستی پر انسانیت دم توڑ رہی تھی اور پیاسی زمین ابرِ باراں کے لئے ترس گئی تھی تو ایک ایسی صبح

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فاراں کی ضرورت تھی جو ذرے ذرے کو منور کرے۔ چنانچہ ولادتِ نبوی کی مناسبت سے یہ شعر ملاحظہ کیجیے

صبح فاراں مرحبا ایسا اجالا کر دیا　　ذرے ذرے کو جہاں کے طورسینا کر دیا

(صبح فاراں مرحبا ایسا اجالا)

آپ کی بیشتر نعتوں سے یہ حقیقت فاش ہوتی ہے کہ آپ دیارِ حبیب یعنی مدینہ منورہ اور سبز گنبد کا دیدار کرنے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ یہ عرض کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ بیشتر نعت گو حضرات نے دیارِ حبیب میں جانے اور مرنے کی تمنا بار بار ظاہر کیا ہے۔ اصل میں سبز گنبد کا دیدار کرنے کی تمنا موضوعاتِ نعت میں سے ایک ہے۔ کلامِ خوشتر کی نعتوں سے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

ان کے دربارِ اقدس میں ہم آ گئے　　دونوں عالم کا مقصود ہم پا گئے

نہ پوچھ میری زندگی کا قرینہ　　مدینہ کبھی دل کبھی دل مدینہ

(نعت رسول مقبول)

آپ نے سلیس اور عام فہم زبان میں اپنے والہانہ جذبات واحساسات کو ہدیۂ نعت کیا ہے جس میں بلاشبہ ایک روحانی ترنگ نظر آتا ہے۔ آپ کے شعری مجموعے کا کمال یہ ہے دو نعت خواں نے انہیں دلکش و پرکشش انداز میں پڑھا ہے اور یہ سی ڈی کے فارم میں دستیاب بھی ہے۔

بعینہٖ نعت گوئی میں محمد طاہر دومن کا نام بھی اہمیت کا حامل ہے۔ ۱۹۶۷ء میں انھوں نے ٹیچرز ٹریننگ کالج میں داخلہ لیا اور بحیثیت مدرس اردو زبان کی خدمت سنجیدگی سے کرتے رہے۔ انہیں اردو زبان سے بڑی رغبت تھی اور وہ ادبی ذوق بھی رکھتے تھے۔ ان کے والد نعت خوانی میں مہارت رکھتے تھے اور مجالس حمد و نعت کا اہتمام بھی کرتے۔ والد کی صحبت میں رہ کر ذوقِ شاعری پروان چڑھتا رہا بلکہ انھوں نے خود کہا ہے ''ناچیز کو انہیں مجلسوں اور صحبتوں سے استفادہ کا موقع ملا''۔ ان کی شاعری کا مجموعہ'' تلاشِ پیہم'' حمد و نعت، منقبت اور جبی نظموں پر مشتمل ہے۔ ان کے مجموعۂ کلام میں کل پانچ نعتیں ہیں۔ چار نعتوں میں انہون نے اردو شاعری کی مقبول ترین صنف یعنی غزل کے ہئیتی تجربے کئے جبکہ ایک نعت میں مثنوی کی ہیئت اختیار کی۔ پیشِ خدمت ہیں چند اشعار

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مدینے والے کے بتلائے رستے پر قدم رکھیں
خدارا دین سے ہم جوڑ کے ناطہ بہم کریں

اٹھا کر پردۂ غفلت کو تم اپنی نگاہوں سے
کرو پھر التجائیں سسکیوں سے اور آہوں سے

اردو نعت گوئی کے ابتدائی دور میں نعت گو شعراء نے مثنوی کی ہیئت کو بطورِ خاص اپنایا۔ مذکورہ بالا نعت کے ابتدائی تین اشعار میں طاہر نے ارشادات و تعلیماتِ نبوی پر توجہ صرف کی ہے اور نبی آخرالزماں ﷺ کا اسوۂ حسنہ کا اتباع اور تقلیدِ نبوی پر کاربند ہونے کا درس دیا ہے۔ فرمانِ خداوندی کی روشنی میں اطاعت اور اتباعِ رسول فرض ہے۔ تاہم اس نعت میں استفہامیہ انداز حاوی ہے جس کے باعث طاہر دومن کہیں کہیں اپنے اصل مقصد سے دور نیز وہ شاعرِ مشرق علامہ اقبال کے اسلوب نگارش سے زیادہ متاثر نظر آتے ہیں۔ انجام کار ان کی نعتوں میں ایک مصلحانہ رنگ بھی منعکس ہے۔

کہاں ہے وہ جواں مردی کہاں اونچا علم تیرا
جو راہِ حق میں اٹھتا تھا کہاں ہے وہ قدم تیرا

تاہم نعت کے آغاز میں انہوں نے جس شد و مد سے اظہارِ محبت کیا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے خمیر میں عشقِ رسول سرایت ہے۔ علاوہ بریں اگرچہ طاہر نے اپنے شعری مجموعے کا آغاز روایتی نعتیہ شاعری سے کیا پھر بھی ان کی نعتوں میں عشقیہ انداز غالب ہے۔ نعت کا ایک انداز محبتِ رسول سے وابستہ ہے۔ اس قسم کی نعتوں میں آپ ﷺ کی صفات سے زیادہ آپ ﷺ کی ذات مثلاً آپ ﷺ کے لباس اور پسینۂ اطہر یا مسجدِ نبوی کی کیف آگیں فضا، مدینے سے دور ہونے کا بیان یا مدینے میں مرنے کی تمنا جیسے دلی جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کرنے کے لئے شعراء تلمیحات، تشبیہ و استعارات جیسے شعری وسائل کا بطورِ خاص استعمال کرتے ہیں۔ طاہر کی بعض نعتوں سے یہ آگہی ہوتی ہے کہ وہ رسول ﷺ کے غمِ ہجراں میں مضطرب ہیں اور شہرِ جاں افروز کی خاک چومنے کے متمنی ہیں۔ چند اشعار عنایت فرمائیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کچھ ایسا مقدر مرا بن جائے خدایا　　دیکھوں میں شہِ دین کا سو بار مدینہ

(انوارِ مدینہ)

ڈھونڈو نہ ہمیں لوگ گلزارِ جہاں میں تم　　پانا ہو تو پائیں گے آقا کے مدینے میں

(آقا کے مدینے میں)

درج بالا اشعار سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طاہر دومن عشق کے فاراں کی چوٹی پر جا بیٹھے ہیں۔ ان کے کلام میں حسنِ عقیدت کے اعلیٰ نمونے ملتے ہیں۔ نعتیہ خصوصیات کے تناظر میں اگر ان کے کلام کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے یہاں سوز و گداز، تلمیحات اور استعارات کی اچھی مثالیں ہیں۔ تاجدارِ حرمؐ کے اظہارِ محبت میں انہوں نے سپردگی اور گداختگی کا ثبوت دیا ہے اور اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کا گہرا شعور رکھتے ہیں۔ رسول اللہؐ کی لازوال محبت ہی قرۃ العین ہے۔ اس روحانی جذبے کو ظاہر کرنے کے لئے انہوں نے شائستہ الفاظ کا انتخاب کیا ہے جس کے سبب ان کا کلام سوقیانہ پن سے پاک ہو گیا ہے۔ ان کے نعتیہ اشعار میں کہیں بھی رسول پاکؐ کی شان میں گستاخی اور بے حرمتی نہیں ہوئی بلکہ ایک ایک لفظ سے رسولِ خداؐ کی تعظیم و تکریم جھلک رہی ہے۔ انہوں نے جو مضامین باندھے ہیں وہ نبی کے شایانِ شان ہیں۔

نعت گوئی کے محاذ پر قاسم علی محمد کا نام بھی اہم ہے۔ وہ معلم کے عہدے پر فائز تھے اور ماریشس میں اردو زبان کے فروغ میں انہوں نے قابلِ قدر اضافے کئے۔ اردو ادب سے گہری واقفیت کے ساتھ ساتھ وہ ادبی ذوق و شوق بھی رکھتے ہیں۔ اس تناظر میں ان کا غزلیہ مجموعہ ''کلامِ ناداں'' شائع ہو چکا ہے۔ آپ کے ذخیرے میں چار نعتیں ہیں جن کی اشاعت نہیں ہوئی ہے۔ تاہم ان کے نعتیہ کلام کے مطالعے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی سرشت کو بحرِ رسولؐ سے توانائی و تابندگی حاصل ہوتی ہے۔ انہوں نے نور کو بطور استعارہ استعمال کیا ہے نیز عشق رسول کے اظہار کے لئے خوبصورت علامتوں نے ان کے کلام میں چار چاند لگا دئے ہیں۔ فرماتے ہیں

محبوبِ الٰہی ہیں پرنور محمدؐ ہیں　　سایہ بھی ہے دم بھرتا آہیں بھی وہ بھر لیتا

امام الانبیا بھی ہیں کالی بھی کملی بھی ہیں　　ختم رسول آ گئے شاہ زمانہ آ گئے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انہوں نے ولادتِ نبوی، شہنشاہ زماں کے حسن و جمال اور شمائل و خصائل جیسے نعتیہ موضوعات پر نعتیں نظم کیں۔

ایام جاہلیت میں جب کفر، ظلم وستم، ناانصافی، جور و جبر کے بگولے رقصاں تھے اور یہ جہاں خزاں رسیدہ ہو چکا تھا تو رسولِ اقدسؐ کی آمد پر انسانیت کفر اور شرک کی زنجیروں سے آزاد ہوئی نیز یتیموں اور بیواؤں کو اپنے حقوق کا علم ہوا، رانسانیت کو آزادی کا پیغام ملا اور پورے عالم میں عطر بیز ہوائیں چلنے لگیں۔ اس خیال کو قاسم علی محمد فنکارانہ انداز میں اس طرح پیش کرتے ہیں

کافر ایماں لائے مسلماں ہو گئے بیوہ، گدا ، یتیموں کو حق بھی دلا دئے

ملتِ مسلمہ کو عزت و اکرام رسولؐ سے ہی حاصل ہے۔ آپ کے درسِ مساوات و اخوت بنی نوع انسان پر ایک عظیم احسان ہے۔ چنانچہ نبیؐ کی آمد پر قاسم علی محمد اپنے جذبات کا اظہار یوں کرتے ہیں

بارہ ربیع الاول ہے شاہِ زمانہ آ گئے دونوں جہاں جھوم اٹھے شاہِ زمانہ آ گئے

اسلامی تعلیمات کا منبع بھی قرآن ہے اور ملت محمد یہ گا ضابطۂ حیات بھی قرآن ہے۔ نظامِ ہستی کے ضوابط قرآن شریف میں مضمر ہیں اور اس کا آفاقی پیغام امن و اماں ہے۔ اس نکتے کی وضاحت قاسم علی محمد نے یوں کی ہے

امت کو مل گئے ہیں قرآں و نماز بھی امن و اماں کے ضامن بتا دئے

وہ امام الانبیا حضرت محمدؐ کے دستِ مبارک اور چشم کرم پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

دستِ مبارک سر پر اگر ہے رستہ ہے آساں مشکل ٹلی ہے

شدتِ احساس نے ان کے مزاج پر جو کیفیات طاری کیں ان کا احوال شنیدنی ہے۔ کہتے ہیں:

بزم ہے روشن ہر دل منور نورِ ایماں ہے اب کیا کمی ہے
روزِ حشر کا غم بھی نہیں ہے جب کہ زباں پہ نعت نبیؐ ہے

غرضیکہ قاسم علی محمد کی نعتیں مرتبۂ نبوت کے عطر سے معطر ہیں۔ اگر چہ انہوں نے سہل طرزِ نگارش اختیار کیا پھر بھی ان کے نعتیہ اشعار دلکش ہیں اور ان کے یہاں ایمانیاتی چمک نظر آتا ہے۔ اگر چہ انہوں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نے سہل طرزِ نگارش اختیار کیا پھر بھی ان کے نعتیہ اشعار دلکش ہیں اور ان میں ایمانیاتی چمک نظر آتا ہے۔ تشبیہات اور استعارت کی مدد سے بھی انہوں نے اپنی نعتوں کو مزین کیا ہے۔

اردو دنیا میں شاذ و نادر ہی کوئی صابر گودر کے نام سے واقف نہیں۔ دراصل وہ تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ ایم جی آئی کے سابق صدر شعبہ اردو کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے نیز اردو کے فروغ کے لئے وہ کئی سرگرمیوں میں سرگرداں ہیں۔ وہ ایک غزل گو بھی ہیں اور ان کا مجموعۂ کلام بہ عنوان لبِ ساحل شائع ہو چکا ہے جو غزلوں پر محیط ہے۔ غزل کے پیرایۂ اظہار میں ان کی تین نعتیں مجھے دستیاب ہوئیں جن میں جمالیاتی تصویر کاری کے نمونے ملتے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری کا لبِ لباب عشقِ رسولؐ ہے۔ اس شہر بابرکت کی اہمیت جہاں پر رسولؐ محوِ استراحت ہیں یہ ہے کہ وہاں بے قرار روحوں کو قرار مل ہی جاتا ہے۔ چنانچہ صابر گودر شہِ کونین کے دیدار سے مشرف ہونے کی آرزو رکھتے ہیں اور زمینِ حجاز میں مرنے کے متمنی ہیں۔ فرماتے ہیں

جب میں جاؤں مدینے کو پھر نہ لوٹوں مدینے سے
موت میری وہاں گر ہو لاکھ بہتر ہے جینے سے

نعت میں مکالماتی لہجہ صابر گودر کے ضمیرِ فن کا حصہ ہے۔ یہ انداز ملاحظہ کیجیے:

اب یہاں دل نہیں لگتا اے حبیبِ خدا میرا　　بارہا چشمۂ دل چھلکا ہے اشکوں کے پینے سے
خواب میرا نہ جانے کب پورا ہو یا رسول اللہ　　نام میرا ہے وابستہ اب بتا کس سفینے سے

رسول اقدسؐ کے اوصافِ حمیدہ عالمِ انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہیں اور اہلِ بشر کا فرض ہے کہ وہ حضرت محمدؐ کے بتائے ہوئے راستے پر عمل پیرا ہو لیکن صابر گودر جب دورِ رواں میں اخلاقی اقدار کی تنزلی اور روحانیت کو مجروح دیکھتے ہیں تو ان کا دل مچل جاتا ہے اور وہ طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں۔ یہ استفہامیہ انداز ان کی نعتیہ شاعری میں جلوہ نما ہے۔ عرض کرتے ہیں:

یہ کیا وقت آیا ہے اب امتی پر　　کہاں اور کس سے کہوں میں

بیشتر نعت گو شعراء نام نہاد مصطفی کو ہی نجات اخروی سمجھتے ہیں اور الفتِ رسولؐ کو ہی اپنی بخشش کا سامان تصور کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خدا اگر یہ پوچھے تیرے پاس ہے کیا محمدؐ محمدؐ یہی بس کہوں میں

محمدؐ ہو لب پہ بوقتِ نزع جب تو مرنے میں صابر ندامت نہیں ہے

صابر گودر کی نعتیں مخلصانہ جذبات و احساسات کے حسین مرقعے ہیں۔ انہوں نے صنائع معنوی پر زیادہ توجہ صرف کی ہے۔ ان کی نعت میں ردیف اور قافیہ کی آمیزش نے جو لطافت پیدا کی اسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔ پیشِ خدمت ہے یہ شعر

محمدؐ محمدؐ پکارا کروں میں دیوانہ نبیؐ کا ہمیشہ رہوں میں

اس مقطع پر غور فرمایئے:

محمدؐ ہی لکھنا اے لوگو کفن پر سفر کے لئے کل جو صابر چلوں میں

جب تک کہ دل میں سوزِ مصطفی ہو تب تک حقیقی زندگی میسر ہے۔ عشقِ نبوی کے طفیل انسان کی زندگی اور عاقبت سنور جاتی ہے۔ شاذ و نادر یہ ایسا کوئی ذی شعور ہو جو عظمتِ مصطفیؐ کا اعتراف نہ کرتا ہو۔ بہرحال ہمارے نعت گو شاعر اس کا انجام بھی رقم کرتے ہیں۔

محمدؐ سے جس کو محبت نہیں ہے خدا کی قسم اس کو راحت نہیں ہے

تمام انسانوں کو اتباعِ رسولؐ میں سرگرم ہونا چاہیے۔ عاشقِ صادق کا تقاضا یہ ہے کہ اسے خیر البشرؐ کے ہر عمل، ہر انداز اور ہر بات پر گامزن ہونا چاہئے اور محض رسولؐ کا نام ہی لینا عقیدت نہیں ہے۔ بقول صابر گودر ؎

دلوں کا دھڑکنا بھی لازم ہے ہردم فقط نام لینا عقیدت نہیں ہے

الغرض صابر گودر کے نعتیہ کلام میں اعجاز، سلاست و روانی نہایت مستحسن ہیں اور یہ نعتیں نبی اکرمؐ کے ادب و احترام کے مظہر ہیں۔ عشقِ احمدؐ ان کی نعتوں میں قوس وقزح کے مانند بکھرے ہوئے ہیں۔ نعتوں کا یہ ہدیہ ان کی محبت کو برانگیختہ کرتا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ جناب صابر گوڈر کا دوسرا مجموعۂ کلام تیار ہے جو عنقریب منظرِ عام پر آئے گا۔

مزید برآں سعید میاں جان بھی ماریشس کے نعت گو شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ معائینِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

افسر کے عہدے پر فائز ہیں۔ان کے دو مجموعہ کلام ''سعیٔ لاحاصل'' اور ''زخمِ کہن'' شائع ہو چکے ہیں۔ انہوں نے زیادہ تر غزلیں اور نظمیں لکھی ہیں۔ان کے ذخیرے میں خصوصاً ''سعیٔ لاحاصل'' میں انہوں نے ایک سلام نظم کی ہے جو غزل نما ہے۔ دراصل سلام کی ساخت اور ہیئت بیش از بیش غزل کی ہوتی ہے۔اس سلام میں سعید میاں جان نے مؤدبانہ طرزِ تخاطب اختیار کیا ہے نیز ''دانا''، ''ہادی''، ''شفیع'' جیسے استعارات مستعمل کئے ہیں۔رسولِ اقدسؐ سے ان کی محبت کی انتہا یہ ہے کہ اگرچہ انہوں نے اپنی نظروں سے انہیں دیکھا نہیں لیکن ان کی موجودگی کو دل سے ضرور محسوس کیا ہے۔اس نذرانۂ درود وسلام سے رسولِ خداؐ کی محبت میں شیفتگی اور فریفتگی کے جذبات ابھرتے نظر آتے ہیں۔کہتے ہیں

تمہیںؐ نظر سے کبھی نہ دیکھا مگر تہِ دل سے تم کوؐ چاہا
سدا ہمارا یہ دل دیوانہ درود تمؐ پر سلام تمؐ پر

علاوہ بریں اس سلام سے یہ بات مترشح ہے کہ اگر وہ راہِ حق سے بھٹک گئے تو دو جہاں میں ان کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔بہر حال اہلِ مسلماں اگر راہِ حق سے بھٹک گئے اور رسولِ خداؐ کو بھی اپنی زندگی سے دور کر دیں تو زندگی اس قطرۂ آبِ نیساں کے مانند ہوگی جو سمندر سے مہجور ہو کر رائیگاں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سعید فرماتے ہیں:

بھٹک گئے راہِ حق سے جو ہم کہ ہو گئے تمؐ سے دور جو ہم
تو دو جہاں میں نہیں ٹھکانا درود تمؐ پر سلام تمؐ پر

سرکارِ دوعالم سے والہانہ عشق کے اظہار میں وہ فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے سبز گنبد کا دیدار کیا تھا تو وہ زار وقطار روئے تھے۔ان کے جذبے میں صداقت کی لہریں موجزن ہیں۔پیشِ خدمت ہے یہ شعر ؎

وہ سبزِ گنبد نظر جو آیا رواں ہوا آنسوؤں کا دریا
نہ سہ سکا میں یہ دردِ سینہ درود تمؐ پر سلام تمؐ پر

اردو شاعری میں نعت کا ذخیرہ بھی خاصہ ہے۔عام طور پر سلام کہنا زیادہ مشکل ہوتا ہے۔اس ضمن میں حفیظ جالندھری اور ماہر القادری دستگاہ رکھتے ہیں۔المختصر اپنے والہانہ جذبات واحساسات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے اظہار میں سعید نے دقیق تشبیہ و استعارات سے اجتناب کیا ہے نیز سیدِ کون و مکاں کی تعریف و توصیف میں انہوں نے اس طرز کا خطابانہ انداز اختیار کیا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی مجازی محبوب سے محوِ گفتگو نہیں ہیں اور گل ہائے عقیدت پیش کرتے وقت انہوں نے حدود و احترام کو تجاوز بھی نہیں کیا۔

حاصلِ کلام یہ کہ مندرجہ بالا نعت گو شعراء کا نعتیہ کلام انہیں کا طرہ امتیاز ہے۔ ہمارے نعت گو شعراء نے زیادہ ہیئتی تجربے نہیں کئے ہیں بلکہ انہوں نے حتی الواسع متغزلانہ لہجہ اختیار کیا ہے۔ نیز موضوعات کے اعتبار سے ہماری نعتوں کا دائرہ محدود ہے کیونکہ بیشتر نعتیں مدینہ منورہ پر محمول ہیں۔ مزید زورِ بیان، تلمیحات اور شعری وسائل کی بنیاد پر ہوسکتا ہے کہ ہمارے شعراء برِصغیر کے شعراء کا مقابلہ نہیں کرتے تاہم اس حقیقت سے انحراف ممکن نہیں کہ اگر چہ اردو ان کی مادری زبان نہیں ہے پھر بھی انہوں نے جس خوبی، جسارت اور قلب و نظر کی طہارت کے ساتھ صنف نعت جس کو اردو زبان کی مشکل ترین صنف قرار دی جاتی ہے اپنے جذبات عالیہ کا اظہار کیا ہے وہ قابلِ تحسین ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مداح رسولؐ ہیں اور انہوں نے اپنے جذبات و احساسات کو نگینوں کی طرح نعتوں کے قالب میں ڈھال دئے ہیں۔

بلاشبہ نعت خوانی کی مقبولیت روز افزوں ہو رہی ہے۔ اگر چہ یہاں کی مادری زبان اردو نہیں ہے لیکن شوق، جذبہ اور عقیدت کی بنا پر یہ عمل زندگی کا ایک لازمی جز بن گیا ہے۔ حتیٰ کہ یہاں کے کئی نعت خواں حضرات نے اپنی سی ڈی بھی تیار کر لی ہے اور کچھ لوگ مقامی اور ملکی ریڈیو پر اپنے فن کا مظاہرہ بھی کر رہے ہیں۔

پروفیسر عبداللہ شاہین رقم طراز ہیں کہ ''نعت گوئی معراجِ دیدارِ حبیب کی منزل ہے'' نیز ان کے نزدیک نعت میں ''بحر وزن اور قافیہ بھی شرط نہیں''۔ کارلائل شاعری کو مترنم خیال بتاتے ہیں۔ درج بالا اقوال کے پیشِ نظر اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے نعت گو شعراء ایک جداگانہ اسلوب رکھتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ ماریشس کے اردو ادب کے فنِ نعت گوئی میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کتابیات

۱۔ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتح پوری، ۱۹۹۲، اردو شاعری میں نعت، ابتداء سے عہدِ محسن تک، نسیم بک ڈپو ۲۵، جی بی مارگ، لکھنؤ، ۲۶۰۰۱۸

۲۔ڈاکٹر ریاض احمد، ۱۹۹۰، اردو میں نعت گوئی، اقبال اکادمی، پاکستان

۳۔سنبل نگار، ۱۹۹۵، اردو شاعری کا فن، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ

۴۔سیّد وحید اشرف کچھوچھوی، ۲۰۰۱، اردو زبان میں نعت گوئی کا فن، اربابِ حلقۂ ذکر سلسلۂ اشرفیہ، کڑودہ، گجرات

۵۔پروفیسر عبداللہ شاہین (ایوارڈ یافتہ)، نعت گوئی کے آداب، www.Kitabosunnat.com

۶۔ڈاکٹر عقیلہ بیگم سیّد غوث، ۲۰۰۳، اردو کے منتخب غیر مسلم نعت گو شعراء، سوپر کمپرنٹس، نزد محمد علی سرائے، مومن پورہ، ناگپور

Dr Sakinah Rasmally Bahadoor

Senior Lecturer

Mahatma Gandhi Institute (MGI), Mauritius

(Courtesy : Urdu Speaking Union)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

National and International Naat Symposium

Madeeha Umer[1]

The abstract of this article on Naat explores the significance of Naat culture in Canada, shedding light on its various dimensions and impact within the Muslim community. It delves into the role of Naat gatherings, both online and in-person, as platforms for spiritual enrichment, community bonding, and the celebration of Prophet Muhammad's(peace be upon him) teachings. Additionally, it examines the challenges faced in the promotion of Naat culture, such as misconceptions, educational gaps, and cultural influences, and proposes strategies for overcoming these obstacles. Ultimately, the it emphasizes the importance of preserving and promoting Naat culture as a means of fostering love and reverence for the Prophet Muhammad (peace be upon him) and strengthening the bonds of faith and unity within the Muslim community.

(1) My name is Madeeha Umer, and I have been residing in Toronto, Canada, with my family for the past decade. I hold a degree in Business (MBA) and am a certified Project Management Professional(PMP) in

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Canada. I was awarded a gold medal for my proficiency in Husnay Naat at the national level, showcasing my exceptional talent and dedication in the art of Naat recitation.

I am actively involved in various Islamic activities, including Islamic calligraphy, Naat recitation, teaching Naat, organizing Islamic conferences, hosting programs, and delivering motivational speeches.

For this article, I meticulously collected data from authentic sources and drew from my personal experiences to provide insight into Naat symposiums in Canada.

In conclusion, it is imperative for communities to continue nurturing a culture of love, respect, and devotion towards the Prophet Muhammad (peace be upon him) through Naat recitations, educational initiatives, and community dialogue. By doing so, we can ensure that the melodies of devotion continue to resonate within our hearts, enriching our spiritual journey and strengthening our bond with the beloved Messenger of Allah. Let us embrace the melodies of devotion and carry forward the legacy of Naat culture, as a timeless expression of our love for the Prophet Muhammad (peace be upon him) and a source of inspiration for generations to come.

Key Words: Naat, Naat Poetry, Naat Reciters, Global Naat, Canada.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Contents

1: Meaning of the topic

2: Why Naat is important for Muslims

3 : Naat contributions in Canada

4: Introduction

5: Naat khawaan in Canada

6: Naat writings

7: Famous Naat writers in Canada

8: Naat Classes

9: Sources of Naat classes

10: My personal online Naat classes

11: Nurturing Devotion

Naat compitions among youngsters

12: The significance of Naat in Milad

13: Types of Naat gatherings in Canada

14: Large Milad events

15: Small scale Milad events

16: Virtual/Online Milad events

17: Naat khawaan in Canada

18: Milad Organizers in Canada

19: My online Milad gathering Experience

20: Reviving sacred tradition through sisterhood

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

21: Dynamics of Naat Disseminations and challenges In Canada

22: Nurturing Harmony:

Addressing Challenges in Naat Culture among Alh-E Sunnah in Canada

23: Embracing the melodies of Devotion:

Exploring the essence of Naat Culture.

MEANING OF THE TOPIC

In English perspective"تناظرات"

The translation of the Urdu term into English is "dialogues"or"discussions."It refers to interactions or exchanges of ideas, opinions, or perspectives between individuals or groups. The translation of The given Topic"نعت قومی و بین الاقوامی تناظرات" into English is"National and International Naat Symposiums.

Why Naat Shareef is Important for Muslims

Naat Shareef holds significant importance for Muslims for several reasons:

Expressing Love for the Prophet Muhammad (peace be upon him)

Naat Shareef provides Muslims with a means to express their deep admiration, and reverence for the Prophet Muhammad(peace be upon him). Through the poetic verses and

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

melodious recitation, Muslims convey their devotion and attachment to the beloved Messenger of Allah.

Spiritual Connection

Listening to and reciting Naat Shareef strengthens the spiritual connection between Muslims and the Prophet Muhammad (peace be upon him.) It serves as a form of remembrance(dhikr) and an opportunity to draw closer to the Prophet's noble character, teachings, and virtues.

Cultural Heritage

Naat Shareef is an integral part of Islamic cultural heritage and tradition. It has been passed down through generations and is cherished as a symbol of Muslim identity and unity. It reflects the rich history and diversity of Islamic art and literature.

Educational Value:

Naat Shareef often contains valuable lessons and teachings derived from the life and teachings of the Prophet Muhammad (peace be upon him). Through the recitation and contemplation of Naat Shareef, Muslims learn about the Prophet's exemplary character, moral values, and teachings, which serve as a source of guidance for their lives.

Unity and Commemoration:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Naat Shareef gatherings and events bring Muslims together in a spirit of unity and communal celebration. These occasions provide an opportunity for believers to come together, commemorate the Prophet Muhammad's (peace be upon him) life, and reaffirm their commitment to following his noble example.

Cultural Expression:

Naat Shareef serves as a form of artistic and cultural expression within the Muslim community. It encompasses various styles, languages, and musical traditions, reflecting the diversity of Muslim cultures around the world.

Overall, Naat Shareef holds a special place in the hearts of Muslims, serving as a source of spiritual upliftment, cultural identity, and communal bonding. It encapsulates the profound love and devotion that Muslims hold for the Prophet Muhammad (peace be upon him) and serves as a reminder of his timeless message of compassion, mercy, and guidance for humanity.

Naat Contributions in Canada

Introdution

In Canada, Naat contributions are being made through various avenues such as events, gatherings, publications, and digital platforms. These contributions serve to celebrate the

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Prophet Muhammad's (peace be upon him) life and teachings, foster community unity, and promote Islamic cultural heritage.

Naat gatherings, often organized in mosques or community centers, provide opportunities for Muslims to come together in praise and remembrance. Additionally, publications and digital platforms showcase Naat poetry and recitations, reaching a wider audience and nurturing a deeper understanding and appreciation for this rich tradition.

Overall, Naat contributions in Canada play a significant role in fostering spiritual connection, cultural preservation, and community cohesion among Muslims across the country.

Naat Khawaan in Canada

Naat Khawaan around the globe are revered like celebrities, as Muslims shower them with love and respect, eagerly anticipating opportunities to listen to their heartfelt recitations.

Identifying the"best"Naat Khawaan in Canada is subjective, influenced by personal preferences, styles, and regional popularity. Communities

often invite Naat Khawaan from Pakistan and other countries to lead Milad Shareef gatherings, drawing large crowds. Male and female Naat Khawaan from various backgrounds visit

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Canada to spread the love of Prophet Muhammad(peace be upon him) and receive admiration from their audiences. Local communities also boast talented Naat Khawaan who willingly contribute their skills to their respective fields. Below are few female well-known Naat Khawaan of Canada.

Erum Naveed

Pakiza Munir

Seema Munir

Shabana Mughal

Kashifa Khan

Haleema Sadia

Madeeha Umer

In addition to female Naat Khawaan, there are numerous male Naat Khawaan in the Greater Toronto Area(GTA) who are deeply committed to spreading the love and reverence for Prophet Muhammad (peace be upon him). These dedicated individuals devote their lives to reciting Naats, often in mesmerizing and soul stirring performances that captivate audiences and instill a profound sense of devotion. Through their melodious voices and heartfelt renditions, these male Naat Khawaan inspire others to connect with the teachings and virtues of the Prophet Muhammad(peace be upon him) and to embody

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

his noble example in their lives. They play a vital role in fostering unity and spiritual growth within the Muslim community, serving as beacons of light and sources of inspiration for generations to come.

Naat Writings

In Canada, work on Naat writings is carried out by individuals, poets, scholars, and enthusiasts who are passionate about expressing their love and reverence for the Prophet Muhammad (peace be upon him) through poetry. This includes both original compositions and adaptations of existing Naat poetry. Poets and writers often draw inspiration from Islamic teachings, the life of the Prophet Muhammad (peace be upon him), and themes of love, devotion, and spirituality. They may also incorporate cultural and linguistic influences from diverse communities within Canada.

Naat writings are shared and promoted through various platforms such as books, magazines, websites, social media, and community events. Islamic organizations, mosques, cultural centers, and educational institutions may also facilitate workshops, competitions, and gatherings to encourage Naat writing and recitation.

Furthermore, collaborative efforts and networking among

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Naat enthusiasts contribute to the growth and dissemination of Naat poetry in Canada. By celebrating the Prophet Muhammad's (peace be upon him) virtues and teachings through Naat writings, individuals in Canada contribute to nurturing a culture of love, respect, and reverence for the beloved Prophet.

Famous Naat writers in Canada

In Canada, there are talented individuals who contribute to the rich tradition of Naat writing. These Naat writers, often poets and enthusiasts, express their love and reverence for Prophet Muhammad (peace be upon him) through their poetic compositions. They draw inspiration from Islamic teachings, the life of the Prophet Muhammad, and themes of spirituality, devotion, and love.

Naat writers in Canada may come from diverse backgrounds, reflecting the multicultural fabric of Canadian society. They may write in various languages, including Urdu, English, Arabic, and Punjabi, catering to the linguistic diversity within the Muslim community.

These writers play a significant role in nurturing a culture of appreciation for Naat poetry and promoting the message of love and respect for the Prophet Muhammad. Their works are often shared and celebrated through local gatherings, mosques,

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Islamic events, and online platforms, contributing to the spiritual enrichment of Muslims in Canada. Seema Munir is a renowned Naat writer in the Greater Toronto Area(GTA). She dedicates her life to crafting beautiful Naat Shareef compositions and imparting her knowledge by teaching Naat to others.

NAAT CLASSES

In Canada many Islamic schools, community centers, and organizations offer classes, workshops, or programs that include Naat recitation as part of their curriculum or activities. Additionally, some individuals or groups also provide private lessons or coaching in Naat recitation. In local mosques, Islamic schools, community centers, or cultural organizations, they offer resources or connections to Naat enthusiasts or educators in the community. Additionally, online platforms and forums dedicated to Islamic arts and culture also provide information and networking opportunities for those interested.

Sources of Naat Classes

In Canada Naat classes are conducted through different institutions, organizations, mosques and by individuals in person and online according to their own suitable schedules.

Some of these are as below.

Masjid E Bilal Paris

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Masjid E Riadul Jannah Mississauga

Masjid E Aqsa Brampton

Masjid E Fatima Zahra Milton

Noor Ul Madina sisters Cambridge

Noor Ul Harram Mosque Oakville.

Sister Seema Munir is also conducting Naat classes, aiming to serve in the field of Naat and to foster a deeper love for Prophet Muhammad (peace be upon him) . Sources of Naat Classes.

My Personal Online Naat Classes

In Canada, numerous organizations, schools, and community centers arrange Naat classes both in person and online. I am privileged to offer free online Naat classes through the non-profit organization Canada named Ummati Sisters. In these classes, children learn about the essence of Naat, its significance, and the importance of purifying intentions before reciting Naat. They also delve into various aspects such as the different types of Naat, methods of recitation, selection of poetry (kalam), and techniques for modulating their voice to complement the chosen poetry. Additionally, the classes include teachings about the Sunnah and Ahadith of Prophet Muhammad (peace be upon him).

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

The primary goal of these classes is to nurture a deep love for Prophet Muhammad (peace be upon him) and to instill his exemplary teachings in our lives. Through the beautiful recitation of Naat, I aim to express our profound love and admiration for him, while striving to embody his noble character and teachings.

Nurturing Devotion:

Naat Competitions Among Youngsters

Naat competitions are a recurring feature in various institutions and local TV channels throughout the year, especially among young children. Prior to participation, these youngsters undergo thorough instruction on the rules and regulations governing Naat recitations. Their acquired knowledge is then assessed through examinations, ensuring a solid understanding of the art form. Subsequently, the best candidates from these examinations are selected to participate in competitions where they showcase their talents.

Prizes are awarded to the winners as recognition of their proficiency and dedication. The primary objective behind organizing these Naat competitions is to instill a sense of motivation and devotion among the youth, encouraging them to deepen their connection with spiritual practices and fostering a

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

love for the Prophet Muhammad (peace be upon him) and his teachings. Through these competitions, youngsters not only hone their recitation skills but also cultivate values of discipline, d e d i c a ti o n , and reverence, contributing to their holistic development as individuals grounded in faith and tradition.

The Significance of Naat in Milad

Naat holds a central place in Milad Shareef gatherings, where its recitation is considered indispensable. On joyous occasions and significant Islamic dates, Milad Shareef is deemed essential to seek the blessings and goodwill of Allah. During these events, various Naatia Kalam are recited, reflecting on different topics, and the dissemination of Naat takes precedence. Additionally, Milad Shareef is organized for blessings and mercy from Allah Subhan O Tallah ,such as pre-wedding Du'a e Khair, housewarming ceremonies, Khair O Barakah, and Du'a e Maghfirah. Families adhering to the Ahl-e-Sunnah tradition often hold Milad and Du'a ceremonies. In the month of Rabi-ul-Awwal, Milad gatherings span all thirty days, and on important Islamic d a t e s , Milads are conducted alongside the recitation of Naat, presenting a bouquet of love and honor in reverence to the Holy prophet.

Types of Milad Gatherings in Canada

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Milad gatherings in Canada are organized by various entities within the Muslim community, including mosques, Islamic centers, community organizations, and private individuals. These gatherings typically commemorate the birth or life of the Prophet Muhammad (peace be upon him) and may include recitations of Naat, speeches, Quranic recitations, and communal prayers.

Larger Milad Events

The organization of Milad gatherings varies depending on the scale and context of the event. For larger Milad events, mosques or Islamic centers may take the lead in planning and coordination, often involving committees or dedicated volunteers to oversee logistics such as venue booking, program scheduling, inviting speakers and Naat Khawaan, and managing.

Smaller-Scale Milad Events

Smaller-scale Milad gatherings may be organized by community members in their homes or community spaces, with individuals taking on the responsibility of arranging the program, inviting guests, and coordinating refreshments. In both cases, the goal of organizing Milad gatherings is to foster a sense of unity, love, and reverence for the Prophet Muhammad (peace be upon him) among Muslims in Canada. These events provide

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

opportunities for communal celebration, spiritual reflection, and strengthening of faith.

Virtual/Online Milad Events

Social media serves as an invaluable platform for discovering new Naat talent in Canada. It provides a welcoming space for aspiring Naat khawaan to showcase their art of Naat recitation and connect with a broader audience. Milad gatherings in Canada are typically conducted through virtual platforms such as video conferencing software, social media live streams, or dedicated websites. Here's an overview of how these online Milad gatherings are conducted:

Virtual Platforms: Organizers use video conferencing software like Zoom, Microsoft Teams, or Google Meet to host online Milad gatherings. Participants join the virtual event by clicking on the provided link or entering a meeting ID and password. These platforms allow for interactive features such as live video streaming, chat rooms, and screen sharing.

Social Media Live Streams:

Some organizers choose to conduct online Milad gatherings through social media platforms such as Facebook, YouTube, or Instagram. They live stream the event on their organization's or personal accounts, allowing viewers to watch

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

and participate in real-time. Viewers can leave comments, react to the content, and share the stream with their friends and followers

Dedicated Websites:

In some cases, organizers create dedicated websites or webpages for hosting online Milad gatherings. These websites may include features such as live video streaming, event schedules, speaker bios, and donation options. Participants access the event by visiting the website and following the provided instructions for joining the live stream.

During online Milad gatherings, organizers typically follow a similar format to traditional in-person gatherings. This may include recitations of Naat, Quranic verses, speeches or lectures about the life and teachings of the Prophet Muhammad(peace be upon him) , and communal prayers. Participants have the opportunity to engage with the content, interact with speakers and fellow attendees, and share their reflections and prayers in real-time through chat features or comments.

Milad Organizers in Canada

In Canada, numerous individuals take it upon themselves to organize Milad gatherings with the sole intention of spreading love for Prophet Muhammad (peace be upon him) and the

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

teachings of Islam. These individuals serve as ambassadors of Naat dissemination, not only within Canada but also around the world. Through their tireless efforts and dedication, they play a pivotal role in promoting the message of peace, love, and unity embodied by the Prophet Muhammad. These Milad organizers, often driven by a deep sense of devotion and reverence, orchestrate events that bring together people from diverse backgrounds and communities, fostering a sense of camaraderie and spiritual connection.

By sharing the melodious recitations of Naat, the profound teachings of Islam, and the timeless wisdom of the Prophet Muhammad, these individuals contribute to the enrichment of hearts and minds, inspiring countless individuals to deepen their faith and embody the noble qualities exemplified by the Prophet. Some of these Milad Organizers are as follows

Sister Naheed Akhtar from Ummati Sisters Non-profit Organization.

Sister Almas and Shabnum Jawad from Masjid Bilal Paris.

Nasra khan and Nazli from Masjid Riadul Jannah Mississauga.

Sister Shabana from Masjid Al Aqsa Brampton.

Dawat E Islami from Masjid E Aqsa Brampton.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Sister Noreen Saeed Masjid Fatima Zahra Milton

Sister Noor ul Madina from Cambridge.

Sister Zareen in Noor ul Harram Masque in Oakville

Minhaj Ul Quran Jamia Al Mustafa Mississauga

MR Hashim Ali Qadri

Sister Raheela Rashid and

Sister Seema Munir conduct Milad at their places.

My Online Milad Gathering Experience

I have experience conducting online Milad gatherings through the Zoom Meeting application on behalf of the Ummati Sisters Non-Profit Organization in Canada. This organization is renowned for hosting both online and in-person Milad events regularly. The primary aim of these gatherings is to disseminate Naat recitations and express our love for our beloved Prophet Muhammad (peace be upon him). Every Friday, different hosts lead the Milad, welcoming participants from around the globe to join in the recitation of Tilawat (Quranic verses), Hamd (praise of Allah), Naat, Manqabat (poetic praise), dua (supplication), and Durood o Salam (invocation of blessings upon the Prophet) . Distinguished Islamic scholars from Canada and Pakistan are invited to deliver speeches on various topics related to the life and message of the Prophet Muhammad (peace be upon him).

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Some of these scholars include

Ustaza Shabnum Jawad from Canada,

Ustaza Doctor Fatima Nurid Sahiba from Pakistan,

Ustaza Kashifa Khan from Canada,

Ustaza Fatima Rehman from Canada,

Ustaza Shahida Javad from Canada,

Ustaza Asifa Qadria from Cambridge.

and many others. They enlighten the audience with discussions on the Seerah(biography) of Prophet Muhammad(peace be upon him) and his message. Additionally, the Ummati Sisters Non-Profit Organization is well-known for organizing in-person Milad events. The purpose of both the in-person and online Milad gatherings is to spread the message of love for Prophet Muhammad(peace be upon him) and his teachings.

Reviving Sacred Traditions Through Sisterhood

Many Muslim sisters in Canada are actively engaged in promoting Naat, playing distinctive roles in spreading Zikr and Ishq-e-Rasool(love for the Prophet Muhammad, peace be upon him) throughout the year. They visit households regularly, encouraging people to attend these gatherings of remembrance, inviting friends, family, and teenagers to join them, especially on weekends. In doing so, they aim to revive the cherished values of

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

these blessed gatherings, following the tradition of our ancestors. Now, people in Canada also have the opportunity to partake in the blessings and Barakah(divine blessings) offered in these gatherings. It brings me joy to see new sisters attending these gatherings, feeling blessed and eager to return. It's not just these sisters, but all individuals mentioned earlier, who selflessly organize Milad gatherings and promote Naat without charge, solely seeking the pleasure of Allah Subhan O Watallah.

Dynamics of Naat Dissemination and challenges in Canada

In my observations, Canada showcases a vibrant dissemination of Naat, with a noticeable trend of enthusiasm and zeal among the youth and new generation. However, concurrently, there exists a concerning phenomenon of Ahl-e-Sunnah individuals retracting from Naat recitation and Milad organization, attributed to several factors.

Firstly, many Ahl-e-Sunnah parents who personally endorse Naat recitation and Milad gatherings often enroll their children in madrassas and institutions where the administration does not adhere to the principles of Ahl-e-Sunnah. Consequently, their children are exposed to teachings conflicting with the promotion of Naat culture, leading to arguments, changes in mentality, and ultimately, discord within families.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Secondly, certain Naat compositions containing shirqia (associating partners with Allah) wordings or departing from the authentic Seerah(biography) of Prophet Muhammad(peace be upon him) are met with rejection by some individuals, resulting in reluctance to engage with Naat recitations.

Thirdly, misconceptions surrounding the concept of reciting Salam while standing are prevalent among many people, who mistakenly label it as a bid'ah(innovation) within the Ahl-e-Sunnah sect. This misunderstanding gradually leads to a shift in mindset and a distancing from Ahl-e-Sunnah practices. These challenges highlight the importance of education, dialogue, and fostering a deeper understanding of Ahl-e-Sunnah principles within the community, to ensure the preservation and promotion of Naat culture in Canada.

Nurturing Harmony:

Addressing Challenges in Naat Culture Among Ahl-e-Sunnah in Canada.

To address the challenges mentioned, the following suggestions can be considered:

Educational Initiatives

Establish educational programs and workshops within Ahl-e-Sunnah communities to educate parents, children, and

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

community members about the importance and authenticity of Naat recitations and the significance of adhering to the principles of Ahl-e-Sunnah.

Curriculum Review

Advocate for the inclusion of authentic Naat recitations and teachings based on the Seerah of Prophet Muhammad(peace be upon him) in madrassa curriculums and educational materials, ensuring alignment with Ahl-e-Sunnah beliefs and values.

Community Dialogue

Facilitate open discussions and dialogues within Ahl-e-Sunnah communities to address misconceptions and concerns regarding certain Naat compositions or practices, fostering understanding, unity, and mutual respect among community members.

Leadership Guidance

Seek guidance and leadership from knowledgeable scholars and respected community leaders within the Ahl-e-Sunnah sect to provide clarity on matters related to Naat recitations, Salam recitation, and other practices, guiding the community towards adherence to authentic teachings.

Youth Engagement

Encourage active participation and engagement of youth

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

in Naat recitation competitions, educational seminars, and community events focused on promoting Naat culture and Ahl-e-Sunnah practices, fostering a sense of ownership and pride in their cultural heritage.

By implementing these suggestions, communities can work towards resolving the challenges faced in Naat culture among Ahl-e-Sunnah in Canada, fostering harmony, understanding, and a deeper appreciation for the rich traditions of Naat recitation and Ahl-e-Sunnah practices.

Embracing the Melodies of Devotion:

Exploring the Essence of Naat Culture

In conclusion, the discussion on Naat culture has highlighted its profound significance in fostering a deeper connection with the Prophet Muhammad (peace be upon him(and promoting spiritual enrichment among Muslims, both in Canada and globally. Naat recitations serve as expressions of love, reverence, and admiration for the Prophet, drawing inspiration from his noble character and teachings. Throughout this article, we've explored the various dimensions of Naat culture, including its role in Milad gatherings, educational initiatives, and youth engagement. We've also delved into the challenges faced in the dissemination of Naat culture among

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

Ahl-e-Sunnah communities in Canada, such as misconceptions, educational gaps, and cultural Influences.

Despite these challenges, there is a resounding spirit of resilience and determination within communities to preserve and promote Naat culture, guided by a shared commitment to upholding the traditions of Ahl-e-Sunnah and fostering a deeper understanding of the Prophet's teachings. Moving forward, it is imperative for communities to continue nurturing a culture of love, respect, and devotion towards the Prophet Muhammad (peace be upon him) through Naat recitations, educational initiatives, and community dialogue. By doing so, we can ensure that the melodies of devotion continue to resonate within our hearts, enriching our spiritual journey and strengthening our bond with the beloved Messenger of Allah.

Let us embrace the melodies of devotion and carry forward the legacy of Naat culture, as a timeless expression of our love for the Prophet Muhammad(peace be upon him) and a source of inspiration for generations to come.

Ending Note:

This article is dedicated to the Naat Literary Conference 2024,inspired by the esteemed Dr. Sarwar Hussain Naqshbandi, my mentor and guide in this blessed field. I am grateful for the

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

opportunity to work on the Naat topic that has been granted to me. May Allah accept my humble contribution to this unique and noble cause. Ameen.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com